

نَجْمُ الْبِلَاءِ

علامہ الیّد الشریف الرضی (طاب ثابہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ الیّد زیشان حیدر جوادی

محفوظ الہامی نجیبی ❁ ماریٹن روڈ
کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

from page 509

page 797

3/3

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: _____ منہج البلاغہ
مترجم: _____ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی
پہلا ایڈیشن (ہندوستان): _____ مارچ ۱۹۹۸ء
پہلا ایڈیشن (پاکستان): _____ مارچ ۱۹۹۹ء
تعداد: _____ ۱۰۰۰
ناشر (ہندوستان): _____ تنظیم الکاتب، لکھنؤ
ناشر (پاکستان): _____ محفوظ بک اینجنسی۔ کراچی
قیمت: _____ ڈیپلکس ایڈیشن -/250
سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں
ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو
○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

بسمِ ناسخ و فائدہ

”نہج البلاغہ“ — بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبر سلونی کے خطبات و مکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی و فکری الباد ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اس کتابِ ادبِ نصاب اور حکمتِ مآب کو وحیِ ربانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً و فصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اس کتابِ مظہرِ العجائب کو تحتِ کلامِ الخالق و فوقِ کلامِ المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت و طہارت کا النسب اظہار ہے۔

علوم و معارفِ امامیہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں محفوظِ بک ایک جنسی اب بین اللقوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری و پاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر و نظر کے لیے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سید ذیشان جید رجوادی، مظلہ نے مرحمت فرمائی ہے۔

اس بے مثال کاوش کے توسط سے علامہ سید ذیشان جید رجوادی، مظلہ، ایک لائق و فائق مترجم اور شائع کی حیثیت سے حرف و ظفر کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مسلم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اردو تراجم کی صف میں ایک امتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات و کلمات کے حوالہ جات کی تحقیقی توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید برآں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات و کلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہ برکت پناہ میں، دست برد دعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی بظلالہ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین) میں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترائی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیشہ

سید اعنایت حسین

فہرست مضامین

نبج البکفة: حصہ اول

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر
۵۹	اشعث ابن قیس کی غداری اور نفاق کا ذکر	۱۹	۲۷	تخلیق کائنات - تخلیق جناب آدمؑ	۱
	غفلت سے آگاہی، اور حق کی طرف	۲۰	۳۳	انتخاب انبیائے کرام - بعثت رسول اکرمؐ	۲
۶۱	لوٹ آنے کی دعوت	۲۱	۳۵	قرآن اور احکام شرعیہ - ذکر حج بیت اللہ	۳
۶۱	موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت آموزی	۲۲	۳۵	صفین سے واپسی پر آپ کا ایک خطبہ	۴
	کچھ لوگوں کی طرف سے آپ کی بیعت	۲۳	۳۹	خطبہ شقشقیہ	۵
۶۳	تورنے کے بعد منبر بالا	۲۴	۴۳	لوگوں کو وعظ و نصیحت اور گمراہی سے ہدایت کی جانب راہنمائی	۶
	فقرا کو زہد اور سرمایہ داروں کو شفقت کی ہدایت	۲۵	۴۵	وفات حضرت رسول خداؐ کے وقت جب اس اور ابو سفیان نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا	۷
۶۳	اطاعت خدا کی طرف دعوت	۲۶	۴۷	طلحہ اور زبیر کی اتباع نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا	۸
۶۷	بسر بن ابی ارقطہ کے مظالم سے تنگ آ کر واپس آنے والے صحابیوں سے خطاب	۲۷	۴۷	شیطان کی مذمت	۹
۶۹	قبل از بعثت عرب کی حالت کا ذکر	۲۸	۴۹	زیر کے بے میں ارشاد گرامی	۱۰
۷۱	شکر معاویہ کی انبار پر حملہ کرنے کے بعد خطاب	۲۹	۴۹	اصحاب جمل کے اوصاف کا تذکرہ	۱۱
	دنیا کی بے ثباتی اور زوال و آخرت کی اہمیت کا تذکرہ	۳۰	۴۹	شیطان یا شیطان صفت کے بے میں	۱۲
۷۵	ضحاک بن قیس کے حملہ کرنے کے بعد لوگوں کو جہاد کیلئے آمادہ کرنے کیلئے خطاب	۳۱	۴۹	میدان جمل میں اپنے فرزند محمد بن الحنفیہ سے خطاب	۱۳
۷۷	حضرت عثمانؓ کے قتل کے بے میں ارشاد	۳۲	۵۱	اصحاب جمل پر کامیابی کے وقت ارشاد	۱۴
۷۹	عبداللہ بن عباسؓ کو زبیر کی طرف داغی کے وقت کا ارشاد	۳۳	۵۱	اہل بصرہ کی مذمت میں	۱۵
۷۹	تذکرہ زمانہ کے ظلم کا اور اہل دنیا کی ۵ قسمیں	۳۴	۵۳	اہل بصرہ کی ہی مذمت میں	۱۶
۸۳	جنگ جمل کے موقع پر اہل بصرہ سے خطاب	۳۵	۵۳	حضرت عثمانؓ کی جاگیریں واپس کرتے وقت بیعت مدینہ کے وقت بیعت کی قسمیں	۱۷
۸۵	قصہ خوارج کے بعد اہل شام سے خطاب		۵۴	بیت ان کیس	۱۸
۸۷	تحکیم کے بے میں خطاب		۵۷	منہ اقدار پر نا اہلوں کے بے میں بیان	۱۹
			۵۹	اختلاف فتویٰ کے بے میں علماء کی مذمت اور قرآن کی مرجعیت کا ذکر	۲۰

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۳۶	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کیا	۸۹	۵۶	میں تاخیر کے وقت	۱۰۷
۳۷	واقعہ نہروان کے بعد اپنے فضائل اور کارناموں کا ذکر	۹۱	۵۷	صفین میں صلح کے حکم کے وقت اصحاب رسول کا تذکرہ	۱۰۷
۳۸	شعبہ کی وجہ تسمیہ	۹۱	۵۸	ایک قابل مذمت شخص کے بارے میں	۱۰۷
۳۹	عین التمر پر حملہ کے وقت لوگوں کو نصرت پر آمادہ کرنے کے بارے میں۔	۹۱	۵۹	لاحکم الا اللہ کا نعرہ لگانے والوں سے خطاب	۱۰۹
۴۰	خوارج کے مقولہ "لاحکم الا اللہ" کے بارے میں ارشاد	۹۳	۶۰	خوارج کی ہزیمت کے بارے میں آپ کی پیشگوئی	۱۰۹
۴۱	غداروں کی مذمت اور اس کے نتائج	۹۳	۶۱	خوارج کے قتل کے بعد آپ کا ارشاد	۱۱۱
۴۲	اتباع خواہشات اور لمبی امیدوں سے ڈرایا گیا ہے	۹۵	۶۲	خوارج کے بارے میں ارشاد	۱۱۱
۴۳	اصحاب کو اہل شام سے آمادہ جنگ کرنا	۹۵	۶۳	آپ کو قتل کی دھمکی لینے کے بعد ارشاد	۱۱۱
۴۴	مصلح بن عبیدہ شیبانی کی بددیانتی اور موقع سے نسیار ہو جانا۔	۹۷	۶۴	دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۱۱۱
۴۵	انشر کی عظمت و جلال اور مذمت دنیا کے بارے میں خطاب	۹۷	۶۵	نیک اعمال کی طرف ہجرت کے بارے میں علم الہی کے لطیف ترین مباحث کی طرف اشارہ	۱۱۳
۴۶	بر وقت روانگی شام	۹۹	۶۶	جنگ صفین میں تسلیم حرب کے سلسلے میں ارشاد	۱۱۵
۴۷	شہر کوفہ کے بارے میں	۹۹	۶۷	سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی کے بعد آپ کا ارشاد و گرامی	۱۱۷
۴۸	کوفہ سے نکلنے وقت مقام خلیفہ پر ارشاد	۹۹	۶۸	شہادت محمد بن ابی بکر کے بعد اپنے اصحاب کی بے رخی کے بارے میں فرماتے ہیں	۱۱۹
۴۹	پروردگار کی مختلف صفات اور اس کے علم کا ذکر	۱۰۱	۶۹	شب ضریت کے وقت آپ کا ارشاد گرامی	۱۱۹
۵۰	تباہ کن فتنوں کا ذکر اور ان کے اثرات	۱۰۱	۷۰	اہل عراق کی مذمت کے بارے میں	۱۲۱
۵۱	جب معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں پر بانی تذکرہ کیا	۱۰۱	۷۱	صلوات کی تعلیم اور صفات خدا و رسول	۱۲۱
۵۲	زہد کی ترغیب۔ زاہد کا ثواب اور مخلوقات پر خالق کی نعمتوں کا تذکرہ	۱۰۳	۷۲	مردان بن الحکم سے بصرہ میں خطاب	۱۲۵
۵۳	دشمنان کی صفات کا تذکرہ	۱۰۵	۷۳	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا	۱۲۵
۵۴	اپنی بیعت کا تذکرہ	۱۰۵	۷۴	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل	
۵۵	اہل صفین سے جہاد کی اجازت دینے		۷۵		

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	خطبہ نمبر
۱۹۵	رسول اکرمؐ اور اہلبیتؑ کے بارے میں	۱۰۱	۱۲۵	کا الزام لگایا	۷۶
۱۹۵	حوادث زمانہ کا ذکر	۱۰۱	۱۲۶	عمل صالح کی ترغیب	۷۷
۱۹۶	قیامت کے دن کا ذکر	۱۰۲	۱۲۷	جب سعید بن العاص نے آپ کو اپنے	۷۸
۱۹۹	زہد و تقویٰ کے بارے میں	۱۰۳	۱۲۸	حق سے محروم کر دیا	۷۹
۲۰۱	آپ کے خطبے کا ایک حصہ	۱۰۴	۱۲۹	آپ کے دعائیں و کلمات	۸۰
۲۰۳	رسول اکرمؐ کے اوصاف اور بنی امیہ کی تہدید	۱۰۵	۱۳۰	جنگ خوارج کے موقع پر آپ کا ارشاد گرامی	۸۱
۲۰۵	اسلام کی فضیلت اور اصحاب رسولؓ کی ملامت	۱۰۶	۱۳۱	عورتوں کے فطری نقائص	۸۲
۲۰۶	جنگ صفین کے دوران خطبہ	۱۰۷	۱۳۲	زہد کے بارے میں ارشاد گرامی	۸۳
۲۰۹	پیغمبرؐ کی توصیف اور بنی امیہ کے گونا گوں حالات	۱۰۸	۱۳۳	دُنیائے کی صفات کے بارے میں ارشاد	۸۴
۲۱۱	کے سلسلہ میں منسرایا	۱۰۹	۱۳۴	عجیب و غریب خطبہ غزیر جس میں خلقت کے	۸۵
۲۱۹	پروردگار کی عظمت - ملائکہ کی رفعت اور	۱۱۰	۱۳۵	درجات اور پند و نصائح بیان کیے گئے ہیں۔	۸۶
۲۱۹	آخت کا ذکر	۱۱۱	۱۳۶	عمر ابن عاص کے بارے میں	۸۷
۲۱۹	ارکان اسلام کے بارے میں	۱۱۲	۱۳۷	پروردگار کی ۸ صفات کا ذکر	۸۸
۲۱۹	مذمتِ دنیائے کے بارے میں	۱۱۳	۱۳۸	صفات خالق اور تقویٰ کی نصیحت	۸۹
۲۲۳	ملک الموت کے رُوح قبض کرنے کے بارے	۱۱۴	۱۳۹	مؤمنین اور منافقین کی صفات کا تذکرہ	۹۰
۲۲۳	میں منسرایا	۱۱۵	۱۴۰	مہلک اسباب کا بیان	۹۱
۲۲۵	مذمتِ دنیائے کے بارے میں	۱۱۶	۱۴۱	رسول اکرمؐ اور تبلیغِ امام کے بارے میں	۹۲
۲۲۵	لوگوں کو نصیحت	۱۱۷	۱۴۲	معبود کے یقین اور عظمتِ مخلوقات کا بیان	۹۳
۲۲۹	طلب باران کے سلسلے میں	۱۱۸	۱۴۳	خطبہ اشباح	۹۴
۲۳۳	اپنے اصحاب کو نصیحت	۱۱۹	۱۴۴	قرآن مجید میں صفات پروردگار کا ذکر	۹۵
۲۳۳	خدا کی راہ میں جان و مال سے جہت و	۱۲۰	۱۴۵	جب لوگوں نے آپ کی بیعت کا ارادہ کیا	۹۶
۲۳۳	کرنے کے متعلق	۱۲۱	۱۴۶	بنی امیہ کے فتنہ کی طرف آگاہی	۹۷
۲۳۵	اپنے اصحاب کے نیک کردار افراد کے بارے	۱۲۲	۱۴۷	خداوندِ عالم کی حمد و ثناء - محمدؐ و آلِ محمدؑ کے	۹۸
۲۳۵	میں	۱۲۳	۱۴۸	فضائل اور مواظبتِ حسنہ کا ذکر	۹۹
۲۳۵	جہاد کی تلقین کے وقت لوگوں کے	۱۲۴	۱۴۹	رسول اکرمؐ کے فضائل و مناقب کا ذکر	۱۰۰
۲۳۵	سکوت کے موقع پر	۱۲۵	۱۵۰	پروردگار اور رسول اکرمؐ کی صفات	۱۰۱
۲۳۷	اپنی فضیلت کا ذکر	۱۲۶	۱۵۱	اپنے اصحاب اور اصحابِ رسولؐ کا موازنہ	۱۰۲
۲۳۷	لیلا الہیہ کے بعد لوگوں سے منسرایا	۱۲۷	۱۵۲	بنی امیہ کے مظالم کی طرف اشارہ	۱۰۳
			۱۵۳	ترک دنیا اور نیرنگی عالم کی طرف اشارہ	۱۰۴

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۱۲۱	تحکیم کے منکر لوگوں سے خطاب	۲۳۹	۱۳۵	دنیا کے فتنہ ہونے کے بارے میں	۲۶۹
۱۲۳	جنگ صفین میں اپنے اصحاب سے خطاب	۲۴۱	۱۳۶	جب حضرت عمرؓ نے غزوہ فارس میں شرکت کے لیے مشورہ کیا	۲۷۱
۱۲۴	اصحاب کو آمادہ جنگ کرنا	۲۴۱	۱۳۷	بعثت پیغمبر کی غرض و غایت کے بارے میں	۲۷۱
۱۲۵	تحکیم کو قبول کرنے کے وجہ اور اسباب	۲۴۲	۱۳۸	طلحہ و زبیر کے بارے میں	۲۷۵
۱۲۶	بیت المال میں برابری کی تقسیم جاری کرنے پر	۲۴۳	۱۳۹	اپنی شہادت سے قبل ارشاد	۲۷۵
۱۲۷	کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا	۲۴۵	۱۴۰	زمانہ کے حوادث اور گمراہیوں کے	۲۷۷
۱۲۸	خارج کے عقائد کے رد میں فرمایا	۲۴۷	۱۴۱	گروہ کا ذکر	۲۷۷
۱۲۹	بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں کی خبر	۲۴۹	۱۴۲	فتنوں سے لوگوں کو ڈرایا	۲۷۹
۱۳۰	دیتے ہوئے فرمایا	۲۵۱	۱۴۳	گیتا ہے	۲۸۱
۱۳۱	دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حالت	۲۵۱	۱۴۴	خداوند عالم کی عظمت و جلالت اور ائمہ طاہرین کے اوصاف کا تذکرہ	۲۸۱
۱۳۲	حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے رخصت کرتے وقت فرمایا	۲۵۳	۱۴۵	گمراہوں اور منافقوں کی حالت زار کا ذکر	۲۸۳
۱۳۳	خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و احکام کے اوصاف	۲۵۳	۱۴۶	فضائل اہلبیت کا ذکر	۲۸۵
۱۳۴	لوگوں کو بند و نصیحت اور زندگی ترغیب	۲۵۵	۱۴۷	چمکا دینے کی عجیب و غریب خلعت کا تذکرہ	۲۸۷
۱۳۵	خداوند عالم کی عظمت اور قرآن کی جلالت کا ذکر	۲۵۵	۱۴۸	اہل بیتؑ کو حوادث سے آگاہ کرنا	۲۸۹
۱۳۶	جب حضرت عمرؓ نے غزوہ روم میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا	۲۵۷	۱۴۹	تقویٰ کی طرف آمادہ کرنا	۲۹۳
۱۳۷	جب مغیرہ ابن افسس نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں بولنا چاہا	۲۵۹	۱۵۰	بعثت رسولؐ، فضیلت قرآن اور نبی امیتہ کی حکومت کا ذکر	۲۹۵
۱۳۸	بیعت کے بارے میں	۲۵۹	۱۵۱	لوگوں کے ساتھ پناہ حسن سلوک	۲۹۷
۱۳۹	طلحہ و زبیر اور اپنی بیعت کے بارے میں	۲۵۹	۱۵۲	خداوند عالم کی توصیف، خوف ورجاء	۲۹۹
۱۴۰	مستقبل کے حوادث کی طرف اشارہ	۲۶۱	۱۵۳	انبیاءؑ کی زندگی کے متعلق	۲۹۹
۱۴۱	شوری کے موقع پر	۲۶۳	۱۵۴	صفات رسولؐ، فضیلت اہل بیتؑ،	۳۰۳
۱۴۲	لوگوں کو غیبت سے روکتے ہوئے فرمایا	۲۶۳	۱۵۵	تقویٰ اور اتباع رسولؐ کی دعوت کا تذکرہ	۳۰۳
۱۴۳	غیبت اور حق و باطل کا فرق	۲۶۵	۱۵۶	ایک شخص کے سوال کا جواب	۳۰۵
۱۴۴	نااہل کے ساتھ احسان کا سلوک	۲۶۵	۱۵۷	اللہ کی توصیف، خلقت انسان اور ضروریات	۳۰۷
۱۴۵	طلب بارش کے سلسلہ میں	۲۶۵	۱۵۸	زندگی کی طرف راہنمائی	۳۰۷
۱۴۶	بعثت انبیاءؑ کا تذکرہ	۲۶۷	۱۵۹	حضرت علیؑ کا حضرت عثمانؓ سے مکالمہ اور	۳۰۹
			۱۶۰	ان کی دامادی پر ایک نظر	۳۰۹

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۱۶۵	مور کی عجیب و غریب خلقت اور جنت	۳۱۱	۱۸۳	حالت اور شہداء مصغین پر اظہارِ تاسف	۳۳۵
۱۶۶	کے دلفریب مناظر	۳۱۹	۱۸۴	خداوند عالم کی توصیف، فضیلتِ قرآن اور تقویٰ	۳۵۱
۱۶۷	اتحاد و اتفاق کی دعوت اور بنو امیہ کا زوال	۳۲۱	۱۸۵	کی وصیت	۳۵۵
۱۶۸	حقوق و فرائض کی نگہداشت اور اللہ سے خوف	۳۲۳	۱۸۶	برج بن ہرطانی سے خطاب	۳۵۵
۱۶۹	کھلنے کی نصیحت	۳۲۳	۱۸۷	خداوند عالم کی عظمت و توصیف اور بعض مخلوقات	۳۵۵
۱۷۰	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قاتلین	۳۲۳	۱۸۸	کا ذکر	۳۵۵
۱۷۱	سے قصاص لینے کی فرمائش کی	۳۲۳	۱۸۹	مسائل الہیات (توحید) کے بنیادی	۳۶۱
۱۷۲	جب اصحاب جبل بصرہ کی جانب روانہ ہوئے	۳۲۳	۱۹۰	اصول کا تذکرہ	۳۶۱
۱۷۳	جنت قائم ہونے پر دو جب اشباع حق	۳۲۳	۱۹۱	حوادث روزگار کا تذکرہ	۳۶۲
۱۷۴	میدانِ مصغین میں جب دشمن سے دُوبدو	۳۲۳	۱۹۲	خداوند عالم کے احسانات، مرنے والوں کی	۳۶۲
۱۷۵	لڑنے کا ارادہ کیا	۳۲۳	۱۹۳	حالت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۳۶۲
۱۷۶	حمدِ خدا، یومِ شوریٰ اور قریش کے مظالم اور	۳۲۳	۱۹۴	ایمان اور وجوبِ حجرت کے بارے میں	۳۶۹
۱۷۷	اصحابِ جبل کی غارتگریوں کا ذکر	۳۲۳	۱۹۵	حمدِ خدا، شانے رسولؐ اور تقویٰ کی اہمیت	۳۶۹
۱۷۸	رسولِ اکرمؐ کے بارے میں اور خلافت کے	۳۲۳	۱۹۶	خداوند عالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور	۳۶۹
۱۷۹	حقدار کے بارے میں وضاحت	۳۲۳	۱۹۷	رُنیہ اور اہل دنیا کی حالت	۳۶۹
۱۸۰	طلحہ و زبیرؓ کی جنگ کے لیے بصرہ روانہ	۳۲۳	۱۹۸	خطبہ قاصد - اس میں ابلیس کی مذمت، بس	۳۶۹
۱۸۱	ہوتے وقت	۳۲۳	۱۹۹	کے کبر و غرور کا ذکر اور سابقہ امتوں کے وقائع	۳۶۹
۱۸۲	غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم	۳۲۳	۲۰۰	اور حالات	۳۶۹
۱۸۳	کی جبرگیر شری	۳۲۳	۲۰۱	صاحبِ تقویٰ کے لڑھکا اور ابنِ کواک کی غلط فہمی	۳۶۹
۱۸۴	بند نصیحت - قرآن کے فضائل اور	۳۲۳	۲۰۲	کا ازالہ	۳۶۹
۱۸۵	ظلم کی اقسام	۳۲۳	۲۰۳	مستحقین کی حالت کا تذکرہ	۳۶۹
۱۸۶	مصغین کے بعد حکمین کے بارے میں ارشاد	۳۲۳	۲۰۴	خداوند عالم کی توصیف - تقویٰ کی نصیحت اور	۳۶۹
۱۸۷	شہادت، ایمان اور تقویٰ کے بارے میں	۳۲۳	۲۰۵	آئینہ قیامت	۳۶۹
۱۸۸	ذعلبِ یمانی کے خدا کو دیکھنے کے بارے میں	۳۲۳	۲۰۶	سکر کار و عالم کی مدح	۳۶۹
۱۸۹	سوال اور آپ کا جواب	۳۲۳	۲۰۷	پیغمبر کے ساتھ آپ کی خصوصیات اور	۳۶۹
۱۹۰	اپنے افرانِ اصحاب کی مذمت میں منبرِ مایا	۳۲۳	۲۰۸	ان کی تعلیمات کی فضیلت	۳۶۹
۱۹۱	اس جماعت کے متعلق ارشادِ جو خوارج سے	۳۲۳	۲۰۹	خداوند عالم کے علم کی ہمہ گیری اور	۳۶۹
۱۹۲	مل جلانے کا تہمتہ کیے ہوئے تھی	۳۲۳	۲۱۰	تقویٰ کے فوائد	۳۶۹
۱۹۳	خداوند عالم کی تشریف و تقدیس - پہلی امتوں کی	۳۲۳	۲۱۱	نماز، زکوٰۃ اور امانت کے بارے میں	۳۶۹

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۰۸	اصحاب کو وصیت	۳۱۹	۲۳۵	جل میں مقبول دیکھا	۳۳۵
۲۰۹	معاویہ کی عہد داری کے بارے میں	۳۲۱	۲۳۶	مثنیٰ دہر ہینہ نگار کے اوصاف	۳۳۵
۲۱۰	راہ ہدایت پر چلنے کی نصیحت	۳۲۱	۲۳۷	اَللّٰهُمَّ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ	۳۳۵
۲۱۱	جناب سیدہ کی تدفین کے موقع پر	۳۲۳	۲۳۸	اَلْمَقَابِرُ ۝ کی تلاوت کے وقت فرمایا	۳۳۵
۲۱۲	دُنیا کی بے ثباتی اور زوالِ آخرت ہمت	۳۲۳	۲۳۹	رَجَالٌ لَا تُلْهِيمُ، تِجَارَةً وَلَا بَيْعَ	۳۳۵
۲۱۳	کرنے کیلئے فرمایا	۳۲۳	۲۴۰	عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تلاوت کے وقت	۳۵۱
۲۱۴	اپنے اصحاب کو حقین کے خطرات سے آگاہی	۳۲۳	۲۴۱	يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ	۳۵۱
۲۱۵	طلحہ و زبیر کی آپ پر ناراضگی کا اظہار	۳۲۳	۲۴۲	اَلْحَكْرِيفِمْ کی تلاوت کے وقت	۳۵۵
۲۱۶	کے موقع پر	۳۲۵	۲۴۳	ظلم و غضب سے کنارہ کشی عقل کی حالتِ فقر	۳۵۶
۲۱۷	میدانِ صفین میں بعض اصحاب کے بارے	۳۲۶	۲۴۴	اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیشکش	۳۶۱
۲۱۸	میں خطاب	۳۲۶	۲۴۵	آپ کے دُعائے کلمات	۳۶۱
۲۱۹	میدانِ صفین میں جب امام حسنؑ تیزی سے	۳۲۶	۲۴۶	دُنیا کی بے ثباتی اور اہل قبور کی حالتِ بچاؤ	۳۶۱
۲۲۰	آگے بڑھے	۳۲۶	۲۴۷	آپ کے دُعائے کلمات	۳۶۳
۲۲۱	جب آپ کا شرکِ تحکیم کے سلسلہ میں	۳۲۶	۲۴۸	اپنے صحابی کا ذکر جو دُنیا سے چلا گیا	۳۶۳
۲۲۲	سے کشی پر اُتر آیا	۳۲۶	۲۴۹	اپنی بیعت کے متعلق ارشاد	۳۶۵
۲۲۳	صحابی علّٰ بن زیاد حارثی کی عیادت کو ان کے	۳۲۶	۲۵۰	نعمانی کی نصیحت اور موت سے خائف رہنے اور	۳۶۵
۲۲۴	گھر تشریف لے گئے	۳۲۶	۲۵۱	زہد اختیار کرنے والوں کے متعلق	۳۶۵
۲۲۵	اختلافِ احادیث کے وجہ اور اسباب اور	۳۲۶	۲۵۲	بصرہ کی طرف جاتے ہوئے ارشاد فرمایا	۳۶۹
۲۲۶	بدعتی احادیث کے احکام کے بارے میں	۳۲۹	۲۵۳	عبداللہ ابن زبیر نے جب آپ سے مال کا	۳۶۹
۲۲۷	حیثیتِ انجیز اور تخلیقِ کائنات کے بارے میں	۳۳۳	۲۵۴	مطالبہ کیا	۳۶۹
۲۲۸	اصحاب کو اہل شام سے جہاد کیلئے آمادگی	۳۳۵	۲۵۵	جب جعفر بن ہبیرہ مخزومی خطبہ پڑھ سکے	۳۶۹
۲۲۹	خداوندِ عالم کی عظمت اور پیغمبر کی توصیف و رحمت	۳۳۵	۲۵۶	لوگوں کے اختلافِ صورت و سیرت کے	۳۶۹
۲۳۰	رسولِ اکرم کی تعریف اور علماء کی توصیف	۳۳۵	۲۵۷	وجہ و اسباب	۳۷۱
۲۳۱	آپ کے دُعائے کلمات	۳۳۶	۲۵۸	رسولِ اکرمؐ کے غسل و کفن دینے وقت	۳۷۱
۲۳۲	مقامِ صفین میں حکمران اور رعیت کے باہمی	۳۳۶	۲۵۹	ہجرتِ پیغمبرؐ کے بعد آپ سے ملحق ہونے	۳۷۱
۲۳۳	حقوق کے بارے میں	۳۳۹	۲۶۰	کے حالات کا ذکر	۳۷۱
۲۳۴	قریش کے مظالم کا تذکرہ	۳۳۳	۲۶۱	موت سے پہلے اپنے عمل میں تیز رفتاری	۳۷۱
۲۳۵	بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے بارے میں	۳۳۳	۲۶۲	کی دعوت	۳۷۳
۲۳۶	جب طلحہ اور عبد الرحمن بن عتاب کو جنگ	۳۳۳	۲۶۳	حکیم کے حالات اور اہل شام کی مذمت	۳۷۳

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۳۶	اگر محمد کی توصیف اور فضائل کا ذکر	۴۵	۲۳۷	جب آپ کو مقام منع جانے کیلئے کہا گیا	۴۷

نبج البلاغہ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل فرامین و عہود وصایا و نصائح

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت	۲۲	۲۱	عبداللہ بن عباس کے نام	۵۰۵
۲	اہل کوفہ کے نام	۲۳	۲۲	ابن الحکم کے حملہ کے بعد حضرت کی وصیت	۵۰۵
۳	جنگ جمل کے خاتمہ پر اہل کوفہ کے نام	۲۴	۲۳	جنگ صفین کی واپسی پر اوقاف کے متعلق وصیت	۵۰۷
۴	قاضی شریح بن الحارث کے نام	۲۵	۲۴	صدقات جمع کرنیوالوں کو ہدایت	۵۰۷
۵	عثمان بن حنیف کے نام	۲۶	۲۵	صدقات کی جمع آوری کرنے والے کا نئے کے نام	۵۱۱
۶	آذر باجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام	۲۷	۲۶	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۱۳
۷	معاویہ کے نام	۲۸	۲۷	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۵۱۵
۸	معاویہ بن ابی سفيان کے نام	۲۹	۲۸	اہل بصرہ کے نام	۵۲۱
۹	جریر بن عبداللہ بن جحش کے نام	۳۰	۲۹	معاویہ کے نام	۵۲۱
۱۰	معاویہ بن ابی سفيان کے نام	۳۱	۳۰	جنگ صفین سے واپسی پر امام حسنؑ کو	
۱۱	اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے وقت	۳۲	۳۱	وصیت	۵۲۳
۱۲	معتل بن قیس ریاحی کے نام	۳۳	۳۲	معاویہ کے نام	۵۲۳
۱۳	اپنے ایک سردار کے نام	۳۴	۳۳	قثم بن عباس مائل مکہ کے نام	۵۲۳
۱۴	اپنے لشکر کو جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے	۳۵	۳۴	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۲۳
۱۵	دشمن سے دُور ہوتے وقت دعا یہ کلمات	۳۶	۳۵	عبداللہ بن عباس کے نام	۵۲۵
۱۶	جنگ کے موقع پر فوج کو ہدایت	۳۷	۳۶	اپنے بھائی عقیل کے خط کے جواب میں خط	۵۲۵
۱۷	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۳۸	۳۷	معاویہ کے نام	۵۲۷
۱۸	عالم بصرہ عبداللہ بن عباس کے نام	۳۹	۳۸	مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر	
۱۹	اپنے ایک عہدہ دار کے نام	۴۰	۳۹	اہل مصر کے نام	۵۲۹
۲۰	زیاد بن ابیہ کے	۴۱	۴۰	عمرو بن العاص کے نام	۵۲۹
			۴۱	اپنے چچ ازاد بھائی عبداللہ بن عباس کے نام	۵۵۱
				" " "	۵۵۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۲	عمر ابن ابی سلمہ مخزومی کے نام	۵۵۵	۶۱	تمام حکام کے نام	۶۰۳
۴۳	مصلحہ بن ہبیرہ شیبانی کے نام	۵۵۵	۶۲	مکمل بن زیاد النخعی کے نام	۶۰۵
۴۴	زیاد ابن ابیہ کے نام	۵۵۵	۶۳	ابن مضر کے نام	۶۰۵
۴۵	عثمان بن حنیف عامل بصرہ کے نام	۵۵۷	۶۴	عالم کوفہ ابو موسیٰ اشعری کے نام	۶۰۷
۴۶	ایک عامل کے نام	۵۶۵	۶۵	معاویہ کے خط کے جواب میں	۶۰۹
۴۷	ابن الحکم کے حملہ کے بعد حسنین علیہ السلام کو وصیت	۵۶۵	۶۶	معاویہ کے ہی نام	۶۱۱
۴۸	معاویہ کے نام	۵۶۷	۶۷	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۱۳
۴۹	معاویہ ہی کے نام	۵۶۹	۶۸	ملک کے عامل قثم بن عباس کے نام	۶۱۳
۵۰	سپر سالاروں کے نام	۵۶۹	۶۹	جناب سلمان فارسی کے نام	۶۱۵
۵۱	خراج وصول کرنے والوں کے نام	۵۷۱	۷۰	حارث ہمدانی کے نام	۶۱۷
۵۲	شہر بلاد کے امرائے نام	۵۷۱	۷۱	عالم مدینہ سہیل بن حنیف انصاری کے نام	۶۱۹
۵۳	مالک بن اشتر نخعی کے نام	۵۷۳	۷۲	منذر بن جارد عجمی کے نام	۶۱۹
۵۴	طلحہ وزبیر کے نام	۵۹۷	۷۳	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۲۱
۵۵	معاویہ کے نام	۵۹۹	۷۴	معاویہ کے نام	۶۲۱
۵۶	شریح بن ابی کوآپ کی وصیت	۵۹۹	۷۵	ربیعہ اور ابی بن کے مابین معاہدہ	۶۲۱
۵۷	اہل کوفہ کے نام مدینہ سے بصرہ		۷۶	معاویہ کے نام	۶۲۳
۵۸	جلتے وقت	۶۰۱	۷۷	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۲۳
۵۹	تمام شہروں کے باشندوں کے نام	۶۰۱	۷۸	عبد اللہ بن عباس کو آپ کی وصیت	۶۲۳
۶۰	اسود بن قطبہ کے نام	۶۰۳	۷۹	ابو موسیٰ اشعری کے خط کا جواب	۶۲۵
	فرج کی گذرگاہ میں واقع علاقوں کے		۸۰	سپر سالاروں کے نام	۶۲۵

نہج البلاغۃ: حصہ سوم جوار مع الکلم کلمات وحکمت

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	فتنہ و فساد سے علیحدگی	۶۲۹	۶	خود پسندی	۱۱
۲	ذلت نفس	"	۷	صدقہ و اعمال انسان	۱۲
۳	عیوب و محاسن	"	۸	انسانی حالتے	۱۳
۴	چند اوصاف	"	۹	علم الاجتماع کا نکتہ	۱۴
۵	علم و ادب	"	۱۰	حسن معاشرت	۱۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶	تدبیر کی بے چارگی	۴۲	۶۹	اجرو و ثواب	۶۹	۶۵۱	ناکامی کا خیال نہ کرو	۶۵۱
۱۷	خضاب	۴۳	۶۳۵	بندہ کا خدا سے ارضی ہونا	۶۳۵	"	افراط و تفریط	۷۰
۱۸	غیر جانبداری	۴۴	"	قابلِ مبارکبا	۷۱	"	کمال عقل	۷۱
۱۹	طولِ امل	۴۵	"	مومن و منافق	۷۲	"	زمانہ کا رویہ	۷۲
۲۰	پاسِ مروت	۴۶	"	احسانِ گناہ	۷۳	"	پیشوا کے اوصاف	۷۳
۲۱	شرم و حیا	۴۷	"	قدر ہر کس بقدر ہمت اوست	۷۴	"	ایک ایک سانس پر	۷۴
۲۲	حق سے محرومی	۴۸	"	حزم و احتیاط	۷۵	"	کی طرف ایک ایک قدم ہے	۷۵
۲۳	عمل اور نسب	۴۹	۶۳۷	شریف و رذیل	۷۶	"	رفتاری و گذشتگی	۷۶
۲۴	دستگیری	۵۰	"	دل و دشت پسند	۷۷	"	آغاز و انجام	۷۷
۲۵	مہلت	۵۱	"	خوش و بختی	۷۸	"	ضرر کا بیان	۷۸
۲۶	بات چب نہیں سکتی	۵۲	"	عفو و درگزر	۷۹	۶۵۳	تقضا و قدر الہی	۷۹
۲۷	ہمت نہ چھوڑو	۵۳	"	سخاوت کے معنی	۸۰	"	حرفِ حکمت	۸۰
۲۸	اخلائے زہد	۵۴	"	عقل جیسی کوئی دولت نہیں ہے	۸۱	۶۵۵	سرمایہ حکمت	۸۱
۲۹	موت	۵۵	"	صبر کی دو قسمیں	۸۲	"	انسان کی قدر و قیمت	۸۲
۳۰	پروردہ پوشی	۵۶	۶۳۷	فتنہ و غنا	۸۳	"	پانچ نصیحتیں	۸۳
۳۱	ایمان کے ۴ ستون:	۵۷	"	قناعت	۸۴	۶۵۷	مدحِ سرائی	۸۴
۳۲	عدل، جہاد، صبر، یقین	۵۸	۶۳۷	مال و دولت	۸۵	"	بقیۃ السیف (تلوار)	۸۵
۳۳	نیک و بدی	۵۹	۶۳۹	ناصح کی تلخ بیانی	۸۶	"	ہمدانی	۸۶
۳۴	مینا ز روی	۶۰	۶۳۹	زبان کی درندگی	۸۷	"	بڑوں کا شورہ	۸۷
۳۵	ترکِ آرزو	۶۱	۶۴۱	عورت ایک بچہ ہے	۸۸	"	استغفار	۸۸
۳۶	مرحانِ مرج	۶۲	"	احسان کا بدلہ	۸۹	"	ایک لطیف استنباط	۸۹
۳۷	طولِ امل	۶۳	"	سفارش	۹۰	۶۵۹	اللہ سے خوش معاملگی	۹۰
۳۸	تعلیم کا ایک طریقہ	۶۴	"	دنیا والوں کی غفلت	۹۱	"	پورا علم	۹۱
۳۹	امام حسن کو نصیحت	۶۵	"	دوستوں کو کھونا	۹۲	"	دل کی خستگی	۹۲
۴۰	فرائض کی اہمیت	۶۶	۶۴۳	تاہل سے سوال	۹۳	"	علم بے عمل	۹۳
۴۱	دانا و نادان	۶۷	"	سائل کو ناکام نہ پھیرو	۹۴	"	فتنہ کی تفسیر	۹۴
۴۲	عاقبت و احمق	۶۸	"	عفت و مشکر	۹۵	۶۶۱	خیر کی تشریح	۹۵

نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات
۹۵	معیار عمل	۱۲۱	دو عمل	۱۳۷	فضیلت علم: آپ کا ارشاد الہی	۶۸۷	جانبائیل بن زبائور
۹۶	معیار تقرب	۱۲۲	ان کے پاس نہ دیکھنے والی آنکھ	۱۳۸	تأمر در سخن نگفتہ باشد	۶۸۸	تأمر در سخن نگفتہ باشد
۹۷	ایک خارجی کی عبادت	۱۲۳	اور نہ سمجھنے والی عقل	۱۳۹	فت در ناشناسی	۶۸۹	انجام آخر
۹۸	روایت در روایت	۱۲۴	چند صفات حمید	۱۴۰	پند و موعظت	۶۹۰	نیمتی و بربادی
۹۹	إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ	۱۲۵	غیرت مرد دوزن	۱۴۱	صبر و شکیبائی	۶۹۱	عمل اور اس پر رضامندی
۱۰۰	راجعون کی تفسیر	۱۲۶	حقیقی اسلام	۱۴۲	کافکناہ	۶۹۲	عہد و پیمان
۱۰۱	جواب مدح	۱۲۷	تعجب انگیز چیزیں	۱۴۳	معرفت امام	۶۹۳	پند و نصیحت
۱۰۲	حاجت روانی	۱۲۸	کوئی ہی اعمال کا نتیجہ	۱۴۴	برائی کا بدلہ بھلائی	۶۹۴	مواقع تہمت
۱۰۳	ایک پیشین گوئی	۱۲۹	بہار و خزاں میں احتیاط	۱۴۵	جانب داری	۶۹۵	خود رائی
۱۰۴	۲ ناسازگار دشمن	۱۳۰	عظمت جنات	۱۴۶	راز داری	۶۹۶	فقر و ناداری
۱۰۵	نوف بکائی کا بیان	۱۳۱	مرنے والوں سے خطاب	۱۴۷	حق کی ادائیگی	۶۹۷	اطاعت مخلوق
۱۰۶	فرانض کی پابندی	۱۳۲	دنیا کی ستائش	۱۴۸	خود پسندی	۶۹۸	قرب موت
۱۰۷	دین سے بے مٹائی	۱۳۳	فرشتے کی نماز	۱۴۹	صبح کا اُجالا	۶۹۹	توبہ میں مشکلات
۱۰۸	غیر مفید علم	۱۳۴	بے شبہائی دنیا	۱۵۰	حرص و طمع		
۱۰۹	دل کی حالت	۱۳۵	دوستی کی شرائط				
۱۱۰	مرکز ہدایت	۱۳۶	چار چیزیں				
۱۱۱	حاکم کے اوصاف	۱۳۷	بعض عبادات کی تشریح				
۱۱۲	سہل ابن حنیف	۱۳۸	صدقہ				
۱۱۳	محبت اہل بیت	۱۳۹	دریادلی				
۱۱۴	پسندیدہ اوصاف	۱۴۰	رزق و روزی				
۱۱۵	خوش گمانی و بزرگمانی	۱۴۱	کفایت شعاری				
۱۱۶	مزاج پر سی کا جواب	۱۴۲	راحت و آسودگی				
۱۱۷	ابتلا و آزمائش	۱۴۳	میل و محبت				
۱۱۸	دوست و دشمن	۱۴۴	ہم و غم				
۱۱۹	فصحت کھونے کا نتیجہ	۱۴۵	صبر بقدر مصیبت				
۱۲۰	دُنیا میں ایک سانپ	۱۴۶	عمل بے روح				
	قریش کی خصوصیات	۱۴۷	صدقہ و زکوٰۃ				

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
"	حسد کون؟	۲۲۵	"	خوارج کا نعرہ	۱۹۸	"	جہل و نادانی	۱۷۲
"	طمع	۲۲۶	"	عوام	۱۹۹	"	مشورہ	۱۷۳
"	ایمان کی تعریف	۲۲۷	۷۰۱	تماشائی	۲۰۰	"	نیت کا روزہ	۱۷۴
"	غم دنیا اختیار نہ کرو	۲۲۸	"	محافظہ فرشتے	۲۰۱	"	خوف کا علاج	۱۷۵
"	قناعت اختیار کرو	۲۲۹	"	بجواب طلحہ و زبیر	۲۰۲	۶۹۵	سردار کی علامت	۱۷۶
۷۱۱	شراکت اختیار نہ کرو	۲۳۰	"	موت کی گرفت	۲۰۳	"	بدی سے روکنے کا طریقہ	۱۷۷
"	عدل و احسان	۲۳۱	۷۰۳	کفرانِ نعمت	۲۰۴	"	دل کی صفائی	۱۷۸
"	اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے	۲۳۲	"	علم کا ظرف	۲۰۵	"	ضداد و ہمت دھری	۱۷۹
"	دعوتِ جنگ نہ دینا	۲۳۳	"	علم و صبر	۲۰۶	"	طمع	۱۸۰
"	عورت و مرد کی صفات	۲۳۴	"	بردباری کا انہار	۲۰۷	"	دورانِ مدیشی	۱۸۱
"	عاقل و جاہل	۲۳۵	"	نفس کا محاسبہ	۲۰۸	"	خاموشی و گویائی کا محل	۱۸۲
۷۱۳	دنیا کی بے قدری	۲۳۶	"	مظلوموں پر احسان	۲۰۹	"	دو مختلف دعوتیں	۱۸۳
"	عبادت کی قسمیں	۲۳۷	۷۰۵	آخرت کی منزل	۲۱۰	"	یعتین	۱۸۴
"	عورت کی برائی	۲۳۸	"	کلمہ حکمت	۲۱۱	"	صدقِ حسانی	۱۸۵
"	تساہل و عیب جوئی	۲۳۹	"	خود پسندی	۲۱۲	۶۹۷	ظلم کا انجام	۱۸۶
"	غصہ بی پتھر	۲۴۰	"	صبر و تحمل	۲۱۳	"	چل چلاؤ کا وقت	۱۸۷
"	ظالم و مظلوم	۲۴۱	۷۰۹	زہی و ملائمت	۲۱۴	"	حق سے روگردانی	۱۸۸
"	خوفِ خدا	۲۴۲	"	مخالفتِ بیجا	۲۱۵	"	صبر	۱۸۹
"	جوابات کی کثرت	۲۴۳	"	مکمل نعمت	۲۱۶	"	معیارِ خلافت	۱۹۰
"	شکر و سپاس	۲۴۴	"	نشیب و فراز	۲۱۷	"	دنیا کی حالتِ زار	۱۹۱
۷۱۴	خواہشات کی کمی	۲۴۵	"	حسد	۲۱۸	۶۹۹	دوسروں کا حق	۱۹۲
"	کفرانِ نعمت	۲۴۶	"	طمع و حرص	۲۱۹	"	خوش دلی و بد دلی	۱۹۳
"	جذبہ بکرم	۲۴۷	"	بدگمانی	۲۲۰	۶۹۹	غصہ اور انتقام	۱۹۴
"	حسن ظن	۲۴۸	"	بندگانِ خدا پر ظلم	۲۲۱	"	انجامِ دنیا اور انجامِ لذاتِ دنیا	۱۹۵
"	نفس کا غلام	۲۴۹	"	چشم پوشی	۲۲۲	"	عبرت کی قدر و قیمت	۱۹۶
"	خدا شناسی	۲۵۰	"	شرم و حیا	۲۲۳	"	دلوں کی خستگی	۱۹۷
"	تلخی و شیرینی	۲۵۱	"	چند اوصاف	۲۲۴	"		

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۵۲	فرائض کے حکم و مصالح	۲۶۷	۲۹۳	متقبل کی فکر	۲۶۷	۲۵۲	بے وقوف کی مصاحبت	۴۳۹
۲۵۳	جھوٹی قسم	۲۶۸	۲۹۴	دوستی و دشمنی میں احتیاء	۲۶۸	۲۵۳	مغرب مشرق کا فاصلہ	۴۴۰
۲۵۴	امور خیر کی وصیت	۲۶۹	۲۹۵	عمل دنیا و عمل آخرت	۲۶۹	۲۵۴	تین دوست اور تین دشمن	۴۴۱
۲۵۵	غیظ و غضب	۲۷۰	۲۹۶	خانہ کعبہ کے زیور	۲۷۰	۲۵۵	ایذارسانی	۴۴۲
۲۵۶	خدا	۲۷۱	۲۹۷	بیت المال کی چوری	۲۷۱	۲۵۶	عشرت و بصیرت	۴۴۳
۲۵۷	حاجت ردائی	۲۷۲	۲۹۸	احکام میں ترمیم	۲۷۲	۲۵۷	جھگڑوں سے پرہیز	۴۴۴
۲۵۸	صدقہ	۲۷۳	۲۹۹	تقدیر و تدبیر	۲۷۳	۲۵۸	توبہ	۴۴۵
۲۵۹	وفاداری و غداری	۲۷۴	۳۰۰	علم و یقین	۲۷۴	۲۵۹	حساب و کتاب	۴۴۶
۲۶۰	ابستلاؤ آزمائش	۲۷۵	۳۰۱	طبع و حرص	۲۷۵	۲۶۰	قاصد	۴۴۷
تشریح طلبے کلام								
۱	ظہور حجت	۴۲۱	۳۰۲	ظاہر و باطن	۲۷۶	۲۶۱	محتاج و دُعا	۴۴۸
۲	خطیب ماہر	۴۲۲	۳۰۳	ایک قسم	۲۷۷	۲۶۲	ابنائے دنیا	۴۴۹
۳	لڑائی جھگڑا	۴۲۳	۳۰۴	مفسد عمل	۲۷۸	۲۶۳	خدا کا فرستادہ	۴۵۰
۴	شوہر کے انتخاب کا حق	۴۲۴	۳۰۵	فرائض کی اہمیت	۲۷۹	۲۶۴	غیر مذکورہ زمانہ میں کرتا	۴۵۱
۵	ایمان	۴۲۵	۳۰۶	آخرت کی تیاری	۲۸۰	۲۶۵	پاسبان زندگی	۴۵۲
۶	دین ظنون	۴۲۶	۳۰۷	عقل کی راہبری	۲۸۱	۲۶۶	مال سے لگاؤ	۴۵۳
۷	عازب کی تعریف	۴۲۷	۳۰۸	غفلت کا پردہ	۲۸۲	۲۶۷	دوستی و قرابت	۴۵۴
۸	کامیابی کی امید	۴۲۸	۳۰۹	عالم و جاہل	۲۸۳	۲۶۸	ظن مومن	۴۵۵
۹	میدان جنگ	۴۲۹	۳۱۰	قطع عذر	۲۸۴	۲۶۹	ایمان کامل	۴۵۶
۲۶۱	بے وفاساتھی	۴۲۷	۳۱۱	طلب مہلت	۲۸۵	۲۷۰	جھوٹ کا انجام	۴۵۷
۲۶۲	حارث ابن حوط	۴۲۸	۳۱۲	مُرادِ دل	۲۸۶	۲۷۱	دلوں کی حالت	۴۵۸
۲۶۳	مصاحب سلطان	۴۲۹	۳۱۳	قضا و قدر	۲۸۷	۲۷۲	قرآن کی جامعیت	۴۵۹
۲۶۴	حسن سلوک	۴۳۰	۳۱۴	عسلم سے محرومی	۲۸۸	۲۷۳	پتھر کا جواب پتھر ہے	۴۶۰
۲۶۵	کلام حکماء	۴۳۱	۳۱۵	ایک نئی بھائی کی تعریف	۲۸۹	۲۷۴	خط کی دیدہ زیبی	۴۶۱
۲۶۶	ایمان کی تعریف	۴۳۲	۳۱۶	ترکِ معصیت	۲۹۰	۲۷۵	لیعوب المومنین	۴۶۲
			۳۱۷	تقریریت	۲۹۱	۲۷۶	ایک یہودی کا طعنہ	۴۶۳
			۳۱۸	قبر رسول پر	۲۹۲	۲۷۷	غلبہ کا سبب	۴۶۴
			۳۱۹			۲۷۸	نفس و فلقے کا خوف	۴۶۵

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۳۲۰	طرز سوال	۳۴۷	مدح میں حد اعتدال	۳۴۳	امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۷۵	۳۲۱	ایک مشورہ
۳۲۱	مردوں پر گریہ کرنا	۳۴۸	بڑا کٹاہ	۳۴۵	جہاد کی تعریف	۳۲۲	خوارج نہروان
۳۲۳	خدا کی نافرمانی سے ڈرو	۳۴۹	ایچھے اور بُرے اوصاف	۳۴۶	حق و باطل کا نتیجہ	۳۲۴	محمد بن ابی بکر کی موت
۳۲۵	عذر پذیری کی حد	۳۵۰	ظالم کی علامتیں	۳۴۷	امید و یاس	۳۲۶	غلط طریقے سے کامیابی
۳۲۷	غدا کا حصہ	۳۵۱	سخنی کے بعد آسانی	۳۴۸	بھل (کنجوسی)	۳۲۸	عذر خواہی
۳۲۹	نعمت کا صبرِ جمیل	۳۵۲	زن و فرزند سے لگاؤ	۳۴۹	رزق و روزی	۳۳۰	ادائے فرض کا موقع
۳۳۱	بادشاہ کی حیثیت	۳۵۳	عیب جوئی	۳۸۰	زندگی و موت	۳۳۲	مومن کے اوصاف
۳۳۳	فرب آرزو	۳۵۴	تہنیتِ سرزند	۳۸۱	زبان کی نگہداشت	۳۳۴	دکھتے دار
۳۳۵	وعدہ دہائی	۳۵۵	دولت کے آثار	۳۸۲	سکوت	۳۳۶	بے عمل کی دعا
۳۳۷	علم کی دو قسمیں	۳۵۶	رزق کی رسائی	۳۸۳	معصیت و اطاعتِ خدا	۳۳۸	رستے کی درستی
۳۳۹	پاک دامانی اور شکر	۳۵۷	تعمیریت	۳۸۴	دنیا داری جہالت ہے	۳۴۰	کچھ لوگوں کی حالت
۳۴۱	ظالم و مظلوم	۳۵۸	نعمت و نفقت	۳۸۵	دنیا کی حقارت	۳۴۲	دُنیا و آخرت کا خسارہ
۳۴۳	بڑی دولت مندی	۳۵۹	اصلاحِ نفس	۳۸۶	جویندہ یا بندہ	۳۴۴	گنہگاروں سے درمانگی
۳۴۵	کچھ لوگوں کی حالت	۳۶۰	بدگمانی	۳۸۷	نیک اور بدی	۳۴۶	آب و کھانا کا سوا
۳۴۷	دُنیا و آخرت کا قیام	۳۶۱	دعا کا طریقہ	۳۸۸	سب سے بڑی نعمت		
۳۴۸	ہدایت کا راستہ	۳۶۲	عزت کی نگہداشت	۳۸۹	حسب و نسب		
		۳۶۳	موقع و محل	۳۹۰	مومن کے اوقات		
		۳۶۴	بے فائدہ سوال	۳۹۱	زہد و دنیا		
		۳۶۵	پسندیدہ صفاتیں	۳۹۲	تامر دھن گفتہ باشد		
		۳۶۶	علم و عمل	۳۹۳	طلبِ دنیا		
		۳۶۷	تغییر و انقلاب	۳۹۴	بات کا اثر		
		۳۶۸	ثواب و عقاب	۳۹۵	قناعت		
		۳۶۹	آئیو لے دور کی پیش گوئی	۳۹۶	زمانہ ۲ و فون کا نام ہے		
		۳۷۰	دُنیا و آخرت	۳۹۷	بہترین خوشبو		
		۳۷۱	تقویٰ و پرہیز گاری	۳۹۸	فخر و سربلندی		
		۳۷۲	دین و دنیا کا قیام	۳۹۹	فرزند و پدر کے حقوق		
		۳۷۳	ہدایت کا راستہ	۴۰۰	بائثر اور بے اثر		

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۰۱	اخلاق میں ہم آہنگی	۴۲۴	۴۰۲	اپنی اوقات میں رہبر	۴۲۸	۴۰۳	طلب الکل فوت الکل	۴۲۹
۴۰۴	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنی	۴۳۰	۴۰۵	مغیرہ ابن شعبہ	۴۳۱	۴۰۶	تواضع و خود داری	۴۳۲
۴۰۷	عقل	۴۳۳	۴۰۸	حق سے ٹکراؤ	۴۳۴	۴۰۹	دل	۴۳۵
۴۱۰	تقوے	۴۳۶	۴۱۱	استاد کا احترام	۴۳۷	۴۱۲	نفس کی تربیت	۴۳۸
۴۱۳	قہری صبر	۴۳۹	۴۱۴	تغزیت	۴۴۰	۴۱۵	دنیا کی حالت	۴۴۱
۴۱۶	امام حسن کو ہدایت	۴۴۲	۴۱۷	استغفار کے معنی	۴۴۳	۴۱۸	علم و برہناری	۴۴۴
۴۱۹	پوشیدہ موت	۴۴۵	۴۲۰	بیباک نگاہیں	۴۴۶	۴۲۱	عقل کی راہبری	۴۴۷
۴۲۲	جھوٹی اور بڑی نیکی	۴۴۸	۴۲۳	اللہ سے خوش معاملگی	۴۴۹	۴۲۴	علم و عقل	۴۵۰
۴۲۵	حق و نعمت	۴۵۱	۴۲۶	صحت و ثروت	۴۵۲	۴۲۷	عزت نفس	۴۵۳
۴۲۸	عزت نفس	۴۵۴	۴۲۹	عزت نفس	۴۵۵	۴۳۰	عزت نفس	۴۵۶
۴۳۱	عزت نفس	۴۵۷	۴۳۲	عزت نفس	۴۵۸	۴۳۳	عزت نفس	۴۵۹
۴۳۴	عزت نفس	۴۶۰	۴۳۶	عزت نفس	۴۶۲	۴۳۸	عزت نفس	۴۶۴
۴۴۱	عزت نفس	۴۶۶	۴۴۳	عزت نفس	۴۶۸	۴۴۵	عزت نفس	۴۶۹
۴۴۸	عزت نفس	۴۷۰	۴۴۹	عزت نفس	۴۷۴	۴۵۱	عزت نفس	۴۷۸
۴۵۲	عزت نفس	۴۷۸	۴۵۴	عزت نفس	۴۸۰	۴۵۶	عزت نفس	۴۸۲
۴۵۸	عزت نفس	۴۸۴	۴۶۰	عزت نفس	۴۸۸	۴۶۲	عزت نفس	۴۹۰
۴۶۴	عزت نفس	۴۹۲	۴۶۶	عزت نفس	۴۹۴	۴۶۸	عزت نفس	۴۹۶
۴۷۰	عزت نفس	۴۹۸	۴۷۲	عزت نفس	۵۰۰	۴۷۴	عزت نفس	۵۰۲
۴۷۶	عزت نفس	۵۰۴	۴۷۸	عزت نفس	۵۰۶	۴۸۰	عزت نفس	۵۰۸
۴۸۲	عزت نفس	۵۱۰	۴۸۴	عزت نفس	۵۱۲	۴۸۶	عزت نفس	۵۱۴
۴۸۸	عزت نفس	۵۱۶	۴۹۰	عزت نفس	۵۲۰	۴۹۲	عزت نفس	۵۲۲
۴۹۴	عزت نفس	۵۲۴	۴۹۶	عزت نفس	۵۲۶	۴۹۸	عزت نفس	۵۲۸
۵۰۰	عزت نفس	۵۳۰	۵۰۲	عزت نفس	۵۳۲	۵۰۴	عزت نفس	۵۳۴
۵۰۶	عزت نفس	۵۳۶	۵۰۸	عزت نفس	۵۳۸	۵۱۰	عزت نفس	۵۴۰
۵۱۲	عزت نفس	۵۴۲	۵۱۴	عزت نفس	۵۴۴	۵۱۶	عزت نفس	۵۴۶
۵۱۸	عزت نفس	۵۴۸	۵۲۰	عزت نفس	۵۵۲	۵۲۲	عزت نفس	۵۵۴
۵۲۴	عزت نفس	۵۵۶	۵۲۶	عزت نفس	۵۵۸	۵۲۸	عزت نفس	۵۶۰
۵۳۰	عزت نفس	۵۶۲	۵۳۲	عزت نفس	۵۶۴	۵۳۴	عزت نفس	۵۶۶
۵۳۶	عزت نفس	۵۶۸	۵۳۸	عزت نفس	۵۷۰	۵۴۰	عزت نفس	۵۷۴
۵۴۲	عزت نفس	۵۷۴	۵۴۴	عزت نفس	۵۷۶	۵۴۶	عزت نفس	۵۷۸
۵۴۸	عزت نفس	۵۸۰	۵۵۰	عزت نفس	۵۸۲	۵۵۲	عزت نفس	۵۸۴
۵۵۴	عزت نفس	۵۸۶	۵۵۶	عزت نفس	۵۸۸	۵۵۸	عزت نفس	۵۹۰
۵۶۰	عزت نفس	۵۹۲	۵۶۲	عزت نفس	۵۹۴	۵۶۴	عزت نفس	۵۹۶
۵۶۶	عزت نفس	۵۹۸	۵۶۸	عزت نفس	۶۰۰	۵۷۰	عزت نفس	۶۰۲
۵۷۲	عزت نفس	۶۰۴	۵۷۴	عزت نفس	۶۰۶	۵۷۶	عزت نفس	۶۰۸
۵۷۸	عزت نفس	۶۱۰	۵۸۰	عزت نفس	۶۱۲	۵۸۲	عزت نفس	۶۱۴
۵۸۴	عزت نفس	۶۱۶	۵۸۶	عزت نفس	۶۱۸	۵۸۸	عزت نفس	۶۲۰
۵۹۰	عزت نفس	۶۲۲	۵۹۲	عزت نفس	۶۲۴	۵۹۴	عزت نفس	۶۲۶
۵۹۶	عزت نفس	۶۲۸	۵۹۸	عزت نفس	۶۳۰	۶۰۰	عزت نفس	۶۳۲
۶۰۲	عزت نفس	۶۳۴	۶۰۴	عزت نفس	۶۳۶	۶۰۶	عزت نفس	۶۳۸
۶۰۸	عزت نفس	۶۴۰	۶۱۰	عزت نفس	۶۴۲	۶۱۲	عزت نفس	۶۴۴
۶۱۴	عزت نفس	۶۴۸	۶۱۶	عزت نفس	۶۵۰	۶۱۸	عزت نفس	۶۵۲
۶۲۰	عزت نفس	۶۵۴	۶۲۲	عزت نفس	۶۵۶	۶۲۴	عزت نفس	۶۵۸
۶۲۶	عزت نفس	۶۶۰	۶۲۸	عزت نفس	۶۶۲	۶۳۰	عزت نفس	۶۶۴
۶۳۲	عزت نفس	۶۶۸	۶۳۴	عزت نفس	۶۷۰	۶۳۶	عزت نفس	۶۷۲
۶۳۸	عزت نفس	۶۷۴	۶۴۰	عزت نفس	۶۷۶	۶۴۲	عزت نفس	۶۷۸
۶۴۴	عزت نفس	۶۸۰	۶۴۶	عزت نفس	۶۸۲	۶۴۸	عزت نفس	۶۸۴
۶۵۰	عزت نفس	۶۸۶	۶۵۲	عزت نفس	۶۸۸	۶۵۴	عزت نفس	۶۹۰
۶۵۶	عزت نفس	۶۹۲	۶۵۸	عزت نفس	۶۹۴	۶۶۰	عزت نفس	۶۹۶
۶۶۲	عزت نفس	۶۹۸	۶۶۴	عزت نفس	۷۰۰	۶۶۶	عزت نفس	۷۰۲
۶۶۸	عزت نفس	۷۰۴	۶۷۰	عزت نفس	۷۰۶	۶۷۲	عزت نفس	۷۰۸
۶۷۴	عزت نفس	۷۱۰	۶۷۶	عزت نفس	۷۱۲	۶۷۸	عزت نفس	۷۱۴
۶۸۰	عزت نفس	۷۱۶	۶۸۲	عزت نفس	۷۱۸	۶۸۴	عزت نفس	۷۲۰
۶۸۶	عزت نفس	۷۲۲	۶۸۸	عزت نفس	۷۲۴	۶۹۰	عزت نفس	۷۲۶
۶۹۲	عزت نفس	۷۲۸	۶۹۴	عزت نفس	۷۳۰	۶۹۶	عزت نفس	۷۳۲
۶۹۸	عزت نفس	۷۳۴	۷۰۰	عزت نفس	۷۳۶	۷۰۲	عزت نفس	۷۳۸
۷۰۴	عزت نفس	۷۴۰	۷۰۶	عزت نفس	۷۴۲	۷۰۸	عزت نفس	۷۴۴
۷۱۰	عزت نفس	۷۴۸	۷۱۲	عزت نفس	۷۵۰	۷۱۴	عزت نفس	۷۵۲
۷۱۶	عزت نفس	۷۵۴	۷۱۸	عزت نفس	۷۵۶	۷۲۰	عزت نفس	۷۵۸
۷۲۲	عزت نفس	۷۶۰	۷۲۴	عزت نفس	۷۶۲	۷۲۶	عزت نفس	۷۶۴
۷۲۸	عزت نفس	۷۶۸	۷۳۰	عزت نفس	۷۷۰	۷۳۲	عزت نفس	۷۷۲
۷۳۴	عزت نفس	۷۷۴	۷۳۶	عزت نفس	۷۷۶	۷۳۸	عزت نفس	۷۷۸
۷۴۰	عزت نفس	۷۸۰	۷۴۲	عزت نفس	۷۸۲	۷۴۴	عزت نفس	۷۸۴
۷۴۶	عزت نفس	۷۸۶	۷۴۸	عزت نفس	۷۸۸	۷۵۰	عزت نفس	۷۹۰
۷۵۲	عزت نفس	۷۹۲	۷۵۴	عزت نفس	۷۹۴	۷۵۶	عزت نفس	۷۹۶
۷۵۸	عزت نفس	۷۹۸	۷۶۰	عزت نفس	۸۰۰	۷۶۲	عزت نفس	۸۰۲
۷۶۴	عزت نفس	۸۰۴	۷۶۶	عزت نفس	۸۰۶	۷۶۸	عزت نفس	۸۰۸
۷۷۰	عزت نفس	۸۱۰	۷۷۲	عزت نفس	۸۱۲	۷۷۴	عزت نفس	۸۱۴
۷۷۶	عزت نفس	۸۱۶	۷۷۸	عزت نفس	۸۱۸	۷۸۰	عزت نفس	۸۲۰
۷۸۲	عزت نفس	۸۲۲	۷۸۴	عزت نفس	۸۲۴	۷۸۶	عزت نفس	۸۲۶
۷۸۸	عزت نفس	۸۲۸	۷۹۰	عزت نفس	۸۳۰	۷۹۲	عزت نفس	۸۳۲
۷۹۴	عزت نفس	۸۳۴	۷۹۶	عزت نفس	۸۳۶	۷۹۸	عزت نفس	۸۳۸
۸۰۰	عزت نفس	۸۴۰	۸۰۲	عزت نفس	۸۴۲	۸۰۴	عزت نفس	۸۴۴
۸۰۶	عزت نفس	۸۴۸	۸۰۸	عزت نفس	۸۵۰	۸۱۰	عزت نفس	۸۵۲
۸۱۲	عزت نفس	۸۵۴	۸۱۴	عزت نفس	۸۵۶	۸۱۶	عزت نفس	۸۵۸
۸۱۸	عزت نفس	۸۶۰	۸۲۰	عزت نفس	۸۶۲	۸۲۲	عزت نفس	۸۶۴
۸۲۴	عزت نفس	۸۶۸	۸۲۶	عزت نفس	۸۷۰	۸۲۸	عزت نفس	۸۷۲
۸۳۰	عزت نفس	۸۷۴	۸۳۲	عزت نفس	۸۷۶	۸۳۴	عزت نفس	۸۷۸
۸۳۶	عزت نفس	۸۸۰	۸۳۸	عزت نفس	۸۸۲	۸۴۰	عزت نفس	۸۸۴
۸۴۲	عزت نفس	۸۸۶	۸۴۴	عزت نفس	۸۸۸	۸۴۶	عزت نفس	۸۹۰
۸۴۸	عزت نفس	۸۹۲	۸۵۰	عزت نفس	۸۹۴	۸۵۲	عزت نفس	۸۹۶
۸۵۴	عزت نفس	۸۹۸	۸۵۶	عزت نفس	۹۰۰	۸۵۸	عزت نفس	۹۰۲
۸۶۰	عزت نفس	۹۰۴	۸۶۲	عزت نفس	۹۰۶	۸۶۴	عزت نفس	۹۰۸
۸۶۶	عزت نفس	۹۱۰	۸۶۸	عزت نفس	۹۱۲	۸۷۰	عزت نفس	۹۱۴
۸۷۲	عزت نفس	۹۱۶	۸۷۴	عزت نفس	۹۱۸	۸۷۶	عزت نفس	۹۲۰
۸۷۸	عزت نفس	۹۲۲	۸۸۰	عزت نفس	۹۲۴	۸۸۲	عزت نفس	۹۲۶
۸۸۴	عزت نفس	۹۲۸	۸۸۶	عزت نفس	۹۳۰	۸۸۸	عزت نفس	۹۳۲
۸۹۰	عزت نفس	۹۳۴	۸۹۲	عزت نفس	۹۳۶	۸۹۴	عزت نفس	۹۳۸
۸۹۶	عزت نفس	۹۴۰	۸۹۸	عزت نفس	۹۴۲	۹۰۰	عزت نفس	۹۴۴
۹۰۲	عزت نفس	۹۴۸	۹۰۴	عزت نفس	۹۵۰	۹۰۶	عزت نفس	۹۵۲
۹۰۸	عزت نفس	۹۵۴	۹۱۰	عزت نفس	۹۵۶	۹۱۲	عزت نفس	۹۵۸
۹۱۴	عزت نفس	۹۶۰	۹۱۶	عزت نفس	۹۶۲	۹۱۸	عزت نفس	۹۶۴
۹۲۰	عزت نفس	۹۶۸	۹۲۲	عزت نفس	۹۷۰	۹۲۴	عزت نفس	۹۷۲
۹۲۶	عزت نفس	۹۷۴	۹۲۸	عزت نفس	۹۷۶	۹۳۰	عزت نفس	۹۷۸
۹۳۲	عزت نفس	۹۸۰	۹۳۴	عزت نفس	۹۸۲	۹۳۶	عزت نفس	۹۸۴
۹۳۸	عزت نفس	۹۸۶	۹۴۰	عزت نفس	۹۸۸	۹۴۲	عزت نفس	۹۹۰
۹۴۴	عزت نفس	۹۹۲	۹۴۶	عزت نفس	۹۹۴	۹۴۸	عزت نفس	۹۹۶
۹۵۰	عزت نفس	۱۰۰۰	۹۵۲	عزت نفس	۱۰۰۲	۹۵۴	عزت نفس	۱۰۰۴
۹۵۶	عزت نفس	۱۰۰۶	۹۵۸	عزت نفس	۱۰۰۸	۹۶۰	عزت نفس	۱۰۱۰
۹۶۲	عزت نفس	۱۰۱۴	۹۶۴	عزت نفس	۱۰۱۶	۹۶۶	عزت نفس	۱۰۱۸
۹۶۸	عزت نفس	۱۰۲۰	۹۷۰	عزت نفس	۱۰۲۲	۹۷۲	عزت نفس	۱۰۲۴
۹۷۴	عزت نفس	۱۰۲۸	۹۷۶	عزت نفس	۱۰۳۰	۹۷۸	عزت نفس	۱۰۳۲
۹۸۰	عزت نفس	۱۰۳۴	۹۸۲	عزت نفس	۱۰۳۶	۹۸۴	عزت نفس	۱۰۳۸
۹۸۶	عزت نفس	۱۰۴۰	۹۸۸	عزت نفس	۱۰۴۲	۹۹۰	عزت نفس	۱۰۴۴
۹۹۲	عزت نفس	۱۰۴۸	۹۹۴	عزت نفس	۱۰۵۰	۹۹۶	عزت نفس	۱۰۵۲
۹۹۸	عزت نفس	۱۰۵۴	۱۰۰۰	عزت نفس	۱۰۵۶	۱۰۰۲	عزت نفس	۱۰۵۸
۱۰۰۴	عزت نفس	۱۰۶۰	۱۰۰۶	عزت نفس	۱۰۶۲	۱۰۰۸	عزت نفس	۱۰۶۴
۱۰۱۰	عزت نفس	۱۰۶۸	۱۰۱۲	عزت نفس	۱۰۷۰	۱۰۱۴	عزت نفس	۱۰۷۲
۱۰۱۶	عزت نفس	۱۰۷۴	۱۰۱۸	عزت نفس	۱۰۷۶	۱۰۲۰	عزت نفس	۱۰۷۸
۱۰۲۲	عزت نفس	۱۰۸۰	۱۰۲۴	عزت نفس	۱۰۸۲	۱۰۲۶	عزت نفس	۱۰۸۴
۱۰۲۸	عزت نفس	۱۰۸۶	۱۰۳۰	عزت نفس	۱۰۸۸	۱۰۳۲	عزت نفس	۱۰۹۰
۱۰۳۴	عزت نفس	۱۰۹۲	۱۰۳۶	عزت نفس	۱۰۹۴	۱۰۳۸	عزت نفس	۱۰۹۶
۱۰۴۰	عزت نفس	۱۰۹۸	۱۰۴۲	عزت نفس	۱۱۰۰	۱۰۴۴	عزت نفس	۱۱۰۲
۱۰۴۶	عزت نفس	۱۱۰۴	۱۰۴۸	عزت نفس	۱۱۰۶	۱۰۵۰	عزت نفس	۱۱۰۸
۱۰۵۲	عزت نفس	۱۱۱۰	۱۰۵۴	عزت نفس	۱۱۱۲	۱۰۵۶	عزت نفس	۱۱۱۴
۱۰۵۸	عزت نفس	۱۱۱۶	۱۰۶۰	عزت نفس	۱۱۱۸	۱۰۶۲	عزت نفس	۱۱۲۰
۱۰۶۴	عزت نفس	۱۱۲۴	۱۰۶۶	عزت نفس	۱۱۲۶	۱۰۶۸	عزت نفس	۱۱۲۸
۱۰۷۰	عزت نفس	۱۱۳۰	۱۰۷۲	عزت نفس	۱۱۳۲	۱۰۷۴	عزت نفس	۱۱۳۴
۱۰۷۶	عزت نفس	۱۱۳۶	۱۰۷۸	عزت نفس	۱۱۳۸	۱۰۸۰	عزت نفس	۱۱۴۰
۱۰۸۲	عزت نفس	۱۱۴۴	۱۰۸۴	عزت نفس	۱۱۴۶	۱۰۸۶	عزت نفس	۱۱۴۸
۱۰۸۸	عزت نفس	۱۱۵۰	۱۰۹۰	عزت نفس	۱۱۵۲	۱۰۹۲	عزت نفس	۱۱۵۴
۱۰۹۴	عزت نفس	۱۱۵۸	۱۰۹۶	عزت نفس	۱۱۶۰	۱۰۹۸	عزت نفس	۱۱۶۲
۱۱۰۰	عزت نفس	۱۱۶۴	۱۱۰۲	عزت نفس	۱۱۶۶	۱۱۰۴	عزت نفس	۱۱۶۸
۱۱۰۶	عزت نفس	۱۱۷۰	۱۱۰۸	عزت نفس	۱۱۷۲	۱۱۰۶	عزت نفس	۱۱۷۴

بڑے، اسم اور معمولی معاملات میں عدل و انصاف کی مثالیں قائم کرنا چاہتے تھے۔
 عدل سے وعدہ لاشریک کا خوف لے کر آگے بڑھو اور خبردار نہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرنا اور نہ کسی کی زمین پر جبراً اپنا گز کرنا۔ مال
 حق خدا سے ذرہ برابر زیادہ مت لینا اور جب کسی قبیلہ پر وارد ہونا تو ان کے گھروں میں گھسنے کے بجائے چشہ اور کنویں پر وارد
 اس کے بعد سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف جانا اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر سلام کرنا اور سلام کرنے میں بخل سے کام نہ لینا۔
 اس کے بعد ان سے کہنا کہ بندگانِ خدا مجھے تمہاری طرف پروردگار کے دلی اور جانشین نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے اموال میں
 در و گار کا حق لے لوں تو کیا تمہارے اموال میں کوئی حق اٹھ ہے جسے میرے حوالے کر سکو؟ اگر کوئی شخص انکار کر دے تو اس سے
 ہٹ کر نہ کرنا اور اگر کوئی شخص اقرار کرے تو اس کے ساتھ اس انداز سے جانا کہ نہ کسی کو خوفزدہ کرنا نہ دھمکی دینا نہ سختی کا برتاؤ
 اور نہ بیجا دباؤ ڈالنا جو سونا یا چاندی دے دیں وہ لے لینا اور اگر جو پایہ یا اونٹ ہوں تو ان کے مرکز پر جانک بلا اجازت
 نہ ہو جانا کہ زیادہ حصہ تو مالک ہی کا ہے۔ اس کے بعد جب چوپایوں کے مرکز تک پہنچ جانا تو کسی ظالم و جابر کی طرح داخل نہ ہونا
 جانور کو بھڑکا دینا اور نہ کسی کو خوفزدہ کر دینا اور مالک کے ساتھ بھی غلط برتاؤ نہ کرنا بلکہ مال کو دو حصہ میں تقسیم کر کے مالک کو
 دینا اور وہ جس حصہ کو اختیار کر لے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ پھر باقی کو دو حصوں پر تقسیم کرنا اور اسے اختیار دینا اور پھر اس کے
 پر اعتراض نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اتنا ہی مال باقی رہ جائے جس سے حق خدا ادا ہو سکتا ہے تو اسی کو لے لینا۔ بلکہ اگر کوئی شخص تقسیم پر
 ان کی درخواست کرے تو اسے بھی منظور کر لینا اور سارے مال کو ملا کر پھر پہلے کی طرح تقسیم کرنا اور آخر میں اس بچے مال میں سے حق اللہ
 نا۔ بس اس کا خیال رکھنا کہ بوڑھا، ضعیف، کمزور اور عیب دار اونٹ نہ لینا اور ان اونٹوں کا امین بھی اسی کو بنانا
 کے دین کا اعتبار ہو اور جو مسلمانوں کے مال میں نرمی کا برتاؤ کرتا ہو تاکہ وہ دلی تک مال پہنچا دے اور وہ ان کے درمیان
 کر دے۔ اس موضوع پر صرف اسے دیکھ کر بنانا جو مخلص، خدا ترس، امانت دار اور نگران ہو، نہ سختی کرنے والا ہو نہ ظلم کرنے
 نہ تھکا دینے والا ہو نہ شدت سے دوڑانے والا۔ اس کے بعد جس قدر مال جمع ہو جائے وہ میرے پاس بھیج دینا تاکہ میں امر الہی
 مانن اس کے مرکز تک پہنچا دوں۔

امانت دار کو مال دیتے وقت اس بات کی ہدایت دے دینا کہ خبردار اونٹنی اور اس کے بچہ کو جدا نہ کرے اور سارا دودھ
 ان لے جو بچہ کے حق میں مضبوط ہو۔ سواری میں بھی شدت سے کام نہ لے اور اس کے اور دوسری اونٹیوں کے درمیان عدل و
 ات سے کام لے۔

میں کون ایسا سربراہ مملکت ہے جو اپنے احکام کو اتنی شدید پابندیوں میں جکڑ دے اور اپنی رعایا کو اس قدر سہولت دے۔ دنیا کے حکام میں تو اس
 تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اسلام کے خلفاء میں بھی دو دور تک اس کو دار کا پڑ نہیں ملتا ہے اور حکومت کا آغاز ہی جبر و
 اور اسیری و خانہ سوزی سے ہوتا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس وصیت نامہ کو بغور پڑھا جائے اور اس کی ایک ایک دفعہ پڑھ کر دیکھ جائے تاکہ یہ امتلازہ ہو کہ اسلامی سلطنت میں رعایا کا کیا مرتبہ ہوتا ہے۔
 ان احادیث میں کس قدر سہولت فراہم کی جاتی ہے اور انسانوں کی طرح جانوروں کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

لَا غَيْبَ - تھکا ماندہ
لیستان - نرمی کرے
نَقِيبَ - جس کے کھر گھس جائیں
ظَالِحَ - لنگرا
عُدْرَ - جمع غدیر - تالاب
جَوَادُ الطَّرِيقِ - بے آب و گیاہ راستے
نَطَافَ - مختصر پانی
مُزْنِ - موٹے ٹکڑے
مُتَقِيَاتَ - تندہ دست
مُجُودَاتَ - تھکے ماندے
جَبْهَةً - برائی سے پیش آیا
يَغْضِبُهُمْ - پریشان کرنا
يَرْغَبُ عَنْهُمْ - منہ موڑ لینا
بُوسَى - شدت، سختی
خَزْمَى - ذلت

(۱) مذکورہ بالا فقرات سے یقینیت
بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اسلام انسانی
نظام ہونے کے ساتھ جانوروں کا بے پنا
خیال رکھتا ہے اور ان پر کسی طرح
کا بیجا دباؤ برداشت نہیں کرتا ہے
خصوصیت کے ساتھ اگر جانوروں کا
تعلق صدقات و خیرات سے ہو تو
ان کی اہمیت خود بخود بڑھ جاتی ہے
اور ان کا لحاظ مزید واجب ہو جاتا
ہے۔

فِي ذَلِكَ وَبَيْتِهَا، وَلَسِرْفَةً عَلَى الْأَغْيَبِ، وَلَيْسَتَانِ بِالسَّقِيبِ وَالطَّلَاحِ، وَلَسِرْفَةً
مَاتَرُ بِسَوْءِ السُّعْدِ، وَلَا يَسْعُدُ بِهَا عَنْ تَبَتِ الْأَرْضِ إِلَى جَوَادِ الطَّرِيقِ،
وَلَسِرْفَةً فِي السَّاعَاتِ، وَلَسِرْفَةً عِنْدَ السَّطَافِ وَالْأَغْصَابِ، حَتَّى تَأْتِيَا
بِإِذْنِ اللَّهِ بُدْنًا مُنْقِيَاتٍ، غَيْرِ مُشْتَبَاتٍ وَلَا يَجْهَوْدَاتٍ، لِسَقِيمَتِهَا عَلَى
كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَإِنَّ ذَلِكَ أَكْثَرُ لِأَجْرِكَ
وَأَقْرَبُ لِشِدِّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

۲۶

وَمِنْ عَهْدِهِ ﴿٢٦﴾

الى بعض عماله وقد بعته على الصدقة

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللَّهِ فِي سَرَائِرِ أَمْرِهِ وَخَفِيَّاتِ عَمَلِهِ، حَيْثُ لَا شَهِيدَ غَيْرِهِ،
وَلَا وَكِيلَ دُونِهِ، وَأَمَرَهُ أَلَّا يَفْعَلَ بِشَيْءٍ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ فِيهَا ظَهَرَ فَيُخَالِطَ
إِلَى غَيْرِهِ فِيهَا أَسْرَ، وَمَنْ لَمْ يَخْتَلِفْ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ، وَفِعْلُهُ وَمَقَالَتُهُ
فَقَدْ أَدَّى الْأَمَانَةَ، وَأَخْلَصَ الْعِبَادَةَ.
وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَجْهَبَهُمْ وَلَا يَغْضَبَهُمْ، وَلَا يَرْغَبَ عَنْهُمْ تَفَضُّلاً بِالْإِيمَانِ
عَلَيْهِمْ، فَاسْتَأْذَنَ الْأَخْوَانَ فِي الدِّينِ، وَالْأَعْوَانَ عَلَى اسْتِخْرَاجِ الْمُتَقَوِّ
وَإِنْ لَكَ فِي هَذِهِ الصَّدَقَةِ نَصِيباً مَقْرُوضاً، وَحَقّاً مَقْلُوماً، وَشُرْكَاءَ أَهْلِ مَشْكَلِ
وَضَعْفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ، وَإِنَّا مُوَفِّوكَ حَقَّكَ، فَوَقِّهْهُمْ حُقُوقَهُمْ، وَإِلَّا تَفْعَلْ قَبْلَ ذَلِكَ
مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُوماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَبُؤْساً لِمَنْ - خَصَّمَهُ عِنْدَ اللَّهِ - الْفُقَرَاءُ
وَالْمَسْكِينُ وَالسَّائِلُونَ وَالْمَذْهُوعُونَ، وَالْفَارِغُونَ وَابْنُ السَّبِيلِ! وَمَنْ اسْتَشْرَفَ
بِالْأَمَانَةِ، وَزَتَعَ فِي الْحَيَاتَةِ، وَلَمْ يُسْزِرْ نَفْسَهُ وَدِينَهُ عَنْهَا، فَقَدْ أَحْبَبَ
بِنَفْسِهِ الدُّلَّ وَالْخِزْيَ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَذَلُّ وَأَخْزَى. وَإِنْ أَغْنَى
الْحَيَاتَةُ الْحَيَاتَةَ الْأُمِّيَّةَ، وَأَفْطَعَ الْعَيْشُ عَيْشَ الْأُمِّيَّةِ، وَالسَّلَامُ.

مصادر کتاب ۲۲، دعائم الاسلام ۱ ص ۵۰، انساب الاشراف ۲ ص ۱۵۹، بحار الانوار ۸ ص ۶۳۲، ۲۲، جہرۃ رسائل العرب

لے آئے اونٹ کو دم لینے کا موقع دے اور جس کے گھر گھس گئے ہوں یا پاؤں شکستہ ہوں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ راستے میں پڑیں تو انھیں پانی پینے کے لئے لیجائے اور سرسبز راستوں کو چھوڑ کر بے آب و گیاہ راستوں پر نہ لے جائے وقتاً فوقتاً آرام دیتا ہے اور پانی اور سبزہ کے مقامات پر ٹھہرنے کی مہلت دے یہاں تک کہ ہمارے پاس اس عالم میں پہنچیں تو حکم خدا سے تندرست و زبے ہوں۔ تھکے ماندے اور در ماندہ نہ ہوں تاکہ ہم کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق انھیں تقسیم کر سکیں کہ یہ بات تمہارے لئے بھی اجر عظیم کا باعث اور ہدایت سے قریب تر ہے۔ انشاء اللہ

۲۶۔ آپ کا عہد نامہ

(بعض اعمال کے لئے انھیں صدقات کی جمع آوری کے لئے روانہ فرمایا تھا)

میں انھیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے پوشیدہ امور اور مخفی اعمال میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں اس کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ اور نگراں نہیں ہے اور خبردار ایسا نہ ہو کہ ظاہری معاملات میں خدا کی اطاعت کریں اور مخفی مسائل میں اس کی مخالفت کریں۔ اس لئے کہ جس کے ظاہر و باطن محل و قول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے وہی امانت الہی کا ادا کرنے والا اور عبادت الہی میں مخلص ہوتا ہے۔

اور پھر حکم دیتا ہوں کہ خبردار لوگوں سے بڑے طریقہ سے پیش نہ آئیں اور انھیں پریشان نہ کریں اور نہ ان سے اظہار اقتدار کے لئے رہ کشی کریں کہ ہر حال یہ سب بھی دینی بھائی ہیں اور حقوق کی ادائیگی میں مدد کرنے والے ہیں۔

دیکھو ان صدقات میں تمہارا حصہ معین ہے اور تمہارا حق معلوم ہے لیکن فقراء و مساکین اور فاقہ کش افراد بھی اس حق میں تمہارے ایک ہیں۔ ہم تمہیں تمہارا پورا حق دینے والے ہیں لہذا تمہیں بھی ان کا پورا حق دینا ہو گا کہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو قیامت کے سب سے زیادہ دشمن تمہارے ہوں گے اور سب سے زیادہ بد بختی اسی کے لئے ہے جس کے دشمن بارگاہ الہی میں فقرار۔

لکین۔ سائلین۔ محرومین۔ مقروض اور غربت زدہ مسافر ہوں اور جس شخص نے بھی امانت کو معمولی تصور کیا اور خیانت کی جراگاہ میں مل ہو گیا اور اپنے نفس اور دین کو خیانت کا رسی سے نہیں بچایا۔ اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلت اور رسوائی کی منزل میں اتار دیا آخرت میں تو ذلت و رسوائی اس سے بھی زیادہ ہے اور یاد رکھو کہ بدترین خیانت امت کے ساتھ خیانت ہے اور بدترین فریب کاری دلاہ دین کے ساتھ فریب کاری کا برتاؤ ہے۔ !

انسان دنیا کے تمام حکام کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ فقراء و مساکین اس دنیا میں بے آسرا اور بے سہارا ہیں لیکن آخرت میں ان کا بھی دالی و وارث ہو ہے اور وہاں کسی صاحب اقتدار کا اقتدار کام آنے والا نہیں ہے۔ عدالت الہیہ میں شخصیات کا کوئی اثر نہیں ہے ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب ہو گا اور اس کے مواخذہ اور محاسبہ کا سامنا کرنا ہو گا۔ وہاں نہ کسی کی کسی کام آسکتی ہے اور نہ کسی کا تخت و تاج۔

افراد کے ساتھ خیانت تو برداشت بھی کیجا سکتی ہے کہ وہ انفرادی معاملہ ہوتا ہے اور اسے افراد معاف کر سکتے ہیں لیکن قوم و ملت کیساتھ خیانت برداشت ہے کہ اس کی مدعی تمام ملت ہو گی اور اتنے بڑے مقدمہ کا سامنا کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔

آس - برابر کا برتاؤ کرنا
حیف - ظلم
مُتَرَف - عیش پرست
نواصی - جمع ناصیہ (پیشانی)

و من عهد له ﴿۱﴾

ال محمد بن ابی بکر - رضي الله عنه - حين قلده مصر:

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَأَلْسِنْ لَهُمْ جَوَانِبَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَأَسِ
بَيْنَهُمْ فِي اللَّخْظَةِ وَالنَّظَرَةِ، حَتَّى لَا يَطْمَعُ الْعُظَمَاءُ فِي حَقِّكَ لَهُمْ،
وَلَا يَسْتَأْسِ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَذْلِكَ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُسَائِلُكُمْ
مَعْتَرِ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيرَةِ مِنْ أَسْمَائِكُمْ وَالْكَبِيرَةِ، وَالظَّاهِرَةِ
وَالْمَنْشُورَةِ، فَإِنْ يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ، وَإِنْ يَغْفِقْ فَهُوَ أَكْزَمُ،
وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَآجِلِ الْآخِرَةِ،
فَقَارَكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَلَمْ يُشَارِكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي
آخِرَتِهِمْ، سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سَكِنَتْ، وَأَكَلُوا بِأَفْضَلِ مَا أَكَلَتْ،
فَحَظُّوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظَّي بِهِ الْمُتَرَفُونَ، وَأَخَذُوا مِنْهَا مَا أَخَذَهُ
الْمُسَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُونَ، ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنْهَا بِالرَّادِ الْمُبْلَغِ، وَالْمُشْجِرِ
الرَّابِيعِ، أَصَابُوا لَذَّةَ دُنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَتَيَقَّنُوا أَنَّهُمْ حَسِرَانِ اللَّهُ
عَذَابُ فِي آخِرَتِهِمْ، لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ، وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنْ لَذَّةٍ،
فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللَّهِ الْمَوْتَ وَفُرْقَةَ، وَأَعِدُّوا لَهُ عُدَّتَهُ، فَإِنَّهُ يَأْتِي
بَأَنْفَرٍ عَظِيمٍ، وَخَطْبٍ جَلِيلٍ، يَخِيرُ لَا يَكُونُ مَعَهُ شَرٌّ أَبَدًا، أَوْ شَرٌّ لَا يَكُونُ
مَعَهُ خَيْرٌ أَبَدًا، فَمَنْ أَقْرَبَ إِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَائِلَتِهِ! وَمَنْ أَقْرَبَ إِلَى
النَّارِ مِنْ عَائِلَتِهِ! وَأَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ، إِنْ أَقْبَضَ لَكُمْ أَخَذَكُمْ، وَإِنْ
فَرَّزَكُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ، وَهُوَ أَلْزَمُ لَكُمْ مِنَ ظِلِّكُمْ، الْمَوْتُ سَعُودٌ
يَنْوَاصِيكُمْ، وَالْدُّنْيَا تُطَوِّي مِنْ خَلْفِكُمْ، فَاحْذَرُوا نَارًا قَعْرَهَا بَعِيدٌ،
وَحَرُّهَا شَدِيدٌ، وَعَذَابُهَا جَدِيدٌ، دَارُ لَيْسَ فِيهَا رَحْمَةٌ، وَلَا تُسْمَعُ فِيهَا
دَعْوَةٌ، وَلَا تُفْرَجُ فِيهَا كُرْبَةٌ، وَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللَّهِ،
وَأَنْ يَخْشَنَ ظِلُّكُمْ بِهِ، فَاجْتَمِعُوا بَيْنَهُمَا، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِمَّا يَكُونُ
حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَى قَدَرِ خَوْفِهِ مِنْ رَبِّهِ، وَإِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ
ظَنًّا بِاللَّهِ أَشَدَّهُمْ خَوْفًا لِلَّهِ.

وَاعْلَمَ - يَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ - أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي فِي

۱۔ مہمور خین کا بیان ہے کہ سرکارِ دُعا
اپنے اصحاب کو برابر ہدایت دیتے
رہتے تھے کہ خبردار کوئی میرے
پیچھے پیچھے نہ پلے اور محفل میں غیر ضروری
قیام نہ کرے اور ایسے القابِ آداب
سے نہ بھارے جس سے سلاطینِ زمانہ
کو یاد کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ساری تہیں
انسان کے نفس میں غرور پیدا کرتی
ہیں اور وہ راستے سے ہٹ جاتا ہے
اور اپنے کو ساج سے الگ اور بالاتر
تصور کرنے لگتا ہے

ظاہر ہے کہ ان باتوں کا احسان
معصوم کی زندگی میں نہیں ہوتا ہے
لیکن قائد کا فرض ہے کہ پہلے احکام
کو اپنی ذات پر منطبق کرے۔ اس کے
بعد دوسروں کو پابند بنائے ورنہ
احکام ایک نظریہ کی شکل اختیار
کر لیں گے اور ان پر عمل کرنے والا
پیدا نہ ہوگا۔

امت کی عمل رہنمائی قائدِ معصوم
ذکرے کا تو کون کرے گا اور اسے
اسوہ حسنہ کہاں سے حاصل ہوگا۔

مصادر کتاب ۲۷ الفاتر، تحت العقول ۱۷۶، المجالس المفیدہ ۱۳۷، الامالی طوسی ۱۳۳، بشارة المصطفیٰ طبری ۵۲،
مجموعہ شیخ دوام ۱۲، جہرۃ رسائل العرب ۱۸۷، تاریخ طبری ۶ ص ۳۲۲، الامالی مفید،

۲۷۔ آپ کا عہد نامہ

(محمد بن ابی بکر کے نام۔ جب انھیں مصر کا حاکم بنایا گیا)

لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو بھٹکا دینا اور اپنے برتاؤ کو نرم رکھنا۔ کشادہ دہی سے پیش آنا اور نگاہ و نظر میں بھی سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا تاکہ بڑے آدمیوں کو یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ تم ان کے مفاد میں ظلم کر سکتے ہو اور کمزوروں کو تمہارے انصاف کی طرف سے ایسی نہ ہو جائے۔ پروردگار روز قیامت تمام بندوں سے ان کے تمام چھوٹے اور بڑے ظاہر اور مخفی اعمال کے بارے میں محاسبہ کرے گا۔ اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے گا تو تمہارے ظلم کا نتیجہ ہو گا اور اگر معاف کر دے گا تو اس کے کرم کا نتیجہ ہو گا۔

بندگانِ خدا! یاد رکھو کہ پرہیزگار افراد دنیا اور آخرت کے فوائد لے کر آگے بڑھ گئے۔ وہ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہے لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں شریک نہ ہو سکے۔ وہ دنیا میں بہترین انداز سے زندگی گزارتے رہے۔ جو سب نے کھایا اس سے اچھا کچھ نہ کھانا کھایا اور وہ تمام لذتیں حاصل کر لیں جو عیش پرست حاصل کرتے ہیں اور وہ سب کچھ پایا جو جاہل اور شکرت افراد کے حصہ میں آتا ہے۔ اس کے بعد وہ زاد راہ لے کر گئے جو منزل تک پہنچا دے اور وہ تجارت کر کے گئے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو۔ دنیا میں رہ کر دنیا کی لذت حاصل کی اور یہ یقین رکھے رہے کہ آخرت میں پروردگار کے جو اجر رحمت میں ہوں گے۔ جہاں نہ ان کی آواز ٹھکرانی جائے گی اور نہ کسی لذت میں ان کے حصہ میں کوئی کمی ہوگی۔

بندگانِ خدا! موت اور اس کے قرب سے ڈرو اور اس کے لئے سروسامان بہا کر لو۔ کہ وہ ایک عظیم امر اور بڑے حادثہ کے ساتھ آنے والی ہے۔ ایسے خیر کے ساتھ جس میں کوئی شر نہ ہو یا ایسے شر کے ساتھ جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ جنت یا جہنم کی طرف ان کے لئے عمل کرنے والوں سے زیادہ قریب تر کون ہو سکتا ہے۔ تم وہ ہو جس کا موت مسلسل پیچھا کئے ہوئے ہے۔ تم ٹھہر جاؤ گے تب بھی تمہیں پکڑ لے گی اور فرار کر گئے تب بھی اپنی گرفت میں لے لے گی۔ تم تمہارے ساتھ تمہارے سایہ سے زیادہ چپکی ہوئی ہے۔ اسے تمہاری پیشانیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے اور دنیا تمہارے پیچھے ہے۔ برابر پیٹی جا رہی ہے۔ اس جہنم سے ڈرو جس کی گہرائی بہت دور تک ہے اور اس کی گرمی بیکہ شدید ہے اور اس کا عذاب بھی برابر تازہ بہ تازہ ہوتا رہے گا۔

وہ گھر ایسا ہے جہاں نہ رحمت کا گذر ہے اور نہ دہاں کوئی فریاد سُنی جاتی ہے اور نہ کسی رنج و غم کی کشائش کا کوئی امکان ہے۔ اگر تم لوگ یہ کر سکتے ہو کہ تمہارے دل میں خوفِ خدا شدید ہو جائے اور تمہیں اس سے حسن ظن حاصل ہو جائے تو ان دونوں کو جمع کر لو کہ بندہ کا حسن ظن اتنا ہی ہوتا ہے جتنا خوفِ خدا ہوتا ہے اور بہترین حسن ظن رکھنے والا وہی ہے جس کے دل میں شدید ترین خوفِ خدا پایا جاتا ہو۔ محمد بن ابی بکر! یاد رکھو کہ میں نے تم کو اپنے بہترین لشکر۔ اہل مصر پر حاکم قرار دیا ہے۔

لے بہترین زندگی سے مراد قصر شاہی میں قیام اور لذیذ ترین غذائیں نہیں ہیں۔ بہترین زندگی سے مراد وہ تمام اسباب ہیں جن سے زندگی گزار جائے اور انسان کسی حرام اور ناجائز کام میں مبتلا نہ ہو۔

لے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت میں یا صرف خیر ہے یا صرف شر اور مخلوط اعمال والوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آخرت کے ثواب و عذاب کا فلسفہ یہی ہے کہ اس میں کسی طرح کا اختلاط و امتزاج نہیں ہے۔ دنیا کے ہر آرام میں تکلیف شامل ہے اور ہر تکلیف میں آرام کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہے لیکن آخرت میں عذاب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی راحت کا تصور نہیں ہے اور ثواب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی تکلیف کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہذا انسان کا فرض ہے کہ اس عذاب سے ڈرے اور اس ثواب کا انتظام کرے۔

یقیناً مغلوب کر دیتا ہے
منافق الجحان - جہول میں نفاق
چھپائے رہے

عالم اللسان - عالم بے عمل
خبا - چھپا کر رکھا ہے
لفقت - شروع کر دیا ہے

بلار - احسان
ہجر - ہجرین کا ایک شہر ہے جہاں
خرے بکثرت پیدا ہوتے ہیں
مسدد - استاذ

نضال - مقابلہ تیر اندازی
اعتزال - الگ کر دینا

ثلثہ - عیب
طلقاء - فتح کر کے آزاد کردہ
حق - آواز دینے لگے

قدح - تیر
① - اس شخص کے بارے میں ہے
جو بصرہ سامان خریدنے گیا تھا اور
اسے کوئی مناسب سامان نہ ملا تو خرید
لے کر چلا آیا جس کی جہر میں بہتات
تھی اور بیچنے کے لئے مناسب قیمت
کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ ساری
کھجوریں برباد ہو گئیں اور کوئی نتیجہ
حاصل نہ ہوا -

نَفْسِي أَهْلَ مَضَرٍ، فَأَنْتَ مَحْشُوقٌ أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ، وَأَنْ تُنَافِقَ عَنْ
دِينِكَ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلَّا سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ، وَلَا تُسْخِطِ اللَّهَ بِرِضَى أَحَدٍ
مِنْ خَلْقِهِ، فَإِنَّ فِي اللَّهِ خَلْقًا مِنْ غَيْرِهِ، وَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ خَلْفٌ فِي غَيْرِهِ.
صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمَوْقُوتِ لَهَا، وَلَا تَعْجَلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ، وَلَا تُؤَخِّرْهَا
عَنْ وَقْتِهَا لِاسْتِغْنَالٍ، وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبِعَ لِصَلَاتِكَ.
وَمِنْهُ: فَإِنَّهُ لَا سَوَاءَ، إِمَامٌ أَهْدَى وَإِمَامٌ الرَّدَى، وَوَلِيٌّ النَّبِيِّ،
وَعَبْدُ النَّبِيِّ، وَلَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -:
«إِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُنْسِي مُؤْمَنًا وَلَا مُشْرِكًا؛ أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقْتَعُهُ اللَّهُ
بِإِيمَانِهِ، وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْتَعُهُ اللَّهُ بِشِرْكِهِ. وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ
كُلَّ مُنَافِقٍ الْجَتَانِ، عَالِمِ اللِّسَانِ، يَقُولُ مَا تَعْرِفُونَ، وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُونَ».

۲۸

و من کتابہ لم ﴿۱﴾

إلى معاوية جواباً، قال الشريف: وهو من محاسن الكتب.

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ تَذَكُّرُ فِيهِ اضْطِغَاءَ اللَّهِ مُحَدِّدًا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ لِدِينِهِ، وَتَأْيِيدَهُ إِسَاءَ بِمَنْ أَيْدَهُ بِمَنْ أَصْحَابِهِ؛ فَلَقَدْ خَبَّرْنَا
الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا، إِذْ طَفِقْتَ تُخَيِّرُنَا بِبَلَاءِ اللَّهِ تَعَالَى عِثْدَتَا، وَنِعْمَتِيهِ
عَلَيْنَا فِي نَيْبِنَا، فَكُنْتُ فِي ذَلِكَ كَنَاقِلِ السَّيْرِ إِلَى هَجْرٍ، أَوْ دَاعِيٍّ مُسَدِّدٍ
إِلَى النَّضَالِ، وَرَعَمْتُ أَنْ أَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ قُلَانٌ وَقُلَانٌ، فَذَكَرْتُ أَمْرًا
إِنْ نَمَّ اغْتَرَلَكَ كُفْلُهُ، وَإِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمُهُ، وَمَا أَنْتَ وَالْفَاضِلُ
وَالْمَفْضُولُ، وَالسَّائِسُ وَالْمُسَوَّسُ!

وَمَا لِلطُّلُقَاءِ وَابْنَاءِ الطُّلُقَاءِ، وَالشَّيْخِزَيْنِ الْمُهَاجِرِينَ
الْأَوَّلِينَ، وَتَرْزِيقِ دَرَجَاتِهِمْ، وَتَغْرِيفِ طَبَقَاتِهِمْ! هَمَمَاتٌ
لَقَدْ حَسَنَ قَدْخُ لَيْسَ مِنْهَا، وَطَفِيقٌ يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ

مصادر کتاب ۲۱: فتوح اعظم کو فی ۲ ص ۹۶۱، صبح الاعشی قلعہ شندی ۱ ص ۲۲۹، نہایتہ الارب، ۲۳۳، انساب الاشراف ۲ ص ۲۴۹،

جہرۃ رسائل العرب، احتجاج طبرسی ۹۵، تذکرۃ الخواص ۳ ص ۳۲۶، کتاب صفین نصر بن حزام مش

الاستقصی زعمشری ۲ ص ۹۹، مجمع الامثال میدانی ۱ ص ۳۵، بحار الانوار ۸ ص ۱۳

ساعت
کوئی کا

کردہ -

نہ خود مجھ -

برائی سے

اور دل

۱

کے ذریعہ

ال اطلاع

کر یا کہ تم

۳۱

میں نہیں

آزاد کردہ

کے ہمیزانے

اور مسائل

معاویہ

حضرت علیؑ

کریں تو تو

کردی جا

الذکر

تھیں

اب تم سے مطالبہ یہ ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا اور اپنے دین کی حفاظت کرنا چاہے تمہارے لئے دنیا میں صرف ایک ہی عت باقی رہ جائے اور کسی مخلوق کو خوش کر کے خالق کو ناراض نہ کرنا کہ خدا ہر ایک کے بدلے کام آسکتا ہے لیکن اس کے بدلے کی کام نہیں آسکتا ہے۔

نماز اس کے مقررہ اوقات میں ادا کرنا۔ نہ ایسا ہو کہ فرصت حاصل کرنے کے لئے پہلے ادا کر لو اور نہ ایسا ہو کہ مشغولیت کی بنا پر تاخیر دو۔ یاد رکھو کہ تمہارے ہر عمل کو نماز کا پابند ہونا چاہئے۔

یاد رکھو کہ امام ہدایت اور پیشوائے ہلاکت ایک جیسے نہیں ہو سکتے ہیں۔ نبی کا دوست اور دشمن یکساں نہیں ہوتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں اپنی امت کے بارے میں نہ کسی مومن سے خوفزدہ ہوں اور نہ مشرک سے۔ مومن کو اللہ اس کے ایمان کی بنا پر رانی سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی بنا پر مغلوب کر دے گا۔ سارا خطرہ ان لوگوں سے ہے جو زبان کے عالم ہوں اور دل کے منافق۔ کہتے وہی ہیں جو تم سب پہچانتے ہو اور کہتے وہ ہیں جسے تم برا سمجھتے ہو۔

۲۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاذیہ کے خط کے جواب میں جو بقول سید ذہبی آپ کا بہترین خط ہے)

اما بعد! میرے پاس تمہارا خط آیا ہے جسے تم نے رسول اکرمؐ کے دین خدا کے لئے منتخب ہونے اور آپ کے پروردگار کی طرف سے اصحاب و ذریعہ موبد ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ تو ایک بڑی عجیب غریب بات ہے جو زمانے نے تمہاری طرف سے چھپا کر رکھی تھی کہ تم ہم کو ان احسانات و انطلاقات دے رہے ہو جو پروردگار نے ہمارے ہی ساتھ کئے ہیں اور اس نعمت کی خبر دے رہے ہو جو ہمارے ہی پیغمبر کو ملی ہے۔ کیا کہ تم مقام ہجر کی طرف خرمے بھیج رہے ہو یا استاد کو تیرا انداز ہی کی دعوت دے رہے ہو۔

اس کے بعد تمہارا خیال ہے کہ فلاں اور فلاں تمام افراد سے بہتر تھے تو یہ تو ایسی بات ہے کہ اگر صحیح بھی ہو تو اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر غلط بھی ہو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ تمہارا اس فاضل و مفضول، حاکم و رعایا کے مسئلے سے کیا تعلق ہے۔ بھلا ارادہ اور ان کی اولاد کو مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز قائم کرنے۔ ان کے درجات کا تعین کرنے اور ان کے طبقات کے تمیز لانے کا حق کیا ہے (یہ تو اس وقت مسلمان بھی نہیں تھے) افسوس کہ جوئے کے تیروں کے ساتھ باہر کے تیر بھی آواز نکالنے لگے اور مسائل میں وہ لوگ بھی کرنے لگے جن کے خلاف خود ہی فیصلہ ہونے والا ہے۔

معاذیہ نے یہ خط ابو امامہ باہلی کے ذریعہ بھیجا تھا اور اس میں متعدد مسائل کی طرف اشارہ کیا تھا سب سے بڑا مسئلہ حضرات شیخین کے فضائل کا تھا کہ حضرت علیؓ کے ساتھ اکثریت انہیں افراد کی تھی جو آپ کو سلسلہ سے چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے تھے۔ اب اگر آپ ان کے بارے میں اپنی صحیح رائے کا اظہار کر دیں تو قوم بدظن ہو جائے گی اور معاشرہ میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا اور اگر ان کے فضائل کا انفرادی ذکر کریں تو گویا ان تمام کلمات کی تکذیب کر دی جو کل تک اپنی فضیلت یا مظلومیت کے بارے میں بیان کرتے تھے۔

حضرت نے اس حساس صورت حال کا بخوبی اندازہ کر لیا اور واضح جواب دینے کے بجائے معاذیہ کو اس مسئلہ سے الگ ہونے کی تلقین فرمائی اور اسے اس کی اوقات سے بھی باخبر کر دیا کہ یہ مسئلہ صدر اسلام کا ہے اور اس وقت تو تمہارا باپ بھی مسلمان نہیں تھا تمہارا کیا ذکر ہے؟ لہذا ایسے مسائل تمہیں رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ البتہ یہ بہر حال ثابت ہو جاتا ہے کہ ان فضائل میں تمہارے خاندان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔!

طلع - لنگڑا پن

دُرع - ہاتھ - وسعت یہ

تیبہ - گراہی

رواغ - شدت سے اخراج

کرنے والا

قصد - میاند روی

شہیدنا - جنابِ حمزہ

واحدنا - حضرت جعفر طیار

جہتہ - کثیر

جج - پھینک دیا

رمیہ - شکار

صنلغ - ساختہ و پرداختہ

طول - کرم

اکفاء - برابر والے

مکذّب - ابو جہل

اسد اللہ - حضرت حمزہ

اسد الاخلاط - ابوسفیان جیسے

رسول اکرم کے خلاف اُخواب

سے صلف پاتا تھا

صبیۃ القار - اولاد مروان

(بقولِ مرسلِ عظم)

حمالۃ الخطب - ام جیل (ساویہ

کی چھوچی)

لا تدفع - ناقابلِ انکار ہے

① اس میں کوئی شک نہیں ہے

الْحُكْمُ هَـٰذَا لَا تَرْجِعْ إِلَيْهَا الْإِنْسَانُ عَلَى ظُلْمِكَ، وَتَعْرِفُ قُضُوءَ
ذُرْعِكَ، وَتَتَأَخَّرُ حِينَ أَخْرَكَ الْقَدْرُ! قَسَا عَلَيْكَ غَلْبَةُ الْغُلُوبِ،
وَلَا ظَفَرُ الظَّافِرِ!

وَإِنَّكَ لَذَهَابٌ فِي النَّسِيءِ، دَوَّاعٌ عَنِ الْقَضَاءِ، لَا تَسْرَى - غَيْرَ تَحْسِبُ
لَكَ، وَلَكِنْ بِسَيِّئَةِ اللَّهِ أُحْدِثُ - أَنْ قَسُومًا اسْتَشْهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
تَعَالَى مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَلِكُلِّ فَضْلٍ، حَتَّى إِذَا اسْتَشْهَدَ
شَهِيدُنَا قِيلَ: سَدُّ الشُّهَدَاءِ، وَخَطُّهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ - بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ! أَوَّلًا تَسْرَى أَنْ قَسُومًا
قُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَلِكُلِّ فَضْلٍ - حَتَّى إِذَا فَعِلَ بِوَاحِدِنَا
مَا فَعِلَ بِوَاحِدِهِمْ، قِيلَ: «الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَذُو الْجُنَاحَيْنِ» وَلَوْ لَا
مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ تَرْكِيَّةَ الْمَرْءِ نَفْسَهُ، لَذَكَرَ ذَاكَ كِرَافَ طَائِلِ جَمْعِهِ،
تَعْرِفُهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا تَعْرِفُهَا آذَانُ السَّامِعِينَ، قَدَعٌ عَنْكَ مَنْ
مَسَّاتِ بِهِ الرِّمِيَّةُ، فَإِنَّا صَنَانِعُ رِثْنَا، وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَانِعُ لَنَا!

لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمُ عِزِّنَا وَلَا عَادِي طُؤُنَا عَلَى قَوْلِكَ أَنْ خَطَطْنَاكُمْ
بِأَنْفُسِنَا، فَتَنَكَّخْنَا وَأَنْكَخْنَا، فَعَلَّ الْأَكْفَاءُ، وَلَشَنَّمْ هُنَاكَ! وَأَنَّى
يَكُونُ ذَلِكَ وَمِنَّا النَّبِيُّ وَمِنْكُمْ الْمَكْذُوبُ، وَمِنَّا أَسَدُ اللَّهِ وَمِنْكُمْ
أَسَدُ الْأَخْلَافِ وَمِنَّا سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمِنْكُمْ حَبِيبَةُ النَّارِ
وَمِنَّا خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَمِنْكُمْ حَمَّالَةُ الْحُطْبِ، فِي كَثِيرٍ مِنْ
لَنَا وَعَلَيْكُمْ!

فَإِسْلَامُنَا قَدْ سَمِعَ، وَجَاهِلِيَّتُنَا لَا تُدْفَعُ، وَكِتَابُ اللَّهِ يَجْمَعُ لَنَا
مَا شَدَّ عَنَّا، وَهُوَ قَوْلُهُ شُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: (وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ) وَقَوْلُهُ تَعَالَى: (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ
لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ)، فَتَعَفُّوْا
مَرَّةً أَوْلَى بِالْقَرَابَةِ، وَتَارَةً أَوْلَى بِالطَّاعَةِ، وَلَمَّا اخْتَجَّ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى

کہ اہلبیت پر پروردگار عالم نے براہِ راست احسانات کی ہیں اور انھیں اپنے دین اور اپنے احکام کے لئے منتخب قرار دیا ہے اور اس
بعد تمام افرادِ کرم پروردگار انھیں کے ذریعہ پہنچا ہے اور سب انھیں کے شرمندہ احسان ہیں کہ اگر یہ گھرا نا نہ ہوتا تو کسی کو اسلام کی
نہ ہوتا دیگر فضائل و کمالات کا کیا تذکرہ ہے۔

یہ اس

کیا حال

میں گئی

اسے شخص تو اپنے لنگڑے پن کو دیکھ کر اپنی حد پر ٹھہرا کیوں نہیں ہے اور اپنی کوتاہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں ہے اور جہاں تضاد قدر نے رکھ دیا ہے وہیں پیچھے ہٹ کر جاتا کیوں نہیں ہے۔ تجھے کسی مغلوب کی شکست یا غالب کی فتح سے کیا تعلق ہے۔

تو ہمیشہ گمراہیوں میں ہاتھ پاؤں مارنے والا اور درمیانی راہ سے انحراف کرنے والا ہے۔ میں تجھے باخبر نہیں کر رہا ہوں بلکہ خدا کا تذکرہ کر رہا ہوں ورنہ کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ مہاجرین و انصار کی ایک بڑی جماعت نے راہ خدا میں جانیں دی ہیں اور سب احبابِ فضل ہیں لیکن جب ہمارا کوئی شہید ہوا ہے تو اسے سید الشہداء کہا گیا ہے اور رسول اکرمؐ نے اس کے جنازہ کی نماز میں ستر تکبیریں دی ہیں۔ اسی طرح تجھے معلوم ہے کہ راہ خدا میں بہت سوں کے ہاتھ کٹے ہیں اور صاحبانِ شرف ہیں لیکن جب ہمارے آدمی کے ہاتھ کٹے گئے تو اسے جنت میں طیار اور ذوالجناحین بنا دیا گیا اور اگر پروردگار نے اپنے منہ سے اپنی تعریف سے منع نہ کیا ہو تو بیان کرنے والا بیشمار فضائل بیان کرتا جنہیں صاحبانِ ایمان کے دل پہنچاتے ہیں اور سننے والوں کے کان بھی الگ نہیں کرنا چاہتے چھوڑ دینا کا ذکر جن کا تیر نشانہ سے خطا کرنے والا ہے۔ ہمیں دیکھو جو پروردگار کے براہ راست ساختہ و پرداختہ ہیں اور باقی لوگ ہمارے خدائات کا نتیجہ ہیں۔ ہماری قدیمی عزت اور تمھاری قوم پر برتری ہمارے لئے اس امر سے مانع نہیں ہوتی کہ ہم نے تم کو اپنے ساتھ لے کر لیا تو تم سے رشتے لئے اور تمھیں رشتے دئے جو عام سے برابر کے لوگوں میں کیا جاتا ہے اور تم ہمارے برابر کے نہیں ہو اور یہ بھی کس طرح سکتے ہو جب کہ ہم میں سے رسول اکرمؐ ہیں اور تم میں سے ان کی تکذیب کرنے والا۔ ہم میں اسدائشہ ہیں اور تم میں مدالاحلاف۔ ہم میں سردارانِ جوانانِ جنت ہیں اور تم میں جہنمی لڑکے۔ ہم میں سیدۃ نساء العالمین ہیں اور تم میں حلالہ المطلب اور سیدیہ بشار چیزیں ہیں جو ہمارے حق میں ہیں اور تمھارے خلاف۔ ہمارا اسلام بھی مشہور ہے اور ہمارا قبل اسلام کا شرف بھی قابلِ انکار ہے اور کتاب خدا نے ہمارے منتشر اوصاف کو جمع کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ "قرابت دار بعض بعض کے لئے اولیٰ ہیں" اور یہ کہہ کر کہ "ابراہیم کے لئے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کا اتباع کیا ہے اور یہ پیغمبر اور صاحبانِ ایمان اور ان صاحبانِ ایمان کا اولیٰ ہے" یعنی ہم قرابت کے اعتبار سے بھی اولیٰ ہیں اور اطاعت و اتباع کے اعتبار سے بھی۔ اس کے بعد جب مہاجرین نے انصار کے خلاف روزِ سقیفہ قرابت پیغمبرؐ سے استدلال کیا اور کامیاب بھی ہو گئے۔ تو

لے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ کی پروردہ لڑکیوں کا عقد بنیامیہ میں کر دیا اور ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے خود عقد کر لیا حالانکہ عام طور سے لوگ رشتوں کے لئے برابری تلاش کرتے ہیں۔ مگر چونکہ اسلام نے ظاہری حکم کو کافی قرار دیا ہے لہذا ہم نے بھی رشتہ داری قائم کر لی اور تمھاری اوقات کا خیال نہیں کیا تاکہ مذہب سماج پر حاکم رہے اور سماج مذہب پر حکومت نہ کرنے پائے۔

فلجوا علیہم - فاتح ہو گئے
فلج - کامیابی
شکاکہ - کمزوری

ظاہر عینک - بعید
محشوش - جس کی ناک میں
نکیل ڈال دی جائے

غضاضہ - نقص

سرخ - ظاہر ہوا

رحیم - قربت

آعدی - شدید دشمن

مقاتل - میدان قتال

استغفہ - بیٹھے کا مطالبہ کیا

استکفہ - روک دیا

بث المنون - موت کا رخ موڑ دیا

موقوفین - منع کرنے والے

كنت انعم علیہ - عیب لگاتا تھا

احداث - بدعتیں

ظلمہ - تہمت

متنصع - نصیحت کرنے والا

استبار - گری

الفیت - پایا

ناکلین - پیچھے ہٹنے والے

① مقصد یہ ہے کہ خلافت کوئی

لوٹ مار اور دھوکہ دھڑی کا کام

نہیں ہے - اس کے دو ہی معیار

ہو سکتے ہیں یا قرابت رسول یا اطاعت

ہم دونوں ہی اعتبار سے اولویت کے حقدار ہیں - نہ ہم سے زیادہ کوئی رسول اللہ سے قربت و قرابت رکھنے والا ہے اور نہ ہم سے

بہتر کوئی اطاعت و اتباع کرنے والا ہے۔

الْأَنْصَارُ يَوْمَ السَّيْفَةِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَلَجُوا عَلَيْهِمْ.
فَإِنْ يَكُنِ الْفَلَجُ بِهِ فَالْحَقُّ لَنَا دُونَكُمْ، وَإِنْ يَكُنْ بِغَيْرِهِ فَالْأَنْصَارُ
عَلَى دَعْوَاهُمْ ^{صلی}

وَرَعَيْتُ أَنْيَ لِكُلِّ الْخُلُقَاءِ حَدَّثْتُ، وَعَلَى كُلِّهِمْ بَغَيْتُ، فَإِنْ يَكُنْ ذَلِكَ
كَذَلِكَ فَلَيْسَتْ الْجِنَايَةُ عَلَيْكَ، فَيَكُونُ الْعُذْرُ إِلَيْكَ.

وَبَلَكَ شَكَاةً ظَاهِرًا عَنْكَ عَارِهَا

وَقُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ أَفَادُ كَمَا يُفَادُ الْجَمَلُ السَّمْحُوشُ حَتَّى أَبَايَ،
وَلَعَنُ اللَّهُ لَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ تَكُونُ قَدْ حَدَّثْتُ، وَأَنْ تَفْضَحَ فَاتْفَضَعْتَ
وَمَا عَلَى الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِي أَنْ يَكُونَ مَظْلُومًا مَا لَمْ يَكُنْ شَاكًا
فِي دِينِهِ، وَلَا مُرْتَابًا بِدِينِهِ، وَهَذِهِ حُجَّتِي إِلَى غَيْرِكَ قَضَاهَا.
وَلَكِنِّي أَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا بِعَذْرٍ مَا سَمِعَ مِنْ ذِكْرِهَا.

ثُمَّ ذَكَرْتُ مَا كَانَ مِنْ أَهْرِي وَأَمْرِ عُثْمَانَ، فَلَمْ أَنْ تَجَابَ عَنْ هَذِهِ
لِرَجْلِكَ مِنْهُ، فَأَيْدُنَا كَانَ أَهْدَى لَهُ، وَأَهْدَى إِلَى مَقَاتِلِهِ أَمْ مَنْ
بَذَلَ لَهُ نَظْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَاسْتَكْفَهُ، أَمْ مَنْ اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخَى
عَنْهُ وَبَثَّ السُّنُونَ إِلَيْهِ، حَتَّى أَتَى قَدْرَهُ عَلَيْهِ كَلًّا وَاللَّهُ أَقْدَرُ
يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّضِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمُّ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتِ السُّنُونَ إِلَّا قَلِيلًا، وَمَا كُنْتُ لِأَعْتَذِرَ مِنْ أَنْيَ كُنْتُ أَنْعِمَ
عَلَيْهِ أَخْدَانًا، فَإِنْ كَانَ الذَّنْبُ إِلَيْهِ إِزْهَادِي وَهَذَا يَتِي لَهُ، فَسُوبُ
مَلُومٍ لَا ذَنْبَ لَهُ.

وَقَدْ بَسْتَفِيدَ الظُّلَّةَ الْمُتَنَصِّعَ

وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تُوفِّقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ، وَذَكَرْتُ أَنَّهُ لَيْسَ لِي وَكَأُفْحَايَ عِنْدَكَ
إِلَّا الضَّيْفُ، فَلَقَدْ أَضْحَكْتَ بَعْدَ اسْتِغْيَارِ مَتْنِي أَلْفَيْتَ بَنِي عَمِي
الْمُطَلِّبِ عَنِ الْأَعْدَاءِ نَاكِلِينَ، وَبِالسَّيْفِ مُحَوِّفِينَ؟!

اور ہم دونوں ہی اعتبار سے اولویت کے حقدار ہیں۔ نہ ہم سے زیادہ کوئی رسول اللہ سے قربت و قرابت رکھنے والا ہے اور نہ ہم سے بہتر کوئی اطاعت و اتباع کرنے والا ہے۔

اور ہم کی

اور بیان

قرابت اس

نہیں اور جہ

گناہ

ہو جا

اور اس

کہ اسناد

لے قیام
عمر
برس کے

اگر کامیابی کا راز یہی ہے تو حق ہمارے ساتھ ہے نہ کہ تمہارے ساتھ اور اگر کوئی اور دلیل ہے تو انصار کا دعویٰ باقی ہے (۷)
تمہارا خیال ہے کہ میں تمام خلفاء سے حسد رکھتا ہوں اور میں نے سب کے خلاف بغاوت کی ہے تو اگر یہ صحیح بھی ہے تو اس کا نظم
تم پر نہیں ہے کہ تم سے معذرت کی جائے (یہ وہ غلطی ہے جس سے تم پر کوئی حوف نہیں آتا) بقول شاعر
اور تمہارا یہ کہنا کہ میں اس طرح کھینچا جا رہا تھا جس طرح نکیل ڈال کر اڈٹ کو کھینچا جاتا ہے تاکہ مجھ سے بیعت لی جائے تو خدا
کی قسم تم نے میری مذمت کرنا چاہی اور نادانستہ طور پر تعریف کر بیٹھے اور مجھے رسوا کرنا چاہا تھا مگر خود رسوا ہو گئے۔
مسلمان کے لئے اس بات میں کوئی عیب نہیں ہے کہ وہ مظلوم ہو جائے جب تک کہ وہ دین کے معاملہ میں شک میں مبتلا نہ ہو
اور اس کا یقین شبہ میں نہ پڑ جائے۔ میری دلیل اصل میں دوسروں کے مقابلہ میں ہے لیکن جس قدر مناسب تھا میں نے تم سے بھی
بیان کر دیا۔

اس کے بعد تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو اس میں تمہارا حق ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے اس لئے کہ تم ان
قربت دار ہو لیکن یہ سچ بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کا زیادہ دشمن کون تھا اور کس نے ان کے قتل کا سامان فراہم کیا تھا۔
اُس نے جس نے نصرت کی پیشکش کی اور اسے بٹھا دیا گیا اور روک دیا گیا یا اس نے جس سے نصرت کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے
مستحق برقی اور موت کا رخ ان کی طرف موڑ دیا یہاں تک کہ قضا و قدر نے اپنا کام پورا کر دیا۔ خدا کی قسم میں ہرگز اس کا مجرم
نہیں ہوں اور اللہ ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو روکنے والے تھے اور اپنے بھائیوں سے کہہ رہے تھے کہ ہماری طرف چلے آؤ
اور جنگ میں بہت کم حصہ لینے والے تھے۔

میں اس بات کی معذرت نہیں کر سکتا کہ میں ان کی بدعتوں پر برابر اعتراض کر رہا تھا کہ اگر یہ ارشاد اور ہدایت بھی کوئی
گناہ تھا تو بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی بے گناہ بھی ملامت کی جاتی ہے اور کبھی کبھی واقعی نصیحت کرنے والے بھی بدنام
ہو جاتے ہیں۔ "میں نے اپنے اسکان بھر اصلاح کی کوشش کی اور میری توفیق صرف اللہ کے سپرد ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے
اور اسی کی طرف میری توجہ ہے۔"

تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تمہارے پاس میرے اور میرے اصحاب کے لئے تلوار کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو یہ کہہ کر تم نے رشتے
کو ہٹا دیا ہے۔ بھلا تم نے اولاد بعد المطلب کو کب دشمنوں سے پیچھے ہٹتے یا تلوار سے خوفزدہ ہوتے دیکھا ہے؟

لے قیامت کی بات ہے کہ معاویہ تلوار کی دھمکی صاحب ذوالفقار کو دے رہا ہے جب کہ اسے معلوم ہے کہ علیؑ اس بہادر کا نام ہے جس نے دس برس کی
عمر میں تمام کفار و مشرکین سے رسول اکرمؐ کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اور ہجرت کی رات تلواروں کی چھاؤں میں نہایت سکون و اطمینان سے سویا ہے اور
بدو کے میدان میں تمام روسا و کفار و مشرکین اور زعماء بنی امیہ کا تنہا خاتمہ کر دیا ہے۔ ایں چہرہ بوالعجبی است۔

ہیجا - جنگ

حکل - بنی تشر کا ایک شخص تھا

جس کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا

گیا تھا اور اس نے بالآخر آزاد

کرایا

مُزحل - تیز رفتار

جھفل - لشکر جبار

ساطع - منتشر

تَنَام - غبار جنگ

مُتَسَرِّل - پتے ہوتے

بدریہ - اولاد اصحاب بدر

اخیک - حظلہ

خالک - ولید بن عقبہ

جدک - عقبہ بن ربیع

انتشار ارجل - رسی کے بل کھل جانا

عباوت - جہالت

خطت - گذر گئے

مردیہ - ہلک

سفہ - حاکم کی - کردہ ہوگی

جائرہ - ظالم - سخت

منابذہ - مخالفت

رکاب - اونٹ

لعقہ - چاٹنا

ناکث - عہد شکن

مُجہ نَجہ - واضح راستہ

فَلَبِثَ قَلِيلًا يَلْحَقُ الْمَيْحَا حَمَلٌ

فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ، وَيَسْقُرُ بِسَنِكَ مَا تَسْتَعِيدُ، وَأَنَا
مُزْقِلٌ تَحْسُوكَ فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ،
وَالْتَّابِعِينَ لَكُمْ بِإِحْسَانٍ، شَدِيدٍ زَحَامُهُمْ، سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ،
مُسْتَسْرِلِينَ سَرَابِيلَ الْمَوْتِ، أَحَبَّ اللَّقَاءِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ
رَبِّهِمْ، وَقَدْ صَحَّحْتُمْ ذُرِّيَّةَ بَدْرِيَّةٍ، وَسُيُوفَ هَاشِمِيَّةٍ،
قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ وَخَالِكَ وَجَدِّكَ
وَأَهْلِكَ (وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ).

۲۹

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﴿٢٩﴾

الی اهل البصرة

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَتَشَارَ حَبْلِكُمْ وَشِقَاقِكُمْ مَا لَمْ تَعْبُوا عَنْهُ،
فَعَقَوْتُ عَنْ مَجْزَمِكُمْ، وَرَفَعْتُ الشَّيْفَ عَنْ مُدِيرِكُمْ، وَقَبِلْتُ
مِنْ مُقْبِلِكُمْ، فَإِنْ خَطَّ بِكُمْ الْأُمُورُ الزُّرْدِيَّةَ، وَسَفَّ
الْأَرْأَاءِ الْجَائِزَةَ، إِلَى مُتَابَذِي وَخِلَافِي فَهَئِنْدَا قَدْ
قَرَّرْتُ جِيَادِي، وَرَحَلْتُ رُكَّابِي، وَلَنْ أَلْقَا مُوَدِّي إِلَى
الْمَسِيرِ إِلَيْكُمْ لِأَوْقَعَنَّ بِكُمْ وَقْعَةً لَا يَكُونُ يَوْمُ الْجَمَلِ
إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعَقَةٍ لَأَعْقِي، مَعَ أَفَى عَارِفِ لِذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ
فَضْلَةً، وَلِذِي الشَّيْخَةِ حَقَّةً، غَيْرُ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَمًا إِلَى بَرِيٍّ
وَلَا نَاجِيًا إِلَى وَفِيٍّ

۳۰

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﴿٣٠﴾

إلى معاوية

فَاتَّقِ اللَّهَ فَمَا لَذِيكَ، وَأَنْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْهِ، وَارْجِعْ إِلَى
مَعْرِفَةِ مَا لَا تُحْذَرُ بِجَهَالَتِهِ، فَإِنْ لَطَاعَةً أَعْلَمًا وَاجْتِهَادًا
وَسُبُلًا تَمِيرُهُ، وَتَحْجُجُهُ نَهْجَةً، وَغَايَةً مُطْلَبَةً، يَسِرُّهَا الْأَنْخِيَانُ.

عنف

باری طرد

لئے دالے

درد و گار کی

ایمیں بنانا

تھار

بار اٹھالی

الفت اور

مرے نکلنے

میں تھا

مذکورہ خط

جو کچھ

عرفت کی طرف

اور منزل

پہلے اہل بصرہ

کے محل کو

دیا تو آپ

پہلے اپنے

مصادر کتاب ۲۹ الفاتات ثقفی، جہرۃ رسائل العرب ۱ ص ۵۷۹

مصادر کتاب ۳۰ جہرۃ رسائل العرب ۱ ص ۴۳۳، الطراز السید الیانی ۲ ص ۱۲۳، بحار الانوار ۸ ص ۵۳۰

” ذرا ٹھہر جاؤ کہ محل میدان جنگ تک پہنچ جائے “ (شاعر)

عقرب جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تمہیں خود ہی تلاش کر لے گا اور جس چیز کو بعید خیال کر رہے ہو اسے قریب کر دے گا۔ اب میں ساری طرف مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ بہت جلد آ رہا ہوں اور میرے ساتھ وہ بھی ہیں جو ان کے نقش قدم پر ٹھیک طریقہ سے لے والے ہیں۔ ان کا حملہ شدید ہو گا اور غبار جنگ ساری فضا میں منتشر ہو گا۔ یہ موت کا لباس پہنے ہوں گے اور ان کی نظر میں بہترین ملاقات و درکار کی ملاقات ہوگی۔ ان کے ساتھ اصحاب بدر کی ذریت اور بنی ہاشم کی تلواریں ہوں گی۔ تم نے ان کی تلواروں کی کاٹ اپنے بھائی۔ بھائی۔ نانا اور خاندان والوں میں دیکھ لی ہے اور وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہے۔“

۲۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اہل بصرہ کے نام)

تمہاری تفریق پر رازنی اور مخالفت کا جو عالم تھا وہ تم سے مخفی نہیں ہے لیکن میں نے تمہارے مجرموں کو معاف کر دیا۔ بھلے والوں سے برا اٹھائی۔ آنے والوں کو بڑھ کر گلے لگا لیا۔ اب اس کے بعد بھی اگر تمہاری تباہ کن آراء اور تمہارے ظالمانہ افکار کی حماقت تمہیں میری الفت اور عہد شکنی پر آمادہ کر رہی ہے تو یاد رکھو کہ میں نے گھوڑوں کو قریب کر لیا ہے۔ اونٹوں پر سامان بار کر لیا ہے اور اگر تم نے میرے نکلنے پر مجبور کر دیا تو ایسی معرکہ آرائی کروں گا کہ جنگ جمل فقط زبان کی چاٹ رہ جائے گی۔ میں تمہارے اطاعت گزاروں کے شرف کو پہچانتا ہوں اور مخلصین کے حق کو جانتا ہوں۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ مجرم سے آگے کہ بے خطا پر حملہ کروں یا عہد شکن سے تجاوز کر کے دفا دار سے بھی تعرض کروں۔

۳۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

جو کچھ ساز و سامان تمہارے پاس ہے اس میں اللہ سے ڈرو اور جو اس کا حق تمہارے اوپر ہے اس پر نگاہ رکھو۔ اس حق کی ریت کی طرف پلٹ آؤ جس سے ناواقفیت قابل معافی نہیں ہے۔ دیکھو اطاعت کے نشانات واضح، راستے روشن، شاہراہیں سیدھی اور منزل مقصود سامنے ہے جس پر تمام عقل والے وارد ہوتے ہیں۔

پہلے اہل بصرہ نے دفا داری کا اعلان کیا تو حضرت نے عثمان بن حنیف کو عامل بنا کر بھیج دیا۔ اس کے بعد عائشہ وارد ہوئیں تو اکثریت خوف ہو گئی اور جمل کی فوج اٹھی لیکن آپ نے عام طور سے سب کو معاف کر دیا اور عائشہ بھی مدینہ واپس چلی گئیں۔ لیکن معاویہ نے پھر دوبارہ درغلانا شروع کیا تو آپ نے یہ تمہیں ہی خط روانہ فرمایا کہ جنگ جمل تو صرف مزہ چکھانے کے لئے تھی۔ جنگ تو اب ہونے والی ہے۔ لہذا ہوش میں آ جاؤ اور معاویہ ہلانے پر راہِ حق سے انحراف نہ کرو۔

آنکھاس - جمع کس - بہت فطرت
کتب - اخراجات کی
جہاز - مائل ہو گیا
خط - سرگشتہ ہو گیا
تیر - گمراہی
غایتہ خسر - انتہائی خسارہ
او بختک - داخل کر دیا
اتجنتک - بھینک دیا
غنی - گمراہی
ادعرت - دشوار کر دیا

حاضرین - صفین کے اطراف
میں ایک شہر ہے
المقر للزمان - زمانہ کی سختیوں
کامعرت

غرض - نشانہ
رہینہ - گرد
رمیہ - نشانہ
نصب - نشانہ

صریح - ہلاکت زدہ
جموح - تغلب - منہ زوری
یزعنی - روک رہا ہے
ماورائی - اغیار
صدفنی - روک
محض الامر - خالص

وَحَسْبُهَا الْاُنْكَاثُ، مَنْ نَكَبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ، وَخَبَطَ فِي النَّسِيبِ،
وَعَبَّرَ اللُّهُ بِعَفْتِهِ، وَاحْلَ بِهٖ نَفْتَهُ، فَتَفْسَدَ نَفْسُكَ فَقَدْ بَسِئَ
اللُّهُ لَكَ سَبِيلَكَ، وَحَيْثُ تَنَاهَتْ بِكَ اُمُورُكَ، فَقَدْ اَجْرَيْتَ اِلَى غَايَةِ
خُسْرِ، وَعَمَلٌ كُفْرٍ، فَاِنَّ نَفْسَكَ قَدْ اُولِمَتْكَ شَرًّا، وَاقْحَمَتْكَ غِيًّا،
وَاَوْزَدَتْكَ الْمَهَالِكَ، وَادْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ.

۳۱

و من وصية له ﴿۳۱﴾

للحسن بن علي عليهما السلام، كتبها اليه بجاشرين عند انصرافه من صفين:

مِنَ الْوَالِدِ الْفَقِيهِ، الْمَقَرِّ لِلزَّمَانِ، الْمَذِيرِ الْعُفْرِ، الْمُسْتَلِيمِ
لِلدُّنْيَا، السَّائِكِ مَسَاكِينَ الْمَوْتِ، وَالظَّاعِنِ عَنْهَا غَدًا، اِلَى الْمَوْلُودِ
الْمَوْمِلِ مَا لَا يُدْرِكُ، السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ، غَرَضِ الْأَنْشِقَامِ،
وَرَهِيئَةِ الْأَكْبَامِ، وَرَمِيَّةِ الْمَضَائِبِ، وَعَبْدِ الدُّنْيَا، وَتَاجِرِ الْفُرُودِ،
وَعَرِيمِ الْمَنَاتَا، وَأَسِيرِ الْمَوْتِ، وَحَلِيفِ الْمُنُومِ، وَقَرِينِ الْأَخْزَانِ،
وَتُصْبِ الْأَقْبَاتِ، وَصَرِيحِ الشُّهُوَاتِ، وَخَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ فِيهَا تَبَيُّنٌ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي، وَجُمُوعِ
الدَّهْرِ عَلَيَّ، وَإِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ، مَا يَزْعُمُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ
يَسُوَايَ، وَالْإِهْلَامِ بِمَا وَرَافِي، غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ فِي دَوْبِ
مُنُومِ النَّاسِ هُمْ نَفْسِي، فَصَدَّقَنِي رَأْيِي وَصَدَّقَنِي عَنْ هَوَايَ،
وَصَدَّحَ لِي غَضُّ أُنْصَرِي، فَأَلْطَفَنِي بِإِلَى جَدِّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَمِبٌ.

اور یہ
الشرائ
نے تم
کفر کی
میں دا

اور وہ

۱۰

برکات

۱۷ تا ۲۰

ہوا ہے

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

اور پست فطرت اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو اس بدعت سے منحرف ہو گیا وہ راہ حق سے ہٹ گیا اور گمراہی میں ٹھوکریں کھانے لگا۔
اشر نے اس کی نعمتوں کو سلب کر لیا اور اپنا عذاب اس پر وار د کر دیا۔ لہذا اپنے نفس کا خیال رکھو اور اسے ہلاکت سے بچاؤ کر دو وگد
نے تمہارے لئے راستہ کو واضح کر دیا ہے اور وہ منزل بتا دی ہے جہاں تک امور کو جانا ہے۔ تم نہایت تیزی سے برترین خسارہ اور
کفر کی منزل کی طرف بھاگے جا رہے ہو۔ تمہارے نفس نے تمہیں بد بختی میں ڈال دیا ہے اور گمراہی میں جھونک دیا ہے۔ ہلاکت کی منزلوں
میں وارد کر دیا ہے اور صبح راستوں کو دشوار گزار بنا دیا ہے۔

۳۱۔ آپ کا وصیت نامہ

(جسے امام حسنؑ کے نام صفین سے واپسی پر مقام حاضرین میں تحریر فرمایا ہے)

یہ وصیت ایک ایسے باپ کی ہے جو فنا ہونے والا اور زمانہ کے تعصبات کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر خاتمہ کے قریب ہے
اور وہ دنیا کے مصائب کے سامنے سپرانداختہ ہے۔ مرنے والوں کی بستی میں مقیم ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہے۔
اس فرزند کے نام جو دنیا میں وہ امیدیں رکھے ہوئے ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہیں اور ہلاک ہو جائے نہ والوں کے راستہ
پر کمازن ہے، بیماریوں کا نشانہ اور روزگار کے ہاتھوں گروی ہے۔ مصائب زمانہ کا بدعت اور دنیا کا پابند ہے۔ اس کی فریب کاریوں
کا ناجور اور موت کا قرضدار ہے۔ اجل کا قیدی اور رنج و غم کا ساتھی۔ مصیبتوں کا ہمنشین ہے اور آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا
ہوا ہے اور مرنے والوں کا جانشین۔

ابعد! میرے لئے دنیا کے منہ پھیر لینے۔ زمانہ کے ظلم و زیادتی کرنے اور آخرت کے میری طرف آنے کی وجہ سے جن باتوں
کا انکشاف ہو گیا ہے انھوں نے مجھے دوسروں کے ذکر اور اغیار کے اندیشہ سے روک دیا ہے۔ مگر جب میں تمام لوگوں کی فکر سے
لگ ہو کر اپنی فکر میں پڑا تو میری رائے نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھ پر واقعی حقیقت منکشف ہو گئی جس نے مجھے
اس محنت و مشقت تک پہنچا دیا جس میں کسی طرح کا کیل نہیں ہے اور اس صداقت تک پہنچا دیا جس میں کسی طرح کی غلط بیانی
نہیں ہے۔

بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ جناب محمد خفیفہ کے نام ہے اور سید رضی علیہ الرحمہ نے اسے امام حسنؑ کے نام بتایا ہے۔ بہر حال یہ ایک عام
وصیت نامہ ہے جس سے ہر باپ کو استفادہ کرنا چاہیے اور اپنی اولاد کو انھیں خطوط پر وصیت و نصیحت کرنا چاہیے ورنہ اس کا مکمل مضمون نہ
والے کائنات پر منطبق ہو سکتا ہے اور نہ امام حسنؑ پر۔ اور نہ ایسے وصیت نامے کسی ایک فرد سے مخصوص ہوا کرتے ہیں۔ یہ انسانیت کا عظیم ترین
شہود ہے جس میں عظیم ترین باپ نے عظیم ترین بیٹے کو مخاطب قرار دیا ہے تاکہ دیگر افراد ملت اس سے استفادہ کریں بلکہ عبرت حاصل کریں۔

فجائح - حوادث
باین - الگ ہو جاؤ
غمرات - شدائد
کہتے - پناہ گاہ
حریر - محفوظ
استخارہ - طلب خیر
صفحہ - درگزر
گنجی - سزاوار نہیں ہے
سین - بزرگی
وہن - کمزوری
افضیٰ ایک - حوالہ کردوں
(۱۰) یہ استخارہ وہ نہیں ہے جو ہمارے
یہاں تسبیح یا قرآن مجید سے کیا جاتا
ہے بلکہ اس کا مقصد ہر مسئلہ میں
مالک سے طلب خیر کرتے رہنا اور
صرت اپنی رائے اور فکر پر اعتماد
نہ کرنا ہے
(۱۱) اس نقص سے مبرا عقل و فکر
کی کمزوری نہیں بلکہ اس کا مقصد
یہ ہے کہ جس طرح حوادث روزگار
نے جسم کو کمزور بنا دیا ہے کہیں
رائے کو بھی کمزور نہ بنا دیں کہ ہر
اظہار کا موقع نہ رہ جائے یا اس کا
اعتبار ختم ہو جائے جس طرح کہ
رسول اکرم کو ایسی ہی عمر میں ہڈیاں
تصویر کیا جانے لگا تھا۔!

وَصَدَقَ لَا يَشُوهُ كَذِبٌ. وَجَدْتُكَ بَغْضِي، بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي، حَتَّى كَانَ شَيْئًا لَوْ
أَصَابَكَ أَصَابَتِي، وَكَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي، فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَغْنِينِي
مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِرًا بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ قَنِيتُ.
فَإِنِّي أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ - أَيُّ بُنْي - وَلُزُومِ أَمْرِهِ، وَعِيَاظِهِ فَلْيَكْ بِذِكْرِهِ، وَالْإِعْظَامِ
بِحَبْلِهِ، وَأَيُّ سَبَبٍ أَوْتَقَى مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ!
أَخِي، فَلْيَكْ بِالْمَوْعِظَةِ، وَأَمْسُهُ بِالزَّهَادَةِ، وَقَوُّهُ بِالْيَقِينِ، وَتَوَّذُّهُ بِالْحِكْمَةِ، وَذَلُّهُ
بِذِكْرِ الْمَوْتِ، وَفَرَزُهُ بِالْقَنَاءِ، وَبَصَرُهُ فَجَانِعِ الدُّنْيَا، وَحَذَرُهُ صَوْلَةُ الدَّهْرِ، وَخُشْيُ تَقَلُّبِ
الْأَيَّامِ وَالْأَنْبِيَاءِ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ، وَذَكْرَهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ
الْأَوَّلِينَ، وَبِزِي فِي دِيَارِهِمْ وَأَنَارِهِمْ، فَانْظُرْ فِيْمَا فَعَلُوا، وَعَمَّا اسْتَقَلُّوا، وَأَيَّنَ حَلُّوا
وَتَزَلُّوا قَبْلَكَ تَعْبُدُهُمْ قَدْ اسْتَقَلُّوا عَنِ الْأَحْيَاءِ، وَحَلُّوا دِيَارَ الْغُرَبَاءِ، وَكَأَنَّكَ عَنْ
قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ، فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ، وَلَا تَتَّبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ، وَدَعِ الْقَوْلَ فِيْمَا
لَا تَعْرِفُ، وَالْخِطَابَ فِيْمَا لَمْ تُكَلِّفْ، وَأَمْسِكْ عَنْ طَرِيقِي إِذَا خِفْتُ ضَلَالَتَكَ، فَإِنَّ الْكَفَّ
عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ، وَأَنْكَبِرِ
الْمُنْكَرَ بِبَيْتِكَ وَبِلِسَانِكَ وَبِأَيِّنْ مَنْ فَعَلَهُ بِمَهْدِكَ، وَجَاهِدْ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، وَلَا
تَأْخُذْكَ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَانِمٍ، وَخُضِ الْقَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ، وَعَوِّذْ
نَفْسَكَ التَّضَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُورِ، وَنِعْمَ الْخَلْقُ التَّضَبُّرُ فِي الْحَقِّ وَالْجِسْمُ نَفْسُكَ فِي أُمُورِكَ
كُلُّهَا إِلَى إِلَهكَ، فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْتَبِ حَرِيرٍ، وَمَانِعِ عَزِيرٍ، وَأَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ
لِرَبِّكَ فَإِنَّ بَيْتَهُ الْقَطَاءَ وَالْمِسْرَتَانِ، وَأَكْثِرِ الْإِسْتِخَارَةَ، وَتَفَهَّمْ وَصِيَّتِي، وَلَا تَذْهَبْ
عَنكَ صَفْحًا، فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا تَقَعَّ، وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْتَفِعُ، وَلَا يَنْتَفِعُ
بِعِلْمٍ لَا يَحْمِلُ تَعْلَمُهُ.

أَيُّ بُنْي، إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنًا، وَرَأَيْتُنِي أَزْدَادُوهُنَا، بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي
إِلَيْكَ، وَأَوْرَدْتُ خِصَالًا مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَغْبِلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أَفْطِي إِلَيْكَ بِمَا فِي
نَفْسِي أَوْ أَنْ أَقْصَ فِي رَأْيِي كَمَا تُقِصُّ فِي جِسْمِي، أَوْ تَسْأَلُنِي إِلَيْكَ بِغَضْ غَلَبَاتِ

میں

ہے

ہے

اور

اور

اکا

کر

دیکھ

ہے

تم

ہا

میں

گم

بہتر

رہنا

میں

کے

اپنے

تمام

پناہ

مالک

کلام

نہو

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

میں نے تم کو اپنا ہی ایک حصہ پایا بلکہ تم کو اپنا سراپا وجود سمجھا کہ تمہاری تکلیف میری تکلیف ہے اور تمہاری موت میری موت ہے اس لئے مجھے تمہارے معاملات کی اتنی ہی فکر ہے جتنی اپنے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے یہ تحریر لکھ دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری امداد کرنا چاہتا ہوں چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں۔

فرزند! میں تم کو خوب خدا اور اس کے احکام کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے آباد رکھنا اور اس کی ریسان ہدایت سے وابستہ رہنا کہ اس سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ تمہارے اور خدا کے درمیان نہیں ہے۔ اپنے دل کو موعظہ سے زندہ رکھنا اور اس کے خواہشات کو زہر سے مردہ بنادینا۔ اسے یقین کے ذریعہ قوی رکھنا اور حکمت کے ذریعہ فورانی رکھنا۔ ذکر موت کے ذریعہ رام کرنا اور فنا کے ذریعہ قابو میں رکھنا۔ دنیا کے حوادث سے آگاہ رکھنا اور زمانے کے حملہ اور لیل و نہار کے تصرفات سے ہوشیار رکھنا۔ اس پر گزشتہ لوگوں کے اخبار کو پیش کرتے رہنا اور پہلے والوں پر بڑے والے مصائب کو یاد دلاتے رہنا۔ ان کے دیار و آثار میں سرگرم سفر رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ انھوں نے کیا کیا ہے اور کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں۔ کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ احباب کی دنیا سے منتقل ہو گئے ہیں اور دیار غربت میں وارد ہو گئے ہیں اور گویا غریب تم بھی انھیں میں شامل ہو جاؤ گے لہذا اپنی منزل کو ٹھیک کر لو اور خبردار آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا۔ جن باتوں کو نہیں جانتے ہو ان کے بارے میں بات نہ کرنا اور جن کے مکلف نہیں ہو ان کے بارے میں گفتگو نہ کرنا جس راستہ میں گمراہی کا خوف ہو اور قدم آگے نہ بڑھانا کہ گمراہی کے تئیر سے پہلے ٹھہر جانا ہولناک مرحلوں میں وارد ہو جانے سے بہتر ہے۔ نیکوں کا حکم دیتے رہنا تاکہ اس کے اہل میں شمار ہو اور بُرائیوں سے اپنے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے منع کرتے رہنا اور بُرائی کرنے والوں سے اپنے امکان بھر دور رہنا۔ راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دینا اور خبردار اس راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ حق کی خاطر جہاں بھی ہو سختیوں میں کو دبڑنا اور دین کا علم حاصل کرنا۔ اپنے نفس کو ناخوشگوار حالات میں صبر کا عادی بنادینا اور یاد رکھنا کہ بہترین اخلاق حق کی راہ میں صبر کرنا ہے۔ اپنے تمام امور میں پروردگار کی طرف رجوع کرنا کہ اس طرح ایک محفوظ ترین پناہ گاہ کا سہارا لگے اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہو گے۔ پروردگار سے سوال کرنے میں مخلص رہنا کہ عطا کرنا اور محروم کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ مالک سے مسلسل طلب خیر کرتے رہنا اور میری وصیت پر غور کرتے رہنا۔ اس سے پہلو بچا کر گذر نہ جانا کہ بہترین کلام وہی ہے جو فائدہ مند ہو اور یاد رکھو کہ جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

فرزند! میں نے دیکھا کہ اب میرا سن بہت زیادہ ہو چکا ہے اور مسلسل کمزور ہوتا جا رہا ہوں لہذا میں نے فوراً یہ وصیت لکھ دی اور ان مضامین کو درج کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی بات تمہارے حوالہ کرنے سے پہلے مجھے موت آجائے یا جسم کے نقص کی طرح رائے کو کمزور تصور کیا جانے لگے یا وصیت سے پہلے ہی خواہشات کے غلبے اور دنیا کے فتنے تم تک نہ پہنچ جائیں۔

عشواء - ضعیف البصر

تورط - گرہنا

اساک - نفس کو روک لینا

اشل - افضل

شفقت - خوت

رائد - تلاش خیر کرنے والا

لم الگ - کوتاہی نہیں کی

خطر - قدر و منزلت

خیر - خوب پیمان یا

(۱۵) واضح رہے کہ یہ پوری کائنات

ایک اکائی ہے جس کا ہر ذرہ خاک

آسمان کے ستاروں سے رابطہ رکھتا

ہے اور کوئی چیز دوسرے سے الگ

اور جدا گانہ نہیں ہے۔ اور یہی وحدت

مخلوق وحدت خالق کی بہترین دلیل

ہے۔ جس کے بعد کسی ادعاے خدائی

کرنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے

کہ وہ اپنے کو کسی مخلوق کا خالق یا

مالک قرار دے اس لئے کہ وہ مخلوق

دوسری مخلوقات سے الگ نہیں ہے

اور سب ایک سلسلے میں جڑے ہوئے

ہیں۔ یہ صرت انسان کی جہالت ہے

کہ وہ کائنات کے بعض حصوں کو بعض

سے الگ سمجھتا ہے اور اس طرح کسی

حصہ کائنات کے خالق اور مالک ہونے

کا دعوہ ابرہن جاتا ہے۔!

(۱۶) جو قلب و نظر کے اندر سما جائے وہ محدود ہو کر مخلوق ہو جاتا ہے اور خالق کے جانے کے قابل نہیں رہ جاتا ہے۔!

صَلَاتِهِ فَإِنْ أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبَكَ فَخُشِعَ، وَتَمَّ رَأْيَكَ فَاجْتَمَعَ،
وَكَانَ هَتَكَ فِي ذَلِكَ هَمًا وَاجِدًا، فَانْظُرْ فِيهَا فَتَرْتُ لَكَ، وَإِنْ لَمْ يَخْشَعْ
لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ، وَفَرَاغَ نَظْرِكَ وَفِكْرِكَ، فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْطِ
الْعَشْوَاءَ وَتَسْوَرُّطُ الظُّلُمَاءَ، وَلَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مِنْ خَبْطٍ أَوْ خَلَطٍ،
وَالْإِنْسَانُ عَنْ ذَلِكَ أَمْتَلُ.

فَتَقْتَهُمْ يَابُنَى وَصِيْبِي، وَاعْلَمْ أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكَ الْحَيَاةِ،
وَأَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُسَيِّدُ، وَأَنَّ الْمُسَيِّدَ هُوَ الْمُعِيدُ، وَأَنَّ الْمَجْلِيَّ هُوَ
الْمُعَافِي، وَأَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ لِمُسْتَقَرٍّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ
النَّعْمَاءِ، وَالْإِبْسَاءِ، وَالْجُزْأِ فِي الْعَادِ أَوْ مَا شَاءَ بِمَا لَا تَعْلَمُ، فَإِنْ
أَشْكَلْ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ، فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَا خُلِقْتَ بِهِ
جَاهِلًا ثُمَّ عُلِمْتَ، وَمَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ، وَتَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيَكَ،
وَيَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذَلِكَ! فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ
وَسَوَّاكَ، وَلَيْسَ لَكَ تَعَدُّكَ، وَإِلَيْهِ رَغْبَتُكَ، وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ.

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَدًا لَمْ يُسْئَلْ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ
عَنْهُ الرَّسُولُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَارْضَ بِهِ رَائِدًا، وَإِلَى السَّجَادَةِ
قَائِدًا، فَإِنِّي لَمْ أَلِكْ نَصِيحَةً، وَإِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِسْتَفِيكَ،
- وَإِنْ اجْتَهَدْتَ - مَتَلَعُ نَظَرِي لَكَ.

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكَ لَأَكُنْتَكَ رُسُلُهُ، وَلَرَأَيْتَ
أَنَارَ مُلْكِهِ وَسُلْطَانِيهِ، وَلَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَصِفَاتِهِ، وَلَكِنَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ كَمَا
وَصَفَ نَفْسُهُ، لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ، وَلَا يُزُولُ أَبَدًا، وَلَمْ يَزَلْ أَوَّلَ قَبْلِ
الْأَشْيَاءِ بَلَا أَوَّلِيَّةٍ، وَآخِرُ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَاسِيَّةٍ، عَظُمَ عَنْ أَنْ تُشَبِّهَ
رُبُوبِيَّتُهُ بِإِخَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ.

فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَسْتَبِيحُ لِمِثْلِكَ أَنْ يَسْفَعَكَ فِي صَغَرِ خَطَرِكَ،
وَقِلَّةِ مَقْدِيرِيهِ وَكَثْرَةِ عَجْزِهِ، وَعَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَيْدِي، فِي طَلَبِ طَاعَتِي
وَالْحَقْنَةِ مِنْ عُقُوبَتِيهِ، وَالشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِيهِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرَكَ إِلَّا بِمُسْتَحَبٍّ
وَلَمْ يَنْهَكَ إِلَّا عَنْ مُبْغَضٍ.

يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَحَالِهَا، وَزَوَالِهَا وَانْتِقَالِهَا، وَأَنْبَأْتُكَ عَنِ الْآخِرَةِ وَحَالِهَا
أَعِدَّ لِأَهْلِهَا فِتْنًا، وَخَرَّبْتُ لَكَ فِيهَا الْأَمْثَالَ، لَتَقْتَبِرَ بِهَا، وَتَعْتَذِرَ عَلَيْهَا، إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا

پہر
مر
حا
دیدیا
دا
یا
یس
از
جر
درلہذا
کےبھی
جیسازوا
وہکہ
اطاع

دیا۔

اد
پر

پھر اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تمہارا دل صاف اور خاشع ہو گیا ہے اور تمہاری رائے تام و کامل ہو گئی ہے اور تمہارے پاس صرف یہی ایک فکر رہ گئی ہے تو جن باتوں کو میں نے واضح کیا ہے ان میں خود و فکر کرنا اور نہ اگر حسب منشا و فکر و نظر کا فراغ حاصل نہیں ہوا ہے تو یاد رکھو کہ اس طرح صرف شکور اور ڈنٹنی کی طرح ہاتھ پیرا مارتے رہو گے اور اندھیرے میں بھٹکتے رہو گے اور دین کا طلبگار وہ نہیں ہے جو اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مارے اور باتوں کو مخلوط کر دے۔ اس سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔

فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی زندگی کا مالک ہے اور جو خالق ہے وہی موت دینے والا ہے اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ واپس لانے والا ہے اور جو مبتلا کرنے والا ہے وہی عافیت دینے والا ہے اور یہ دنیا اسی حالت میں مستقر رہ سکتی ہے جس میں مالک نے قرار دیا ہے یعنی نعمت، آزمائش، آخرت کی جزا یا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ اب اگر اس میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی جہالت پر محمول کرنا کہ تم ابتدا میں جب پیدا ہوئے ہو تو جاہل ہی پیدا ہوئے ہو بعد میں علم حاصل کیا ہے اور اسی بنا پر مجہولات کی تعداد کثیر ہے جس میں انسانی رائے متغیر رہ جاتی ہے اور نگاہ بہک جاتی ہے اور بعد میں صحیح حقیقت نظر آتی ہے۔ لہذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے۔ روزی دی ہے اور معتدل بنایا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

بیٹا! یہ یاد رکھو کہ تمہیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے دی ہیں لہذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمہاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تم کو شش کے باوجود اپنے بارے میں اتنا سوچ سکتے ہو جتنا میں نے دیکھ لیا ہے۔

فرزند! یاد رکھو اگر خدا کے لئے کوئی شریک بھی ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات کا بھی کچھ پتہ ہوتا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے لہذا خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں اس سے کوئی ٹکرائے والا نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کسی طرح کا زوال ہے۔ وہ اولیت کی حدوں کے بغیر سب سے اول ہے اور کسی انتہا کے بغیر سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات فکر و نظر کے احاطہ سے کیا جائے۔ اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، قلیل طاقت، کثیر عاجزی اور پروردگار کی طرف اطاعت کی طلب، عتاب کے خوف اور ناراضگی کے اندیشہ میں حاجت رکھنے والے کیا کرتے ہیں۔ اس نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

فرزند! میں نے تمہیں دنیا۔ اس کے حالات۔ تصرفات، زوال اور انتقال سب کے بارے میں باخبر کر دیا ہے اور آخرت اور اس میں صاحبان ایمان کے لئے مہیا نعمتوں کا بھی پتہ بتا دیا ہے اور دونوں کے لئے مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ تم عبرت حاصل کر سکو اور اس سے ہوشیار رہو۔

یاد رکھو کہ جس نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا ہے اس کی مثال اس مسافر قوم جیسی ہے

سفر - مسافریں

نبأ المنزل - جس مکان سے دل

اجٹ جائے

جذیب - قسط زدہ

جذاب - علاقہ

مریخ - سرسبز و شاداب

و غش - مشقت

جشوبہ - بدمزگی

ہجوم - اپاک و اردہونا

اعجاب - خود پسندی

آفر - بیاری

کدرج - انتھک کوشش

ارتیاد - طلب

بلاغ - بقدر کافی

کو و و - دشوار گزار

مخت - ہلکے سامان والا

مشتعل - جس کا بوجھ سنگین ہو

قارتہ - آگے آگے بھیج دو

۱۱ ایک فقیر اور مفلس کے بارے میں اتنی حسین تعبیر ایک امام معصوم کے علاوہ کسی زبان سے نہیں سنی جاسکتی ہے۔

دنیا کے فقراء و مساکین کو ذلیل نگاہوں سے دیکھنے والے اور ان کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کرنے والے اس نکتہ کو محسوس کریں کہ وہ فقیر کی امداد اپنی دولت اور بے نیازی کے درمیان کرتے ہیں اور فقیران کے کام عسرت و تنگدستی اور فقر و فاقہ کے موقع پر آئے گا لہذا اس کا مرتبہ اس غنی اور مال دار سے یقیناً بالاتر ہے۔

كَتَمَلِ قَوْمٌ سَفَرُ نَبَاهِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ، فَأَمَّوْا مَنْزِلًا خَصِيْبًا وَجَنَابًا مَرِيْبًا، فَاحْتَمَلُوا وَعَثَاءَ الطَّرِيقِ، وَفِرَاقَ الصَّدِيقِ، وَخُسُوْنَةَ السَّفَرِ، وَجُسُوْبَةَ الْمَطْعَمِ، لِيَأْتُوا سَعَةً دَارِهِمْ، وَمَنْزِلًا قَرَارِهِمْ، فَلَيْسَ يَجِدُوْنَ لِسْنِيٍّ مِنْ ذَلِكَ أَلْمًا، وَلَا يَرُوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَمًا، وَلَا شَيْءَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ قَرْنِهِمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ، وَأَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ.

وَمَنْزِلٌ مِنْ أَغْشَرِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا يَمْتَنِزِلُ خَصِيْبٍ فَنَبَاهِهِمْ إِلَى مَنْزِلِ جَدِيبٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْثَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا أَقْطَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَتِهِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَتَجَمُّونَ عَلَيْهِ، وَيَصِيرُونَ إِلَيْهِ.

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَانًا فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ، فَأَخِيبْ لِيغِيْرَكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَأَكْثِرْ لَهُ مَا تُكْرَهُ لَهَا، وَلَا تُظْلِمَ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ، وَأَخِصِّنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُخَسِّنَ إِلَيْكَ، وَاسْتَفِضْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَفِيضُهُ مِنْ غَيْرِكَ، وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ، وَلَا تَقُلْ مَا لَا تَعْمَلُ، وَإِنْ قُلْ مَا تَعْمَلُ، وَلَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ جِدُّ الصَّوَابِ، وَأَفْءُ الْأَلْبَابِ، فَاسْخُ فِي كَذْحِكَ، وَلَا تُكُنْ خَارِنًا لِيغِيْرَكَ، وَإِذَا أَنْتَ هَدَيْتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعُ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَانَكَ طَرِيقًا ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ، وَمَسَافَةٍ شَدِيدَةٍ، وَأَنْتَ لَا غِيْرَ بِكَ فِيهِ عَنِ حُسْنِ الْإِرْتِيَادِ، وَقَدْرِ بِلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ، فَلَا تُحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ قِسْقَ طَافَتِكَ، فَيَكُونُ يَثْلُ ذَلِكَ وَبَالًا عَلَيْكَ، وَإِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَقَاةِ مَنْ يَحْسِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيُؤَافِقُكَ بِهِ عَدَا حَتَّى تَحْتَاجَ إِلَيْهِ فَاغْنِيَهُ وَخَلِّهِ إِسَاءَةً، وَأَخْزِ مِنْ تَزْوِيْدِهِ وَأَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ، وَاعْتَنِ مِنْ اسْتَفْرَضَكَ فِي خَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَانَكَ عَقِبَةُ كَوُودٍ، الْمَخِيفُ فِيهَا أَحْسَنُ خَالٍ مِنَ الْمُثْقَلِ، وَالْمُبْطِئُ عَلَيْهَا أَشْخُ خَالٍ مِنَ الْمُسْرِعِ، وَأَنْ مَهْطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ إِلَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ، فَارْتَدَّ لِنَفْسِكَ

۱۲ اس نکتہ کو محسوس کریں کہ وہ فقیر کی امداد اپنی دولت اور بے نیازی کے درمیان کرتے ہیں اور فقیران کے کام عسرت و تنگدستی اور فقر و فاقہ کے موقع پر آئے گا لہذا اس کا مرتبہ اس غنی اور مال دار سے یقیناً بالاتر ہے۔

جس کا قہ

بدمزگی

جس کی

کوئی شے

۱۱

دل اُچھ

کوئی شے

یا

کر سکتے

کرتے ہیں

سے بُرا

راضی کر

جو اپنے

یا

کے لئے

پیش آ

او

تلاش

پر بوجھ

بہرہ بخار

اور زیاد

کے دور

او

ہو گا

نفس

س کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہو جائے اور وہ کسی سرسبز و شاداب علاقہ کا ارادہ کرے اور زحمت راہ۔ فراق اچھا دشواری
مزرگی طعام وغیرہ جیسی تمام مصیبتیں برداشت کر لے تاکہ وسیع گھر اور قرار کی منزل تک پہنچ جائے کہ ایسے لوگ ان تمام باتوں
کی کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں خرچ کو نقصان تصور کرتے ہیں اور ان کی نظر میں اس سے زیادہ محبوب
کوئی شے نہیں ہے جو انہیں منزل سے قریب تر کر دے اور اپنے مرکز تک پہنچا دے۔

اور اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اس قوم کی ہے جو سرسبز و شاداب مقام پر رہے اور وہاں سے
دل اچٹ جائے تو قحط زدہ علاقہ کی طرف چلی جائے کہ اس کی نظر میں قدیم حالات کے چھٹ جانے سے زیادہ ناگوار اور دشوار گزار
کوئی شے نہیں ہے کہ اب جس منزل پر وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک پہنچنے ہیں وہ کسی قیمت پر اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے۔

بیٹا! دیکھو اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند
کر سکتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اور ظلم پسند نہیں
کرتے ہو اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمہارے ساتھ نیک، برتاؤ کریں اور جس چیز کو دوسرے
سے برا سمجھتے ہو اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصور کرنا۔ لوگوں کی اس بات سے راضی ہو جانا جس سے اپنی بات سے لوگوں کو
راضی کرنا چاہتے ہو۔ بلا علم کوئی بات زبان سے نہ نکالنا اگرچہ تمہارا علم بہت کم ہے اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہنا
جو اپنے بارے میں پسند نہ کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ خود پسندی راہ صواب کے خلاف اور عقلوں کی بیماری ہے لہذا اپنی کوشش تیز کر دو اور اپنے مال کو دھوکے
کے لئے ذخیرہ نہ بناؤ اور اگر درمیانی راستہ کی ہدایت مل جائے تو اپنے رب کے سامنے سب سے زیادہ خضوع و شوع سے
پیش آنا۔

اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بیدار اور مشقت شدید ہے اس میں تم بہترین زاد راہ کی
تلاش اور بقدر ضرورت زاد راہ کی فراہمی سے بے نیاز ہو سکتے ہو۔ البتہ بوجھ ہلکا رکھو اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پشت
پر بوجھ مت لاؤ کہ یہ گراں باری ایک وبال بن جائے اور پھر جب کوئی فقیر مل جائے اور تمہارے زاد راہ کو قیامت تک
پہنچا سکتا ہو اور کل وقت ضرورت مکمل طریقہ سے تمہارے حوالے کر سکتا ہو تو اسے غنیمت سمجھو اور مال اس کے حوالے کر دو
اور زیادہ سے زیادہ اس کو دے دو کہ شاید بعد میں تلاش کرو اور وہ نہ مل سکے اور اسے بھی غنیمت سمجھو جو تمہاری دولت مند
کے دور میں تم سے قرض مانگے تاکہ اس دن ادا کر دے جب تمہاری غربت کا دن ہو۔

اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے بڑی دشوار گزار منزل ہے جس میں ہلکے بوجھ والا سنگین بار والے سے کہیں زیادہ بہتر
ہو گا اور دھیرے چلنے والا تیز رفتار سے کہیں زیادہ بد حال ہو گا اور تمہاری منزل بہر حال جنت یا جہنم ہے لہذا اپنے
نفس کے لئے منزل سے پہلے

حذر - سامان حفاظت

آزر - قوت

بہر - غالب آگیا

اخلاد - چپے رہنا

تکائب - ٹوٹ پڑنا

نعت - ستانی سنادی ہے

ضاریہ - چھاڑ کھانے والے

بہر - شور مچاتے ہیں

نعم - اونٹ

مغفلہ - بندھے ہوئے

أضلت - گم کر دیا

مجهول - ناشناختہ راستہ

سروح - آوارہ چرنے والے

عابہر - آفت

وعث - دشوار گزار

مسیم - چرانے والا

یسفر - روشن ہو جائے

اطعان - محلیں

وادرع - مطمئن

خفص - نرمی کرو

أجمل - قاعدہ سے کام کرو

حرب - تلف مال

ونیہ - پستی

وَطَرِيقِي إِلَى الْآخِرَةِ، وَأَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ،
وَلَا يَفُوتُهُ طَالِبُهُ، وَلَا بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ، فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرٍ أَنْ
يُذَرِكَ وَأَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ، قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالثَّوْبَةِ،
فَسَيَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكَتَ نَفْسَكَ.

حذر الموت

يَا بُنَيَّ أَكْثَرُ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ، وَذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ، وَتُفْطِي بِغَدِّ
الْمَوْتِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَأْتِيَكَ وَقَدْ أَخَذَتْ مِنْهُ حِذْرَكَ، وَشَدَدَتْ لَهُ أَرْزَكَ،
وَلَا يَأْتِيَكَ بَسْفَةً قَبِيهَةً، وَإِنَّكَ أَنْ تَعْتَزَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ
الدُّنْيَا إِلَيْهَا، وَتَكْأَلِيهِمْ عَلَيْهَا، فَقَدْ نَبَّأَكَ اللَّهُ عَنْهَا، وَنَعَتْ هِيَ لَكَ
عَنْ نَفْسِهَا، وَتَكْشَفُ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا، فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَابُونَ، وَسِبَاعٌ
ضَارِيَةٌ يَهْرُ بِغَضْطِهَا عَلَى بَغْضٍ، وَيَأْكُلُ عَزِيرُهَا ذَلِيلَهَا، وَيَقْهَرُ كَبِيرُهَا
صَغِيرَهَا، نَعَمٌ مُعْظَلَةٌ (مغفلہ)، وَأُخْرَى مُهْمَلَةٌ، قَدْ أَضَلَّتْ عَقُولَهَا، وَرَكِبَتْ
بَجْهُولَهَا، سُورُوحٌ عَاهِدَةٌ بِوَادٍ وَغَيْثٍ، لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا، وَلَا مُسَيِّمٌ يُسَيِّمُهَا،
سَلَكْتَ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى، وَأَخَذْتَ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى، فَتَاهُوا
فِي حَيْرَتِهَا، وَغَرَقُوا فِي نِعْمَتِهَا، وَاتَّخَذُوا رِثَاءً، فَلَمِعَتْ بِهِمْ وَلَسَعُوا بِهِنَّ،
وَنَسُوا مَا وَرَاءَهَا.

الترغوة في الطلب

رُوِيَ أَنَّ يُسْفِرَ الظَّلَامَ، كَانَ قَدْ وَرَدَتْ الْأَطْعَانُ، يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ
وَأَعْلَمَ يَا بُنَيَّ أَنْ مَنْ كَانَتْ مَطِيئَتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، فَإِنَّهُ يُسَارِعُ وَإِنْ
كَانَ وَاقِفًا، وَتَقَطَّعَ الْمَسَافَةُ وَإِنْ كَانَ مُقِيمًا وَادِعًا،
وَأَعْلَمَ يَقِينًا أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ، وَلَنْ تُغْدُوَ أَجَلَكَ، وَأَنَّكَ
فِي سَبِيلٍ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ، فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَأَجْمَلْ فِي الْخُتَابِ،
فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرْبٍ، فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ،
وَلَا كُلُّ مُجْمَلٍ بِمُخْرُومٍ، وَأَكْبِرْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ ذَنْبَةٍ وَإِنْ

ادرتم
نہیں
کے

کے
تم
اس

صرف
کو
جنہور

چرنے
دینا
دہ

رہی
افراد

مسافت
اور

کسب
طلب
کی

بہتر
میں
مکان

اور تم آخرت کے راستہ پر ہو۔ موت تمہارا پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے۔ وہ ہر حال اسے پالے گی۔ لہذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کہ وہ تمہیں کسی بُرے حال میں پکڑ لے اور تم خالی توبہ کے لئے سوچتے ہی رہ جاؤ اور وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے کہ اس طرح گویا تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

فرزند! موت کو برا برباد کرتے رہو اور ان حالات کو یاد کرتے رہو جن پر اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں تک موت کے بعد جانا ہے تاکہ وہ تمہارے پاس آئے تو تم احتیاطی سامان کو چکے ہو اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا چکے ہو اور وہ اچانک اگر تم پر قبضہ نہ کر لے اور خبردار اہل دنیا کو دنیا کی طرف جھکتے اور اس پر مرتے دیکھ کر تم دھوکہ میں نہ آجانا کہ پروردگار تمہیں اس کے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ خود بھی اپنے مصائب سنا چکی ہے اور اپنی بُرائیوں کو واضح کر چکی ہے۔ دنیا دار افراد صرف بھونکنے والے کتے اور بھاڑ کھانے والے درندے ہیں جہاں ایک دوسرے پر بھونکتا ہے اور طاقت والا کمزور کو کھا جاتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔ یہ سب جائز ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آزاد رہے۔ جنہوں نے اپنی عقلیں گم کر دی ہیں اور نامعلوم راستہ پر چل پڑے ہیں۔ گویا دشوار گزار وادیوں میں مہیتوں میں چرنے والے ہیں جہاں نہ کوئی چرواہا ہے جو سیدھے راستہ پر لگا سکے اور نہ کوئی چرواہے والا ہے جو انہیں چراسکے۔ دنیا نے انہیں گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے اور ان کی بصارت کو مارا ہدایت کے مقابلہ میں سلب کر لیا ہے اور وہ حیرت کے عالم میں سرگرداں ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دنیا کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور وہ ان سے کھیل رہی ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور سب نے آخرت کو یکسر بھٹا دیا ہے۔

ٹھہرو! اندھیرے کو پھٹنے دو۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلے آخرت کی منزل میں آ کر چکے ہیں اور قریب ہے کہ تیز رفتار افراد اگلے لوگوں سے لمحتی ہو جائیں۔

فرزند! یاد رکھو کہ جو شب و روز کی سواری پر سوار ہے وہ گویا سرگرم سفر ہے چاہے ٹھہرا ہی کیوں نہ رہے اور مسافت قطع کر رہا ہے چاہے اطمینان سے مقیم ہی کیوں نہ رہے۔ یہ بات یقین کے ساتھ سمجھ لو کہ تم نہ ہر امید کو پاسکتے ہو اور نہ اجل سے آگے جاسکتے ہو۔ تم اگلے لوگوں کے راستہ ہی پر چل رہے ہو لہذا طلب میں نرم و فتاری سے کام لو اور کسب معاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ ورنہ بہت سی طلب انسان کو مال کی محرومی تک پہنچا دیتی ہے اور ہر طلب کرنے والا کامیاب بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہر طرح کی پستی سے بلند تر رکھو چاہے وہ پستی پسندیدہ اشیاء تک پہنچا ہی کیوں نہ دے۔

اے بہترین فلسفہ رُحیّا اور بلخ ترین موعظہ ہے اگر انسان فکر سلیم اور عقل مستقیم رکھتا ہو۔ ہر گزرنے والا دن اور ہر بیت جانے والی رات انسان کی زندگی میں سے ایک حصہ کم کر دیتی ہے اور اس طرح انسان مسلسل سرگرم سفر ہے اگرچہ مکانی اعتبار سے اپنی جگہ پر مقیم ہے اور حرکت بھی نہیں کر رہا ہے۔ حرکت صرف مکان ہی میں نہیں ہوتی ہے۔ زمان میں بھی ہوتی ہے اور یہی حرکت انسان کو سرحد موت تک لے جاتی ہے۔!

رفائب - پسندیدہ اشیاء

لُیسر - سہولت

عُسر - تنگی

تَوْجِہ - تیز رفتاری کرکے

مَطَايَا - جمع مَطِیۃ (سواری)

مَنَابِل - چشمے

ہَلْکَ - ہلاکت

تَمَلَّاقِي - تدارک

فَرَط - کوتاہی ہوگئی

شَدَّ وَاوَار - منہ بند کر دینا

اُمُجَّر - ہریان بکنے لگا ہے

خُرُق - شدت

مُسْتَنْصَح - جس نے نصیحت طلب کی جا

مُنَى - امیدیں

فَوَکَل - جمع اَوَکَل (احق)

قَبِیْن - حقیر

فَلَنَیْن - مہتمم

سَاهِل الدَّہْرِ - سہولت کا برتاؤ کرو

تَعُوْد - جو ادبٹ بٹھا دیا جائے

مَطِیۃ - سواری

نَجَاج - جھگڑا

صَرَم - قطع

صَلَم - تعلق

سَأَلْتُكَ إِلَى الرَّغَائِبِ، فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عَمُوضًا، وَلَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللَّهُ حُرًّا. وَمَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِسُرٍّ، وَيُسِرُّ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرِ؟

وَإِنَّكَ أَنْ تُجَوِّفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ، فَتُورِدَكَ مَنَابِلَ الْمَلَكَةِ. وَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَكُونَ بِسَيْتِكَ وَبَيْنَ اللَّهِ ذُو نِعْمَةٍ فَاَفْعَلْ، فَإِنَّكَ مُدْرِكُ قَسَمِكَ، وَآخِذُ سَهْمِكَ، وَإِنْ أَلْسَيْتَ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَعْظَمَ وَأَكْرَمَ مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَإِنْ كَانَ كُلُّ مِنْهُ.

وَصَالِيَا

وَتَلَايِكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَبْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا قَاتَ مِنْ مَنَاطِقِكَ، وَحِفْظُ مَا فِي الْوَعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ، وَحِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدَيْ غَيْرِكَ. وَمَرَاةُ السَّيَاسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ، وَالْمَرْفَعَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى مَعَ الْفُجُورِ، وَالْمَرْءُ أَخْفَظُ لِسِيرِهِ، وَرَبُّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ! مَنْ أَكْثَرَ أَهْجَرَ، وَمَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ قَارِنَ أَهْلِ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ، وَبَيْنَ أَهْلِ الشَّرِّ تَبِينْ عَنْهُمْ. يَشْسُ الطَّعَامُ الْحَرَامَ! وَظَلَمَ الضَّعِيفَ أَفْحَشُ الظُّلْمِ. إِذَا كَانَ الرَّفِيقُ خُرْقًا كَانَ الْخُرْقُ رِفْقًا. رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَاءً، وَالدَّاءُ دَوَاءً. وَرُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ، وَغَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ. وَإِنَّكَ وَالْإِتِّكَالَ عَلَى الْمُنَى قَابِلًا بِضَائِعِ التَّوَكُّلِ، وَالْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ، وَخَيْرٌ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ. بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ، وَلَا كُلُّ غَائِبٍ يَوُوبُ. وَمِنْ الْفَسَادِ (الْمُفْسَدَةِ) إِضَاعَةُ الرِّادِ، وَتَفْسُدَةُ الْمَعَادِ.

وَلِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ، سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ. التَّاجِرُ تَخَاطَرُ، وَرَبُّ يَسِيرٍ أَمْنٌ مِنْ كَثِيرٍ! لَا خَيْرَ فِي مُعِينٍ، وَلَا فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ. سَاهِلُ الدَّهْرِ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ، وَلَا تَخَاطَرُ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرِ مِنْهُ. وَإِنَّكَ أَنْ تَجْمَعَ بِكَ مَطِیۃَ اللِّجَاجِ.

أَجْمَلُ نَفْسِكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرَمِهِ عَلَى الصَّلَاةِ، وَعِنْدَ

سے لے

نے تمہیں

جو دشوار

خبر

مدا کے د

ہر حال

کی طرف

خا

رتن کے

کے طلب

الکدانی

ہرا

ہے۔ اہل

تمام مال

میں بن جا

ام لے لے

ہے اور بہ

لانا پڑے

فسا

مقرب و

سا اوتار

دست بہ

سے۔

لے۔

ا۔

میں لئے کہ جو عزت نفس دے دو گے اس کا کوئی بدل نہیں مل سکتا اور خبردار کسی کے غلام نہ بن جانا جب کہ پروردگار نے تمہیں آزاد قرار دیا ہے۔ دیکھو اس خیر میں کوئی خیر نہیں ہے جو شر کے ذریعہ حاصل ہو اور وہ آسانی آسانی نہیں ہے دشواری کے راستہ سے ملے۔

خبردار طبع کی سواریاں تیز رفتاری دکھلا کر تمہیں ہلاکت کے چشموں پر نہ وار دے دیں اور اگر ممکن ہو کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی صاحب نعمت نہ آنے پائے تو ایسا ہی کرو کہ تمہیں تمہارا حصہ ہر حال ملنے والا ہے اور اپنا نصیب ہر حال لینے والے ہو اور اللہ کی طرف سے تھوڑا بھی مخلوقات کے بہت سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اگرچہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

خاموشی سے پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی کر لینا گفتگو سے ہونے والے نقصان کے تدارک سے آسان تر ہے۔ دشمن کے اندر کا سامان منہ بند کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی دولت کا محفوظ کر لینا دوسرے کے ہاتھ کی نعمت کے طلب کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ بالوسی کی تلخی کو برداشت کرنا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے اور ادا دانی کے ساتھ محنت مشقت کو ناسف و فجور کے ساتھ مالدار سے بہتر ہے۔

ہر انسان اپنے راز کو دوسروں سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور بہت سے لوگ ہیں جو اس امر کے لئے دوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ زیادہ بات کرنے والا بکواس کرنے لگتا ہے اور غور و فکر کرنے والا بصیر ہو جاتا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ رہو تاکہ انہیں میں شمار ہو اور اہل شر سے الگ رہو تاکہ ان سے الگ حساب کئے جاؤ۔ بدترین ماحول حرام ہے اور بدترین ظلم کمزور آدمی پر ظلم ہے۔ نرمی نامناسب ہو تو سختی ہی مناسب ہے۔ کبھی کبھی دوا مرض بن جاتی ہے اور مرض دوا اور کبھی کبھی غیر مخلص بھی نصیحت کی بات کر دیتا ہے اور کبھی کبھی مخلص بھی خیانت سے ام لے لیتا ہے۔ دیکھو خبردار خواہشات پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہیں۔ عقلمندی تجربات کے محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔ فرصت سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ رنج و اندوہ کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر طلبکار مطلوب کو حاصل بھی نہیں کرتا ہے اور ہر غائب پلٹ کر بھی نہیں آتا ہے۔

فساد کی ایک قسم زائد راہ کا ضائع کر دینا اور عاقبت کو برباد کر دینا بھی ہے۔ ہر امر کی ایک عاقبت ہے اور منقریب وہ تمہیں مل جائے گا جو تمہارے لئے مقدر ہوا ہے۔ تجارت کرنے والا وہی ہوتا ہے جو مال کو خطرہ میں ڈال سکے۔ اس اوقات تھوڑا مال زیادہ سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے۔ اس مددگار میں کوئی خیر نہیں ہے جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدنام ہو۔ زمانہ کے ساتھ سہولت کا برتاؤ کرو جب تک اس کا اونٹ قابو میں رہے اور کسی چیز کو اس سے زیادہ کی امید میں خطرہ میں مت ڈالو۔ خبردار کہیں دشمنی اور عناد کی سواری تم سے منہ زوری نہ کرنے لگے۔

اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات، اعراض کے مقابلہ میں ہربانی۔

صُدود - ترک کر دینا

لَطَفٌ - ہر بات

جُمود - بخل

بَذَل - عطا

غَيْظٌ - غصہ

مَنْجَبٌ - انجام

رَجَزٌ - نرم ہو جاؤ

غَالِظٌ - سختی کرے

مَشْوًى - مقام

تَقَلَّتْ - بکلی گئی

تَقَصَّدَ - اعتدال

جَارٌ - منحرف ہو گیا

غَيْبٌ - غیبت

ہوئی - خواہش نفس

① خدا گواہ ہے کہ تمام دنیا اس

عظیم کلمہ کے تصور سے عاجز ہے

مقام علی تو بہت بڑی بات ہے دنیا

کے مستضعفین کے لئے اس سے

زیادہ سکون و اطمینان کا کوئی سامان

نہیں ہو سکتا ہے اور دشمنوں کے

ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے

اس سے بہتر کوئی موقع ممکن نہیں

ہے کہ جب ظالم تمہاری عاقبت بنا

رہا ہے تو تم اس کی دنیا کیوں خراب

کر رہے ہو، عاقبت تو اس نے

خود ہی خراب کر لی ہے۔ تمہیں

رحمت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

صُدُودِهِ عَلَى اللَّطَفِ وَالْمَنَافَةِ، وَعِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ، وَعِنْدَ تَبَاعُدِهِ
عَلَى الدُّنُو، وَعِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللَّيْنِ، وَعِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْمَعْدْرِ، حَتَّى كَانَتْ لَهُ
عَبْدٌ، وَكَانَتْ دُونِ نِعْمَةٍ عَلَيْكَ. وَإِنَّكَ أَنْ تَضَعَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، أَوْ
أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ، لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقًا فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ،
وَأَتَّخِضَ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ، حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً، وَتَجَرَّعَ الْغَيْظَ فَإِنِ
لَمْ أَرْ جُرْعَةً أَخْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً، وَلَا أَلَذَّ سَعْيَةً، وَلَسِنْ لِمَنْ غَالِظَكَ،
فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَسْلُبَ لَكَ، وَخُذْ عَلَى عَدُوِّكَ بِالْقَضَلِ فَإِنَّهُ أَخْلَى (الحد)
الظَّفَرَيْنِ. وَإِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبِقْ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بِقِيَّةٍ يَرْجِعُ
إِلَيْهَا إِنْ بَدَأَ لَهُ ذَلِكَ يَوْمًا مَّا، وَمَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدَّقْ ظَنَّهُ، وَلَا
تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالًا عَلَى مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ
مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ، وَلَا تَكُنْ أَهْلَكَ أَشَقَى الْخَلْقِ بِكَ، وَلَا تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ
زَهَدَ عَنْكَ، وَلَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ أَقْوَى عَلَى قَطِيعَتِكَ مِنْكَ عَلَى صَلَاتِهِ،
وَلَا تَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ، وَلَا يَكُنْ بَرٌّ
عَلَيْكَ ظَلَمٌ مِنْ ظَلَمَكَ، فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَتَنْفَعِكَ، وَلَيْسَ جَزَاءُ
مَنْ تَرَكَ أَنْ تَسُوَّهُ لَهُ

وَاعْلَمْ يَا بَنِيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ، فَإِنْ
أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ، مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ، وَالْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى،
إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ، مَا أَضْلَحْتَ بِهِ مَتَوَاكَ، وَإِنْ كُنْتَ جَارِعًا (جزعت)
عَلَى مَا تَقَلَّتْ مِنْ يَدَيْكَ، فَاجْرِعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ، اسْتَدِلُّ
عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ، فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهُ، وَلَا تَكُونَنَّ بِمَنْ
لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا بَالَتْ فِي إِسْلَامِهِ، فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَسْتَيْطِعُ
بِالْأَدَابِ، وَالسَّبَّاحِ (والمجاهل) لَا تَنْفَعُ إِلَّا بِالضَّرْبِ، اطْرَحْ عَنْكَ
وَارِدَاتِ الْهَمُومِ (الامور) بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ الْيَقِينِ، مَنْ تَرَكَ
الْقَصْدَ جَارًا وَالصَّاحِبَ مُتَأَسِّبًا، وَالصَّدِيقَ مَنْ صَدَقَ غَيْبَهُ، وَالْمَوْتَى

بخل کے مرتے
گویا کہ تم اس
احسان کرنا
کرتے رہنا
دیکھا ہے اور
نرم ہو جاؤ
بھائی سے
جو تمہارے
جس کے حق
تم سے کنار
کرنا اور رخ
کو نقصان
برائی کر دو
اور

تلاش کر
ذیل ترین
عاقبت کا
نہیں پہونچ
اور خبردار
جانے اس
والے ہمو
ہو گیا۔ سنا

لے اس مسئلہ
اور کہیں!
لے اس پر
کو تلاش
اس کی،

جمل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کرو گیا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبردار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا۔ اپنے دشمن کے دوست کو اپنا دوست نہ بنانا کہ تم اپنے دوست کے دشمن ہو جاؤ اور اپنے بھائی کو غلہ خانہ نصیب کرتے رہنا چاہے اسے اچھی لگیں یا بری۔ غصہ کو پی جاؤ کہ میں نے انجام کار کے اعتبار سے اس سے زیادہ شیریں کوئی گھونٹ نہیں دیکھا ہے اور نہ عاقبت کے لحاظ سے لذیذ تر۔ اور جو تمہارے ساتھ سمجھی کرے اس کے لئے نرم ہو جاؤ شاید کبھی وہ بھی نرم ہو جائے۔ اپنے دشمن کے ساتھ احسان کرو کہ اس میں دو ہیں سے ایک کامیابی اور شیریں ترین کامیابی ہے اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہو تو واپس آ سکے۔ جو تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھے اس کے خیال کو غلط نہ ہونے دینا۔ باہمی روابط کی بنا پر کسی بھائی کے حق کو ضائع نہ کرنا کہ جس کے حق کو ضائع کر دیا پھر وہ واقعا بھائی نہیں ہے اور دیکھو تمہارے گھر والے تمہاری وجہ سے بد بخت نہ ہونے پائیں اور جو تم سے کنارہ کش ہونا چاہے اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمہارا کوئی بھائی قطع تعلقات میں تم پر بازی نہ لے جائے اور تم تعلقات مضبوط کرو اور خبردار بُرائی کرنے میں نیکی کرنے سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور کسی ظالم کے ظلم کو بہت بڑا تصور نہ کرنا کہ وہ اپنے کو نقصان پہونچا رہا ہے اور تمہیں فائدہ پہونچا رہا ہے اور جو تمہیں فائدہ پہونچائے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ بُرائی کرو۔

اور فرزند! یاد رکھو کہ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آجائے گا۔ ضرورت کے وقت حضور و خشوع کا اظہار کس قدر ذلیل ترین بات ہے اور بے نیازی کے عالم میں بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔ اس دنیا میں تمہارا حصہ اتنا ہی ہے جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کر سکو۔ اور کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر پریشانی کا اظہار کرنا ہے تو ہر اس چیز پر بھی فریاد کرو جو تم تک نہیں پہونچی ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے ذریعہ اس کا پتہ لگاؤ جو ہونے والا ہے کہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہیں اور خبردار ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جن پر اس وقت تک نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی ہے جب تک پوری طرح تکلیف نہ پہونچائی جائے اس لئے کہ انسان عاقل ادب سے نصیحت حاصل کرنا ہے اور جا فور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔ دنیا میں وارد ہونے والے ہجوم و آلام کو صبر کے عزائم اور یقین کے حسن کے ذریعہ رد کر دو۔ یاد رکھو کہ جس نے بھی اعتدال کو چھوڑا وہ منحرف ہو گیا۔ ساتھی ایک طرح کا شریک نسب ہوتا ہے اور دوست وہ ہے جو غیبت میں بھی سچا دوست ہے۔ خواہش اندھے پن کی شریک نہ ہوتی ہے۔

لے اس مسئلہ کا تعلق دنیا میں اخلاقی برتاؤ سے ہے جہاں ظالموں کو اسلامی اخلاقیات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور کبھی لشکر معاویہ پر بندش آب کو روک دیا جاتا ہے اور کبھی ابن لبم کو سیراب کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ اگر دین و نسب خطہ میں پڑ جائے تو مذہب زیادہ عزیز تر کوئی شے نہیں ہے اور ظالموں سے جہاد بھی واجب ہو جاتا ہے۔ لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی زندگی میں ہمارے واقعات آتے ہیں جہاں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ جیسے انسان رزق کی تلاش میں نہیں ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کر رہا ہے اور انسان جہاں جہاں جا رہا ہے اس کا رزق اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ اور پروردگار نے ایسے واقعات کا انتظام اسی لئے کیا ہے کہ انسان کو اس کی رزاقیت اور ایفائے وعدہ کا یقین ہو جائے اور وہ رزق کی راہ میں عزت نفس یا دار آخرت کو بچنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔

لم یبالک - تمہاری پرواہ نہیں کر لے
تغیبت - جلدی کر سکتے ہو
اغظتم - بڑا تصور کیا
افن - نقص

دہمن - کمزوری
قہر مان - خود مختار حاکم
لا تعد - تجاوز نہ کرو
تغایر - غیرت داری
تواکل - ایک دوسرے کے حوالے
کردینا

① بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ
حکام کی طرت اشارہ ہے کہ جو حاکم
عوام کی پرواہ نہیں کرتا ہے اسے
عوام کے مفادات کا دشمن ہی تصور
کیا جاتا ہے

② دنیا میں کتنے ہی عیب ہیں جو
پس پردہ انجام دیے جاتے ہیں
اور کتنے ہی بھیڑیے ہیں جو انسانوں
کے بھیس میں نظر آتے ہیں لہذا
انسان کو ہوشیار رہنا چاہیے اور
صرت ظاہر پر اعتماد نہ کر لینا چاہیے
③ یہ ایک عظیم سماجی نکتہ ہے کہ

بعض غیرت دار افراد عورتوں کو باہر
نہیں جانے دیتے ہیں لیکن سارے
خاندان اور غیر خاندان کے افراد

کو گھر میں داخلہ کی اجازت دیدیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کا خطرہ باہر نکلنے سے کم نہیں ہے۔ اگر انسان عقل و ہوش کی دنیا میں
زندگی گزار رہا ہے۔

④ یہ اس ترقی یافتہ ماحول کی طرت اشارہ ہے جہاں پہلے گھر کی عورتوں کو باہر کے مردوں سے متعارف کرا دیا جاتا ہے اس کے بعد
زندگی بھر اس کے خنایک کار شیعہ پڑھا جاتا ہے۔

شريك العَمَى، وَ رَبُّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ، وَ قَرِيبٌ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ،
وَالْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ، مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ، وَ مَنْ
اِسْتَصْرَعَ عَلَى قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ، وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ
وَ بَيْنَ اللَّهِ سُجْحَانَهُ، وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكْ فَهُوَ عَدُوٌّكَ، قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ
إِدْرَاكًا، إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكًا، لَيْسَ كُلُّ عُوْرَةٍ تَظْهَرُ، وَ لَا كُلُّ فُرْصَةٍ
تُصَابُ، وَ زَيْجًا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَضَدَهُ، وَ أَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدُهُ، أَخْرَجَ الشَّرُّ
فِيَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ، وَ قَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ،
مَنْ أَيْسَرَ الزَّمَانَ خَانَهُ، وَ مَنْ أَغْظَمَهُ أَهَانَهُ، لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ،
إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ، سَلَّ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ، وَ عَنِ
الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ، إِيَّاكَ أَنْ تَذْكَرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْجِكًا، وَ لَنْ
حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ.

الرأى في المرأة

وَ إِيَّاكَ وَ مُسَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْسٍ، وَ عَزَمَهُنَّ
إِلَى وَهْنٍ، وَ انْخَفَّتْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحَبَابِكَ إِيَّاهُنَّ، فَإِنَّ شِدَّةَ
الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ، وَ لَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا يُوقِفُ
بِهِ عَلَيْهِنَّ، وَ إِنْ اِسْتَطَعْتَ إِلَّا يَغْرِقَنَّ غَيْرُكَ قَافِلٌ، وَ لَا تَمْلِكُ
الْمَرْأَةُ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ، وَ لَيْسَتْ
بِقَهْرْمَانَةٍ، وَ لَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا، وَ لَا تُطِيعُهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ
لِغَيْرِهَا، وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ غَيْرِهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو
الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ، وَ السَّرِيقَةَ إِلَى الزَّيْبِ، وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ
مِنْ خَدَمِكَ عَمَلًا تَأْخُذُهُ بِهِ، فَإِنَّهُ أُخْرَى إِلَّا يَتَوَافَكُوا فِي خِدْمَتِكَ،
وَ أَكْرَمَ عَشِيرَتِكَ، فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ، وَ أَضْلَكَ الَّذِي
إِلَيْهِ تَصِيرُ، وَ يَدُكَ الَّتِي يَهْتَاطِلُونَ.

۱۰۰

اِسْتَوْدِعَ اللَّهُ دِينَكَ وَ دُنْيَاكَ، وَ اِسْأَلْهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ
فِي الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ، وَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ السَّلَامُ.

اگر انسان عقل و ہوش کی دنیا میں زندگی گزار رہا ہے۔

یہ اس ترقی یافتہ ماحول کی طرت اشارہ ہے جہاں پہلے گھر کی عورتوں کو باہر کے مردوں سے متعارف کرا دیا جاتا ہے اس کے بعد زندگی بھر اس کے خنایک کار شیعہ پڑھا جاتا ہے۔

ہیں اس دشمن ملا کرتے ڈالنے زمانہ ہے تو کردہ

کوتاہی گھریں سائل آگے نہ کرنا کرنا

قبیلہ کا تمہارے

لے اس کو ایک لاکسی ملے

الگو کوئی

از گیا۔

بہت سے دور والے ایسے ہوتے ہیں جو قریب والوں سے قریب تر ہوتے ہیں اور بہت سے قریب والے دور والوں سے زیادہ دور تر ہوتے ہیں۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے آگے بڑھ جائے اس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اس کی عزت باقی رہ جاتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں مضبوط ترین وسیلہ تمہارا اور خدا کا رشتہ ہے۔ اور جو تمہاری پرواہ نہ کرے وہی تمہارا دشمن ہے۔ کبھی کبھی یا کسی بھی کامیابی بن جاتی ہے جب حرص و طمع موجب ہلاکت ہو۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر فرصت کا موقع بار بار ملتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور اندھا سیدھے راستہ کو پالیتا ہے۔ بُرائی کو پس پشت ڈالتے رہو کہ جب بھی چاہو اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے قطع تعلق عاقل سے تعلقات کے برابر ہے۔ جو زمانہ کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہر تیرا انداز کا تیرا نشانہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ جب حاکم بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ رفیق سفر کے بارے میں راستہ پر چلنے سے پہلے دریافت کرو اور ہمسایہ کے بارے میں اپنے گھر سے پہلے خبر گیری کرو۔ خبردار ایسی کوئی بات نہ کرنا جو مفید چیز ہو چاہے دوسروں ہی کی طرف سے نقل کی جائے۔

خبردار۔ عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کہ ان کی رائے کو در اور ان کا ارادہ مست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو اور خبردار انہیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیارات نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم و متصرف نہیں ہے۔ اس کے پاس ولحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ نہ پیدا ہونے دو۔ دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا کہ اس طرح اچھی عورت بھی بُرائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اپنے ہر خادم کے لئے ایک عمل مقرر کرو جو اس کا محاسبہ کر سکو کہ یہ بات ایک دوسرے کے حوالہ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہیں جن کی طرف تمہاری بارگشت ہے اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو۔

اپنے دین و دنیا کو پروردگار کے حوالہ کرو اور اس سے دعا کرو کہ تمہارے حق میں دنیا و آخرت میں بہترین فیصلہ کرے۔ والسلام

لے اس کلام میں مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں :

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ اس دور کے حالات کی طرف اشارہ ہے جب عورتیں ۹۹ فیصدی جاہل ہوا کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان کا کسی جاہل سے مشورہ کرنا نادانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں عورت کی جذباتی فطرت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مشورہ میں جذبات کی کارفرمائی کا خطرہ زیادہ ہے لہذا اگر کوئی عورت اس نقص سے بلند تر ہو جائے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں ان مخصوص عورتوں کی طرف اشارہ ہو جن کی رائے پر عمل کرنے سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گھاٹ اتر گیا ہے اور آج تک اس تباہی کے اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔

اَرُوْنِيْت - ہلاک کر دیا ہے

نَحْي - گمراہی

وَجْه - سیدھا راستہ

نَكْصُوا - پلٹ گئے

عَوَّلُوا - اعتماد کیا

فَاء - واپس آگیا

مُوَاَزَّرَه - بوجھ بٹانا

جَاوَب - مقابلہ کرو

تِيَاد - ہمار

عَيْنِي - میرا جاسوس

مَغْرَب - بلاوغرب

مَوْسَم - زمانہ

كَلَم - پیدائشی اندھے

تَحْلِيُون دوسرے ہیں

وَر - دودھ

صَلِيب - شہید

نَعَاء - آسائش

بَطَر - اکثر

بَاسَاو - شدت

فَيْشَل - کمزور - بزدل

مَوْجِدہ - غصہ

تَوَجَّد - سبکد

تَسْرِيح - روانہ کرنا

۳۲

و من کتاب له ﴿﴾

الی معاویہ

وَأَرْذِيَتْ جِيلًا مِنَ النَّاسِ كَثِيرًا، خَدَعْتَهُمْ بِغِيَّتِكَ، وَأَلْقَيْتَهُمْ فِي مَوْجٍ تَحْسِرُكَ، تَفْشَاهُمْ الظُّلُمَاتُ، وَتَسْلَاطُهُمْ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ، فَجَارُوا عَنْ وَجْهِهِمْ، وَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ، وَتَوَلَّوْا عَلَى أَدْبَارِهِمْ، وَعَسَوْا عَلَى أَحْسَابِهِمْ، إِلَّا مَنْ قَاءَ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ، فَأَيَّتُهُمْ فَسَادَتْكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ، وَهَرَبُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ، إِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّغْبِ، وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَضِي قَاتِلِ اللَّهِ بِمُعَاوِيَةَ فِي نَفْسِكَ، وَجَادِبِ الشَّيْطَانِ قَاتِلِكَ، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ نَعْلُكَ، وَالْآخِرَةُ قَرِيْبَةٌ مِنْكَ، وَالسَّلَامُ.

۳۳

و من کتاب له ﴿﴾

الی قثم بن عباس وهو عامله علی مکة

أَتَسَاءُ بَعْدُ فَإِنَّ عَيْنِي - بِالْمَغْرِبِ - كَسَبَتْ إِلَيَّ يُغْلِبُنِي أَنَّهُ وَجَّهٌ إِلَى الْمُسَوِّمِ أَنْبَاسٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ الْمُغْنَى الْقُلُوبِ، الصَّمُ الْأَشْتَبَاعِ، الْكُفَّ الْأَبْصَارِ، الَّذِينَ يَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَيُطِيعُونَ الْمَخْلُوقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، وَيَحْتَلِبُونَ الدُّنْيَا دَرْهَمًا بِالدِّينِ، وَيَسْتَرْوْنَ عَاجِلَهَا بِأَجَلِ الْأَبْرَارِ الْمُتَّقِينَ، وَلَكِنْ يَفُوزُ بِالْخَيْرِ إِلَّا عَابِلُهُ، وَلَا يُجْزَى جَزَاءُ الشَّرِّ إِلَّا قَاعِلُهُ، فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِسَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ، وَالنَّاصِحِ اللَّيْلِ، التَّابِعِ لِسُلْطَانِهِ، الْمُطِيعِ لِأَمْرِهِ، وَإِيَّاكَ وَمَا يُغْتَدَّرُ مِنْهُ، وَلَا تَكُنْ عِنْدَ التَّغْيَاءِ بَطْرًا، وَلَا عِنْدَ الْبُتْأَاءِ قَيْلًا، وَالسَّلَامُ.

۳۴

و من کتاب له ﴿﴾

الی محمد بن ابی بکر، لما بلغه توجده من عزله بالأشتر عن مصر.

ثم توفي الأشتر في توجهه إلى هناك قبل وصوله إليها

أَتَسَاءُ بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي مَسْجُودُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الْأَشْتَرِ إِلَى

تم
جہاں تاریک
ہلٹ گئے
پہچاننے کے
سے ہٹا دیا
والی ہے ا

اما
بھیجا گیا۔
ان کی نافر
ازاد کی آخر
بشر کا عمل
پنے حاکم کا
نفرور نہ

۳
(محمد)
مالک
اما بعد

بکر کا بیان ہے
کہ ماریہ نے
قثم بن عباس
کو سرفرا
لی محمد بن ابی
بکر کی خبر
پہنچا دیا
اپنے عہدہ

مصادر کتاب ۳۲ الفتوح ابوالحسن الدائمی (متوفی ۲۳۵ھ) شرح بیح البلاغہ ۲ ص ۲۵۱

مصادر کتاب ۳۳ شرح بیح البلاغہ ابن ابی الحدید ۴ ص ۲۱۱ شرح ابن میثم ۵ ص ۲۱۱، مجمع الامثال ۱ ص ۳۳۳

مصادر کتاب ۳۴ الفتوح الدائمی، الفارات ثقفی، تاریخ طبری (حوادث ۳۳۵ھ) انساب الاشراف ۲ ص ۳۴

۳۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

تم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو ہلاک کر دیا ہے کہ انھیں اپنی گمراہی سے دھوکے میں رکھا ہے اور اپنے مندر کی وجوہ کے حوالہ کر دیا ہے ان تاریکیاں انھیں ڈھانپے ہوئے ہیں اور شہادت کے پھیرے انھیں تہ دبلا کر لپٹے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راہ حق سے ہٹ گئے اور اٹلے پاؤں ٹٹ گئے اور پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب نسب پر بھروسہ کر بیٹھے علاوہ ان چند اہل بصیرت کے جو واپس آگئے اور انھوں نے تمھیں پہننے کے بعد چھوڑ دیا اور تمھاری حمایت سے بھاگ کر اللہ کی طرف آگئے جب کہ تم نے انھیں دشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور راہ اعتدال سے ہٹا دیا تھا۔ لہذا اے معاویہ اپنے بارے میں خدا سے ڈرو اور شیطان سے جان چھڑاؤ کہ یہ دنیا بہر حال تم سے الگ ہونے لے ہے اور آخرت بہت قریب ہے۔ والسلام

۳۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مکہ کے عامل قثم بن عباس کے نام)

اما بعد! میرے مغربی علاقہ کے جاسوس نے مجھے لکھ کر اطلاع دی ہے کہ موسم حج کے لئے شام کی طرف سے کچھ ایسے لوگوں بھیجا گیا ہے جو دلوں کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کے محروم ضیاء ہیں۔ یہ حق کو باطل سے مشتبہ کرنے والے ہیں اور ان کی نافرمانی کے کہ مخلوق کو خوش کرنے والے ہیں۔ ان کا کام دین کے ذریعہ دنیا کو دوہنا ہے اور یہ نیک کردار پر ہزیمت کار اور آخرت کو دنیا کے ذریعہ خریدنے والے ہیں جب کہ خیر اس کا حصہ ہے جو خیر کا کام کرے اور شر اس کے حصہ میں آتا ہے شر کا عمل کرتا ہے۔ دیکھو اپنے منصبی فرائض کے سلسلہ میں ایک تجربہ کار، پختہ کار، مخلص، ہوشیار انسان کی طرح قیام کرنا جو نے حاکم کا تابع اور اپنے امام کا اطاعت گزار ہو اور خبردار کوئی ایسا کام نہ کرنا جس کی معذرت نہ کرنا پڑے اور راحت و آرام مفرد نہ ہو جانا اور نہ شدت کے مواقع پر کمزوری کا مظاہرہ کرنا۔ والسلام

۳۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(محمد بن ابی بکر کے نام)۔ جب یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر سے رنجیدہ ہیں اور پھر مالک اشتر مصر پہنچنے سے پہلے انتقال بھی کر گئے)

اما بعد! مجھے مالک اشتر کے مصر کی طرف بھیجنے کے بارے میں تمھاری بددلی کی اطلاع ملی ہے

برای کا بیان ہے کہ خوات جمشعی ایک عیلت کے ساتھ معاویہ کے دربار میں وارد ہو معاویہ نے سب کو ایک ایک لاکھ انعام دیا اور خوات کو ستر ہزار۔ تو اس نے اعتراض کیا معاویہ نے کہا کہ میں نے ان سے ان کا دین خرید لیا ہے۔ خوات نے کہا تو مجھ سے بھی خرید لیجئے، یہ سننا تھا کہ معاویہ نے ایک لاکھ پورا کر دیا۔ قثم بن عبد اللہ بن عباس کے بھائی تھے اور مکہ پر حضرت کے عامل تھے جو حضرت کی شہادت تک اپنے عہدہ پر فائز رہے اور اس کے بعد معاویہ کے دربار میں سر قند میں قتل کر دئے گئے۔

محمد بن ابی بکر جناب اسما بنت عمیس کے فرزند تھے جنھوں نے پہلے حضرت جعفر طیار سے عقد کیا اور ان سے جناب عبد اللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ابو بکر نے عقد کیا جس سے محمد کی ولادت ہوئی اور آخر میں مولائے کائنات سے عقد کیا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے اور اس طرح محمد ابو بکر کے فرزند اور حضرت کے پردہ تھے انھیں مصر کا گورنر بنایا۔ اس کے بعد معاویہ اور عمرو عامر کے خطرہ کے پیش نظر ان کی جگہ مالک اشتر کا تقرر کیا لیکن معاویہ نے انھیں راستہ ہی میں زہر دلوایا اور اس طرح اپنے عہدہ پر باقی رہ گئے۔ لیکن انھیں معزولی سے جو عہدہ ہوا تھا اس کے تدارک میں حضرت نے یہ خط ارسال فرمایا۔

محل - ولایت

بقا قبا غنبدناک

حام - موت

اصحیح - نکل پڑو

اقتبسہ - خداست طالب اجر ہوں

کادح - محنتی

① جناب مالک کے شرع کے لئے

امتناہی کافی ہے کہ ایک امام معصوم

نے ان کے کردار کی شہادت دی

ہے اور ان کے حق میں رضائے الہی

اور ثواب آخرت کے لئے دعا کی ہے

اور یہ وہ مرتبہ ہے جو ہر کس و نا کس

کو حاصل نہیں ہوتا ہے اس کے لئے

ایسا ہی جذبہ قربانی درکار ہوتا ہے

جیسا مالک اشتر کے دل میں تھا کہ

معاویہ جیسا خونخوار بھی ان کے نام

سے لڑتا تھا اور اسی بنا پر مصر پہنچنے

سے پہلے انہیں زہر دیا کہ اسے

معلوم تھا کہ محمد بن ابی بکر کے دور حکومت

میں اس کی کاوردانی پل سکتی ہے

لیکن مالک اشتر کے ہوتے ہوئے

اس کی سازشیں کامیاب نہیں

ہو سکتی ہیں اور مالک کی اسی

صلاحیت کے پیش نظر حضرت نے

انہیں مصر کا گورنر بنانا چاہا تھا اور

انہیں ایک مکمل منشور حکومت سے سرفراز فرمایا تھا۔

عَسَمَلِكْ، وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذَلِكَ اِسْتِغْنَاءً لَكَ فِي الْجَهْدِ، وَلَا اِزْدِيَادًا
لَكَ فِي الْجِدِّ، وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ، لَوَيْسْتُ
مَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكَ مَوْنَةً، وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وَلَايَةً.

إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي كُنْتُ وَلَيْسْتُ أَمْرٌ بِمُضَرِّكَ كَانَ رَجُلًا لَنَا نَاصِحًا
وَعَلَى عَدُوِّنَا شَدِيدًا نَاصِقًا، فَرَجَعَهُ اللَّهُ! فَلَقَدْ اِسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ
وَلَاقَى جَنَاتَهُ، وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ، اَوْلَاهُ اللَّهُ رِضْوَانَهُ، وَصَاعَقَ
النَّوَابِ لَهُ، فَأَصْحَرُ لِعَدُوِّكَ، وَانْضَى عَلَى بَصِيرَتِكَ، وَشَمَّرَ لِحَرْبِ
مَنْ حَارَبَكَ، وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ، وَأَكْثِرِ اِلِسْتِغْنَاءَ بِاَللَّهِ
بِكُفِّكَ مَا أَهَمَّكَ، وَيُعِيْنَكَ عَلَى مَا يُغْزِلُ بِكَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

۳۵

ومن کتاب له ﴿۳۵﴾

الی عبداللہ بن العباس، بعد مقتل محمد بن ابی بکر

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مُضَرَ قَدْ اِفْتِتَحَتْ، وَتَحْتَدُّ بَنُو أَبِي بَكْرٍ
- رَجَعَهُ اللَّهُ - قَدْ اِسْتَشْهَدَ، فَعِنْدَ اللَّهِ تَحْتَبِيهِ وَلَدًا نَاصِحًا،
وَعَامِلًا كَادِحًا، وَشَاقًّا قَاطِعًا، وَرُكْنًا دَافِعًا، وَقَدْ كُنْتُ حَشَشْتُ النَّاسَ
عَلَى لَمَاقِيهِ، وَأَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهِ قَبْلَ السُّوْقَةِ، وَدَعَوْتُهُمْ بِرَأَى
وَجْهِرًا، وَعَوْدًا وَبَسْطًا، فَسَنُتُهُمُ الْآتِي كَارِهًا، وَمِنْهُمْ الْمُغْتَلُّ كَاذِبًا،
وَمِنْهُمْ الْقَاعِدُ خَاوِلًا، أَشْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَرْجًا
عَاجِلًا، فَوَاللَّهِ لَوْ لَا طَمَعِي عِنْدَ لِقَائِي عَدُوِّي فِي الشَّهَادَةِ،
وَتَسُوْطِيْنِي نَفْسِي عَلَى الْمَنِيَّةِ، لَأَخْبَيْتُ الْآلَتِي مَعَ هَؤُلَاءِ
يَوْمًا وَاحِدًا، وَلَا لَسْتُ بِهِمْ أَبَدًا.

۳۶

ومن کتاب له ﴿۳۶﴾

الی اخیه عقیل بن ابی طالب، فی ذکر جيش أنفذه الی بعض الأعداء.

و هو جواب کتاب کتبہ الیہ عقیل

فَسَرَحْتُ إِلَيْهِ جَيْشًا كَثِيفًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا بَلَغَهُ ذَلِكَ شَمَّرَ

مصادر کتاب ۳۵ - تاریخ طبری (حوادث ۳۶) الفارات ثقفی، کامل ابن اشیر ۳ ص ۱۵۸

مصادر کتاب ۳۶ - الفارات، انانی ۱۵ ص ۴۴، الامتداد والسیاسہ ۱ ص ۴۴

مالا

زیرا

اس

شواب

کر کر کر

دہی

محب

لوگوں

ہر طرف

میرے

فرار

ہوتا تو

فرار

لے مسو

روانہ کر

لیکن اس

بیچے

بن و

ایسے

ہے کہ

الاکہ میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا کہ تمہیں کام میں کمزور پایا تھا یا تم سے زیادہ محنت کا مطالبہ کرنا چاہا تھا بلکہ اگر میں نے تم سے تمہارے
برائے اقتدار کو لیا بھی تھا تو تمہیں ایسا کام دینا چاہتا تھا جو تمہارے لئے مشقت کے اعتبار سے آسان ہو اور تمہیں پسند بھی ہو۔
جس شخص کو میں نے مصر کا عامل قرار دیا تھا وہ میرا مخلص اور میرے دشمن کے لئے سخت قسم کا دشمن تھا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے
میں نے اپنے دن پورے کئے اور اپنی موت سے ملاقات کر لی۔ ہم اس سے بہر حال راضی ہیں۔ اللہ اسے اپنی رضا عنایت فرمائے اور اس کے
باب کو مضاعف کر دے۔ اب تم دشمن کے مقابلہ میں نکل پڑو اور اپنی بصیرت پر چل پڑو۔ جو تم سے جنگ کرے اس سے جنگ کرنے کے لئے
مگر کوئی اور دشمن کو راہ خدا کی دعوت دے دو۔ اس کے بعد اللہ سے مسلسل مدد مانگتے رہو کہ وہی تمہارے لئے ہر ہم میں کافی ہے اور
وہی ہر نازل ہونے والی مصیبت میں مدد کرنے والا ہے۔ انشاء اللہ

۳۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد)

اب بعد! دیکھو مصر پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے اور محمد بن ابی بکر شہید ہو گئے ہیں (خدا ان پر رحمت نازل کرے) میں ان کی
مصیبت کا اجر خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے مخلص فرزند اور محنت کش عامل تھے۔ میری تیغ بران اور میرے دفاعی ستون۔ جس
لوگوں کو ان سے ملحق ہو جانے پر آمادہ کیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ جنگ سے پہلے ان کی مدد کو پہنچ جائیں اور انہیں خفیہ اطلاع
ہر طرح دعوت عمل دی تھی اور بار بار آواز دی تھی لیکن بعض افراد بادل ناخواستہ آئے اور بعض نے جھوٹے بہانے کر دیئے۔ کچھ تو
میرے حکم کو نظر انداز کر کے گھر ہی میں بیٹھے رہ گئے۔ اب میں پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کی طرف سے جلد کشائش امر عنایت
فرمادے کہ خدا کی قسم اگر مجھے دشمن سے ملاقات کر کے وقت شہادت کی آرزو نہ ہوتی اور میں نے اپنے نفس کو موت کے لئے آمادہ نہ کر لیا
ہوتا تو میں ہرگز یہ پسند نہ کرتا کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی دشمن سے مقابلہ کروں یا خود ان لوگوں سے ملاقات کروں۔

۳۶۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بھائی عقیل کے نام جس میں اپنے بعض لشکروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ درحقیقت عقیل کے مکتوب کا جواب ہے)
پس میں نے اس کی طرف مسلمانوں کا ایک لشکر عظیم روانہ کر دیا اور جب اسے اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے دامن سیرت کو
فرار اختیار کیا۔

۳۷۔ معاویہ نے مروج الذهب میں ۳۵ھ کے حوادث میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ "معاویہ نے عمر و ابن العاص کی سرکردگی میں ہزار کا لشکر مصر کی طرف
 روانہ کیا اور اس میں معاویہ بن خدیج اور ابوالاعور السلمی جیسے افراد کو بھی شامل کر دیا۔ مقام مسناۃ پر محمد بن ابی بکر نے اس لشکر کا مقابلہ کیا
 لیکن اصحاب کی بیوفائی کی بنا پر میدان چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد دوبارہ مصر کے علاقہ میں رن پڑا اور آخر کار محمد بن ابی بکر کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں
 بیٹھے جی ایک گدھے کی کھالی میں رکھ کر نذر آتش کر دیا گیا" جس کا حضرت کو بیحد صدمہ ہوا اور آپ نے اس واقعہ کی اطلاع مصر کے عامل عبداللہ
 بن عباس کو کی اور اپنے مکمل جذبات کا اظہار فرمادیا یہاں تک کہ اہل عراق کی بیوفائی کی بنیاد پر آرزوئے موت تک کا تذکرہ فرمادیا کہ گویا
 ایسے افراد کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے ہیں جو راہ خدا میں جہاد کرنا نہ جانتے ہوں۔ اور یہ بولائے کائنات کا درس عمل ہر دور کے لئے
 ہے کہ جس قوم میں جذبہ قربانی نہیں ہے۔ علیؑ نہ انہیں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور نہ انہیں اپنے شیعوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔!

لَقَلَّتْ - قریب ہو چکا تھا

ایاب - واپسی

لاؤلاً - نوراً

جریض - رنجیدہ

مخفق - کلو گرنے

لایا - شدت

ترکاض - دور

تحوال - گردش

شقائق - اختلات

جراح - منہ زوری

رتیہ - گراہی

جوازی - مکافات

ابن اتمی - رسول اکرم

ضمیم - ظلم

داہن - ضعیف

سکس - سہل

وطی - نرم

مُتَقَدِّم - سوار ہونے والا

صلیب - شدید

یعز علی - سخت ہے

کاتبہ - آئینہ رنج

عاد - دشمن

مُتَّبِع - زحمت میں ڈالنے والی

طلبہ - مطلوب

هَارِبًا، وَتَكَصَّ نَادِمًا، فَلَحِقُوهُ يَسْتَفِضُ الطَّرِيقَ، وَقَدْ طَفَلَتِ الشَّمْسُ لِلْأَيَّامِ،
فَاقْتَتَلُوا شَيْئًا كَلًّا وَلَا، فَمَا كَانَ إِلَّا كَمَوْقِفٍ سَاعَةٍ حَتَّى تَجَا جَرِيضًا بَعْدَنَا
أُخِذَ مِنْهُ بِالْحَقْنَقِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ غَيْرُ الرَّمَقِ، فَلَا يَأْ بِسَلَايَ مَا نَجَا.
فَدَعَّ عَنْكَ قُرَيْشًا وَتَرَكَاضَهُمْ فِي الضَّلَالِ، وَتَجَوَّاهُمْ فِي الشَّقَاكِ، وَجَمَّاحَهُمْ
فِي التَّيْبِ، فَبِأَيْهِمْ قَدْ أَجْتَمَعُوا عَلَى حَرْبِي كَأَجْمَاعِهِمْ عَلَى حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ
- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَبْلِي، فَجَزَتْ قُرَيْشًا عَنِّي الْجَوَازِي! فَقَدْ
قَطَعُوا رَجِي، وَتَلَبَّوْنِي سُلْطَانُ ابْنِ أُمَيٍّ.

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِي فِي الْقِتَالِ، فَإِنَّ رَأْيِي قِتَالُ الْمُحِلِّينَ حَتَّى
أَلْقَى اللَّهُ، لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزًّا، وَلَا تَقَرُّهُمْ عَنِّي وَخَشَةً،
وَلَا تُحَسِّنُ ابْنُ أَبِيكَ - وَلَوْ أَسْلَمَهُ النَّاسُ - مُتَضَرِّعًا مُتَخَضِّعًا، وَلَا مُقَرَّأً لِلظُّلَمِ
وَالِهِنَا، وَلَا سَلِسَ الرُّسَامِ لِلْقَائِدِ، وَلَا وَطِئَ الظُّهْرِ لِلرَّايِبِ الْمُتَقَعِّدِ، وَلَكِنَّهُ
كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ:

فَإِنْ تَسْأَلُنِي كَيْفَ أَتَتْ قَائِنِي صَبُورٌ عَلَى رَبِّبِ الزَّمَانِ صَلِيبُ
يَعِزُّ عَلَى أَنْ تُرَى فِي كَاتِبَةٍ فَيَشْمَتَ عَادٍ أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ

۳۷

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﴿۳۷﴾

ال معارفة

فَسُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَشَدَّ لُزُومَكَ لِلْأَهْوَاءِ الْمُبْتَدَعَةِ، وَالْمُتَبَرِّئَةِ
الْمُتَّبِعَةِ، مَعَ تَضْيِيعِ الْمُقَاتِلِ وَأَطْرَاحِ الْوَقَاتِقِ، الَّتِي هِيَ لِلَّهِ طَلِبَةٌ.

مصادر کتاب ۳۷ شرح ابن ابی الحدید ۳ ص ۵۴، شرح ابن سیثم بجرانی ۵ ص ۸۱، احتجاج طبرسی ص ۹۴

اور پشیمان

مخضر جھڑ

سانوں کے

تفرق میں

جس طرح

دیا اور مجھ

اور

ان سے جنگ

ان کا متفق

نہ پائیں گے

کی سہولت

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹ گیا تو ہمارے لشکر نے اسے راستہ میں جا لیا جب کہ سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں ایک مختصر جھڑپ ہوئی اور ایک ساعت نہ گزرنے پائی تھی کہ اس نے بھاگ کر نجات حاصل کر لی جب کہ اسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور چند سانسوں کے علاوہ کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس طرح بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی لہذا اب قریش اور مکرانی میں ان کی تیز رفتاری اور تفرقہ میں ان کی گردش اور ضلالت میں ان کی منہ زوری کا ذکر چھوڑ دو کہ ان لوگوں نے مجھ سے جنگ پر ویسے ہی اتفاق کر لیا ہے جس طرح رسول اکرمؐ سے جنگ پر اتفاق کیا تھا۔ اب اللہ ہی قریش کو ان کے کئے کا بدلہ دے کہ انھوں نے میری قرابت کا دشمنہ توڑ دیا اور مجھ سے میرے مائیںائے کی حکومت سلب کر لی۔

اور یہ جو تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری رائے یہی ہے کہ جن لوگوں نے جنگ کو حلال بنا رکھا ہے ان سے جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔ میرے گرد لوگوں کا اجتماع میری عزت میں اضافہ نہیں کر سکتا ہے اور نہ ان کا تفرق ہو جانا میری وحشت میں اضافہ کر سکتا ہے اور میرے برادر اگر حرام لوگ بھی میرا ساتھ چھوڑ دیں تو آپ مجھے کمزور اور غوریزہ نہ پائیں گے اور نہ ظلم کا اقرار کرنے والا۔ کمزور اور کسی قاتل کے ہاتھ میں آسانی سے زمام پکڑا دینے والا اور کسی سوار کے لئے سواری کی سہولت دینے والا پائیں گے۔ بلکہ میری وہی صورت حال ہوگی جس کے بارے میں قبیلہ بنی سلیم والے نے کہا ہے:

”اگر تو میری حالت کے بارے میں دریافت کر رہی ہے تو سمجھ لے کہ میں زمانہ کے مشکلات میں صبر کرنے والا اور مستحکم ارادہ والا ہوں میرے لئے ناقابل برداشت ہے کہ مجھے پریشان حال دیکھا جائے اور دشمن طعنے دے یا دوست اس صورت حال سے رنجیدہ ہو جائے۔“

۳۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

اے سبحان اللہ۔ تو نئی نئی خواہشات اور زحمت میں ڈالنے والی حیرت و سرگردانی سے کس قدر چپکا ہوا ہے جب کہ تو نے حقائق کو برباد کر دیا ہے اور دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلوب اور بندوں پر اس کی حجت ہیں۔

اے مولائے کائنات نے سرکارِ دو عالم کو ”ابن امی“ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اس لئے کہ سرکارِ دو عالم مسلسل آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کو اپنی ماں کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے تھے ”ہی اُمّی بعد اُمّی“۔

اے اس مقام پر آپ نے اپنی ذات کو ”ابن ابیہ“ کہہ کر یاد کیا ہے اور بھائی نہیں کہا ہے تاکہ جناب عقیل اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جائیں کہ ہم اور آپ ایک ایسے باپ کے فرزند ہیں جن کی زندگی میں ذلت کے قبول کرنے اور ظلم و ستم کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے کا کوئی تصور نہیں تھا تو آج میرے بارے میں کیا سوچا ہے اور جہادِ راہِ خدا کے بارے میں میری رائے کیا دریافت کرنا ہے۔ جب میرا باپ اس کے باپ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرتا رہا تو مجھے معاویہ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرنے میں کیا تکلف ہو سکتا ہے۔ آخر کار وہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور میں ابوطالب کا فرزند ہوں۔

اسی کے ساتھ آپ نے اس حقیقت کا بھی اعلان کر دیا کہ مقابلہ کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض کا اعتماد لشکروں اور سپاہیوں پر ہوتا ہے اور بعض کا اعتماد ذات پر درگاہ پر ہوتا ہے۔ لشکروں پر اعتماد کرنے والے پیچھے ہٹ سکتے ہیں لیکن ذات واجب پر اعتماد کرنے والے میدان سے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتے ہیں نہ ان کا خدا کسی کے مقابلہ میں کمزور ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی قلت و کثرت سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔

حجاج - بحث وجدال

بحر - نظم

سراوق - شامیانے

بڑ - نیک کردار

ظاعن - مسافر

یستراح الیہ - سکون حاصل

کیا جائے

نکول - پیچھے ہٹ جانا

رودع - خون

ندج - مالک کے قبیلہ کا نام ہے

کلیل - کند

ظلمہ - دھار

نابی - اچٹ جانے والی

ضریبہ - کاٹ

آثرت - مقدم کیا

شکیمہ - نگام

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

عثمان کا رضاعی بھائی تھا۔ رسول اللہ

کے دور میں قرآن مجید میں تحریر کرنا

چاہی تو آپ نے اس کا اظہار کر دیا

اور وہ مشرک ہو کر بھاگ گیا اس کے

بعد فتح مکہ میں عثمان کے اشارہ پر

دوبارہ مسلمان ہوا حالانکہ آپ اس

کے قتل کا حکم دے چکے تھے

عثمان نے اپنے دور میں اسے

واپس بلا کر مصر کا گورنر بنا دیا اور

اس کے مظالم نے اہل مصر کو عثمان کے قتل پر مجبور کر دیا اور ان کے سامنے کوئی راستہ نہ رہ گیا

وَعَلَىٰ عِبَادِهِ حُجَّةٌ. فَأَمَّا إِكْفَارُكَ الْحِجَابَ عَلَىٰ عُثْمَانَ وَقَتْلَهُ، فَإِنَّكَ
إِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَكَ، وَخَذَلْتَهُ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَكَ، وَالسَّلَامُ.

۳۸

و من کتاب لہ ﴿۳۸﴾

الی اہل مصر، لما ولی علیہم الأشتر

مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَىٰ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ غَضِبُوا إِلَيْهِ
حِينَ غَضِيَ فِي أَرْضِهِ، وَذَهَبَ بِحَقِّهِ، فَضَرَبَ الْجَسَدَ سَرَادِقَهُ عَلَى الْبَرِّ
وَالْفَاجِرِ، وَالْمَقِيمِ وَالظَّالِمِ، فَلَا مَعْرُوفَ يُسْتَرَاخُ إِلَيْهِ، وَلَا مُنْكَرَ
يُنْتَاهِي عَنْهُ.

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، لَا يَتَأَمُّ أَيْمَامَ
الْحَقِيقِ، وَلَا يَسْتَكِلُّ عَنِ الْأَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرُّوْعِ، أَشَدُّ عَلَى الْفُجَّارِ
مِنْ حَرِّقِ النَّارِ، وَهُوَ مَالِكٌ لِمَنْ الْخَارِثُ أَخُو مَذْحِجٍ، فَاسْتَمْعُوا لَهُ
وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ فِيمَا طَابَقَ الْحَقُّ، فَإِنَّهُ سَيَفُتُّ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ، لَا كَلِيلَ
الظُّلْمَةِ، وَلَا نَسَابِي الضَّرْبِ سِيَةٍ، فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَتَّقُوا فَأَتَّقُوا، وَإِنْ
أَمَرَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا فَأَقِيمُوا، فَإِنَّهُ لَا يُقَدِّمُ وَلَا يُخْجِمُ، وَلَا يُؤَخِّرُ
وَلَا يُقَدِّمُ إِلَّا عَنِ أَنْسَرِي، وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ عَلَى نَفْسِي لِتَصِيحَتِهِ
لَكُمْ، وَشِدَّةِ شَكِيمَتِهِ عَلَى عَدُوِّكُمْ.

۳۹

و من کتاب لہ ﴿۳۹﴾

الی عمر بن العاص

فَإِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِينَكَ تَبْعًا لِدُنْيَا أَنْسَرِي، ظَاهِرٌ غَيْبُهُ، مَهْتَوِي سِتْرُهُ،
يَسْبِيحُ الْكَرِيمَ بِجَلِيلِهِ، وَيُسَبِّحُ الْحَلِيمَ بِخَلِيطِهِ، فَاتَّبَعْتَ أَمْرَهُ،

وہ کیا ہے؟

یہ اس پر
نہ کوئی ہے؟

ا

کے اذکار

اشتر

ایک تلو

ظہر نے

اور نہ تھی

نابت ہو

تو

کو اپنی بزم

لے ابن ابی

کی اور لے

حالات کا

سے عثمان

خ

جرائم کی

لے اف

تعلق

اتے سنا

مصادر کتاب ۳۸ تاریخ طبری ۶۳۹ھ، اختصاص مفید ۳۸، الی مفید ۳۸، الغارات کتاب صفین ابن مزاحم ۳۸، تاریخ یعقوبی ۳۸

البيان والتبيين ج ۲ ص ۲۵۴

مصادر کتاب ۳۹ کتاب صفین ابن مزاحم، احتجاج طبری ۳۹، تذکرۃ الخواص ابن جوزی ۳۹، البیان والتبيين ۳۹، بزم ابن ہشام ۳۹

وہ کیا تمہارا عثمانؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا برٹھانا تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ تم نے عثمانؓ کی مدد اس وقت کی ہے جب مدد میں تمہارا فائدہ تھا اور اس وقت لاوارث پھوڑ دیا تھا جب مدد میں ان کا فائدہ تھا۔ والسلام ④

۳۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر اہل مصر کے نام)

بندہ خدا۔ امیر المومنین علیؓ کی طرف سے۔ اس قوم کے نام جس نے خدا کے لئے اپنے غضب کا اظہار کیا جب اس کی زمین میں اس کی محصیت کی گئی اور اس کے حق کو برباد کر دیا گیا۔ ظلم نے ہر نیک بدکار اور مقیم و مسافر پر اپنے شامیلے تانے اور نہ کوئی نیکی رہ گئی جس کے زیر سایہ آرام لیا جاسکے اور نہ کوئی ایسی برائی رہ گئی جس سے لوگ پرہیز کرتے۔

اما بعد۔ میں نے تمہاری طرف بندگانِ خدا میں سے ایک ایسے بندہ کو بھیجا ہے جو خوف کے دلوں میں سوتا نہیں ہے اور دہشت کے اوقات میں دشمنوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا ہے اور فاجروں کے لئے آگ کی گرمی سے زیادہ شدید تر ہے اور اس کا نام مالک بن اشتر ذحیٰ ہے لہذا تم لوگ اس کی بات سناؤ اور اس کے ان اوامر کی اطاعت کرو جو مطابق حق ہیں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کی تلوار گند نہیں ہوتی ہے اور جس کا داراؤچٹ نہیں سکتا ہے۔ وہ اگر کوچ کرنے کا حکم دے تو نکل کھڑے ہو اور اگر ٹھہرنے کے لئے کہے تو فوراً ٹھہر جاؤ اس لئے کہ وہ میرے امر کے بغیر نہ آگے بڑھا سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹا سکتا ہے۔ نہ حملہ کر سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ میں نے اس کے معاملہ میں تمہیں اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے اور اپنے پاس سے جدا کر دیا ہے کہ وہ تمہارا مخلص ثابت ہوگا اور تمہارے دشمن کے مقابلہ میں انتہائی سخت گیر ہوگا۔

۳۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عمر بن العاص کے نام)

تو نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گرامی واضح ہے اور اس کا پردہ عیوب چاک ہو چکا ہے۔ وہ شریف انسان کو اپنی نرم میں بٹھا کر عیب دار اور عقلمند کو اپنی مصاحبت سے احمق بنا دیتا ہے۔ تو نے اس کے نقش قدم پر قدم جمائے ہیں

لے ابن ابی الحدید نے بلاذری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عثمانؓ کے محاصرہ کے دور میں معاویہ نے شام سے ایک فوج یزید بن اسد قسری کی سرکردگی میں روانہ کی اور اسے ہدایت دیدی کہ مدینہ کے باہر مقام ذی خشب میں مقیم رہیں اور کسی بھی صورت میں سیر حکم کے بغیر مدینہ میں داخل نہ ہوں۔ چنانچہ فوج اسی مقام پر حالات کا جائزہ لیتی رہی اور قتل عثمانؓ کے بعد واپس شام ہلائی گئی۔ جس کا کھلا ہوا مفہوم یہ تھا کہ اگر انقلابی جماعت کامیاب نہ ہو سکے تو اس فوج کی مدد سے عثمانؓ کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے بعد خون عثمانؓ کا ہنگامہ ٹھاکر کے علیؓ سے خلافت سلب کر لی جائے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ آج بھی دنیا میں اس شامی سیاست کا سکہ چل رہا ہے اور اقتدار کی خاطر اپنے ہی افراد کا خاتمہ کیا جا رہا ہے تاکہ اپنے جرائم کی صفائی دی جاسکے اور دشمن کے خلاف جنگ چھیڑنے کا جواز پیدا کیا جاسکے۔

لے افسوس کہ عالم اسلام نے یہ لقب خالد بن الولید کو دے دیا ہے جس نے جناب مالک بن نویرہ کو بے گناہ قتل کر کے اسی مات ان کی زوہب سے تعلقات قائم کر لئے اور اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی برہمی کا اظہار کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے سیاسی مصالح کے تحت انہیں "سیف اللہ" قرار دے کر اتنے سنگین جرم سے بری کر دیا۔ انا للہ

ضرغام - شیر
آخریت - رسوا کر دیا
جرأت - صاف کر دیا
مواساة - ہمدردی

موازرہ - مدد
کلب - سخت ہو گیا

حرب - لڑنے پر آمادہ ہو گیا
خزیت - ذیل ہو گئی

فتکت - لا پرواہی برتی
شفرت - لاوارث ہو گئی

مجن - سپر
آسیت - مدد کی

۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
امیر المومنین کی زرگی میں عفو و
درگزر کے بے شمار مواقع پائے جاتے
ہیں اور آپ نے اپنے قاتل تک
کے بارے میں ہمدردی کی وصیت
فرمائی تھی لیکن یہ تمام باتیں اپنے
ذاتی معاملات سے متعلق تھیں درہ
دین خدا اور حقوق الناس کی بات
آجائے تو اس میں کسی طرح کی مردت
کا کوئی امکان نہیں ہے اور علی سے
زیادہ دین خدا میں سخت ترکوئی نہیں
ہے۔

وَطَلَبْتَ فَظَلَمْتُ، اتَّبَعَ الْكَلْبُ لِضُرْغَامٍ يَلُودُ بِمَخَالِيهِ، وَتَنْتَظِرُ مَا
يُلْقَى إِلَيْهِ مِنْ قُطْرِ فَرِيَسْتِهِ، فَأَذْهَبْتَ دُنْيَاكَ وَأَخَّرْتَكَ، وَلَوْ
بِالْحَقِّ أَخَذْتَ أَذْرَكَتَ مَا طَلَبْتَ. فَإِنْ يُمْكِنِي اللَّهُ مِنْكَ وَمِنْ ابْنِ
أَبِي سُفْيَانَ أَجْرُكَمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا، وَإِنْ تُعْجِزَا وَتَبْتَيَا فَا أَمَانُكَمَا
شَرٌّ لَكُمَا، وَالسَّلَامُ.

۴۰

و من کتاب له ﴿۴۰﴾

الی بعض عمالہ

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَشْرٌ، إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَشْخَطْتَ
رَبَّكَ، وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ، وَأَخَّرْتَ أَمَانَتَكَ.
بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَدْتَ الْأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا نَحْتُ قَدَمَيْكَ، وَأَكَلْتَ مَا نَحْتُ
يَدَيْكَ، فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللَّهِ أَكْثَرُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَالسَّلَامُ.

۴۱

و من کتاب له ﴿۴۱﴾

الی بعض عمالہ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرُكَتُكَ فِي أَمَانَتِي، وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي،
وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْتَقَى مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمَوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي
وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ؛ فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلَبَ،
وَالْعَدُوُّ قَدْ حَرَبَ، وَأَمَانَةُ النَّاسِ قَدْ خَرِبَتْ، وَهَذِهِ الْأُمَّةُ قَدْ فَتَكَتْ
وَشَفَرَتْ، فَلَبِثَ لَابِنِ عَمِّكَ ظَهْرُ الْمِجَنِّ فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمَفَارِقِينَ، وَخَذَلْتَهُ
مَعَ الْخَاذِلِينَ، وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ، فَلَابِنِ عَمِّكَ آسَيْتَ، وَلَا الْأَمَانَةَ أَدَيْتَ. وَكَأَنَّكَ

مصادر کتاب ۳۵۵ ۲ ۲۹۴ العقد الفرید ابن عبد ربہ ۳

مصادر کتاب ۳۵۵ ۲ ۲۹۴ عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۵۵، العقد الفرید ۲ ص ۲۳۲، رجال کشی ص ۵۵، انساب الاشراف ۲ ص ۱۴۵، کنز العمال ۶ ص ۱۴۵، مجمع الاسامی ۲ ص ۱۱، تذکرۃ النحوص ص ۱، شمار القلوب ابو منصور الثعالی ص ۶۳۴، المستقضى زمری ص ۱۴۵

ادراہ
ہے
کی راہ
تو میں
تھار

ہے۔

انتھور

امانتدار

حملہ آوا

بھی اپنے

اور خیر

خدا کا

لے یہ بات

بعض حضرات

کہ چلے گئے

اور بعض

عبداللہ

تذکرہ

علامہ کہ

اور اس کے بچے کھینچے کی جستجو کی ہے جس طرح کہ کشمیر کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ اس کے بچوں کی پناہ میں رہتا ہے اور اس وقت کا منظر رہتا ہے جب شیر اپنے شکار کا بچا کھچا پھینک دے اور وہ اسے کھالے۔ تم نے تو اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو گنوا دیا ہے۔ حالانکہ اگر حق کی راہ پر رہے ہوتے جب بھی یہ مدعا حاصل ہو سکتا تھا۔ بہر حال اب خدائے مجھے تم پر اور ابوسفیان کے بیٹے پر قابو دے دیا تو میں تمہارے حرکات کا صحیح بدلہ دے دوں گا اور اگر تم بچ کر نکل گئے اور میرے بعد تک باقی رہ گئے تو تمہارا آئندہ دور تمہارے لئے سخت ترین ہوگا۔ والسلام

۱۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

اما بعد۔ مجھے تمہارے بارے میں ایک بات کی اطلاع ملی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا ہے تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے۔ اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور اپنی امانتداری کو بھی رُسوا کیا ہے۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صاف کر دیا ہے اور جو کچھ زیر قدم تھا اس پر قبضہ کر لیا ہے اور جو کچھ انھوں میں تھا اسے کھا گئے ہو لہذا فوراً اپنا حساب بھیج دو اور یہ یاد رکھو کہ اللہ کا حساب لوگوں کے حساب سے زیادہ سخت تر ہے۔ والسلام

۱۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

اما بعد۔ میں نے تم کو اپنی امانت میں شریک کا رہنا بتایا تھا اور ظاہر و باطن میں اپنا قرار دیا تھا اور ہمدردی اور مددگاری اور امانتداری کے اعتبار سے میرے گھر والوں میں تم سے زیادہ معتبر کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے ابن عم پر حملہ آور ہے اور دشمن آمادہ جنگ ہے اور لوگوں کی امانت رُسوا ہو رہی ہے اور امت بے راہ اور لادارث ہو گئی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے منہ موڑ لیا اور جدا ہونے والوں کے ساتھ مجھ سے جدا ہو گئے اور ساتھ چھوڑنے والوں کے ساتھ الگ ہو گئے اور خیانت کاروں کے ساتھ خائے ہو گئے۔ نہ اپنے ابن عم کا ساتھ دیا اور نہ امانتداری کا خیال کیا۔ گویا کہ تم نے اپنے جہاد سے خدا کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔

۱۶۔ یہ بات تو واضح ہے کہ حضرت نے یہ خط اپنی کسی چچا زاد بھائی کے نام لکھا ہے۔ لیکن اس سے کون مراد ہے؟ اس میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ عبداللہ بن عباس مراد ہیں جو بصرہ کے عامل تھے لیکن جب مصر میں محمد بن ابی بکر کا حشر دیکھ لیا تو بیت المال کا سارا مال لے کر چلے گئے اور وہیں زندگی گزارنے لگے جس پر حضرت نے اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ابن عباس کے تمام کارناموں پر خط نسخ لکھیں دیا اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ابن عباس جیسے جبرالوت اور مفسر قرآن کے بارے میں اس طرح کے کردار کا امکان نہیں ہے لہذا اس سے مراد ان کے بھائی عبید اللہ بن عباس ہیں جو یمن میں حضرت کے عامل تھے لیکن بعض حضرات نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے کہ یمن کے حالات میں ان کی خیانت کاری کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو ایک بھائی کو بچانے کے لئے دوسرے کو نشانہ رستم کیوں بنایا جا رہا ہے۔

عبداللہ بن عباس لاکھ عالم و فاضل اور مفسر قرآن کیوں نہ ہوں۔ امام معصوم نہیں ہیں اور بعض معاملات میں امام یا مکمل پیرو امام کے علاوہ کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا ہے چاہے مرد عامی ہو یا مفسر قرآن۔!

کاد - دھوکہ دینا

غیر - غفلت

فی - مال غنیمت

آزل - تیز رفتار

دامیہ - مجروح

معزى - بکری

کسیرہ - شکست

مٹاؤں - گن ہوں سے بچنے والا

بالغیرک - دشمن کا براہو

حدرت الیہم - تیز رفتاری سے چل دیا

نقاش - سخت گیری

تسبیغ - بے ہوش ہضم کر لیا ہے

لا عذر رن - اپنے عمل جو پیش خدا

معذرت بنادے

ہوادہ - صلح

ضج رویدا - ذرا ہوش میں آؤ

مدی - انتہا

شرعی - خاک

لات حین مناص - چھٹکارے کی

گنجائش نہیں

لَمْ تَكُنِ اللَّهُ تُرِيدُ بِهَا دَاكُ، وَكَانَكَ لَمْ تَكُنْ عَلَى بِسْمَةِ مِنْ رَبِّكَ،
وَكَانَكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ، وَتَسْئَلُ عَنْ غَيْرَتِهِمْ عَنْ
قَسِيمِهِمْ، فَلَمَّا أَمَكَّتَكَ الشَّدَّةُ فِي حَيَاتِهِ الْأُمَّةِ أَشْرَعْتَ الْكُرَّةَ، وَعَاجَلْتَ
السُّوْبَةَ، وَاخْتَلَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِمُ الْمَصُونَةِ لِأَرْوَاحِهِمْ
وَأَنْتَاهُمْ أَخِيطَافَ الذَّنْبِ الْأَزَلِّ دَامِيَةِ الْمَغْرَى الْكَبِيرَةِ، فَحَمَلْتَهُ
إِلَى الْحِجَارِ وَحَسِبَ الصَّدْرُ بِحَمْلِهِ، غَيْرُ مُتَأَنٍّ مِنْ أَخْذِهِ كَانَكَ - لَا
أَبَا لِيغْيَرَكَ - حَدَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ أَبِيكَ وَأُمِّكَ، فَسُبْحَانَ اللَّهِ
أَمَّا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ؟ أَوْ مَا تَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ! أَيُّهَا الْمَغْدُودُ - كَانَ -
عِنْدَنَا مِنْ أُولَى الْأَلْبَابِ، كَيْفَ تُسَبِّحُ شَرَابًا وَطَعَامًا، وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ
تَأْكُلُ حَرَامًا، وَتَشْرَبُ حَرَامًا، وَتَتَّبَعُ الْإِمَاءَ وَتَتَّبَعُ النِّسَاءَ مِنْ أَمْوَالِ
الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ، الَّذِينَ أَنْعَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
هَذِهِ الْأَمْوَالِ، وَأَخْزَرَ بِهِمْ هَذِهِ الْبِلَادَ، فَأَتَى اللَّهُ وَارِدًا إِلَى هَؤُلَاءِ
الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ، فَأَيُّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمَكَّنِي اللَّهُ بِكَ لَأَعْلِزَنَّ
إِلَى اللَّهِ فِيكَ، وَلَأَضْرِبَنَّكَ بِسِنِّي الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَدًا إِلَّا دَخَلَ النَّارَ
وَوَاللَّهِ لَوْ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ، مَا كَانَتْ لَهَا عِنْدِي
هَوَادَّةٌ، وَلَا ظَفِيرًا مِنِّي بِإِزَادَةٍ، حَتَّى أَخْذَ الْحَقُّ مِنْهَا، وَأَرْجِ النَّبَاطِلَ عَنْ
مَظْلَمَتَيْهَا، وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَا أَخَذْتَهُ مِنْ
أَمْوَالِهِمْ حَلَالًا لِي، أَتُرَكُّهُ مِيرَاثًا لِمَنْ بَعْدِي، فَضَحَّ رَوَيْدًا، فَكَانَكَ قَدْ
بَلَغْتَ الْمَدَى، وَدَفَنْتَ نَعْتِ الْغُرَى، وَعَرَضْتَ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِي
يُنَادِي الظَّالِمُ فِيهِ بِالْحُسْرَى، وَيَسْتَمْتِي الْمُضْطَّعُ فِيهِ الرَّجْعَةُ، «وَلَا تَحِينَ مَنَاصِرًا»

اور گویا تم
نہی اور تم
پیدا ہو گئی؟
جیسے کوئی
مطمئن اور
مال باپ

ا۔
وہ شخص ج
مال حرام کہ
ان شہروں
خدا

بارے میں
کے علاوہ
خدا
پر قابو پائے
خدا

بعد والوں
دفن ہو چکے
کرنے والے

حضرت علی
اس کے کہ آپ
کا
کچھ نفس پنا
تھے یہ کہو
اور یہی
ہے۔ کہ
کے کردار

دے گا یا تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے کوئی جنت نہیں تھی اور گویا کہ تم اس امت کو دھوکہ دے کر اس کی دنیا پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور تمہاری نیت تھی کہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے اموال پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ جیسے ہی امت سے خیانت کرنے کی طاقت ملا ہو گئی تم نے تیزی سے حملہ کر دیا اور فوراً کوہِ پڑے اور ان تمام اموال کو اچک لیا جو تیموں اور بیواؤں کے لئے محفوظ کئے گئے تھے۔ بے کوئی تیز رفتار بھیڑ یا شکستہ یا زخمی بکریوں پر حملہ کر دیتا ہے۔ پھر تم ان اموال کو حجاز کی طرف اٹھالے گئے اور اس حرکت سے بعد ملکہ اور خوش تھے اور اس کے لینے میں کسی گناہ کا احساس بھی نہ تھا جیسے (خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے) اپنے گھر کی طرف اپنے ماں باپ کی میراث کا مال لا رہے ہو۔

اے سبحان اللہ۔ کیا تمہارا آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے اور کیا روز قیامت کے شدید حساب کا خوف بھی ختم ہو گیا ہے۔ اے وہ شخص جو کل ہمارے نزدیک صاحبانِ عقل میں شمار ہوتا تھا۔ تمہارے یہ کھانا پینا کس طرح گوارا ہوتا ہے جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم مال حرام کھا رہے ہو اور حرام ہی پی رہے ہو اور پھر ایٹام۔ مساکین۔ مومنین اور مجاہدین جنہیں اللہ نے یہ مال دیا ہے اور جن کے ذریعہ ان شہروں کا تحفظ کیا ہے۔ ان کے اموال سے کینز خرید رہے ہو اور شادیاں بچا رہے ہو۔
خدا را۔ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں کے اموال واپس کر دو کہ اگر ایسا نہ کرو گے اور عدل نہ کبھی تم پر اختیار دے دیا تو تمہارے بارے میں وہ فیصلہ کر دے گا جو مجھے معذور بنائے اور تمہارا خاتمہ اسی تلوار سے کروں گا جس کے مارے ہوئے کا کوئی ٹھکانہ جہنم کے علاوہ نہیں ہے۔

خدا کی قسم۔ اگر بھی کلمہ حق و حسین نے کیا ہوتا تو ان کے لئے بھی میرے پاس کسی نرمی کا امکان نہیں تھا اور نہ وہ میرے ارادہ پر قابو پا سکتے تھے جب تک کہ ان سے حق حاصل نہ کر لوں اور ان کے ظلم کے آثار کو مٹا نہ دوں۔
خدا نے رب العالمین کی قسم میرے لئے یہ بات ہرگز خوش کن نہیں تھی اگر یہ سارے اموال میرے لئے حلال ہوتے اور میں بعد والوں کے لئے میراث بنا کر چھوڑ جاتا۔ ذرا ہوش میں آؤ کہ اب تم زندگی کی آخری حدود تک پہنچ چکے ہو اور گویا کہ زبردِ خاک دفن ہو چکے ہو اور تم پر تمہارے اعمال پیش کر دئے گئے ہیں۔ اس منزل پر جہاں ظالم حسرت سے آواز دیں گے۔ اور زندگی برباد کرنے والے واپسی کی آرزو کر رہے ہوں گے اور چھٹکارے کا کوئی امکان نہ ہو گا۔

اے حضرت علیؑ کے مجاہدات کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جس کی تلوار آپ پر چل جائے وہ بھی جہنمی ہے اور جس پر آپ کی تلوار چل جائے وہ بھی جہنمی ہے۔ اس لئے کہ آپ امام معصوم اور پیرِ اللہ ہیں اور امام معصوم کے کسی غلطی کا امکان نہیں ہے اور اللہ کا ہاتھ کسی بے گناہ اور بے خطا پر نہیں اٹھ سکتا ہے۔
کاش مولائے کائنات کے مقابلہ میں آنے والے حمل و صفین کے فوجی یا سربراہ اس حقیقت سے باخبر ہوتے اور انھیں اس نکتہ کا ہوش رہ جاتا تو کبھی نفس پیغمبر سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کرتے۔

میں یہ کسی ذاتی امتیاز کا اعلان نہیں ہے۔ یہی بات پروردگار نے پیغمبرؐ سے کہی ہے کہ تم شرک اختیار کر لو گے تو تمہارے اعمال بھی برباد کر دئے جائیں گے اور یہی بات پیغمبر اسلامؐ نے اپنی دخترِ نیک اختر کے بارے میں فرمائی تھی اور یہی بات مولائے کائنات نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں فرمائی ہے۔ گویا کہ یہ ایک صمیم اسلامی کردار ہے جو صرف انھیں بندگانِ خدا میں پایا جاتا ہے جو مشیتِ الہی کے ترجمان اور احکامِ الہی کی تعمیل میں درنہ اس طرح کے کردار کا پیش کرنا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔!

و من کتاب له

الی عمر بن ابی سلمة المخزومی، وكان عامله على البحرين،

فعزله، واستعمل نعمان بن عجلان الزرقی مكانه

أَسَابَعُهُ، فَإِنِّي قَدْ وَلَّيْتُ نَعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرْقِيَّ عَلَى الْبَحْرَيْنِ،
وَتَزَعْتُ بِدَكَ بِلَا دَمٍ لَكَ، وَلَا تَضْرِبْ عَلَيْكَ، فَلَقَدْ أَحْسَنْتَ الْوِلَايَةَ، وَأَدْبَيْتَ
الْأَمَانَةَ، فَأَقْبِلْ غَيْرَ ظَنِينٍ، وَلَا مَلُومٍ، وَلَا مُسْتَهْمٍ، وَلَا مَائُسُومٍ، فَلَقَدْ أَرَدْتُ
الْمَسِيرَ إِلَى ظَلَمَةِ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَخْبَيْتُ أَنْ تُشْهَدَ مَعِيَ، فَإِنَّكَ بِمَنْ أَسْتَظْهِرُ
بِهِ عَلَى جِهَادِ الْعَدُوِّ، وَإِقَامَةِ عُمُودِ الدِّينِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

و من کتاب له

الی مصقلة بن هبيرة الشيباني، وهو عامله على أردشير خرة

بَلَّغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُهُ فَقَدْ أَشْخَطْتُ إِلَهَكَ، وَعَصَيْتُ إِمَامَكَ،
أَنَّكَ تَقْسِمُ فِيءَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي حَارَزْتَهُ بِرِسَالَتِهِمْ وَخُيُولِهِمْ، وَأَرَبَقْتَ عَلَيْهِ
دِمَائِهِمْ، فِيمَنْ اغْتَنَمَكَ مِنْ أَغْرَابِ قَوْمِكَ، فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ،
لَسِنْ كَانَ ذَلِكَ حَقًّا لَتَجِدَنَّ لَكَ عَلَى هَوَانًا، وَلَتَخِفَّنَّ عِنْدِي مِيرَانًا، فَلَا تُشْتَبِهُنَّ
بِحَقِّ رَبِّكَ، وَلَا تُضْلِغْ دُثْيَاكَ بِمُخَيِّ دِينِكَ، فَتَكُونَ مِنَ الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا.
أَلَا وَإِنَّ حَقَّ مَنْ قَبْلَكَ وَقَبْلُنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي قِسْمَةِ هَذَا النَّبِيِّ سَوَاءٌ،
يَرُدُّونَ عِنْدِي عَلَيْهِ، وَيَصُدُّونَ عَنْهُ.

و من کتاب له

الی زیاد بن أبيه، وقد بلغه أن معاوية كتب إليه يريد خديعته باستلحاقه

وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْكَ يَسْتَرْزِلُ لُبَّكَ، وَيَسْتَهْلِكُ
غَسْرَتَكَ، فَاحْذَرُهُ، فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ يَأْتِي الْمَرْءَ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، لِيَقْتَحِمَ

تشریب - طاعت

ظہین - تہم

ظلمہ - جمع ظالم

استظہر - مدد حاصل کرتا ہوں

آردشیر خرة - ارض عجم کا ایک

شہر ہے

فی - مال غنیمت

اعتماک - تمہیں اختیار کیا ہے

نسمہ - روح

قبل - طنتہ

یسترل - پھسلانا چاہتا ہے

لُب - عل - قلب

یستفل - کند کرنا چاہتا ہے

غرب - دھار

① یہ ام سلمہ کے فرزند اور رسول اکرم

کے پروردہ تھے۔ جبش میں ستر

میں پیدا ہوئے اور عبد الملک بن

مروان کے دور خلافت میں انتقال

کیا

② یہ قبیله بنو زریق سے تعلق

رکھتے تھے اور مدینہ کے انصاریں

شامل تھے امیر المومنین کے مخلص

تھے اور اپنے دور کے شعراء میں

شمار ہوتے تھے۔ اپنے اص اخلاص

کا تذکرہ اپنے اشعار میں بھی کیا ہے

(بحر)

اما بعد -

ابن تمھاری کوئی

لیکن اب واپس

شام کے ظالموں

اور دشمنوں دین کا

مجھے تمھارا

کام ہے۔ خبر یہ ہے

کہ ابے۔ اپنی

اور جانداروں

لہذا خبردار اپنے

دین ہو جائے جن۔

یاد رکھو

کہ میرے پاس د

(ز)

مجھے معلوم

ہے۔ لہذا خبردار

لاٹل پا کر اس پر

امیر المومنین کا

سے تمھارا کیا فوڑا

اربا دکر لیا۔ ہر

کام کا درشا

مصادر کتاب ۱۳۳ انسب الاشراف ۲ ص ۱۳۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۴۴

مصادر کتاب ۱۳۴ الفتوح المائنی، کامل ابن اثیر ۳ ص ۴۲، اسد الغابہ ابن اثیر ۲ ص ۲۱۴، استیعاب ابن عبد البر ص ۵۵، کتاب صفین ابن

مزامح ۱۹۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۹۳

۴۲۔ آپ کا مکتوب گرامی (۵۷)
(بحرین کے عامل عمر بن ابی سلمہ مخزومی کے نام جنہیں معزول کر کے نعمان بن عجلان الزرقانی کو معین کیا تھا)
اما بعد۔ میں نے نعمان بن عجلان الزرقانی کو بحرین کا عامل بنا دیا ہے اور تمہیں اس سے بے دخل کر دیا ہے لیکن اس
میں تمہاری کوئی بُرائی ہے اور نہ ملامت۔ تم نے حکومت کا کام بہت ٹھیک طریقہ سے چلایا ہے اور امانت کو ادا کر دیا ہے۔
لیکن اب واپس چلے آؤ نہ تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی ہے نہ ملامت۔ نہ الزام ہے نہ گناہ۔ اصل میں میرا ارادہ
شام کے ظالموں سے مقابلہ کرنے کا ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ رہو کہ میں تم جیسے افراد سے دشمن سے جنگ کرنے
اور مستون دین قائم کرنے میں مدد لینا چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ

۴۳۔ آپ کا مکتوب گرامی
(مصطفیٰ بن ہبیرہ الشیبانی کے نام جو اردشیر خُردہ میں آپ کے عامل تھے)
مجھے تمہارے بارے میں ایک خبر ملی جو اگر واقعی ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام کی نافرمانی
کی ہے۔ خبر یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جسے ان کے نیروں اور گھوڑوں نے جمع کیا ہے اور جس کی راہ میں ان کا خون بہایا
گیا ہے۔ اپنی قوم کے ان بدوں میں تقسیم کر رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے دانہ کو شکرگانہ کیا ہے
اور جانداروں کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو تم میری نظروں میں انتہائی ذلیل ہو گے اور تمہارے اعمال کا بدلہ مل کا ہو جائیگا۔
لہذا خبردار اپنے رب کے حقوق کو معمولی مت سمجھنا اور اپنے دین کو برباد کر کے دنیا آراستہ کرنے کی فکر نہ کرنا کہ تمہارا شمار ان لوگوں
میں ہو جائے جن کے اعمال میں خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔
یاد رکھو! جو مسلمان تمہارے پاس یا میرے پاس ہیں ان سب کا حصہ اس مال غنیمت ایک ہی جیسا ہے اور اسی اعتبار سے
وہ میرے پاس وارد ہوتے ہیں اور اپنا حق لے کر چلے جاتے ہیں۔

۴۴۔ آپ کا مکتوب گرامی
(زیاد بن ابیہ کے نام۔ جب آپ کو خبر ملی کہ معاویہ اسے اپنے نسب میں شامل کر کے دھوکہ دینا چاہتا ہے)
مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہیں خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا چاہا ہے اور تمہاری دھماکہ کو گند بنانے کا ارادہ کر لیا
ہے۔ لہذا خبردار ہوشیار رہنا۔ یہ شیطان ہے جو انسان کے پاس آگے پیچھے۔ دابنے، بائیں ہر طرف سے آتا ہے تاکہ اسے
دافل پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور غفلت کی حالت میں اس کی عقل کو سلب کر لے۔

امیر المؤمنین کا اصول حکومت تھا کہ اپنے عمال پر ہمیشہ کڑی نگاہ رکھتے تھے اور ان کے تصرفات کی نگرانی کیا کرتے تھے اور جہاں کسی حدود اسلامیہ
پے تمہارا ذکا فوراً تنبیہی خط تحریر فرما دیا کرتے تھے اور یہی وہ طرز عمل تھا جس کی بنا پر بہت سے افراد ٹوٹ کر معاویہ کے ساتھ چلے گئے اور دین و دنیا دونوں
کو برباد کر لیا۔ ہبیرہ انہیں افراد میں تھا اور جب حضرت نے اس کے تصرفات پر تنقید فرمائی تو منحرف ہو کر شام چلا گیا اور معاویہ سے ملحق ہو گیا لیکن
آپ کا کردار شام کے اندھیرے میں چمکنا رہا اور آج تک دنیا کو اسلام کی روشنی دکھلا رہا ہے۔!

یقتم - داخل ہو جاتا ہے
غرة - سادہ عقل
فلتہ - بے سوچ سمجھے عمل
ماویہ - دسترخوان
جہان - پڑے پیالے
عائل - محتاج
محفوظ - دھنکا را ہوا
تضم - دانت سے کاٹنا
لفظ - پھینک دینا
طمر - پوشیدہ لباس
طعم - طعام
سداد - عاقلانہ تصرف
تبر - سونا
وفر - مال

غَفَلَتُهُ، وَيَسْتَلِبُ غِرَّتَهُ.

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَهُ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ، وَتَرْغَةُ مِنْ تَرْغَاتِ الشَّيْطَانِ؛ لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ، وَلَا يُسْتَحَقُّ بِهَا إِزْثٌ، وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدْفَعِ، وَالتَّوْطِ الْمَذْبُذِبِ.

فلما قرأ زیاد الكتاب قال: شهد بها ورب الكعبة، ولم تنزل في نفسه حتى ادعاه معاوية.

قال الرضی: قوله ﴿الواغل﴾: هو الذي يهجم على الشرب يشرب معهم، وليس منهم، فلا يزال مدقاً محاجزاً. و «التوط المذبذب»: هو ما يناط برجل الراكب من قعب أو قدح أو ما أشبه ذلك، فهو أبداً يتقلقل إذا حدث ظهره واستعجل سيره.

۴۵

و من کتاب له ﴿﴾

الی عثمان بن حنیف الانصاری وکان عامله علی البصرة

و قد بلغه أنه دعی الی ولیمه قوم من أهلها، ففی الیها - قوله:

أَمَّا بَعْدُ، يَا بَنِي حُنَيْفٍ: فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْ فِئَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ إِلَى مَادُبَةٍ فَأَشْرَعْتَ إِلَيْنَا تُسْتَطَابُ لَكَ الْأَلْوَانُ، وَتُنْقَلُ إِلَيْكَ الْجِيفَانُ، وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ إِلَى طَعَامِ قَوْمٍ، غَائِلُهُمْ بِخَفْوٍ، وَغَنِيَّتُهُمْ مَدْعُوٌّ، فَنَظَرُوا إِلَى مَا تَقْضُمُهُ مِنْ هَذَا الْمُقْضَمِ، فَمَا أَشْنَبَهُ عَلَيْكَ عِلْمُهُ قَالِيقُظُهُ، وَمَا أَتَقَنَّتْ بِطِيبِ وَجْهِهِ قَتْلَ مِنْهُ.

أَلَا وَإِنْ لِكُلِّ مُتَأَمِّمٍ إِسَامًا، يَفْتَتِدِي بِهِ وَيَسْتَضِيءُ بِسُورِ عَلِيٍّ؛ أَلَا وَإِنْ إِسَامُكُمْ قَدْ ائْتَقَى مِنْ دُنْيَاهُ بِطَمَرِيَةٍ، وَمِنْ طُغْيِيهِ بِمُفْرَضِيَةٍ. أَلَا وَإِنَّكُمْ لَا تُفْقِدُونَ عَلَيَّ ذَلِكَ، وَلَكِنْ أَعْيُونِي بِسُورِ عَاجِئَتِهِ، وَعِصْفَةِ وَسَدَادٍ، فَسَوَالِلُهُ مَا كَثُرَتْ مِنْ دُنْيَاكُمْ تَسْبَرًا، وَلَا أَدْحَرَتْ مِنْ غَنَائِهَا وَفَرًا، وَلَا أَغْدَدَتْ لِجَبَالِي

زیاد کو ابوسفیان کی اولاد میں شامل کر لیا اور اس طرح زیاد کو سند مانگی قیمت دے کر خرید لیا۔

۱) احادیث یہ ہے کہ عمر بن الخطاب کے دور حکومت میں زیاد نے دربار میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کر دی تو کسی نے کہہ دیا کہ کاش یہ جوان قریش میں سے ہوتا تو ابوسفیان بول پڑا کہ یہ قریش ہی میں سے ہے اور یہ درحقیقت میرا ہی نطفہ ہے لیکن یہ بات اس وقت نہ چل سکی کہ زنا زادہ کی کوئی اوقات نہ تھی۔ اس کے بعد جب معاویہ کے دور میں زنا زادوں کی بیٹیاں ہو گئی اور اس کا بازار چل پڑا تو اس نے زیاد کو ابوسفیان کی اولاد میں شامل کر لیا اور اس طرح زیاد کو سند مانگی قیمت دے کر خرید لیا۔

مصادر کتاب ۵۵: الخراج والخراج قطب راوندی، مناقب ابن شہر آشوب ۲ ص ۱۱، ربيع الاربالار من محشری ص ۲۱، روضة الواعظین ابن الفثال نیشاپوری ص ۱۲، الاستیعاب ۲ ص ۱۲، الامالی الصدوق مجلس ص ۹

وا
دوسرے کی حج
بن بلایا شا
یا
لگی رہی
وا
مذہب ذہ

اما
کھانے تھے
تم ایسی قوم
اسے دیکھا
یاد
امام نے تو
کہے کہ اہل
کیا ہے او
کیا ہے۔

لی عثمان بن
عثمان بن حنیف
بصرہ کا والی
بالآخر حضرت

محمد اکبر
اور معمول

واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان نے عمر بن الخطاب کے زمانہ میں ایک بے سمجھی بوجھی بات کہہ دی تھی جو شیطان و کوسوں میں سے ایک کوسہ کی حیثیت رکھتی تھی جس سے نہ کوئی نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی میراث کا استحقاق پیدا ہوتا ہے اور اس سے تمسک کرنے والا ایک بن بلایا شرابی ہے جسے دھکے دے کر نکال دیا جائے یا پیالہ ہے جو زین فرس میں لٹکا دیا جائے اور ادھر ادھر دھکٹا رہے۔
میدرضیؒ۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد زیادہ دے کہا کہ رب کعبہ کی قسم علیؑ نے اس امر کی گواہی دے دی اور یہ بات اس کے دل سے لگی رہی یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے بھائی ہونے کا ادعا کر دیا۔

واغل اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو بزم شراب میں بن بلائے داخل ہو جائے اور دھکے دے کر نکال دیا جائے۔ اور خطوط مذبذب وہ پیالہ وغیرہ ہے جو مسافر کے سامان سے باندھ کر لٹکا دیا جاتا ہے اور وہ مسلسل ادھر ادھر دھکٹتا رہتا ہے۔
۴۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بصرہ کے عامل عثمان بن حنیف کے نام جب آپ کو اطلاع ملی کہ وہ ایک بڑی دعوت میں شریک ہوئے ہیں)
اما بعد۔ ابن حنیف! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بصرہ کے بعض جوانوں نے تم کو ایک دعوت میں مدعو کیا تھا جس میں طرح طرح کے خوشگوار کھانے تھے اور تمہاری طوت بڑے بڑے پیالے بٹھائے جا رہے تھے اور تم تیزی سے وہاں پہنچ گئے تھے۔ مجھے تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ تم ایسی قوم کی دعوت میں شرکت کر دو گے جس کے غریبوں پر ظلم ہو رہا ہو اور جس کے دولت مند مدعو کئے جاتے ہوں۔ دیکھو جو لقمے چبانے ہو اسے دیکھ لیا کرو اور اگر اس کی حقیقت مشتبہ ہو تو اسے پھینک دیا کرو اور جس کے بارے میں یقین ہو کہ پاکیزہ ہے اسی کو استعمال کیا کرو۔ یاد رکھو کہ ہر ماموم کا ایک امام ہوتا ہے جس کی وہ اقتدار کرتا ہے اور اسی کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے اور تمہارے امام نے تو اس دنیا میں صرف دو بوسیدہ کپڑوں اور دو روٹیوں پر گزارا کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے ہو لیکن کم سے کم اپنی احتیاط، کوشش، عفت اور سلامت روی سے میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا میں سے نہ کوئی سونا جمع کیا ہے اور نہ اس مال و متاع میں سے کوئی ذخیرہ اکٹھا کیا ہے اور نہ ان دو بوسیدہ کپڑوں کے بدلے کوئی اور معمولی کپڑا اہیا کیا ہے۔

لے عثمان بن حنیف انصار کے قبیلہ اوس کی ایک نمایاں شخصیت تھے اور یہی وجہ ہے کہ جب خلافت دوم میں عراق کے والی کی تلاش ہوئی تو سب نے بالاتفاق عثمان بن حنیف کا نام لیا اور انھیں ارض عراق کی پیمائش اور اس کے خراج کی تعیین کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ امیر المومنینؑ نے اپنے دور حکومت میں انھیں بصرہ کا والی بنا دیا تھا اور وہ ظلم و ذہیر کے دائرہ ہونے تک برابر مصروف عمل رہے اور اس کے بعد ان لوگوں نے حارے حالات خراب کر دیے اور بالآخر حضرت کی شہادت کے بعد کوہ منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

عثمان بن حنیف کے کردار میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن امیر المومنینؑ کا اسلامی نظام عمل یہ تھا کہ حکام کو عوام کے حالات کو نگاہ میں رکھ کر زندگی گزارنی چاہیے اور کسی حاکم کی زندگی کو عوام کے حالات سے بالاتر نہیں ہونی چاہیے جس طرح کہ حضرت نے خود اپنی زندگی گزار دی ہے اور معمولی لباس و غذا پر پورا دور حکومت گزار دیا ہے۔

طرز - پسیدہ لباس

دبرہ - زخمی پشت

مقرہ - تنگ

فدک - مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ

پر ایک علاقہ ہے

مطابق - محل احتمال وجود

جدت - قبر

ضغط - دباؤ

در - ڈھیلا پتھر

فرج - شکاف

اروض - ہموار کرتا ہوں

مزلق - پھسلنے کی جگہ

قر - ریشم

جسج - حرص و طمع

قرص - روٹی

غوثی - بھوکے

حری - پیاسے

بطنہ - پیٹ بھرا

قد - سوکھا چڑا

جشوبہ - بدمزگی

تقمم - گھاس کوڑا کھانا

تکثرش - پیٹ بھرتا ہے

علف - چارہ

(۱) لہذا اس امر کی طرف اشارہ ہے

کہ رسول اکرم کے دوسرے فدک پر

ہمارا قبضہ تھا اور قانونی اعتبار سے قبضہ والے سے گواہ نہیں طلب کئے جاتے ہیں لہذا ہم سے گواہ طلب کرنا اس امر کی علامت ہے کہ قوم کی رال و

دہی تھی اور وہ ہمارے گھر والوں کو کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور نہ ہماری غریب و پروری سے راضی تھے۔

نُؤِي، وَلَا حُرْتُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئاً، وَلَا أَخَذْتُ مِنْهُ إِلَّا كَقُوتِ
 أَتَانِ دَبْرَةٍ، وَلَمْ يَكُنْ فِي عَيْنِي أَوْهَى وَأَهْوَنُ مِنْ عَفْصَةِ مَسْقَرَةٍ
 بَلَى! كَانَتْ فِي أَيْدِينَا قَدْكَ مِنْ كُلِّ مَا أَظْلَمَتْهُ السَّمَاءُ، فَسَمِعْتُ
 عَلَيْنَا نُفُوسَ قَوْمٍ، وَسَمِعْتُ عَنْهَا نُفُوسَ قَوْمٍ آخِرِينَ، وَنَعْمَ
 الْحَكَمُ اللَّهُ، وَمَا أَضْنَعُ بِقَدْكَ وَغَيْرِ قَدْكَ، وَالنَّفْسُ مَطْلَأُهَا
 فِي عَدِ جَدَّتْ تَنْقُطُ فِي ظُلْمَتِهِ آثَارُهَا، وَتَفِيضُ أَخْبَارُهَا،
 وَحَفْرَةُ لَوْزِيْدٍ فِي فَسْحَتِهَا، وَأَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا، لِأَضْغَطَهَا
 الْحَبْرُ وَالْقَدَرُ، وَسَدَّ فَرْجَهَا التُّرَابُ الْمَتْرَاكِمْ، وَإِنَّمَا هِيَ
 نَفْسِي أَرُوضُهَا بِالسُّقُوتِ لِسَانِي آمِنَةً يَوْمَ الْحُسُوفِ الْأَكْبَرِ، (الْقِيَامَةِ)،
 وَتَبَيَّنَتْ عَلَيَّ جَوَائِبُ الْمَرْثَى، وَلَوْ شِئْتُ لَأَهْتَدَيْتُ الطَّرِيقَ،
 إِلَى مُصَقِّ هَذَا الْعَمَلِ، وَلَكِبَابِ هَذَا الْقَفْعِ، وَتَنَائِجِ هَذَا
 الْقَرِّ وَلَكِنْ هَمَيَاتُ أَنْ يَفْلِتَنِي هَوَايَ، وَيَقُوْدَنِي جَنَسِي
 إِلَى تَحْيِيرِ الْأَطْمَعَةِ، وَلَقَلَّ بِالْحَبَازِ أَوْ الْيَتَامَةِ مَنْ
 لَا طَمَعَ لَهُ فِي الْقُرْصِ، وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالسَّيِّحِ - أَوْ أَبْنَيْتُ
 مِطْلَانًا وَحَوْلِي بَطُونٌ غَزَوِي وَأَكْبَادُ حَرَرِي، أَوْ أَكُونُ كَمَا
 قَالَ الْقَائِلُ:

وَحَشَبَكَ دَاءٌ أَنْ تَبَيَّنَتْ بِطَنَتِي وَحَوْلَكَ أَكْبَادُ عَمَّنْ إِلَى الْقِيَامَةِ

أَفْضَحَ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ يُقَالَ: هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا
 أَشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ الدَّخْرِ، أَوْ أَكُونُ أُنْصَوَةً لَهُمْ فِي
 جُشُوبَةٍ (الْحَشْوَةِ) الْقَتَنِ! قَدْ خُلِفْتُ لِيَشْفَعَنِي أَكْمَلُ الطَّيِّبَاتِ،
 كَمَا تَهَيَّئَةُ الْمَرْبُوطَةِ، هَمَّهَا عِلْفُهَا، أَوْ الْمَرْسَلَةُ شُغْلُهَا،
 تَقَمُّمُهَا، تَكْتَرِشُ مِنْ أَغْلَافِهَا، وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا، أَوْ
 أَتَرَكَ مُنْدَى، أَوْ أَهْتَلَّ عَابِنًا، أَوْ أَجُرَّ حَبْلَ الضَّرْلَانِ:

اور نہ
 بھی نہ
 مظاہرہ
 یا غیر ذہ
 نہ آئے
 ڈھیلا
 خوف
 خواہشاہ
 ہمارے میں
 ہو کر سوہ
 لا شریک
 بہترین
 آزاد ہو
 نہیں ہو
 کی رہی ہو

لہ آج نہ
 سے لپٹے نہ
 اور آپ کی
 مسئولیت
 کو نہ پاسے

بنی عبا
 لے انسا
 مقصد ہے

اور نہ ایک بالشت پر قبضہ کیا ہے اور نہ ایک بیمار جانور سے زیادہ کوئی قوت (غذا) حاصل کیا ہے۔ یہ دنیا سیری نگاہ میں کوئی چھال سے بھی زیادہ حقیر اور بے قیمت ہے۔ ہاں ہمارے ہاتھوں میں اس آسمان کے نیچے صرف ایک ذرہ (۱) کھا کر اس پر بھی ایک قوم نے اپنی لالچ کا مظاہرہ کیا اور دوسری قوم نے اس کے جلنے کی پرواہ نہ کی اور بہر حال بہترین فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے اور ویسے بھی مجھے ذک یا غیر ذک سے کیا لینا دینا ہے جب کہ نفس کی منزل اصلی کل کے دن قبر ہے جہاں کی تاریکی میں تمام آثار منقطع ہو جائیں گے اور کوئی خبر نہ آئے گی۔ یہ ایک ایسا گڑھا ہے جس کی وسعت زیادہ بھی کر دی جائے اور کھودنے والا اسے وسیع بھی بنا دے تو بالآخر پتھر اور ڈھیلے اسے تنگ بنا دیں گے اور تہ بہ تہ مٹی اس کے شکاف کو بند کر دے گی۔ میں تو اپنے نفس کو تقویٰ کی تربیت سے رہا ہوں تاکہ عظیم ترین خوف کے دن مطمئن ہو کر میدان میں آئے اور پھسلنے کے مقامات پر ثابت قدم رہے۔

میں اگر چاہتا تو اس خالص شہد، بہترین صاف شدہ گندم اور ریشمی کپڑوں کے راستے بھی پیدا کر سکتا تھا لیکن خدا نہ کرے کہ مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے اور مجھے حرص و طمع اچھے کھانوں کے اختیار کرنے کی طرف کھینچ کر لے جائیں جب کہ بہت ممکن ہے کہ مجازاً ہمارے میں ایسے افراد بھی ہوں جن کے لئے ایک روٹی کا سہارا نہ ہوا اور شکم سیری کا کوئی سامان نہ ہو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں شکم سیر ہو کر سو جاؤں اور میرے اطراف بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپ رہے ہوں۔ کیا میں شاعر کے اس شعر کا مصداق ہو سکتا ہوں:

”تیری بیماری کے لئے یہی کافی ہے کہ تو پیٹ بھر کر سو جائے اور تیرے اطراف وہ جگر بھی ہوں جو سو کھے چڑے کو بھی ترس رہے ہوں“

کیا میرا نفس اس بات سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ مجھے ”امیر المؤمنین“ کہا جائے اور میں زمانے کے ناخوشگوار حالات میں مومنین کا شریک حال نہ بنوں اور معمولی غذا کے استعمال میں ان کے واسطے نمونہ نہ پیش کر سکوں۔ میں اس لئے تو نہیں پیدا کیا گیا ہوں کہ مجھے بہترین غذاؤں کا کھانا مشغول کر لے اور میں جانوروں کے مانند ہو جاؤں کہ وہ بندھے ہوئے ہیں تو ان کا گل مقصد چارہ ہوتا ہے اور آزاد ہوتے ہیں تو گل مشغلہ ادھر ادھر چرنا ہوتا ہے جہاں گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انھیں اس بات کی فکر بھی نہیں ہوتی ہے کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ کیا میں آزاد چھوڑ دیا گیا ہوں۔ یا مجھے بیکار آزاد کر دیا گیا ہے یا مقصد یہ ہے کہ میں گمراہی کی رستی میں باندھ کر کھینچا جاؤں۔

لے آج دنیا کے زہد و تقویٰ کا بیشتر حصہ مجبوریوں کی پیداوار ہے اور انسان کو جب دنیا حاصل نہیں ہوتی ہے تو وہ دین کے زیر سایہ پناہ لے لیتا ہے اور ذکر و آفت سے اپنے نفس کو بہلاتا ہے لیکن امیر المؤمنین کا کردار اس سے بالکل مختلف ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں دنیا و آخرت کا اختیار تھا۔ آپ کے بازوؤں میں زور و خیر شکنی اور آپ کی انگلیوں میں قوت و شمس تھی لیکن اس کے باوجود فتنے کرہے تھے تاکہ اسلام میں ریاست اور حکومت عیش پرستی کا ذریعہ نہ بن جائے اور حکام اپنی مسکونیت کا احساس کریں اور اپنی زندگی کو غربا و کمزوری پر گزاریں تاکہ ان کا دل نہ ٹوٹنے پائے اور ان کے نفس میں غرور نہ پیدا ہونے پائے۔ مگر انہوں نے دنیا سے یہ تصور بیکسر غائب ہو گیا اور ریاست و حکومت صرف راحت و آرام اور عیاشی و عیش پرستی کا وسیلہ بن کر رہ گئی۔

ان حالات کی جزئی اصلاح غلامان علیؑ کے اسلامی نظام سے ہو سکتی ہے اور کلی اصلاح فرزند علیؑ کے ظہور سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بنی امیہ اور بنی عباس پر ناز کرنے والے سلاطین ان حالات کی اصلاح نہیں کر سکتے ہیں۔

لے انسان اور جانور کا نقطہ امتیاز یہی ہے کہ جانور کے یہاں کھانا اور چارہ مقصد حیات ہے اور انسان کے یہاں یہ اشیاء وسیلہ حیات ہیں۔ لہذا انسان جب تک مقصد حیات اور زندگی پروردگار کا تحفظ کرتا رہے گا انسان رہے گا اور جس دن اس نکتہ سے غافل ہو جائے گا اس کا شمار حیوانات میں ہو جائے گا۔

کسوت

میزو

شعشع

سفنم

سظائنا

ارھا

سظائنا

سی

سیامہ

ویق

ہذا

سعی

سن

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

سین

اعتساف - راہ سے بے راہ ہو جانا

مٹا ہتہ - گراہی - حیران

بریم - جنگلی

خضرہ - سرسبز و شاداب

عذیبہ - بارش سے سبھی گئی

وقود - ایندھن

عضد - بازو

آجہد - کوشش کرنا

مرکوس - اٹا

مدرة - پتھر

حصید - کاٹا ہوا غلہ

ایک عنی - دور ہو جا

غارب - کاٹھا

مخاب - نیچے

جبال - جال

مداحض - پھلنے کے مقامات

مداعب - ہنسی مذاق

جادی - گرمی

ورد - چشمہ پر وارد ہونا

صدر - پانی پی کر ممکن

وحض - پھلنے والی زمین

زلق - پھسل گیا

ازور - دور بہت گئی

شاخ - مقام

حان - وقت آگیا

انسلخ - زوال

① اگر یہ لفظ صنوب ہے تو اس کے معنی شاخ کے ہیں یعنی ہم دونوں ایک ہی درخت عصمت و طہارت کی شاخیں ہیں اور وہ رسول اکرم ہیں تو میں غرض

رسول اکرم ہوں -

أَوْ أَعْلَفَ طَرِيقَ الْمَسَافَةِ! وَكَأَنِّي بِمَا يَلِكُمْ يَقُولُ:
«إِذَا كَانَ هَذَا قُبُورُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَدْ قَعَدَ بِهِ الضُّعْفُ
عَنِ قِتَالِ الْأَقْرَانِ، وَمُنَاوَلَةِ الشُّجْعَانِ». أَلَا وَإِنَّ الشَّجَرَةَ
الْمَبْرِيَّةَ أَضْلَلَتْ عُوداً، وَالرَّوَابِعَ الْمَخْضِرَةَ أَرْقَتْ جُلُوداً،
وَالثَّابِتَاتِ الْعِذْيَةَ أَقْسَوْنَ وَقُوداً، وَأَبْطَأَ حُمُوداً. وَأَنَا
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ كَالضُّوءِ مِنَ الضُّوءِ، (كَالصُّوِّ مِنَ الصُّوِّ)
وَالذَّرَاعِ مِنَ الْقَعْدِ. وَاللَّهِ لَوْ تَطَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلَى
قِتَالِ لَمَّا وَلَّيْتُ عَنْهَا، وَلَوْ أَنْكَرَتِ الْفُرُصُ مِنْ
رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا. وَسَأَجْزِي هَذَا فِي أَنْ أَطْهَرُ
الْأَرْضَ مِنْ هَذَا الشَّخْصِ الْمَغْكُوسِ، (الزَّجَلِ)، وَالْمَغْسَمِ
الْمَرْكُوسِ حَتَّى تَخْرُجَ الْمَدْرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ الْمَصِيدِ.

ومن هذا الكتاب، وهو آخره:

إِلَيْكَ عَنِّي يَا دُنْيَا، فَحَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ، قَبْدِ
أَنْتَ لَكَ مِنْ مَخَالِكِ، وَأَقْلَمْتُ مِنْ حَبْلِكَ،
وَأَجَلْتُ الذَّهَابَ فِي مَدَاحِضِكَ، أَيْسَنَ الْقُرُونُ (الْقُومُ)
الَّذِينَ غَرَزْتَهُمْ بِمَدَاعِيكَ! (مَدَاعِيكَ) أَيْسَنَ الْأُمَمِ
الَّذِينَ قَسَمْتَهُمْ بِمَدَاحِضِكَ! فَهَذَا هُمْ رَهَائِنُ الْفُجُورِ،
وَمَضَامِينُ الْاِسْخَارِ. وَاللَّهِ لَوْ كُنْتُ شَخْصاً مَزِيناً،
وَقَالِباً جَسَافاً (جَسَافاً)، لَأَقَمْتُ عَلَيْكَ حُدُودَ اللَّهِ
فِي عِبَادِ غَرَزْتَهُمْ بِمَدَاعِيكَ، وَأُتِمُّوا أَلْفَتَهُمْ
فِي الْمَهَاوِي، وَمُتْلُوكِ أَنْسَلَتْهُمْ إِلَى الثَّلَاثِ،
وَأَوْدَتْهُمْ مَوَارِدُ الْبَلَاءِ إِذْ لَا وَدَّ وَلَا صَدْرَا
هَنَاتٍ! مَنْ وَطِئَ دَخْلُكَ زَلَقَ، وَمَنْ رَكِبَ لُجْجَكَ
غَسَقَ، وَمَنْ أَزُورَ عَنْ حَبْلِكَ وَفَقَ، وَالسَّالِمُ مِنْكَ
لَا يُبَالِي إِنْ ضَلَّ سَبِيلَهُ مُنَاخُهُ، وَالذَّنْبِيَا عِنْدَهُ كَيَوْمِ
حَانَ انْخِلَافُهُ.

یا پشکنے

کی غذا

تویر یاد

زیادہ

ہے یا

:

موقع

ڈیل دو

ر

اور تیر

کرنا ہوا

و آرائش

خدا کی تر

کے بندو

حوالے کر

اذ

تیرے پچھ

کس قدر

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

:

پاٹھنے کی جگہ پر منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب ابو طالب کے فرزند کی غذا ایسی معمولی ہے تو انھیں ضعف نے دشمنوں سے جنگ کرنے اور بہادریوں کے ساتھ میدان میں اُترنے سے بٹھا دیا ہوگا۔ تو یہ یاد رکھنا کہ جنگ کے درختوں کی لکڑی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور تروتازہ درختوں کی چھال کمزور ہوتی ہے۔ عراقی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا بھی ہے اور اس کے شعلے دیر میں بجھتے بھی ہیں۔ میرا رشتہ رسول اکرمؐ سے وہی ہے جو نور کا رشتہ نور سے ہوتا ہے یا ہاتھ کا رشتہ بازوؤں سے ہوتا ہے۔

خدا کی قسم اگر تمام عرب مجھ سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیں تو بھی میں میدان سے منہ نہیں پھرا سکتا اور اگر مجھے ذرا بھی موقع مل جائے تو میں ان کی گردنیں اڑا دوں گا اور اس بات کی کوشش کروں گا کہ زمین کو اس آٹمی کھوپڑی اور بے ہنگم ڈیل ڈول والے سے پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں میں سے کنکر پتھر نکل جائیں۔

(اس خطبہ کا آخری حصہ) اے دنیا مجھ سے دوڑ ہو جا۔ میں نے تیری باگ دوڑ تیرے ہی کا منہ پر ڈال دی ہے اور تیرے جنگل سے باہر آچکا ہوں اور تیرے جال سے نکل چکا ہوں اور تیرے پھسلنے کے مقامات کی طرف جانے سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تو نے اپنی ہنسی مذاق کی باتوں سے بُھالیا تھا اور کہاں ہیں وہ قومیں جن کو اپنی زینت و آرائش سے مبتلائے فتنہ کر دیا تھا۔ دیکھو اب وہ سب قبروں میں رہن ہو چکے ہیں اور لحد میں دیکے پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تو کوئی دیکھنے والی شے اور محسوس ہونے والا ڈھانچہ ہوتی تو میں تیرے اوپر ضرور مدد جاری کرتا کہ تو نے اللہ کے بندوں کو آرزوؤں کے سہارے دھوکہ دیا ہے اور قوموں کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ بادشاہوں کو بربادی کے حوالے کر دیا ہے اور انھیں بلاؤں کی منزل پر اُتار دیا ہے جہاں نہ کوئی وارد ہونے والا ہے اور نہ صادر ہونے والا۔

افسوس! جس نے بھی تیری لغزش گاہوں پر قدم رکھا وہ پھسل گیا اور جو تیری موجوں پر سوار ہوا وہ غرق ہو گیا۔ بس جس نے تیرے پھندوں سے کنارہ کشی اختیار کی اس کو توفیق حاصل ہو گئی۔ تجھ سے بچنے والا اس بات کی پرواہ نہیں کرتا ہے کہ اس کی منزل کس قدر تنگ ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ دنیا اس کی نگاہ میں صرف ایک دن کے برابر ہے جس کے اختتام کا وقت ہو چکا ہے۔

بعض افراد کا خیال ہے کہ انسانی زندگی میں طاقت کا سرچشمہ اس کی غذا ہوتی ہے اور انسان کی غذا جس قدر لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگی انسان اسی قدر بہت اور طاقت والا ہوگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور مہمل ہے۔ طاقت کا تعلق لذت و ذائقہ سے نہیں ہے۔ قوت نفس اور بہت قلب ہے اور اس سے بالاتر تائید پروردگار سے کہ دست قدرت سے سیراب ہونے والا صحرائی درخت زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور امکانات کے اندر تربیت پانے والے اشجار انتہائی کمزور ہوتے ہیں کہ دست بشر وہ طاقت نہیں پیدا کر سکتا ہے جو دست قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔

لے لے غفلتوں میں یہ بات بہت آسان ہے لیکن سچی سچائی دنیا کو تین مرتبہ طلاق دیکر اپنے سے جدا کر دینا صرف نفس پیغمبر کا کارنامہ ہے اور امت کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ کام وہی انجام دے سکتا ہے جو نفس کے جنگل سے آزاد ہو۔ خواہشات کے پھندوں میں گرفتار نہ ہو اور ہر طرح کی زینت و آرائش کو اپنی نگاہوں سے گر چکا ہو۔

اغری - دور ہوجا

لا اسلس - اطاعت نہیں کر سکتا

تپش - خوش ہوجائے

مادوم - سالن

مقلد - آنکھ

نضب - خشک ہو گیا

معین - چشمہ

سامہ - چرنے والے جانور

رعی - گھاس

ربضہ - بکری

ربض - سینہ کے بھل بیٹھ جاتی ہے

ہجج - آرام کرے

قرت عینہ - آنکھیں بے نور ہوجائیں

ہالم - آوارہ

بوس - سختی

غض - نیند

کری - اونگھ

تجافت - دور رہے

مضاج - بستر

ہمہمت - زمر مرخانی کرتے ہیں

تقتشت - چھٹ گئے

اقراص - روٹیاں

لہ یہ کمال معرفت کی دلیل ہے کہ

انسان تقریر کے جوش میں اور اپنے

نفس کی بلندی کے اظہار میں غفلت

پروردگار اور کرم خالق سے غافل نہ ہو جائے اور اسے یہ احساس رہے کہ اس کی ساری بلندیاں مالک کے کرم کا نتیجہ ہیں اور اس کا ارادہ بدل

جائے تو دنیا کی کوئی طاقت حالات کی اصلاح نہیں کر سکتی ہے۔ لہذا ہر مرحلہ پر انشاء اللہ کہنا ضروری ہے اور ہر مسئلہ میں مشیت پروردگار کا استغاثہ

لازم ہے۔

أَغْرِي عَنِّي الْقَوْلَ وَاللَّهُ لَا أَذِلُّ لَكَ فَتَشْتَدُّ لِي.
وَلَا أَشْلَسُ لَكَ فَتَقْوِدِي. وَإِنَّمَا اللَّهُ - يَمِينًا أَنَشْتَدُّ لَكَ
فِيهَا بِتَشْيِئَةِ اللَّهِ - لَا رَوْضَنَ نَفْسِي رِيَاضَةً تَشْشُ
مَمَّهَا إِلَى الْقَرُوصِ إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهِ مَطْعُومًا.
وَتَقْتَعُ بِسَالْمِخِ مَادُومًا؛ وَلَا دَعَا عَنْ مُقَلَّتِي كَمَعِينِ
مَاءٍ. نَضَبَ مَعِينَهَا، مُشْتَرَعَةً دُمُوعَهَا (عِيُونَهَا). أَتَمَلِّي
السَّائِمَةَ مِنْ رَغْبِهَا فَتَبْرُكُ؟ وَتَشْبَعُ الرِّبِضَةُ مِنْ
عُنْصِهَا فَتَرْبُضُ؟ وَيَأْكُلُ عَلَى مِنْ زَادٍ فَسَيَهْجَعُ
قَرَّتْ إِذَا عَمِيَتْ إِذَا أَفْتَدَى بَعْدَ السَّيْنِ الْمَطَاوِلَةَ
بِالسَّائِمَةِ الْمَامِلَةِ، وَالسَّائِمَةِ الْمَرْعِيَةِ!

طُوبَى لِنَفْسٍ أَدَّتْ إِلَى رَبِّهَا قَرَضَهَا، وَعَسَرَكَتْ
بِحَبْلِهَا بُرُوسَهَا، وَهَجَرَتْ فِي اللَّيْلِ غُنْصَهَا، حَتَّى
إِذَا غَلَبَ الْكَرَى عَمَلَهَا أَفْتَرَشَتْ أَرْضَهَا،
وَتَوَسَّدَتْ كَمَلَهَا، فِي مَغْفَرِ أَشْهَرِ عُيُونِهِمْ خَوْفُ
مَعَادِهِمْ، وَتَجَافَتْ عَنْ مَضَاجِعِهِمْ جُنُوبُهُمْ، وَهَمَّتْ
بِذِكْرِ رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ، وَتَقَشَّعَتْ بِطُولِ اسْتِفْقَارِهِمْ
ذُنُوبُهُمْ، «أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ
هُمُ الْمُقْلِحُونَ».

فَسَاتَّقِ اللَّهَ يَا بَايْنَ حُسَيْنٍ، وَلَتَكْتَفِيَ أَقْرَاصُكَ،
لِيَكُونَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُكَ.

تو مجھ۔

الہوں کہ جودہ

اس نفس کو

کے سوتے کو

باز چارہ کھا

کھا کر سو جائے

بردی کرنے

خوشانہ

نہ آنکھوں کو

نکھوں کو خون

کے طول است

ایاب ہونے

ابن حنیہ

سکو۔!

کہاں دنیا میں

اداس کے بعد

دکام مسلمین تو

واضع لید

اسلامی مقد

نفس قدسی

حاکم کہنے کا

تو مجھ سے دور ہو جا۔ میں تیرے قبضہ میں آنے والا نہیں ہوں کہ تو مجھے ذلیل کر سکے اور نہ اپنی زمام تیرے ہاتھ میں رہنے ہوں کہ بدصبر چاہے کھینچ سکے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور اس قسم میں مشیت خدا کے علاوہ کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں کرتا۔ اس نفس کو ایسی تربیت دوں گا کہ ایک روٹی پر بھی خوش رہے اگر وہ بطور طعام اور نمک بطور ادا مل جائے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ ایسا بنا دوں گا جیسے وہ چشمہ جس کا پانی تقریباً خشک ہو چکا ہو اور سارے آنسو بہ گئے ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح در چارہ کھا کر میٹھ جلتے ہیں اور بکریاں گھاس سے سیر ہو کر اپنے باڑہ میں لیٹ جاتی ہیں۔ اسی طرح علیٰ بھی اپنے پاس کا کھانا کر سوجائے۔ اس کی آنکھیں پھوٹ جائیں جو ایک طویل زمانہ گزارنے کے بعد آوارہ جان اور چرائے ہوئے حیوانات کی دیکھ کر گئے۔

خوش نصیب اس نفس کے لئے جو اپنے رب کے فرض کو ادا کر دے اور سختیوں کے عالم میں صبر سے کام لے۔ راتوں کو آنکھوں کو کھلا رکھے یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہونے لگے تو زمین کو بستر بنالے اور ہاتھوں کو تکیہ۔ ان لوگوں کے درمیان جن کی آنکھوں کو خونِ محشر نے بیدار رکھا ہے اور جن کے پہلو بستر سے الگ رہے ہیں۔ اُن کے ہونٹوں پر ذکرِ خدا کے ذمے سے ہیں اور کے طولِ استغفار سے گناہوں کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے گروہ میں ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی یاب ہونے والا ہے۔

ابن خیف! اللہ سے ڈرو۔ اور تمھاری یہ روٹیاں تمھیں حرص و طمع سے روکے رہیں تاکہ آتشِ جہنم سے آزادی حاصل کرو۔!

کہاں دنیا میں ایسا کوئی انسان ہے جو صاحبِ جاہ و جلال۔ اقتدار و بیت المال ہو۔ دنیا میں اس کا سکہ چل رہا ہو اور عالمِ اسلام اس کے زیرِ نگیں اور اس کے بعدیا تو راتوں کو بیداری اور عبادتِ الہی میں گزار دے یا سونے کا ارادہ کرے تو خاک کا بستر اور ہاتھ کا تکیہ بنالے سیلاطینِ زمانہ و حکامِ مسلمین تو اس صورتِ حال کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کردار کے پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ بولائے کائنات کی شخصی زندگی کا نقشہ نہیں ہے۔ یہ حاکمِ اسلامی اور خلیفۃ اللہ کا منصبی کردار ہے کہ جسے عوامی مفادات و اسلامی مقدرات کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے۔ اس کے کردار کو ایسا ہونا چاہئے اور اس کی زندگی میں اسی قسم کی سادگی درکار ہے۔ انسان کے نفسِ قدسی کے پیدا کرنے کا عزم محکم کرے ورنہ اسلامی تختِ اقتدار کو چھوڑ کر ظلم و ستم کی بساط پر زندگی گزار دے اور اپنے کو عالمِ اسلام کا حاکم کہنے کا ارادہ نہ کرے۔ وما توفیقی الا باللہ

و من کتاب لہ ﴿۴۶﴾

الی بعض عمالہ لہ

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّكَ يُمْنُ أَنْ تَنْظُرَ بِهِ عَلَى إِقَامَةِ الدِّينِ، وَأَقْبَحُ
بِهِ تَخَوُّةَ الْأَنْسِيمِ، وَأَسَدُّ بِهِ لِمَاةِ الشُّغْرِ السَّخُوفِ. فَاسْتَعِزْ بِاللَّهِ
عَلَى مَا أَمَّاكَ، وَاخْلُطِ الشَّدَّةَ بِضِفْثِ مِنَ اللَّيْنِ، وَارْزُقْ مَا كَانَ الرِّزْقُ
أَرْزَقُ (أَوْفَقُ)، وَاعْتَرِمْ بِالشَّدَّةِ حِينَ لَا تُغْنِي عَنْكَ إِلَّا الشَّدَّةُ،
وَاخْفِضْ لِرِجْلَيْكَ جَنَاحَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَاللَّنْ لَهُمْ جَنَاتِكَ،
وَأَسِ بِسَيِّئِهِمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظَرَةِ، وَالْإِنَارَةِ وَالنَّجِيَّةِ، حَتَّى لَا يَطْمَعُ
الْعُظَمَاءُ فِي حَقِّكَ، وَلَا يَنْتَاسِ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ، وَالسَّلَامُ لَكَ

و من وصیہ لہ ﴿۴۷﴾

للحسن والحسين عليهما السلام لما ضربه ابن ملجم لعنه الله

أَوْصِيكَمُ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَأَلَّا تَتَّبِعُوا الدُّنْيَا وَإِنْ بَغْتَكُمْ، وَلَا تَأْسَفُوا
عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا زُورِي عَنْكُمْ، وَقُولُوا بِالْحَقِّ، وَاعْتَمِلُوا لِلْآخِرَةِ (لِلْآخِرَةِ)،
وَكُونُوا لِلظَّالِمِ خَضَعًا، وَلِلْمُظْلَمِ عَوْنًا.

أَوْصِيكَمُ، وَجَمِيعَ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي، بِتَقْوَى اللَّهِ،
وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ، وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكَ - صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: «صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَائِدَةِ
الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ».

اللَّهُ اللَّهُ فِي الْإِيْتَامِ، فَلَا تُفِيئُوا أَسْوَأَهُمْ، وَلَا تَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ
وَاللَّهُ اللَّهُ فِي حَيْرَانِكُمْ، فَإِنَّهُمْ وَحِيَّةٌ نَسِيَتْكُمْ. مَا زَالَ يُوصِي بِهِمْ،

استظلم بہ - مدد طلب کرتا ہوں
اقب - توجہ دیتا ہوں
سخوت - غرور
انسیم - گناہگار
لہاۃ - کڑا - حلق
شغر - سرحد
مخوت - خوفناک
ضغث - ایک حصہ
آس - برابر کا برتاؤ کرنا
جھٹ - ظلم، زیادتی
بغتکم - وہ تم دونوں کو طلب کرے
زوی - جدا کر دی جائے
لا تغبوا - فائدہ نہ کرنے دینا

لہ شارحین بیج البلاغ نے عام طور
سے اس عامل کے نام کا پتہ نہیں
لگایا ہے جس کے نام حضرت نے یہ
فرمان تحریر فرمایا ہے۔ البتہ اس فرمان
سے دو باتوں کا اندازہ ضرور ہوتا ہے
یہ عامل مردوں میں - ثقہ اور مجاہد
تھا جس سے علی جیسے امام معصوم
بھی مذہبی معاملات میں مدد لیا
کرتے تھے۔
اس خط کے ذریعہ حضرت نے
اصول جہانیاں کی طرف توجہ دینا
چاہا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ دنیا
کی عکرائی مذہب کی حکومت سے
الگ ہے اور مذہب ہر مسئلہ میں اپنے
اصول کو مقدم رکھتا ہے کسی حاکم کی
شخصیت کو نہیں۔

مصادر کتاب ۳۳ الفوائد لتفتی، انساب الاشراف ۲ مشہور، تاریخ طبری حوادث ۳۳۵، کامل ابن اثیر ۳ مشہور، المجالس الفقیہ ۳۳
مصادر کتاب ۳۴ مناقب الطائیین ابوالفرج مشہور، المعرون والوصال ابوحاتم بہستانی ۱۳۹، تاریخ طبری ۶ مشہور، امالی زجاجی ۱۳۱، کامل
کلینی ۱ مشہور، روض الذہب ۲ مشہور، تحف العقول ۱۳۹، من لا یحضرہ الفقیہ ۲ مشہور، مناقب خوارزمی ۲ مشہور، کشف الخصال ۱۳۲
۳۵، وفاء العقبی طبری ۱۳۱، روضۃ الموعظین نیشاپوری ۱۳۳، معارف ابن قتیبہ ۲ مشہور، الامارۃ والسیاستہ ۱۳۲
کتب سلیم ۱۳۱، امالی طوسی ۱ مشہور، امالی قالی ۲ مشہور، صواعق محرقة ۲ مشہور، امالی سفید ۱۳۱، بحار الانوار ۱۳۱
تاریخ الخلفاء ۱۳۳، الجراح ماوندی ۱۳۱، کامل ۱ مشہور، ۱۵۲، الامانی ابوالفرج اصفہانی

۱
سرحد
کرینا
کے سام
میں بھی
اور کزوا

۲
زاس کی
رہنا اور
۳
اختیار کر
کے معامل
۴
برباد نہ
اور آپ

۵
لہ یہ اس با
اس کا ایک
اپنے کو حق
ہیں اور اس
بارگاہ میں ا

۱
اصلاحی ق
افسانہ
کبھی گھر

۴۶۔ آپ کا مکتوب گرامی
(بعض عمال کے نام)

الابد۔ تم ان لوگوں میں ہو جن سے میں دین کے قیام کے لئے مدد دیتا ہوں اور گنہگاروں کی نجات کو توڑ دیتا ہوں اور
موجودوں کے خطرات کی حفاظت کرتا ہوں لہذا اپنے اہم امور میں اللہ سے مدد طلب کرنا اور اپنی شدت میں تھوڑی نرمی بھی شامل
کر لینا۔ جہانگ نرمی مناسب ہو نرمی ہی سے کام لینا اور جہاں سختی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو وہاں سختی ہی کرنا۔ رعایا
کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اور کشادہ روی کا برتاؤ کرنا۔ اپنا رویہ نرم رکھنا اور نظر بھر کے دیکھنے یا لنگھیوں سے دیکھنے
میں بھی برابر کا سلوک کرنا اور اشارہ و سلام میں بھی مساوات سے کام لینا تاکہ بڑے لوگ تمہاری نافرمانی سے امید نہ لگائیں
اور کمزور افراد تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں۔ والسلام (۷)

۴۷۔ آپ کی وصیت

(امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے۔ ابن لمح کی تلوار سے زخمی ہونے کے بعد)

میں تم دونوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ الہی اختیار کئے رہنا اور خبردار دنیا لاکھ تھیں چاہے اس سے دل نہ لگاؤ اور
نہ اس کی کسی شے سے محروم ہو جانے پر افسوس کرنا۔ ہمیشہ حق کہنا اور ہمیشہ آخرت کے لئے عمل کرنا اور دیکھو ظالم کے دشمن
رہنا اور مظلوم کے ساتھ رہنا۔

میں تم دونوں کو اور اپنے تمام اہل و عیال کو اور جہاں تک میرا یہ پیغام پہنچے۔ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ الہی
اختیار کریں۔ اپنے امور کو منظم رکھیں۔ اپنے درمیان تعلقات کو مدھارے رکھیں کہ میں نے اپنے جد بزرگوار سے منسلک ہے کہ آپس
کے معاملات کو سلجھا کر رکھنا عام نماز اور روزہ سے بھی بہتر ہے۔

دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کے فاقوں کی نوبت نہ آجائے اور وہ تمہاری نگاہوں کے سامنے
برباد نہ ہو جائیں اور دیکھو ہمسایہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ کی وصیت ہے
اور آپؐ برابر ان کے بارے میں نصیحت فرماتے رہتے تھے

یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد معاشرہ کی اصلاح۔ سماج کی تنظیم اور امت کے معاملات کی ترتیب ہے اور نماز روزہ کو بھی حقیقت
اس کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے ورنہ پروردگار کسی کی عبادت اور بندگی کا محتاج نہیں ہے اور اس کا تامل مقصد یہ ہے کہ انسان میں پروردگار
اپنے کو حقیر و فقیر سمجھے اور اس میں یہ احساس پیدا ہو کہ میں بھی تمام بندگانِ خدا میں سے ایک بندہ ہوں اور جب سب ایک ہی خدا کے بندے
ہیں اور اسی کی بارگاہ میں جانے والے ہیں تو آپس کے تفرقہ کا جواز کیا ہے اور یہ تفرقہ کب تک برقرار رہے گا۔ بالآخر سب کو ایک دن اس کی
بارگاہ میں ایک دوسرے کا سامنا کرنا ہے۔

اس کے بعد اگر کوئی شخص اس جذبہ سے محروم ہو جائے اور شیطان اس کے دل و دماغ پر مسلط ہو جائے تو دوسرے افراد کا فرض ہے کہ
اصلاحی قدم اٹھائیں اور معاشرہ میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کریں کہ یہ مقصد الہی کی تکمیل اور ارتقاء بشریت کی بہترین علامت ہے نماز روزہ
انسان کے ذاتی اعمال ہیں۔ اور سماج کے فساد سے آنکھیں بند کر کے ذاتی اعمال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔ ورنہ اللہ کے معصوم بندے
کبھی گھر سے باہر ہی نہ نکلتے اور ہمیشہ سجدہ پروردگار ہی میں پڑے رہتے۔ !

میسور شہم - عنقریب انھیں وارث
بنادیں گے
لم تناظروا - تم دیکھنے کے لائق نہیں
نہ رہ جاؤ گے
تبادل - باہمی عطا
لا الفینکم - میں تمہیں نہ پاؤں
تخوضون - خون بہا رہے ہو
لا تمسوا - محرفے محکمے مت کرنا
مشہ - اعضاء بدن کا کاٹ دینا
یوتغان - ہلاک کر دیتے ہیں
ما قضي فواتہ - جس کا نہ ملنا ہی
مقدر ہو
متا تو - قسم کھائی
اکذبہم - جھوٹا ثابت کر دیا

۱۔ حقیقت امر یہ ہے کہ خانہ کعبہ
مسلمانوں کی عورت و عظمت کا راز
ہے اور جب بھی مسلمان اس سے دور
ہو جائیں گے اس دنیا و آخرت میں کہیں
قابل توجہ نہ رہ جائیں گے
کعبہ کے خالی نہ چھوڑنے کا مقصد
صرف طواف کرنا نہیں ہے بلکہ اسکی
واقعی حقیقت کا پیش نظر رکھنا ہے
اور اسے عورت اسلام کا رمز تصور
کرنا ہے ایسے طواف کا کیا حاصل
ہے جہاں جسم اللہ کے گھر کا طواف کر رہا
ہو اور قلب و دماغ دشمنان خدا کے قصور و غلات کے طواف میں مصروف ہوں اور اسی کو اپنی عورت و عظمت کا راز تصور کر رہے ہوں

حَتَّىٰ ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُورُهُمْ

وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ، لَا يَنْسِيكُمْ بِالنَّعْلِ بِهِ غَيْرَكُمْ
وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ

وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ، لَا تَحْلُوهُ مَا بَقِيْتُمْ، فَإِنَّهُ إِن تَرِكَ لَمْ تُنَظَرُوا

وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ فِي الْمَجَاهِدِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالْبَيْتِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَّاصِلِ وَالْتَبَادُلِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّذَايِرَ وَالتَّقَاطُعَ، لَا تَغْرُكُوا الْأَمْرَ
بِالْمَعْرُوفِ وَالتَّنْهَىٰ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُؤَلَّ عَلَىٰكُمْ شِرَارُكُمْ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا
يُسْتَجَابُ لَكُمْ

ثم قال:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمَطْلِبِ، لَا أَلْفِيْتُمْ تَخْوِضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ
خَوْضًا، تَقُولُونَ: «قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ» أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ فِي إِلَّا قَاتِلِي
أَنْظَرُوا إِذَا أَنَا بَيْتٌ مِنْ خَضِرَتِي هَذِهِ، فَاضْرِبُوهُ خَضِرَةً بِضَرْبَةٍ، وَلَا تَحْلُوا
بِالرَّجُلِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ:
«إِيَّاكُمْ وَالْمَثَلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْمَقْمُورِ»

۴۸

و من کتاب لہ

ال معاویہ

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُسَوِّغَانِ (بِذِيْعَانَ) الْمَرْءَ فِي دِينِهِ
وَدُنْيَاهُ، وَيُؤَيِّدَانِ خَلْلَهُ عِنْدَ مَنْ يَمِينُهُ، وَقَدْ عَلِمْتُ
أَنَّكَ غَيْرُ مُذْرِكٍ مَا قَضَيْتَ قَوَائِمَهُ، وَقَدْ زَامَ أَقْوَامُ
أَمْرًا بِبَغْيِ الْحَقِّ فَيَتَأَلَّوْا عَلَى اللّٰهِ فَأَكْذَبَهُمْ

ہو اور اسے عورت اسلام کا رمز تصور کر رہا ہے

مصادر کتاب ۱۔ کتاب صفین ابراہیم بن دیزل - کتاب صفین نصر بن مزاحم ۲۹۳، الفتح اعظم کوئی ۳ ص ۲۲۲

یہاں

دیکھو

ایک

نہیں

گئے

ٹکڑے

والے

کہ بہ

لے کون

الکے لئے

تعلق ہے

ترجمانی

کے حق

فادہ

لے آئے

اور وہ

بیان تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ وارث بھی بننے والے ہیں۔
 دیکھو اللہ سے ڈرو قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں دوسرے لوگ تم سے آگے نہ نکل جائیں۔
 اور اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں کہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔
 اور اللہ سے ڈرو اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں کہ جب تک زندہ رہو اسے خالی نہ ہونے دو کہ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو تم
 دیکھنے کے لائق بھی نہ رہ جاؤ گے۔

اور اللہ سے ڈرو اپنے جان اور مال اور زبان سے جہاد کے بارے میں اور آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات رکھو۔
 ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور خبردار ایک دوسرے سے منہ نہ پھرالینا۔ اور تعلقات توڑ نہ لینا اور امر بالمعروف اور
 نہی عن المنکر کو نظر انداز نہ کر دینا کہ تم پر اشرار کی حکومت قائم ہو جائے اور تم فریاد بھی کرو تو اس کی سماعت نہ ہو۔
 اسے اولاد عبدالمطلب! خبردار میں یہ نہ دیکھوں کہ تم مسلمانوں کا خون بہانا شروع کرو صرف اس نعرہ پر کہ "امیر المؤمنین مار
 گئے ہیں" میرے بدلہ میں میرے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا ہے۔
 دیکھو اگر میں اس ضربت سے جانبر نہ ہو سکا تو ایک ضربت کا جواب ایک ہی ضربت ہے اور دیکھو میرے قاتل کے جسم کے
 ٹکڑے نہ کرنا کہ میں نے خود سرکار دو عالم سے سنا ہے کہ خبردار کاٹنے والے گتے کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔

۴۸۔ آپ کا مکتوب گرامی
 (معاویہ کے نام)

بیشک بغاوت اور دروغ گوئی انسان کو دین اور دنیا دونوں میں ذلیل کر دیتی ہے اور اس کے عیب کو نکتہ چینی کرنے
 والے کے سامنے واضح کر دیتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا ہے جس کے نہ ملنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔
 کہ بہت سی قوموں نے حق کے بغیر مقصد کو حاصل کرنا چاہا اور اللہ کو گواہ بنایا تو اللہ نے ان کے جھوٹ کو واضح کر دیا۔

اے کون دنیا میں ابیہاشریف النفس اور بلند کردار ہے جو قانون کی سر بلندی کے لئے اپنے نفس کا موازنہ اپنے دشمن سے کرے اور یہ اعلان کرے کہ اگر مجھے
 مالکے نفس اللہ اور نفس پیغمبر قرار دیا ہے اور میرے نفس کے مقابلہ میں کائنات کے جملہ نفوس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جہان تک اس دنیا میں قصاص کا
 تعلق ہے۔ میرا نفس بھی ایک ہی نفس شمار کیا جائے گا اور میرے دشمن کو بھی ایک ہی ضرب لگائی جائے گی تاکہ دنیا کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مذہب کی
 ترجمانی کے لئے کس بلند کردار کی ضرورت ہوتی ہے اور سماج میں خوریزی اور فساد کے روکنے کا واقعی راستہ کیا ہوتا ہے۔ یہی وہ افراد ہیں جو خلافت الہیہ
 کے حقدار ہیں اور انھیں کے کردار سے اس حقیقت کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسانیت کا کام فساد اور خوریزی نہیں ہے بلکہ انسان اس سرزمین پر
 فساد اور خوریزی کی روک تھام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کا منصب واقعی خلافت الہیہ ہے۔

اے آپنے معاویہ کو ہوشیار کرنا چاہا ہے کہ یہ خون عثمان کا مطالبہ کوئی نیا نہیں ہے۔ تجھ سے پہلے اہل جل یہ کام کر چکے ہیں اور ان کا جھوٹ واضح ہو چکا
 اور وہ دنیا و آخرت کی رسوائی بول لے چکے ہیں۔ اب تجھے دوبارہ ذلیل و خوار ہونے کا شوق کیوں پیدا ہوا ہے۔ تیرا راستہ رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یغتیط - خوش ہوتا ہے
أَحْمَدُ عَا قِبَتِهِ عَلِمَ - انجام کو بہتر بنایا
أَكْمَنَ الشَّيْطَانُ - شیطان کو ہمارے
دیدی

لَحَج - شدت حرص

نَسَاح - سرحدیں

طُول - فضل و کرم

أَخْتَجَزَ - چھپا دوں

لَا اَطْوَى - پہلو ہتی نہیں کروں گا

مَقْطَع - انجام کار

مَكْصُ - پیٹ پیچھے پٹ جانا

عَمَرَات - سختیاں

فَاخْذَرْ يَوْمًا يَنْقُطُ فِيهِ مَنْ أَحْتَدَ عَا قِبَتِهِ عَلَيْهِ، وَيَسْتَدْمُ مَنْ
أَمْكَنَ الشَّيْطَانُ مِنْ قِيَادِهِ فَلَمْ يُجَاذِبْهُ.
وَقَدْ دَعَوْتَنَا إِلَى حُكْمِ الْقُرْآنِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ، وَلَسْنَا إِسَّاكَ
أَجَبْنَا، وَلَكِنَّا أَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِي حُكْمِهِ، وَالسَّلَامُ

۴۹

و من کتاب لہ ﴿۴۹﴾

الی معاویہ ابضا

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُشَقَّلَةٌ عَنْ غَيْرِهَا، وَلَمْ يُصِيبْ صَاحِبُهَا
مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ جِرْصًا عَلَيْهَا، وَهَجَا بِهَا، وَلَنْ
يَسْتَفْنِي صَاحِبُهَا بِمَا نَالَ فِيهَا عِلْمًا لَمْ يَسْلُغْهُ مِنْهَا، وَمِنْ
وَرَاءِ ذَلِكَ فِرَاقٌ مَا جَمَعَ، وَتَقْصُصُ مَا أَبْرَمَ، وَلَوْ اعْتَبَرْتَ بِمَا
مَضَى مَحْفِظٌ مَا بَقِيَ، وَالسَّلَامُ

۵۰

و من کتاب لہ ﴿۵۰﴾

الی امرائہ علی الجیش

مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَصْحَابِ الْمَسَاجِدِ
أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ حَقًّا عَلَى الْوَالِي أَلَّا يُغَيِّرَهُ عَلَى رِعْيِهِ فَضْلًا نَالَهُ،
وَلَا طَوْلَ خُصٍّ بِهِ، وَأَنْ يَزِيدَهُ مَا قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ نَعِيمِهِ دُنُوًا مِنْ عِبَادِهِ،
وَعُظْفًا عَلَى إِخْوَانِهِ
أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِي إِلَّا أَخْتَجَزَ (احتجج) دُونَكُمْ سِرًّا إِلَّا فِي حَرْبٍ،
وَلَا أَطْوِي دُونَكُمْ أَمْرًا إِلَّا فِي حُكْمٍ، وَلَا أُوْخِرُ لَكُمْ حَقًّا عَنْ حَقِّهِ،
وَلَا أَقِفُ بِهِ دُونَ مَقْطَعِهِ، وَأَنْ تَكُونُوا عِنْدِي فِي الْحَقِّ سَوَاءً، فَإِذَا
فَعَلْتُ ذَلِكَ وَجَبَتْ لِي عَلَيْكُمْ النِّعْمَةُ، وَلِي عَلَيْكُمْ الطَّاعَةُ،
وَأَلَّا تُسْكَنُوا عَنْ دَعْوَةٍ، وَلَا تُفَرِّطُوا فِي صَلَاحٍ، وَأَنْ تَحْضُوا الْفَتَرَاتِ
إِلَى الْحَقِّ، فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَسْتَعِينُوا لِي عَلَى ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ أَحَدُ أَهْلُونِ
عَلَيٍّ يَمْنُ اعْتَوَجَ مِنْكُمْ، ثُمَّ أَغْظَمَ لَهُ الْعُقُوبَةَ، وَلَا يَجِدُ عِنْدِي فِيهَا
رُخْصَةً، فَخَذُوا هَذَا مِنْ أَمْرَانِكُمْ، وَأَعْطَوْهُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ مَا يُضْلِعُ اللَّهُ
بِهِ أَمْرَكُمْ، وَالسَّلَامُ

① شیاطین کو ہمیشہ یہ خوش نہیں ہتی
ہے کہ اگر کسی بندہ خدا نے حکم پڑوگا
کی بنا پر کوئی ایسا عمل کر یا جو شیاطین
کے فلسفہ کے مطابق ہوا تو فوراً یہ اعلان
کر دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی بات کو منوا
لیا اور میدان جیت لیا۔ تاریخ میں
روز اول سے اس امر کی مثالیں
موجود ہیں کہ آدمؑ نے خلافت ارض
کی خاطر جنت کو ترک کر دیا اور
اپنے فرائض کی راہ پر چل پڑے
تو ابلیس نے اعلان کر دیا کہ میں نے
آدمؑ کو گمراہ کر دیا اور اپنے مقصد
میں کامیاب ہو گیا اور آج تک اس کے

پیروکار انبیاء کے گناہوں کی فہرست مرتب کرنے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ شیطان کو فاسخ قرار دیا جاسکے۔

مصادر کتاب ۳۹ الفتوح اعظم کو فی ۳ ص ۳۲۳، الاخبار الطوال ص ۱۵۳، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۱

مصادر کتاب ۵۰ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۰۰، الامالی طوسی ص ۲۲۱

۱
ہوگی جس
اہل نہیں

۱۱
دروازہ
سب کے
عبرت حاصل

بند
جس پر تر
جو نعمت
یاد
تم سے مشور
لوں اور
لئے اطاعت
لئے سختی
نہ ہوگا اس
اپنی طرف

۱۲
لے یہ اسلا
جب تک
مطالبہ
ہے یہ ف
کو فراموش

اس دن سے ڈرو جس دن خوشی صرف اسی کا حصہ ہوگی جس نے اپنے عمل کے انجام کو بہتر بنالیا ہے اور ندامت اس کے لئے ہوگی جس نے اپنی ہمارے شیطان کے اختیار میں دے دی اور اسے کھینچ کر نہیں رکھا۔ تم نے مجھے قرآنی فیصلہ کی دعوت دی ہے حالانکہ تم اس کے اہل نہیں تھے اور میں نے بھی تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی ہے بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی ہے۔

۴۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ ہی کے نام)

اما بعد! دنیا آخرت سے روگردانی کرینے والی ہے اور اس کا ساتھی جب بھی کوئی چیز پالیتا ہے تو اس کے لئے حرص کے دوسرے دروازے کھول دیتی ہے اور وہ کبھی کوئی چیز حاصل کر کے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے جس کو حاصل نہیں کر سکا ہے۔ حالانکہ ان سب کے بعد جو کچھ جمع کیا ہے اس سے الگ ہونا ہے اور جو کچھ بند و بست کیا ہے اسے توڑ دینا ہے اور تو اگر گزشتہ لوگوں سے ذرا بھی عبرت حاصل کرنا تو باقی زندگی کو محفوظ کر سکتا تھا۔ والسلام

۵۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(روساء لشکر کے نام)

بندہ خدا، امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کی طرف سے سرحدوں کے محافظوں کے نام۔ یاد رکھنا، والی پر قوم کا حق یہ ہے کہ اس نے جس برتری کو پالیا ہے یا جس فارغ البالی کی منزل تک پہنچ گیا ہے اس کی بنا پر قوم کے ساتھ اپنے رویہ میں تبدیلی نہ پیدا کرے اور اللہ نے جو نعمت اسے عطا کی ہے اس کی بنا پر ہنگام خدا سے زیادہ قریب تر ہو جائے اور اپنے بھائیوں پر زیادہ مہربانی کرے۔

یاد رکھو مجھ پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے کہ جنگ کے علاوہ کسی موقع پر کسی راز کو چھپا کر نہ رکھو۔ دوسرا حق شریعت کے علاوہ کسی مسئلہ میں تم سے مشورہ کرنے سے پہلو ہٹو نہ کرو۔ نہ تمہارے کسی حق کو اس کی جگہ سے پیچھے ہٹاؤ اور نہ کسی معاملہ کو آخری حد تک پہنچائے بغیر دم لوں اور تم سب میرے نزدیک حق کے معاملہ میں برابر ہو۔ اس کے بعد جب میں ان حقوق کو ادا کر دوں گا تو تم پر اللہ کے لئے شکر اور میرے لئے اطاعت واجب ہو جائے گی اور یہ لازم ہو گا کہ میری دعوت سے پیچھے نہ ہٹو اور کسی اصلاح میں کوتاہی نہ کرو۔ حق تک پہنچنے کے لئے سختیوں میں کود پڑو کہ تم ان معاملات میں سیدھے نہ رہے تو میری نظر میں تم میں سے ٹیڑھے ہو جانے والے سے زیادہ کوئی حقیر ذلیل نہ ہو گا اس کے بعد میں اسے سخت سزا دوں گا اور میرے پاس کوئی رعایت نہ پائے گا۔ تو اپنے زیر نگرانی امرار سے یہی عہد و پیمان لو اور اپنی طرف سے انھیں وہ حقوق عطا کرو جن سے پروردگار تمہارے امور کی اصلاح کر سکے۔ والسلام

لے یہ اسلامی قانون کا سب سے بڑا امتیاز ہے کہ اسلام حق لینے سے پہلے حق ادا کرنے کی بات کرتا ہے اور کسی شخص کو اس وقت تک صاحب حق نہیں قرار دیتا ہے جب تک وہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کرے اور یہ ثابت نہ کر دے کہ وہ خود بھی بندہ خدا ہے اور احکام الہیہ کا احترام کرنا جانتا ہے۔ اس کے بغیر حقوق کا مطالبہ کرنا بشر کو مالک سے آگے بڑھا دینے کے مراد ہے کہ اپنے واسطے مالک کا ننان بھی قابل اطاعت نہیں ہے اور دوسروں کے واسطے اپنی ذات بھی قابل اطاعت ہے۔ یہ فرعونیت اور نمرودیت کی وہ قسم ہے جو دو بر تقدیم کے فراعنہ میں بھی نہیں دیکھی گئی اور آج کے ہر فرعون میں پائی جا رہی ہے۔ کل کافر عوں اپنے کو فراعنہ سے بالاتر سمجھتا تھا اور آج والے فراعنہ کو فراعنہ سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بھی ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے ہیں۔

خُزَّان - جمع خازن
لا تحسبوا - محروم نہ کرنا
طلبہ - مطلوب
يعتلون عليها - ان پر اعتماد کرتے ہیں

لمكان درہم - ایک درہم کے واسطے
معاہدہ - کا فراموشی
ادخر - ذخیرہ کیا۔ بچا کے رکھا
الاولا - ادا کرو۔

قد اصطنع - طلب خیر کیا ہے
تفیی - سایہ پیدا ہو جائے
مريض غم - بکریوں کے بیٹھے کی جگہ
یدفع - کوچ کرتا ہے

بیضا - زرد نہ ہونے پائے
فرسخ - ۵۷۰ میٹر
شفق - افق پر غروب کے بعد
پیدا ہونے والی سرخی

﴿﴾ یہ اسلام کا کمال کرم ہے کہ اس نے
اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے
عوام کی زندگی کو نظر انداز نہیں کیا ہے
اور جس طرح عام قرض خواہوں کو حکم
دیا ہے کہ تنگ دست افراد پر جبر کر کے
اور ان کی سہولت کے اوقات کا انتظام
کریں۔ اسی طرح خود بھی انھیں تو نہیں
کی پابندی کی ہے اور خراج کو فلاح
عام کا ذریعہ قرار دیا ہے قتل عام کا نہیں۔

و من کتاب لہ ﴿﴾

الی عبالہ علی الخراج

من عبد اللہ علیٰ أسیر المؤمنین إلی أصحاب الخراج:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنْ مَنْ لَمْ يَخْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهِ مَا
يُخْشَرُهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا كَلَّفْتُمْ بِهِ يَسِيرٌ، وَأَنَّ ثَوَابَهُ كَثِيرٌ، وَلَوْ لَمْ
يَكُنْ فِيمَا تَهَيَّيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِي
ثَوَابِ اجْتِنَابِهِ مَا لَا عُدْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِهِ. فَأَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ،
وَاصْبِرُوا لِمَوَانِجِهِمْ، فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرِّعْيَةِ، وَوُكَلَاءُ الْأُمَّةِ، وَسُقْرَاءُ
الْأُمَّةِ. وَلَا تَحْسَبُوا (تَحْسَبُوا) أَحَدًا عَنْ حَاجَتِهِ، وَلَا تَحْسِبُوا عَنْ طَلَبِيهِ،
وَلَا تَبِيعُوا لِلنَّاسِ فِي الْخُرَاجِ كَيْفَ شَاءَ وَلَا صَبْرًا، وَلَا دَائِمَةً يَغْتَمِلُونَ
عَلَيْهَا، وَلَا عِبَادًا، وَلَا تَضْرِبُوا أَحَدًا سَوْطًا لِمَكَانٍ دَرَاهِمَ، وَلَا تَمْسَسْ مَالَ أَحَدٍ
مِنَ النَّاسِ، مُصَلًّا وَلَا مُعَاهِدًا، إِلَّا أَنْ تَجِدُوا فَرَسًا أَوْ سِلَاحًا يُغَدِّي بِهِ عَلَى
أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ لَا يَتَبَغَّى لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدْعَ ذَلِكَ فِي أَيْدِي أَعْدَاءِ
الْإِسْلَامِ، فَيَكُونَ شَوْكَةً عَلَيْهِ. وَلَا تَسْخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً، وَلَا جُنْدًا
حُسْنَ سِيرَةٍ، وَلَا زَعِيَّةً مُعَوَّنَةً، وَلَا دِينَ اللّٰهُ قُوَّةً، وَأَبْلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهُ مُبْعَاثُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وَعِنْدَكُمْ أَنْ
نَشْكُرَهُ بِمُسْهِدَتَا، وَأَنْ نَنْصُرَهُ بِمَا بَلَّغْتَ قُوَّتَنَا، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

و من کتاب لہ ﴿﴾

الی أمراء البلاد فی معنى الصلاة

أَمَّا بَعْدُ، فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتَّى تَبْقِيَ الشَّمْسُ مِنْ مَرِضِ الْعَرَبِ،
وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَسْبَةً فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ
يُسَارُ فِيهَا قَرَسَخَانِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ، وَبَدَفُ
الْحَاجِّ إِلَى بَيْتِي. وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَسْتَوَارِي الشَّفَقُ إِلَى
نُلْتِ اللَّيْلِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَسْغُرُ وَجْهَ صَاحِبِهِ.

ہفت
پرہیز
ضرور
روک
نہ اس
مگر یہ
کے ہا
کی اس
کا

پڑھا
روزہ
پائے

لہ
نہیں
پاؤں
کے
ہیں

مصادر کتاب ۱۵ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۳۲

مصادر کتاب ۵۲ الاعجاز والایجاز ابو منصور ثعالی ص ۳۳، بحار الانوار ص ۶۲۹

۵۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(خراج وصول کرنے والوں کے نام)

بندہ خدا، امیر المومنین علیؑ کی طرف سے خراج وصول کرنے والوں کی طرف۔

اما بعد! جو شخص اپنے انجام کا رعبہ نہیں ڈرتا ہے وہ اپنے نفس کی حفاظت کا سامان بھی فراہم نہیں کرتا ہے۔ یاد رکھو تمہارا فرائض بہت مختصر ہیں اور ان کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر پروردگار نے بغاوت اور ظلم سے روکنے کے بعد اس پر عذاب بھی نہ رکھا ہوتا تو اس سے پرہیز کرنے کا ثواب ہی اتنا زیادہ تھا کہ اس کے ترک کرنے میں کوئی شخص معذور نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا لوگوں کے ساتھ انصاف کرو۔ ان کے ضروریات کے لئے صبر و تحمل سے کام لو کہ تم رعایا کے خزانہ دار۔ امت کے نمائندے اور ائمہ کے سفیر ہو۔ خبردار کسی شخص کو اس کی ضرورت سے روک نہ دینا اور اس کے مطلوب کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا کرنا اور خراج وصول کرنے کے لئے اس کے سردی یا گرمی کے کپڑے نہ بیچ ڈالنا اور نہ اس جانور یا غلام پر قبضہ کر لینا جو اس کے کام آتا ہے اور کسی کو پیسہ کی خاطر مارنے نہ لگنا اور کسی مسلمان یا کافر ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگانا مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی ایسا گھوڑا یا اسلحہ ہو جسے دشمنان اسلام کو دینا چاہتا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ اشیاء دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں چھوڑ دے اور وہ اسلام پر غالب آجائیں۔ دیکھو کسی نصیحت کو بجا کر نہ رکھنا۔ نہ لشکر کے ساتھ اچھے برتاؤ میں کمی کرنا اور نہ رعایا کی امداد میں اور نہ دین خدا کو قوت پہنچانے میں۔ اللہ کی راہ میں اس کے تمام فرائض کو ادا کر دینا کہ اس نے ہمارے اور تمہارے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے شکر کی کوشش کریں اور جہان تک ممکن ہو اس کے دین کی مدد کریں کہ قوت بھی تو بالآخر خدائے عظیم کا عطیہ ہے۔

۵۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(امراء بلاد کے نام — نماز کے بارے میں)

اما بعد۔ ظہر کی نماز اس وقت تک ادا کر دینا جب آفتاب کا سایہ بکریوں کے پاؤں کی دیوار کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھا دینا جب آفتاب روشن اور سفید رہے اور دن میں اتنا وقت باقی رہ جائے جب مسافر دو فرسخ جاسکتا ہو۔ مغرب اس وقت ادا کرنا جب روزہ دار انتظار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے کوچ کرتا ہے اور عشاء اس وقت پڑھنا جب شفق چھپ جائے اور ایک تہائی رات نہ گزرنے پہلے۔ صبح کی نماز اس وقت ادا کرنا جب آدمی اپنے ساتھی کے چہرہ کو پہچان سکے۔

لے واضح رہے کہ یہ خط روسا و شہر کے نام لکھا گیا ہے اور ان کے لئے نماز جماعت کے اوقات معین کئے گئے ہیں۔ اس کا اصل نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل نماز کے اوقات سورہ اسراء میں بیان کر دیئے گئے ہیں یعنی زوال آفتاب، تاریکی شب اور فجر۔ اور انہیں تین اوقات میں پانچ نمازوں کو ادا ہو جانا ہے۔ جس میں تقدیم و تاخیر نمازی کے اختیار میں ہے کہ فجر کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ میں دو رکعت کب ادا کرے گا یا ظہر عصر کے چھ گھنٹہ میں آٹھ رکعت کس وقت ادا کرے گا یا تاریکی شب کے بعد سات رکعت مغرب و عشاء کب پڑھے گا۔ سرکاری جماعت میں اس طرح کی آزادی ممکن نہیں ہے۔ اس کا وقت معین ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ نماز میں شرکت کر سکیں۔ لہذا حضرت نے اس دور کے حالات کے پیش نظر ایک وقت معین کر دیا۔ ورنہ آج کے زمانہ میں دو فرسخ راستہ پانچ منٹ میں طے ہوتا ہے جو قطعاً اس مکتوب گرامی میں مقصود نہیں ہے۔

وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أضعفهم، وَلَا تَكُونُوا فِتْنَانِ.

۵۳

و من کتاب لہ

کتبہ للأشتر النخعی، لما ولاه علی مصر وأعمالها حين اضطرب أمر أميرها محمد بن أبي بكر، وهو أطول عهد كتبه وأجمعه للمحاسن.

بسم الله الرحمن الرحيم

هَذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَشْطَرِّ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ، حِينَ وَلَاهُ مِصْرَ جَنَابَةَ خَرَجِهَا، وَجِهَادَ عَدُوِّهَا، وَاسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا، وَعِيَاذَةَ بِلَادِهَا. أَمْرُهُ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَإِيتَارِ طَاعَتِهِ، وَاتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي كِتَابِهِ: مِنْ قَرَأَنِيهِ وَسُتْبِهِ، أَلَّا لَا يَسْتَعِدَّ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا، وَلَا يَشْقَى إِلَّا مَعَ جُحُودِهَا وَإِضَاعَتِهَا، وَأَنْ يَنْصُرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِقَلْبِهِ وَيَدِهِ وَلِسَانِهِ، فَإِنَّهُ جَلَّ اسْمُهُ، قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ، وَإِعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ. وَأَمْرُهُ أَنْ يَكْتَسِرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ، وَيَزْعَمَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ، فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَارَةٌ بِالسُّوءِ، إِلَّا مَا رَحِمَ اللَّهُ.

ثُمَّ أَعْلَمَ يَا مَالِكُ، أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُولٌ قَبْلَكَ، مِنْ عَذَلٍ وَجَوْرِ، وَأَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ السُّلَاطَةِ قَبْلَكَ، وَيَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ، وَإِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْزِي اللَّهُ لَهُمْ عَلَى أَلْسِنِ عِبَادِهِ، فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الدَّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ، فَمَا لِكَ هَوَاكَ، وَشِعْ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ، فَإِنَّ الشُّعْ بِالنَّفْسِ (الْأَنْفُسِ) الْإِنْصَافُ مِنْهَا فِيمَا أَحَبَّتْ أَوْ كَرِهَتْ، وَأَشْعِرْ قَلْبَكَ الرِّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ، وَالسَّخَبَةَ لَهُمْ، وَاللُّطْفَ بِهِمْ، وَلَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبْعًا ضَارِبًا (ضَارِبًا) تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ، فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ: إِمَّا أَخُ لَكَ فِي الدِّينِ، أَوْ نَظِيرُ لَكَ فِي الْخَلْقِ، يَسْقُطُ مِنْهُمْ الزَّلَلُ، وَتَعْرِضُ لَهُمُ السُّلُوكُ، وَيُؤْتَى عَلَى أَيْدِيهِمْ فِي الْعَتِيدِ وَالْخَطَاءِ، فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَصَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تُحِبُّ وَتَرْضَى أَنْ يُعْطِيَكَ اللَّهُ مِنْ عَفْوِهِ وَصَفْحِهِ، فَإِنَّكَ قَسْوَقُهُمْ، وَإِلَى الْأَمْرِ عَلَيْكَ قَوْفَكَ، وَاللَّهُ فَوْقَ مَنْ وَلَا أَكْ، وَقَدْ اسْتَكْفَاكَ أَمْرُهُمْ، وَابْتَلَاكَ بِهِمْ، وَلَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ

فِتْنَانِ - مصیبت میں ڈالنے والے
نیز عجا - روک دے
چھجحات - منہ زوری
شع - بخل کرو
یسقوٹ - سرزد ہو جاتی ہے
زکّل - لغزش
استکفاک - طلب کفایت کیا ہے

۱۔ مالک اشتر مولائے کائنات کے مخلصین میں ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کو دونوں طرح کے اوصاف و کمالات حاصل تھے علم و فضل و تقویٰ میں عظیم المثل تھے اور شجاعت و ہمت میں بھی کیا کیوں کر! اور شیخ عرب شمار ہوتے تھے۔ محمد بن ابی بکر کے بدلے مالک اشتر کا تقرر اس امر کی علامت ہے کہ مالک اشتر محمد بن ابی بکر سے زیادہ فضائل و کمالات کے مالک تھے اور جن حالات کی اصلاح محمد بن ابی بکر کے بس میں نہیں تھی۔ ان کی اصلاح مولائے کائنات کی نظر میں صرف مالک اشتر ہی کر سکتے تھے

۲۔ مالک اشتر کے منصب میں چار طرح کے کام شامل تھے

۱۔ خراج کا جمع کرنا

۲۔ دشمن سے جہاد کرنا

۳۔ اہل ملک کے حالات کی اصلاح کرنا

۴۔ زمینوں کو آباد کرنا اور زراعت وغیرہ کا مکمل انتظام کرنا

ان کے سامنے

۱۰

۱۱

۱۲

کی اصلاح

کو کوئی شخص

اپنے دل

دین کی حیا

دو

پروردگار

چکی ہیں اور

کہیں گے

پر جاری ہو

کرنے سے

اور خبردار

دینی بھائی

ان سے غلطیا

ہو اور تمہارا

کیا ہے اور

لے یہ اسلامی

کے اسلام

انہیں انسا

اگر انسان

تا کہ پرورد

ان کے ساتھ نماز پڑھو مگر در ترین آدمی کا لحاظ رکھ کر۔ اور خبردار ان کے لئے صبر آزمانہ بن جاؤ۔

۵۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(۱) جسے مالک بن اشتر نخعی کے نام تحریر فرمایا ہے۔ اس وقت جب انھیں محمد بن ابی بکر کے حالات کے خراب ہو جانے کے بعد مصر اور اس کے اطراف کا عامل مقرر فرمایا۔ اور یہ عہد نامہ حضرت کے تمام سرکاری خطوط میں سب سے زیادہ مفصل اور محاسن کلام کا جامع ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ قرآن ہے جو بندہ خدا، امیر المؤمنین علیؑ نے مالک بن اشتر نخعی کے نام لکھا ہے جب انھیں خراج جمع کرنے دشمن سے جہاد کرنے حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی آباد کاری کے لئے مصر کا عامل قرار دے کر روانہ کیا۔ (۲)

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض و سنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک نیت نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بد نیت نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اپنے دل۔ ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کہ خدا نے "عز اسما" نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت و شرف عنایت کرے گا۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کے خواہشات کو کچل دو اور اسے منہ زور دیوں سے روکے رہو کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے جب تک پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد مالک یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے جہاں عدل و ظلم کی مختلف حکومتیں گزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے معاملات کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے اور تمہارے بارے میں دہی کہیں گے جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتی ہے لہذا تمہارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح کو ہونا چاہئے۔ خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت و رحمت کو اپنے دل کا شعار بناؤ اور خبردار ان کے حق میں پھانسی لٹھانے والے دندہ کے مثل نہ ہو جانا کہ انھیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو۔ کہ مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزش بھی ہو جاتی ہے اور انھیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کر یا دھوکے سے ان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ لہذا انھیں ویسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمہاری غلطیوں سے درگزر کرے کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمہارا ولی امر تم سے بالاتر ہے اور پروردگار تمہارے والی سے بھی بالاتر ہے اور اس نے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمہارے لئے ذریعہ آزمائش بنا دیا ہے اور خبردار اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر حجت اتار دینا

۱۔ یہ اسلامی نظام کا امتیازی نکتہ ہے کہ اس نظام میں مذہبی تعصب سے کام نہیں لیا جاتا ہے بلکہ ہر شخص کو برابر کے حقوق دئے جاتے ہیں۔ مسلمان کا احترام اس کے اسلام کی بنا پر ہوتا ہے اور غیر مسلم کے بارے میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے اور ان حقوق میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حاکم ہر غلطی کا مواخذہ نہ کرے بلکہ انھیں انسان سمجھ کر ان کی غلطیوں کو برداشت کرے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرے اور یہ خیال رکھے کہ مذہب کا ایک مستقل نظام ہے جو کہ تم کو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اگر انسان اپنے سے کمزور افراد پر رحم نہیں کرتا ہے تو اسے جہاد مساوات و ارض سے توقع نہیں کرنی چاہئے۔ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ تم اپنے سے کمزور پر رحم کرو تاکہ پروردگار تم پر رحم کرے اور تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے جس پر تمہاری عاقبت اور بخشش کا دار و مدار ہے۔

اَلْحَقُّ - بھول دو

و تر - عداوت

تغاب - تغافل

یضح - واضح ہو جائے

ساعی - چلی کھانے والا

فصل - احسان

یعدک - ڈراتا ہے

شرہ - لاج

شتی - مختلف

بطانہ - خاص لوگ

الاشمہ - گناہگار

ظلمہ - جمع ظالم

اؤزار - بوجھ گناہ

آصار - گناہ

الفت - الفت و انس

مرض - تربیت دو

تج - خوش کرنا

اطراء - ضرورت سے زیادہ تعریف کرنا

زہو - غرور

تمدنی - قریب کر دیتا ہے

عزہ - تکبر

قبل - پاس

نصب - تعجب

لہ حکام کے مزاج کے لئے سخت ترین

سلہ یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ہر

کرلیں جو ان کے مزاج کے خلاف گفتگو کرے یا ان کے کردار پر تنقید کرے اور امیر المومنین کی تعلیم یہ ہے کہ قریب ترین انسان اس کو ہونا چاہئے جس میں

حق کہنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو تاکہ ماکہ کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کرنا رہے ورنہ بیجا تعریف کسی وقت بھی غرور میں مبتلا کر کے صراطِ مستقیم سے منحرف

بنا سکتی ہے۔

النَّاسِ؛ فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوبًا، الْوَالِي أَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا، فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ، وَاللَّهُ يَحْكُمُ عَلَى مَا غَابَ عَنْكَ، فَاشْتَرِ الْعُزَّةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتَرْ اللَّهُ بِكَ مَا تُحِبُّ سِتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ، أَطْلِقِ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ، وَأَفْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وَثَرٍ، وَتَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِيعُ لَكَ، وَلَا تَعْجَلَنَّ إِلَى تَصْدِيقِ سَاعٍ، فَإِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ، وَإِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِينَ.

وَلَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلًا يَغْدُلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ، وَبِعِدَّةِ الْفَقْرِ، وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ، وَلَا حَسْرِيصًا يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَّ بِالْمَجُورِ، فَإِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُسْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّى يَجْتَمِعُهَا سُوءُ الظَّنِّ بِاللَّهِ.

إِنَّ شَرَّ وَزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيرًا، وَمَنْ شَرِكُهُمْ فِي الْأَقَامِ فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بِطَانَةً، فَإِنَّهُمْ أَغْوَانُ الْأَمَةِ (الْأَمَّة)، وَإِخْوَانُ الظُّلْمَةِ، وَأَنْتَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ خَيْرُ الْخَلْفِ بِمَنْ لَهُ مِثْلُ أَرَائِهِمْ وَنَفَادِهِمْ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ وَأَقَامِهِمْ، بِمَنْ لَمْ يُعَاوَنَ ظَالِمًا عَلَى ظُلْمِهِ، وَلَا آفَمًا عَلَى إِفْسَادِهِ، أُولَئِكَ أَخْشَفُ عَلَيْكَ مَوْوَنَةً، وَأَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً، وَأَخْفَى عَلَيْكَ عَطْفًا، وَأَقْلَلُ لِعَفْرِكَ الْإِلْفًا، فَاتَّخِذْ أُولَئِكَ خَاصَّةً لِمَلَوَاتِكَ وَحَفَلَاتِكَ، ثُمَّ لَيْكُنْ أَمْرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَمُهُمْ بِمِرِّ الْحَقِّ لَكَ، وَأَقْلَهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ بِمَا كَرِهَ اللَّهُ لِأَوْلِيَائِهِ، وَأَقْعًا ذَلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ، وَالصَّقَّ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَالصَّدَقِ، ثُمَّ رَضَهُمْ عَلَى الْأَيُّطُورِ وَلَا يَبْجَحُوكَ بِطَائِلٍ لَمْ تَقْعَلْهُ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْبَطَرَاءِ تُغْدِي الرُّهْوَ، وَتُغْدِي مِنَ الْعِزَّةِ (الْعِزَّة).

وَلَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَالْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةِ سَوَاءٍ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ تَرْهِيدًا لِأَفْئِلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ، وَتَذَرِييًّا لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ، وَالزَّمَّ كُلاًّ مِنْهُمْ مَا أَلَزَمَ نَفْسَهُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يَدْعُو إِلَى حُسْنِ ظَنِّ رَاجِعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ، وَتَخْفِيفِهِ الْمَسْؤُولَاتِ عَلَيْهِمْ، وَتَوَكُّلِ اسْتِكْرَاهِهِ إِلَيْهِمْ عَلَى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلُهُمْ.

فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذَلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَفْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا طَوِيلًا، وَإِنْ أَحَقَّ مَنْ حَسَنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمْ يَكُنْ حَسَنَ

اس
سا
لوگو
دوا
چنر

اور
کر
قدر

میں
ہیں
لوہ

ہو
ہوں
بھی
پرورد

ایسے

بدکردا
حاکم
ایسے
سے زیا
جس کے

لے از
پاہنے

اس لئے کہ لوگوں میں بہر حال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے بڑی ذمہ داری والی پر ہے لہذا خبردار جو عیب تمہارے سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا۔ تمہاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کو دینا ہے اور غائبیات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جتنا تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو جن اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی پروردگار سے ترنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گزہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رشی کو کاٹ دو اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چہل خورد کی تصدیق میں جھلت سے کام نہ لو کہ چہل خورد ہمیشہ خیانت کا رہنما ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔

(مشاورت): دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستے سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلانا ہوگا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہارے نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل، بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوزن ہے جس کے بعد ان نصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

(دراست): اور دیکھو تمہارے دربار میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہو۔ لہذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی بند ہیں اور تمہیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس انہیں کی جیسی عقل اور کارکردگی ہو اور ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین مددگار ہوں گے اور تمہاری طرف محبت کا جھکاؤ بھی رکھتے ہوں گے اور اغیار سے انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انہیں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمہارے کسی ایسے عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کسی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

(مصاحبت): اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انہیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ بلا سبب تمہاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بنیاد عمل کا غور نہ پیرا کریں جو تم نے انجام نہ دیا ہو کہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے۔ ① دیکھو خبردار! نیک کردار اور بدکردار تمہارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم میں رعایا سے حسن ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہئے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہذا تمہارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حسن ظن پیدا کر سکو کہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی رحمتوں کو قطع کر دیتا ہے اور تمہارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔

لے ان فقرات میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ہدایات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حاکم کو کسی شعبہ حیات سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور کسی محاذ پر بھی کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جو حکومت کو تباہ و برباد کرے اور عوامی مفادات کو نذر تغافل کر کے انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا دے۔

بلادر - برتاؤ

سہم - حصہ

معاقد - عہد و بیان

مرافق - منافع

ترقی - کسب

رفد - مساعدت

جیب - گریبان

علم - عقل - نکل

بِلَاؤُكَ عِنْدَهُ، وَإِنْ أَحَقَّ مِنْ سَاءِ ظَنِّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بِلَاؤُكَ عِنْدَهُ.
وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةَ صَالِحَةٍ عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَاجْتَمَعَتْ بِهَا الْأَلْفَةُ.
وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرِّعِيَّةُ، وَلَا تُخْدِنَنَّ سُنَّةُ تَضَرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السَّنَةِ
فَيَكُونَ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّا، وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا تَنْقُضْتَ مِنْهَا.
وَأَكْثَرُ مَدَارَسَةِ الْعُلَمَاءِ، وَمُنَاقَشَةِ الْحُكَمَاءِ، فِي تَنْبِيهِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرٌ
بِلَاؤُكَ، وَإِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الرِّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَضِلُّ بَعْضُهَا إِلَّا يَبْغُضُ، وَلَا غَيْرَ يَبْغُضُهَا عَنْ بَعْضٍ؛
فَمِنْهَا جُنُودُ اللَّهِ، وَمِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ، وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَمِنْهَا
عَمَلُ الْإِنْصَافِ وَالرَّفْقِ، وَمِنْهَا أَهْلُ الْمَرْيَةِ وَالْخِرَاجِ مِنْ أَهْلِ الدِّمَةِ وَمُسْلِمَةِ
النَّاسِ، وَمِنْهَا الثُّجَّارُ وَأَهْلُ الصَّنَاعَاتِ وَمِنْهَا الطَّبِيقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ
وَالْمُسْكِنَةِ، وَكُلٌّ قَدْ سَمَّى اللَّهُ لَهُ سَهْمَهُ، وَوَضَعَ عَلَى حَدِّ قَرِيبَةٍ فِي كِتَابِهِ
أَوْ سُنَّةٍ نَبِيٍّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظًا.

فَالْجُنُودُ، بِإِذْنِ اللَّهِ، حُصُونُ الرِّعِيَّةِ، وَزَيْنُ الْوَلَاةِ، وَعِمْرُ الدِّينِ، وَسُبُلُ الْأُمْنِ،
وَلَيْسَ تَقُومُ الرِّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ، ثُمَّ لَا قِيَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَهُمْ مِنَ الْخِرَاجِ
الَّذِي يَقُومُونَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَيَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُضْلِحُّهُمْ، وَيَكُونُ مِنْ
وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ، ثُمَّ لَا قِيَامَ لِهَذَيْنِ الصُّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصَّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَالْعَمَلِ
وَالْكُتَّابِ، لِمَا يُخَيِّكُونَ مِنَ الْمَعَاوِدِ، وَيَحْتَمُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَيُؤْتَمِنُونَ عَلَيْهِ مِنْ
خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَعَوَائِمِهَا.

وَلَا قِيَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالثُّجَّارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ، فِيمَا يَحْتَمُونَ عَلَيْهِ مِنْ
مَرَافِقِهِمْ، وَيُقِيمُونَ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ، وَيَكْفُونَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ مَا
لَا يَبْلُغُهُ رَفْقُ غَيْرِهِمْ، ثُمَّ الطَّبِيقَةُ السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْمُسْكِنَةِ الَّذِينَ
يَحِيقُ رَفْدُهُمْ وَمَعُونَتُهُمْ، وَفِي اللَّهِ لِكُلِّ شَعَةٍ وَلِكُلِّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ
يَقْدَرُ مَا يُضْلِحُّهُ، وَلَيْسَ يُخْرِجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلَزَمَهُ اللَّهُ مِنْ
ذَلِكَ إِلَّا بِالْإِهْتِمَامِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ، وَتَوْطِينِ نَفْسِهِ عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ،
وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ، فَسَوْفَ مِنْ جُنُودِكَ أَنْصَحُهُمْ فِي
نَفْسِكَ لِسُلْطَانِهِ وَلِسِرْطَانِهِ وَإِيمَانِهِ، وَأَنْصَحُهُمْ جَنِيًّا، وَأَقْضَلُهُمْ جِلْمًا.

۱) اس سنت سے مراد وہ اجتماعی
طریقے ہیں جو ہر سماج میں پائے جاتے
ہیں اور جن کے ذریعہ سماج کے نظام
کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اس کا سنت
پنیر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ
اس میں مضر اور مفید کی تقسیم کا کوئی
امکان نہیں ہے۔

۲) علماء اور حکماء و فقہاء اور فلاسفہ
نہیں ہیں بلکہ وہ افراد ہیں جو اجتماعی
مسائل پر نظر رکھتے ہوں اور امت
کے حالات کی اصلاح کے طریقوں
سے باخبر ہوں۔

۳) واضح رہے کہ مولاے کائنات کی
نظر میں طبقاتی بنیاد دولت و ثروت
نسل و نسب اور دین و مذہب نہیں
ہے بلکہ ان کا تمام تر روار و مار کام اور
صرت کام پر ہے اور سماج میں جتنے

قسم کے کام پائے جاتے ہیں اتنے ہی قسم کے طبقات بھی پائے جاتے ہیں اور سب ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں جنہیں کسی کی لائی دیت دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا اسے فوقیت اور برتری کی علامت بھی نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

سب سے زیادہ
ت کے بزم گلوں
راج ک کو دینا جو
دن پر ہو گا کہ تم
علماء کے ساتھ
وہ امور قائم رہے
اور یاد رکھو
ان پر کتا ہے۔ انہیں
انہیں میں انصاف
ان والے افراد
اپنے کتاب کے فرا
فوجی دستے یہ
ان کے امور کا قیام
ان سے جہاد کی طاقت
اس کے بعد ان
ان کو جمع کرتے ہیں
ان سے ہر کردہ و سائل
اس کے بعد فقرا
ان کا مالی پر اتنا
ان ان مسائل کا
ان کے لئے آاد
سب سے زیادہ برد

ان مقام پر امیر المؤمنین
کا کام دوسرے
کے درجہ اس کے

(۱) سے زیادہ بظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمھارے ساتھ خراب رہا ہو۔ دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس کے بزرگوں نے عمل کیا ہے اور اسی کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے اور کسی ایسی سنت کو نہ کر دینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کہ اس طرح اگر اس کے لئے ہوگا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمھاری طرف ہوگا کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔

علماء کے ساتھ علمی مباحثہ اور علماء کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا ان مسائل کے بارے میں جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے امور قائم رہتے ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

اور یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں جن میں کسی کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرے سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ انھیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انھیں میں عام اور خاص امور کے کاتب ہیں۔ انھیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے عمال ہیں۔ انھیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں اور انھیں میں تجارت اور صنعت کرنے والے افراد ہیں اور پھر انھیں میں فقراء و مساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پردہ دہانے ایک حقہ معین کر دیا ہے۔ کتاب کے فرائض یا اپنے پیغمبر کی سنت میں اس کی حدیں قائم کر دی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوجی دستے یہ حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور دالیوں کی زینت ہیں۔ انھیں سے دین کی عزت ہے اور یہی امن وامان کے وسائل ہیں۔ ان کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات کے درست کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام قاضیوں، عاملوں اور کاتبوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ سب عہد و پیمان کو مستحکم بناتے ہیں۔ کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان سب کا قیام تجارت اور صنعت کاروں کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ مسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں۔ بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی رحمت کے بغیر فراہم کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد فقراء و مساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامان حیات مقرر ہے اور ان کا دالی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور دالی اس فریضہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا ہے۔ ان مسائل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف و ثقیل پر صبر کے لئے آمادہ نہ کرے لہذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ رسول اور امام کا سب سے زیادہ مخلص سب سے زیادہ پاکدامن سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو۔ (۲)

ان مقام پر امیر المؤمنینؑ نے سماج کو ۹ حصوں پر تقسیم کیا ہے اور سب کے خصوصیات، فرائض، اہمیت اور ذمہ داریوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ کام دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے لہذا ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کی مدد کرے تاکہ سماج کی مکمل اصلاح ہو سکے اور معاشرہ چین اور سکون کی زندگی کے دروازے کے بغیر سماج تباہ و برباد ہو جائے گا اور اس کی ذمہ داری تمام طبقات پر یکساں طبع پر عائد ہوگی۔

میں۔ اگرچہ

جانب - کچھ

شعب - جمع شعب

حرف - نیک

تفان - ہرانی

نوعت - ہرانی

انص - انص

راساہم - ہمدردی

انص - ہرانی کی

جدة - والداری

خلوف - تہیہ، پساندگان

حفظہ - حفاظت

ذو والہاء - عظیم کام انجام دینے والے

ماکل - بہت بہت

بلاء - نیک

یضلع - مشکل ہو جائے

لہ یہ خاندان پرستی یا شخصیت پرستی

کی تعلیم نہیں ہے بلکہ کارناموں کی قدرانی

ہے کہ جن گھروں میں بڑے کارنامہ ہوں

افراد پائے جاتے ہیں۔ ان کی تربیت

اور ذہنیت دوسرے افراد سے بلند

ہوتی ہے اور اس کے بعد اس رابطہ

کا مقصد بھی کوئی امتیاز دنیا نہیں

ہے بلکہ ان کی صلاحیتوں سے استفادہ

کرنا اور انہیں بروئے کار لانا ہے

اور اس میں کسی طرح کا کوئی جھوڑی

عیب نہیں ہے۔

لہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ حاکم کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ لوگ اس کے اقتدار کو ایک بوجھ تصور کریں اور اس کی حکومت کے فائدے

نہیں کریں۔ اور اس صورت حال کا خاتمہ خیر و شمشیر اور ظلم و ستم سے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا واحد راستہ عوام میں اعتماد اور محبت کا پیدا کرنا ہے۔

برتاؤ کے بغیر ناممکن ہے۔

يَسْتَعِزُّ بِطَوْلِ عَيْنِ الْقَضَائِ، وَيَسْتَرْجِعُ إِلَى الْعُذْرِ، وَيَرْأفُ بِالضُّعْفِ،
وَيَتَوَكَّلُ عَلَى الْإِقْوَانِ، وَيَمُنُّ لَا يُخْبِرُهُ الْعُتْفُ، وَلَا يَتَّقِدُ بِهِ الضُّعْفُ.

ثُمَّ الصَّقُّ بِدَوَى الْقُوَّةِ وَالْأَحْسَابِ، وَأَهْلُ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَالسُّوَابِقِ
الْحَسَنَةِ، ثُمَّ أَهْلُ الشُّجُوَّةِ وَالشَّجَاعَةِ، وَالشَّخَاةِ وَالشَّامَةِ، فَإِنَّهُمْ جَمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ
وَالشُّعْبِ مِنَ الْعُزْفِ، ثُمَّ تَقْدُّ مِنْ أُمُورِهِمْ مَا يَنْتَقِدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا،
وَلَا يَنْتَقِظُونَ فِي تَسْمِيَةِ شَيْءٍ قَوْلِيَّتُهُمْ بِهِ، وَلَا تَحْقِيقُ لُطْفًا تَعَاهَدْتُمْ بِهِ
وَإِنْ قُلْتُمْ: فَإِنَّهُ دَاعِيَةٌ لَكُمْ إِلَى بَذْلِ النَّصِيحَةِ لَكُمْ، وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكُمْ، وَلَا تَذَعُ
تَقْدُّ لَطِيفِ أُمُورِهِمْ أَتَّكَلًا عَلَى جَمِيعِهَا، فَإِنَّ لِيَسِيرَ مِنْ لُطْفِكَ مَوْجِعًا
يَسْتَفْعُونَ بِهِ، وَلِيَجْعَلَ مَوْجِعًا لَا يَسْتَفْعُونَ عَنْهُ.

وَلَيْكُنْ أَنْزَرُ رُؤُوسَ جُنُودِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِي مَعُونَتِهِ، وَأَفْضَلَ عَلَيْهِمْ
مِنْ جَدَّتِهِ بِمَا يَسْعُهُمْ وَيَسْعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوفِ أَهْلِيهِمْ، حَتَّى يَكُونُ
هَمُّهُمْ هَمًّا وَاحِدًا فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ، فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَغْطِي قُلُوبَهُمْ عَلَيْهِ
وَإِنْ أَفْضَلَ قُرَّةَ عَيْنِ الْوَلَاةِ اِسْتِقَامَةُ الْعَدَلِ فِي الْبِلَاءِ، وَظُهُورُ مَسْوَدَةِ
الرَّعِيَّةِ، وَإِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَسْوَدَتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ، وَلَا تَصِحُّ نَصِيحَتُهُمْ
إِلَّا بِحَيْثُوتِهِمْ عَلَى وَلَاةِ الْأُمُورِ، وَقِلَّةِ اِسْتِثْقَالِ دَوْلِهِمْ، وَتَرْكِ اِسْتِثْقَالِ
اِسْتِثْقَالِ مَدَّتِهِمْ، فَافْتَحْ فِي آسَائِهِمْ، وَوَاصِلِ فِي حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَتَعْنُفِ
مَا أَتَى ذَوُو الْبِلَاءِ مِنْهُمْ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِيُسْنِ أَفْعَالِهِمْ تَهْرُ الشُّجَاعِ
وَتُحَرِّضُ النَّكَالِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَتَى، وَلَا تَضَعَنَّ بِلَاءَ امْرِئٍ إِلَى خَفِيَّتِهِ
وَلَا تُقْصِرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بِلَائِهِ، وَلَا يَذْعُوكَ شَرَفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَقْصُرَ
مِنْ بِلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيرًا، وَلَا ضَعْفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَسْتَفْزِرَ مِنْ بِلَائِهِ مَا
كَانَ عَظِيمًا.

وَارْزُقْ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ مَا يُضْلِيكَ مِنَ الْخُطُوبِ، وَتَنْشِئُهُ عَلَيْهِ.

کے موقع پر جلدی
آئے اور کر دے
نات عامہ
پھر اس کے
لے لوگ کم کار
ہیں اور اگر ان
کو روک نہ دے
ان پر اعتبار کر
ہے اور بڑے

سار

اور دیکھو تمام
مال سے ان پر
میں سے جہاد
ہے کہ ایک
سلامت نہ ہوں
کو سر کا بوجھ نہ
عظیم لوگوں کے کا
اس کے بعد
ہی رکھنا اور
رٹے کا زنا
اور امور مشکل دکھا

ان لوگوں کے بارے

ری لگا دینا سار
کوئی دیر نہ دے
بغیر ذرا قسم

کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو۔ عذر کو قبول کر لیتا ہو۔ کمزوروں پر ہر پائی کہتا ہو عطا توہ اراک کے سامنے اگر چاہتا ہو۔ بد خوئی اسے خوش میں لے آئے اور کمزوری اسے بھانڈ دے۔

قالت عامہ :

پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان (۱) نیک گھرانے۔ عہد روایات والے اور عاقلانہ ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے مضبوط ہو کہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور سکینوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے حالات کی اسی طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر کرتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرنا جو انھیں قوت بخشتا ہو تو اسے عظیم خیال کر لینا اور اگر کوئی معمولی برتاؤ بھی کیسا ہے تو اسے کچھ کر دوک نہ دینا۔ اس لئے کہ اچھا سلوک انھیں اخلاص کی دعوت دے گا اور ان میں حسن ظن پیدا کر لے گا اور خبردار بڑے بڑے زنی پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کہ معمولی سہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو کٹ لٹہ ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں۔

شاعر :

اور دیکھو تمام سرداران لشکر میں تمھارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو قریب عہدوں کے اہل میں باقد شہادت ہو اور اپنے فانی مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متفین کے لئے بھی کافی ہو جائے تاکہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ دشمن سے جہاد۔ اس لئے کہ ان سے تمھاری عہد رانی ان کے دلوں کو تمھاری طرف متوجہ دے گی۔ عہد رانیوں کے حق میں بہترین خشکی پسند کا ان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو جائے اور عہد رانی میں محبت و الفت ظاہر ہو جائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سلامت نہ ہوں اور ان کی خبر خواہی ممکن نہیں ہو سکتی ہے جب تک اپنے جانوروں کے گھر دیکھ کر ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور چران کے بار کو سر کا دوج نہ بھیجیں اور ان کی حکمت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ان کی امیدوں میں رحمت دینا اور براہ کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے عظیم لوگوں کے کارناموں کو شہاد کرتے رہنا کہ ایسے لوگوں کی کثرت ہمارے دل کو خوش ملائی ہے اور مجھے بہت بے دلوں کا بھاریا کرتی ہے انفرادی اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو بھیجالتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے نامہ اعمال میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بد روئے کو تاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت انھیں اس بات سے نہ گھبراہٹ کرے کہ تم اس کے معزنی کام کو بھارتیوں سے دھوکا دے دو یا کسی چھوٹے

لوگ کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنا دو۔ جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمھارے لئے شائبہ ہو جائیں۔ انھیں اندر سے سہولت کی عزتوں سے بھارتی۔

سرداران لشکر کے ہاتھ میں اس قدر تاکید اور ان کے شرائط و اوصاف میں اتنا حوصلہ ہو کہ ان کے لئے کہ شہادت کا وعدہ نہ کریں یہ انھیں اس کا مل بازی لگا دینا سارے ملک کو جان کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔ ایسے عہد رانی اگر اس کے ہاتھ میں چھوٹے کام نہ لیں گی اور اسے اہل ان کی شہادت کی رو میں کیا ہوگا۔ یہی میں کوئی دیر نہ رہ جائیگا جو بچے ملک کا کروڑوں کا دفاع کرے اور شہادت دے۔ انھیں اس کا قائل ہو کر اسے انفرادی میں سے بڑا کر دینا چاہئے۔ اس کی دہائی غیر ذرا دیر سے ان کے افراد کے ہوا کر دی جائے۔ اس کے لئے چھوٹے کام نہ کریں بلکہ ان کے لئے ایسے کام لیں جو ان کے لئے بڑے کام بن جائیں۔

محکم کتاب - صریح احکام
محکم - غصتیں آجنا
تلاوی - دور تک چلا جانا
زکر - لغزش

لا یحصر - خستہ نہ ہو جائے
فی - رجوع

لا تشریف - سرٹھا کر دیکھے
انصی - دور رس

تبریم - بدولی

اصرم - زیادہ صریح

اطرار - بے تحاشہ ترین

تعاہد - نگرانی

بذل - علیہ

اختیار - استحقاق

آخرۃ - خورانی

محاباۃ - تعلقات

شعب - شعبے

توخ - تلاش کرو

قدم - سابقہ

اشنیج - مکمل کرو

تلموا - کوتاہی کی

عیون - نگران ، جاسوس

لے امیرالمومنین نے اس تعبیر سے عمل
تعلیم کا مرقع پیش کیا ہے کہ جس طرح
میں اپنے سے پہلے کے حکام پر واضح

تبصرہ کر رہا ہوں — اور ان کی شرارتوں کو بے نقاب کر رہا ہوں۔ اسی طرح ہر قاضی کا فرض ہے کہ فیصلہ کرنے میں شخصیت یا سماجی تصورات
سے مرعوب نہ ہو اور جو حق ہو اسے زبان پر جاری کر دے ورنہ روز قیامت خیانت کا روں میں شمار کیا جائے گا۔

مِنَ الْأُمُورِ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِقَوْمٍ أَحَبَّ إِزْسَادَهُمْ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ. فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ فَإِلَى اللَّهِ الْأَخْذُ بِحُكْمِ كِتَابِهِ. وَالرُّدُّ إِلَى الرَّسُولِ:
الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمَقْرُوعَةِ.

ثُمَّ اخْتَرْنَا لِحُكْمِ بَيْنِ النَّاسِ أَفْضَلَ وَعَيْتُكَ فِي نَفْسِكَ. يُمْكِنُ لَا تَضِيقُ بِهِ الْأُمُورُ
وَلَا تَحْكُمُ الْخُصُومُ. وَلَا يَتِمَّ دَعْوَى فِي الرَّأْيِ وَلَا يَخْصُرُ مِنَ النُّقْى إِلَى الْحَقِّ إِذَا
عَرَفَهُ. وَلَا تُشْرِفُ نَفْسُهُ عَلَى طَمَعٍ. وَلَا يَكْتَفِي بِأَدْنَى فَنَهُمْ دُونَ أَقْضَاءِ وَأَوْفَقَهُمْ
فِي الشُّبُهَاتِ. وَأَخَذَهُمْ بِالْمُحْجِجِ. وَأَقْلَهُهُمْ تَبَرُّماً بِمُرَاجَعَةِ الْحُكْمِ. وَأَضْيَرَهُمْ عَلَى
تَكْشِفِ الْأُمُورِ. وَأَضْرَمَهُمْ عِنْدَ انْضِاحِ الْحُكْمِ. يُمْكِنُ لَا يَزِدُّهُ إِطْرَافُ. وَلَا
يَسْتَعِيلُهُ إِغْرَاءُ. وَأُولَئِكَ قَلِيلٌ. ثُمَّ أَكْثَرَ تَعَاهُدَ (تَعَاهُدَ) قَضَائِهِ. وَافْتَسَحَ لَهُ
فِي الْبَدَلِ مَا يُزِيلُ عِلَّتَهُ. وَثَقُلَ مَعَهُ حَاجَتُهُ إِلَى النَّاسِ. وَأَعْطَاهُ مِنَ الْمَنْزِلَةِ
لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيهِ غَيْرُهُ مِنْ خَاصَّتِكَ. لِتَأْمَنَ بِذَلِكَ اغْتِيَابَ (اغْتِيَابَ) الرِّجَالِ لَهُ
عِنْدَكَ. فَانْظُرْ فِي ذَلِكَ نَظْراً بَليغاً. فَإِنَّ هَذَا الَّذِينَ قَدْ كَانَ أَسِيراً فِي أَيْدِي
الْأَشْرَارِ. يُعْتَلُ فِيهِ بِالْهُوْنِ. وَتُطْلَبُ بِهِ الدُّنْيَا.

ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عَمَّاكَ فَاسْتَعْمِلْهُمْ اخْتِياراً (اخْتِياراً). وَلَا تُؤْلِمْ مُحَابَاةً وَأَثَرَةً
فَإِنَّهَا جَمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَالْخِيَانَةِ. وَتَوَخَّ مِنْهُمْ أَهْلَ الشَّجَرَةِ (التَّصْبِيحَةِ) وَالْحَيَاةِ
مِنْ أَهْلِ الْيُبُوتَاتِ الصَّالِحَةِ. وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ. فَإِنَّهُمْ أَكْثَرُ أَخْلَاقَ.
وَأَصَحُّ أَغْرَاضاً (أَغْرَاضاً). وَأَقْلُ فِي الْمَطَامِعِ إِشْرَافاً (إِسْرَافاً). وَأَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ
الْأُمُورِ نَظْراً. ثُمَّ أَسْبَغْ عَلَيْهِمُ الْأَرْزَاقَ. فَإِنَّ ذَلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ أَنْفُسِهِمْ.
وَعَنْهُمْ لَهُمْ عَنْ تَتَاوُلِ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ. وَحُجَّةٌ عَلَيْهِمْ إِنْ خَالَفُوا أَمْرَكَ أَوْ تَلَمَّحُوا أَمَّا تَلَمَّحَ
ثُمَّ تَقَفَّدْ أَعْيَانَهُمْ. وَابْتَعْ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقِ وَالْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ. فَإِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي

کر پرورد
کسی شے
اور رسول
قضاو

۱۰

سے کہ نہ

اس کی طرف

نہ کرتے ہم

ہوں اور

ہوں۔ نہ

پچھ

اور پھر لوگو

وہ لوگوں

قیدی رہ چکے

عمال

اس

بنا پر عہد

کرنا جو ایسا

دلے ہو۔

اخراجات کو

ہو جاتے ہیں

اس

لے اس مقام

۱۱

استنباط

(۸) شہانہ

مراجہ کرنا

تفصیلی

کہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے "ایمان والو! اللہ، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو"۔ تو اللہ کی طرف پلٹنے کا مطلب اس کی کتاب حکم کی طرف پلٹانا ہے اور رسول کی طرف پلٹانے کا مقصد اس سنت کی طرف پلٹانا ہے جو امت کو جمع کرنے والی ہو، تفرقہ ڈالنے والی نہ ہو۔

قضایات:

اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔ نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور حق کے واضح ہونے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں اور نہ ان کا نفس لاپرواہی کی طرف جھٹکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کر کے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ شبہات میں توقف کرنے والے ہوں اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔ فریقین کی بحثوں سے اکتانہ جاتے ہوں اور معاملات کی چھان بین میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوں اور حکم کے واضح ہوجانے کے بعد نہایت وضاحت سے فیصلہ کر دیتے ہوں۔ نہ کسی کی تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے اُبھارنے پر ادبچے ہو جاتے ہوں۔ ایسے افراد یقیناً کم ہیں۔ لیکن ہیں۔ (۱)

پھر اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطا یا میں اتنی وسعت پیدا کر دینا کہ ان کی ضرورت ختم ہو جائے اور پھر لوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں انھیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اور مقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کہ اس طرح وہ لوگوں کے ضرر پہنچانے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ مگر اس معاملہ پر بھی گہری نگاہ رکھنا کہ یہ دین بہت دنوں اشراک کے ہاتھوں میں قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

مثال:

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انھیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔ اور دیکھو ان میں بھی جو مخلص اور غیر متدبہ ہوں انکو تلاش کرنا جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور ان کے اسلام میں سابق خدمات رہ چکے ہوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کہ اس سے انھیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتا ہے اور دوسروں کے احوال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر سخت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق و صفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کہ بیڑ زرعہ

لے اس مقام پر قاضیوں کے حسب ذیل صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے:

- (۱) خود حاکم کی نگاہ میں قضایات کرنے کے قابل ہو (۲) تمام رعایا سے افضلیت کی بنیاد پر منتخب کیا گیا ہو (۳) مسائل میں الجھ نہ جاتا ہو بلکہ صاحب نظر و استنباط ہو (۴) فریقین کے جھگڑوں پر غصہ نہ کرتا ہو (۵) غلطی ہو جانے پر اس پر اکتانہ نہ ہو (۶) لالچی نہ ہو (۷) معاملات کی مکمل تحقیق کرتا ہو اور کاہلی کا شکار نہ ہو (۸) شبہات کے موقع پر جلد بازی سے کام نہ لیتا ہو بلکہ دیگر مقررہ قوانین کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہو (۹) دلائل کو قبول کرنے والا ہو (۱۰) فریقین کی طرف مبالغہ کرنے سے اکتانہ نہ ہو بلکہ پوری بحث سننے کی صلاحیت رکھتا ہو (۱۱) تحقیقات میں بے پناہ قوت صبر و تحمل کا مالک ہو (۱۲) بات واضح ہو جائے تو قطعی فیصلہ کرنے میں تکلف نہ کرتا ہو (۱۳) تعریف سے مغرور نہ ہوتا ہو (۱۴) لوگوں کے اُبھارنے سے کسی کی طرف جھکاؤ نہ پیدا کرتا ہو۔

عقبت - پیداوار میں کمی کی آفت
ناگہان

انقطاع شربہ - نہروں کا نہ ہونا

انقطاع بالک - بارشوں کا نہ ہونا

احالة ارض - دائروں کا زیادہ ہونا

اشترک - برادری

اجتمع - جمع ہونا

توش

استغاضہ - شول و غوم

اجتام - راست و قاصبت

احوال کی

جمع - ذخیرہ انرازی

بظہر - منور و بنا دینا

تاج - مجمع عام - جماعت

لے اس مقام پر حضرت نے سزا کو
حاکم کی صورت میں پیش کر دیا ہے جس
حق میں زبان میں تحریر کیا جاتا ہے کہ حد
ل مقدار شربیت کی طرف سے مقرر
ہوتی ہے اور تعزیر کی مقدار اس سے کہنے
اختیار حاکم کو ہوتا ہے جس کی تحدید
اسلامی حکام کے پیش نظر کرنا ہے
دراس میں کسی طرح کے ذاتی رنگ و بیا
نقص و جہل پر انتظام کا دخل نہیں
ہوتا ہے۔

النَّارُ لَأَسْوَأُ مِنْ ذَلِكَ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الرِّبَا لَأَرْفَعَنَّ رَأْسَهُ بِذُنُوبِهِ وَسَأَلُفَنَّ لَهُ أَشْدُّ مِنْ ذَلِكَ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَأَرْفَعَنَّ رَأْسَهُ بِذُنُوبِهِ وَسَأَلُفَنَّ لَهُ أَشْدُّ مِنْ ذَلِكَ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَأَرْفَعَنَّ رَأْسَهُ بِذُنُوبِهِ وَسَأَلُفَنَّ لَهُ أَشْدُّ مِنْ ذَلِكَ

وَتَقْضَىٰ أَمْوَالُ الْخُرَاجِ بِمَا يَصْلُحُ أَشْدُّ قَبْلَ فِي صَلَاحِهِ وَصَلَاحِهِمْ صَلَاحًا لِّمَنْ
يُؤَامِلُهُمْ وَلَا صَلَاحًا لِّمَنْ يَسْأَلُهُمْ إِلَّا بِهِمْ، لِأَنَّ النَّاسَ كَذِبُهُمْ عِيَالٌ عَلَى الْخُرَاجِ
وَأَهْلِيهِ، وَلَيْكُنْ نَظَرُكَ فِي سَيَرَةِ الْأَرْضِ أَشْلَغُ مِنْ نَظَرِكَ فِي اسْتِغْلَابِ الْخُرَاجِ،
لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يُسَدِّدُكَ إِلَّا بِسَالِفَاتِهِ وَمِنْ طَلَبِ الْخُرَاجِ يَغْفِرُ عِيسَاءَ أَخْوَبِ الْبِلَادِ،
وَأَهْلِكَ الْبِلَادِ، وَلَمْ يَسْتَعْمِ أَمْرُهُ إِلَّا قَلِيلًا قَبْلَ شَكَاةٍ تَقْلًا أَوْ عِلَّةً، أَوْ انْقِطَاعِ
شَرْبٍ أَوْ بَالَةٍ، أَوْ إِحَالَةِ أَرْضٍ اشْتَرَكَا غَرَقًا، أَوْ أَجْعَفَ بِهَا عَطَشًا، خَفَقَتْ عَنْهُمْ
بِمَا تَوَجَّوْا أَنْ يَصْلُحَ بِهِ أَمْرُهُمْ، وَلَا يَشْفُلُ عَلَى شَيْءٍ خَلَقَتْ بِهِ الْمُؤَوَّةَ عَنْهُمْ،
فَأَيُّهُ دَحْرٌ يَمُودُونَ بِمِ عِلَّتِكَ فِي عِيسَاءِ بِلَادِكَ، وَتَرْبِيعِ وَلَا يَتَكَلَّمُ، مَعَ اسْتِغْلَابِكَ
حُسْنِ تَنَاقُلِهِمْ (انسياطهم)، وَتَجَلُّجِكَ بِاسْتِغْاضَةِ الْعَدَالِ فِيهِمْ، مُعْتَمِدًا فَضْلَ قُوَّتِهِمْ،
بِمَا دَخَلَتْ عَنْدَهُمْ مِنْ إِجْمَاعِكَ لَهُمْ، وَالثَّقَةِ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدَتْهُمْ مِنْ عَدْلِكَ
عَلَيْهِمْ، وَرَفَقِكَ بِهِمْ، فَتَرَبُّعًا حَدَثَ مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ
بَسْتٍ اسْتَمْلَوْهُ طَبِيعَةُ أَنْفُسِهِمْ بِهِ، فَإِنَّ السُّعْرَانَ مُخْتَلِ مَا حَمَلْتَهُ، وَإِنَّمَا
يُسَوِّقُ خَرَابِ الْأَرْضِ مِنْ إِنْغَوَاةِ أَهْلِهَا، وَإِنَّمَا يُنَوِّرُ أَهْلَهَا لِإِشْرَافِ أَنْفُسِ
الْوَلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ، وَسُوءِ ظَنِّهِمْ بِانْتِقَاءِ، وَقِلَّةِ اسْتِغْنَائِهِمْ بِالْعَبْرِ،
ثُمَّ انْظُرْ فِي حَالِ كُتَابِكَ، فَقَوْلُ عَلَى أُمُورِكَ خَيْرُهُمْ، وَاخْطِصْ رَسَائِلَكَ الَّتِي تُدْخِلُ
فِيهَا مَكَائِدَكَ وَأَسْرَارَكَ بِأَجْمَعِهِمْ لِيُوجِزَ صَالِحُ الْأَخْلَاقِ بِمَنْ لَا تُبْطِلُوهَ الْكَرَامَةُ،
فَتَجْتَرِي بِهَا عَلَيْكَ فِي خِلَافِ لَكَ بِخَطَرَةٍ مَلَاءَ، وَلَا تَقْصُرْ بِهِ الْفَقْلَةَ عَنْ إِبْرَادِ مَكَائِدَاتِ

ہو جان پر لفظ خراج سے مراد صرف مال گزاری نہیں ہے بلکہ حکومت کے تمام مال و سائل اور بیت المال کے تمام ذخائر ہیں۔ چاہے ان کا تعلق زرکات سے
یا مال خلیفہ سے یا فنی سے جس کا حصول کسی جنگ و جدال کے بغیر ہوتا ہے۔

انہیں امانت داری
کہ اگر ان میں کو
جانی اعتبار سے
سے روشناس

خراج اور

بارے معاشرہ کی
زندگی گزارتے

کے بغیر ممکن نہیں

حکومت چند دنوں

کی بنا پر تباہی اور

تجزیہ و تخریب کی

رب زینت کی شرا

مانے سے سرت

انسانی طاقت بھی ما

بدان برا اعتماد کر

اننگہ سستی سے پیدا

بے خدائی نہیں ہے

کاتب:

اس کے بعد

روان افراد کے حوا

بجائے پیدا کر لیں

پیر اسلامی نظام کا

ال کائنات کے

بازار سے نظام کی

بہتر کار ہے۔ بلکہ

پرمکون حالات

ادکاسے بچانے

میں امانتداری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے، تاؤ پر آمادہ کرے گا۔ اور دیکھو اپنے مدوکاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے سانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سراج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ دوسوا کی کاٹوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

خارج :

خارج اور مالگنداری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگنداروں کے حتیٰ میں زیادہ مناسب ہو کہ خارج اور اہل خارج کے صلاح ہی میں بارے معاشرہ کی صلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خارج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے، لوگ سب کے سب اسی خارج کے بھروسے زندگی گزارتے ہیں۔ خارج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آباد کاری پر ہونی چاہئے کہ مال کی جمع آوری زمین کی آباد کاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آباد کاری کے بغیر مالگنداری کا مطالعہ کیا اس نے شہروں کو برباد کر دیا اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر لوگ گراں باری۔ آفت ناگہانی۔ نہروں کی خشکی، بارش کی کمی زمین کی غرقابی کی بنا پر تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خارج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور برادر یہ تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ گذرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی برباد زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہوگی اور عدل و انصاف کے پھل لانے سے مسرت بھی حاصل ہوگی، پھر ان کی راحت و رغابت اور عدل و انصاف، نرمی و سہولت کی بنا پر جو اعتماد حاصل کیلئے اس سے ایک مالی طاقت بھی حاصل ہوگی جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے۔ اس لئے کہ برا اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ جن میں اعتماد و حسن ظن کے فقدان پر اعتماد کرو تو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آباد کاری ہی ہوتا ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا جمع آوری کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

کاتب :

اس کے بعد اپنے منشیوں کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں روزِ مصلحت اور اسرارِ مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اور عزت پا کر اگر نہ جلتے ہوں کہ ایک دن لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کر لیں اور غفلت کی بنا پر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے

یہ اسلامی نظام کا نقطہ امتیاز ہے کہ اس نے زمینوں پر ٹیکس ضرور رکھا ہے کہ پیداوار میں اگر ایک حصہ مالک زمین کی محنت اور آباد کاری کا ہے تو ایک حصہ مالک کائنات کے کوٹ کا بھی ہے جس نے زمین میں پیداوار کی صلاحیت و دولت کی ہے اور وہ پوری کائنات کا مالک ہے وہ اپنے حصہ کو بڑے سچ پر تقسیم کرنا چاہتا ہے اور اسے نظام کی تکمیل کا بنیادی عنصر قرار دینا چاہتا ہے۔ لیکن اس ٹیکس کو حاکم کی صوابدید اور اس کی خواہش پر نہیں رکھا ہے جو دنیا کے تمام ظالم اور عیاش حکام کا طریقہ کار ہے۔ بلکہ اسے زمین کے حالات سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ ٹیکس اور پیداوار میں رابطہ رہے اور مالکان زمین کے دلوں میں حاکم سے ہمدردی پیدا ہو۔ پھر سکون حالات میں جی لگا کر کاشت کریں اور حادثاتی مواقع پر مملکت کے کام آسکیں۔ ورنہ اگر عوام میں بددلی اور بدظنی پیدا ہوگی تو نظام اور سراج کو بربادی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ !

فراسہ - ہوشیاری

استقامت - سکون

تصنع - تکلف

تقابل - متقابل

مضطرب بالمال - دورہ کرنے والا

مشرق - کسب کرنے والا

مراغی - رسائل کسب

مطارح - دورہ دار و علاقہ

سلم - صلح پسند - سلیم الطبع

بالقہ - حادثہ

ضیق - تنگی معاملہ

شیخ - بھل

احکام - ذخیرہ اندازی

مبتاع - خریدار

قارن - اختیار کیا

تکرہ - اختار

نیکل - سزا دو

اسراف - حد سے بڑھ جانا

لے واضح رہے کہ حضرت کے ارشاد میں کاتب سے مراد صرف محرر و درفش نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ایک مرتبہ اور ہے جسے دور حاضر میں ایک قسم کی اذارت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہی ہے کہ حضرت نے کاتب کے لئے خزانہ شراعت کی تعیین فرمائی ہے۔

عَلَيْكَ عَلَيْكَ، وَإِصْدَارُ جَوَابِهَا عَلَى الصَّوَابِ عَلَيْكَ، فِيمَا يَأْخُذُ لَكَ وَيُعْطِي مِنْكَ، وَلَا يُضَيِّفُ عَقْدًا اعْتَقَدَهُ لَكَ، وَلَا يَغْفِرُ عَنْ إِطْلَاقِي مَا عَقَدَ عَلَيْكَ، وَلَا يَحْجِلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ فِي الْأُمُورِ، فَإِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ نَفْسِهِ يَكُونُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ أَجْهَلُ، ثُمَّ لَا يَكُنْ اخْتِيَارُكَ إِسَاءَةً عَلَى فِرَاسَتِكَ وَاسْتِثْمَاتِكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ، فَإِنَّ الرِّجَالَ يَتَعَرَّضُونَ لِسُوءِ أَسَاتِ الْوُلَاةِ بِتَضَعُّعِهِمْ وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ النَّصِيحَةِ وَالْأَمَانَةِ شَيْءٌ، وَلَكِنْ اخْتَرْتَهُمْ بِمَا وَلُوا لِلصَّالِحِينَ قَبْلَكَ، فَاعْبُدْ لِأَخْسَنِهِمْ كَمَا فِي الْعَامَّةِ أَثَرًا، وَأَعْرِضْهُمْ بِالْأَمَانَةِ وَجْهًا، فَإِنَّ ذَلِكَ ذَكِيلٌ عَلَى نَصِيحَتِكَ لِيْلَهُ وَلَيْسَ أَمْرُهُ، وَاجْعَلْ لِرَأْسِ كُلِّ أَمْرٍ مِنْ أُمُورِكَ رَأْسًا مِنْهُمْ، لَا يَفْهَرُهُ كِبَرُهَا، وَلَا يَسْتَشْتِ عَلَيْهِ كِبَرُهَا، وَمَهْمَا كَانَ فِي كِتَابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَغَفَلْتِ عَنْهُ الْزِمْتَهُ^{له}

ثُمَّ اسْتَوْصِ بِالْثَّجَارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ، وَأَوْصِ بِهِمْ خَيْرًا: الْمُقِيمِ مِنْهُمْ وَالْمُضْطَرِّبِ بِمَالِهِ، وَالْمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهِ، فَإِنَّهُمْ مَوَادُّ الْمَنَافِعِ، وَأَسْبَابُ الْمَرَافِقِ، وَجُلَّاهُمَا مِنَ الْمُسَاعِدِ وَالْمُطَارِحِ، فِي بَرْكَ وَبَخْرِكَ، وَشَهْلِكَ وَجَبْلِكَ، وَحَيْثُ لَا يَلْتَمِ الْبَاسُ لِمَوَاضِعِهَا، وَلَا يَحْتَرُؤُونَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهُمْ يَسْلَمُ لَا تُخَافُ بِأَيُّفَتِهِ، وَصُلُحُ لَا تُخْشَى عَائِلَتُهُ، وَتَفَقُّدُ أُمُورِهِمْ بِخَضْرَتِكَ وَفِي حَوَاشِي بِلَادِكَ، وَاعْلَمْ - مَعَ ذَلِكَ - أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ ضِيقًا فَاجِسًا، وَشُحًّا قَاسِحًا، وَاخْتِكَارًا لِلْمَنَافِعِ، وَتَحَكُّمًا فِي الْبِيعَاتِ، وَذَلِكَ بِسَبَبِ مَضَرَّةِ لِقَاعَتِهِ، وَعَيْبِ عَلَى الْوُلَاةِ، فَامْنَعْ مِنَ الْاخْتِكَارِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - مَنَعَ مِنْهُ، وَلَيْكُنِ الْبَيْعُ بِنِعَاءٍ سَمَحًا، بِمَوَازِينِ عَدْلٍ، وَأَشْعَارٍ لَا تُجْحِفُ بِالْقَرِيقِينَ مِنَ الْبَانِعِ وَالْمُبْتَاعِ، فَتَنْ قَارَفَ حُكْمَهُ بَعْدَ تَهْلِكَ إِسَاءَةِ فَتَكُلْ بِهِ، وَعَاقِبَتُهُ فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ.

- (۱) اس کا تقر و امتحان و اختیار کے بعد ہو (۲) اسرا کا امانت دار اور عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھنے والا ہو (۳) عزت یا کمزور نہ ہو جائے۔
(۴) غفلت کی بنیاد پر فرائض میں کوتاہی نہ کرے۔ (۵) عہد و پیمان کو طے کرنے اور اس کے نفع و نقصان کے پیمانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۶) خود اپنی حیثیت سے سبے خبر نہ ہو۔ (۷) تقر میں گذشتہ حالات کو بھی نگاہ میں رکھا جائے کہ سابق حکام کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا رہا ہے۔

اد
تو
دوخدا
امیر
جا
ایک
کاجا
کہ
ان
امیرمیرا
ہیں
خرید
بعدلے
کا
ہو
اشار
لےدے
تا
بند
خط

اور ان کے جوابات دینے میں کوتاہی سے کام لینے لگیں اور تمہارے لئے جو عہد و پیمان باندھیں اسے کمزور کر دیں اور تمہارے خلاف ساز باز کے توڑنے میں عاجزی کا مظاہرہ کرنے لگیں۔ دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام سے ناواقف نہ ہوں کہ اپنی قدر و منزلت کا نہ پہچاننے والا دوسرے کے مقام و مرتبہ سے یقیناً زیادہ ناواقف ہوگا۔

اس کے بعد ان کا تقرر بھی صرف ذاتی پوشیداری، خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کہ اکثر لوگ حکام کے سامنے بناوٹی کردار اور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے کو بہترین بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ اس کے پس پشت نہ کوئی اخلاص ہوتا ہے اور نہ امانتداری پہلے ان کا امتحان لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا رہا ہے پھر جو عوام میں اچھے اثرات رکھتے ہوں اور امانتداری کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں انہیں کا تقرر کر دینا کہ یہ اس امر کی دلیل ہوگا کہ تم اپنے پروردگار کے بندہ مخلص اور اپنے امام کے وفادار ہو۔ اپنے جملہ شعبوں کے لئے ایک ایک افسر مقرر کر دینا جو بڑے سے بڑے کام سے مقہور نہ ہوتا ہو اور کاموں کی زیادتی پر براگندہ حواس نہ ہو جاتا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کرو گے اس کا مواخذہ تمہیں سے کیا جائے گا۔^(۱)

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو چاہے وہ ایک مقام پر کام کرنے والے ہوں یا جا بجا گردش کرنے والے ہوں اور جسمانی محنت سے روزی کمانے والے ہوں۔ اس لئے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یہی دور دراز مقامات، برآمدات، کوہ و میدان ہر جگہ سے ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور وہ صلح و آشتی دلے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

اپنے سامنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنا اور یہ خیال رکھنا کہ ان میں بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی گنجھوسی پائی جاتی ہے۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اپنے دام خود ہی میں کود پڑتے ہیں، جس سے عوام کو نقصان ہوتا ہے اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کہ رسول اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا ہے خرید و فروخت میں ہولت ضروری ہے جہاں عادلانہ میزان ہو اور وہ قیمت مہین ہو جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ اس کے بعد تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزا دو لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔

لے بعض شاعرین کی نظر میں اس حصہ کا تعلق صرف کتابت اور انشاء سے نہیں ہے بلکہ ہر شعبہ حیات سے ہے جس کی نگرانی کے لئے ایک نئے مندار کا ہونا ضروری ہے اور جس کا ادراک اہل سیاست کو میکروٹوں سال کے بعد ہوا ہے اور حکیم امت نے جو وہ حدی قبل اس نکتہ جہانبانی کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تجارت اور صنعت کا معاشرہ کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ معاشرہ کی زندگی میں استقرار پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولائے کائنات نے ان کے بارے میں خصوصی نصیحت فرمائی ہے اور ان کے مفیدین کی اصلاح پر خصوصی زور دیا ہے۔ تاجروں میں بعض امتیازی خصوصیات ہوتے ہیں جو دوسری قوموں میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ (۱) یہ لوگ فطرتاً صلح پسند ہوتے ہیں کہ فساد اور ہنگام میں دکان کے بند ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے (۲) ان کی نگاہ کسی مالک اور ارباب پر نہیں ہوتی ہے بلکہ پروردگار سے رزق کے طلبگار ہوتے ہیں (۳) دور دراز کے خطرناک ممالک اور دیک سفر کرنے کی بنا پر ان سے تبلیغ مذہب کا کام بھی لیا جاسکتا ہے، جس کے شواہد آج ساری دنیا میں پائے جا رہے ہیں۔

پیشی - شدت فقر

رہنمی - معذور

مالع - سائل

مستتر - جس کی صورت سوال ہو

غلات - مزارع

عسوافی - ارض غنیمت

بازر - اکثر

انجیر - جھیر

تصعیر - منہ پھیرنا

اعذار الی اللہ - خدا کی بارگاہ میں

معذور ہونا

قد فی السن - کبیر السن

دوسری الحاجات - مظلومین

احراس - جمع حراس - محافظ

شرط - جمع شرط - پولیس

غیر متعلق - بلاکنت

خرق - درستی

نہی - ناجزی کلام

نجس - تنگ دلی

نقص - اکثر

اکناف - اطراف

ہتیا - سہولت خوشگوار کی طرح

لہ صدائی الاسلام سے مراد وہ

مال بھی ہو سکتے ہیں جنہیں سرکار نے

پنے لئے مخصوص کر لیا تھا یا حکام و سلطان

ثُمَّ اللَّهُ اللَّهُ فِي الطَّبَقَةِ الشُّفْلَى مِنَ الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ، مِنَ الْمَسَاكِينِ وَالْمُعْتَرِّينَ وَأَهْلِ الْيُوسَى وَالزَّمْنَى، فَإِنَّ فِي هَذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَمُعْتَرًّا، وَاحْتَفَظَ لِلَّهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ فِيهِمْ، وَاجْعَلْ لَهُمْ قِسْمًا مِنْ نَسَبِكَ، وَقِسْمًا مِنْ غَلَّتِ صَوَائِفُ الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلَدٍ، فَإِنَّ لِبَلَدِي مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِبَلَدِي، وَكُلُّ قَدِ اسْتُرِعِيَتْ حَقُّهُ، فَلَا يَشْغَلُكَ عَنْهُمْ بَطَرٌ (اسطر)، فَإِنَّكَ لَا تُعَذِّرُ بِتَضْيِيعِكَ الشَّافِيَةَ لِإِحْكَامِكَ الْكَثِيرِ الْمُسِيءِ.

فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ، وَلَا تُعَذِّرْ خَدَّكَ لَهُمْ، وَتَقَعِّدْ أُمُورَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ بِمَنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ، وَتَحْتَمِلُهُ الرِّجَالُ، فَفَرِّغْ لِأَوْلِيكَ بِقَتْلِكَ مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَالْخَوَافِ، فَلْيَرْفَعْ إِلَيْكَ أُمُورَهُمْ، ثُمَّ اغْمِضْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ تَلْقَاهُ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرِّعْيَةِ أَخْرَجَ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكُلُّ قَانِعٍ فَاغْذِرْ إِلَى اللَّهِ فِي تَأْوِيلَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ.

وَتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيَسَمِ وَذَوِي الرُّقَصِ فِي السَّنِ بِمَنْ لَا حِيلَةَ لَهُ، وَلَا يَنْصِبُ لِمَنْ تَلَّهْ تَفَقُّهُ، وَذَلِكَ عَلَى السُّوْلَةِ نَسِيلٍ، وَالْحَقُّ كُلُّهُ نَسِيلٌ، وَتَذْخِرُ اللَّهُ عَلَى أَقْرَابِ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَرُوا أَنْفُسَهُمْ، وَتَقَوُّوا بِصِدْقِ مَوْعِدِ اللَّهِ لَهُمْ.

وَاجْعَلْ لِذَوِي الْحَاجَاتِ مِنْكَ قِسْمًا تُفَرِّغْ لَهُمْ فِيهِ شَخْصَكَ، وَتَجْلِسُ لَهُمْ بِحِلْمٍ عَامًّا فَتَتَوَاضَعُ فِيهِ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَكَ، وَتُسَفِّدَ عَنْهُمْ جُنْدَكَ وَأَعْوَانَكَ مِنْ أَحْسَرَايِكَ وَشَرِيكَ، حَتَّى يَكْلَمَكَ مُسْتَكْلَمُهُمْ غَيْرَ مُسْتَفْعٍ، فَإِنَّ سَبِيحَتَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ فِي غَيْرِ مَوْطِنٍ: «لَنْ تُقَدَّرَ أُمَّةٌ لَا يُؤْخَذُ لِضَعْفِهَا حَقُّهُ مِنَ الْقَوَى غَيْرَ مُسْتَفْعٍ». ثُمَّ اخْتَلِ الْخَسْرَ مِنْهُمْ وَالسُّوءَ، وَخُجَّ عَنْهُمْ الضَّيْقَ وَالْأَتُفَّ بِسَبْطِ اللَّهِ عَلَيْكَ بِذَلِكَ أَكْنَافَ رَحْمَتِهِ، وَيُوجِبُ لَكَ ثَوَابَ طَاعَتِهِ، وَأَعْطِ مَا أَعْطَيْتَ هَتِيئًا، وَامْتَنِعْ فِي إِجْمَالِ

اپنے ساتھ مخصوص کر لیتے ہیں اور وہ اموال بھی ہو سکتے ہیں جو تمام مسلمانوں کے لئے مشترک ہوتے ہیں کہ ان میں سے بھی ان پیارے افراد کو ایک حصہ لٹا چاہیے کہ ان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے اور یہ بھی عالم اسلام کا ایک حصہ ہیں۔ بلکہ بہت طبقہ ہونے کی بنا پر انہیں سماجی عداوت کے لئے رنگ بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور ان کے ساتھ سیدھا برتاؤ دیکر کیا گیا تو سماج کی عداوت خریا تک کچھ ہی رہے گی۔

حفا

جود

کام

کی

حالا

کود

انہ

کھڑ

ہی

نفسر

اس

والا

دہ

تھا

دوا

لہ من

یہ ہے

بات

کیا

بعد

طرز

اس کے بعد اللہ سے ڈرو اس پس ماندہ طبقہ کے بارے میں جو مساکین، محتاج، فقراء اور معذور افراد کا طبقہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقہ میں مانگنے والے بھی ہیں اور غیرت دار بھی ہیں جن کی صورت سوال ہے۔ ان کے جس حق کا اللہ نے تمہیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو اور ان کے لئے بیت المال اور ارض غنیمت کے غلات میں سے ایک حصہ مخصوص کر دو کہ ان کے دور افتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب والوں کا ہے اور تمہیں سب کا نگران بنایا گیا ہے لہذا خبردار کہیں غرور و تکبر تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنا دے کہ تمہیں اللہ کا مومن کے مستحکم کر دینے سے چھوٹے کاموں کی بربادی سے معاف نہ کیا جائے گا۔ لہذا نہ اپنی توجہ کو ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بنا پر اپنا منہ موڑ لینا۔ جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں ہے اور انہیں نگاہوں نے گرا دیا ہے اور شخصیتوں نے حقیر بنا دیا ہے ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی ذمہ ہے لہذا ان کے لئے متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص کر دو جو تم تک ان کے حالات کو پہونچاتے رہیں اور تم ایسے اعمال انجام دیتے رہو جن کی بنا پر روز قیامت پیش پروردگار معذور کہے جاسکو کہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں پیش پروردگار اپنے کو معذور ثابت کر دے۔

اور یتیموں اور کبیر السن بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلبگار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبان ضرورت کے لئے ایک وقت معین کر دو جس میں اپنے کو ان کے لئے خالی کر لو اور ایک عمومی مجلس میں بیٹھو۔ اس خدا کے سامنے متواضع رہو جس نے پیدا کیا ہے اور اپنے تمام نگہبان پولیس۔ فوج۔ اعموان و انصار سب کو دوڑ بٹھا دو تاکہ بولنے والا آزادی سے بول سکے اور کسی طرح کی لگنت کا شکار نہ ہو کہ میں نے رسول اکرمؐ سے خود سنا ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ ”وہ امت پاکیزہ کر دار نہیں ہو سکتی ہے جس میں کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے۔“ اس کے بعد ان سے بدکلامی یا عاجزی کلام کا مظاہرہ ہو تو اسے برداشت کرو اور دل تنگی اور غرور کو دور رکھو تاکہ خدا تمہارے لئے رحمت کے اطراف کشادہ کر دے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار دیدے۔ جسے جو کچھ دو خوشگوار کی کے ساتھ دو اور جسے منع کرو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو۔

لے مقصد یہ نہیں ہے کہ حاکم جلسہ عام میں لاوارث ہو کر بیٹھ جائے اور کوئی بھی مفسد، ظالم فقیر کے بھیس میں آکر اس کا خاتمہ کر دے مقصد صرف یہ ہے کہ پولیس۔ فوج۔ محافظ۔ دربان لوگوں کے ضروریات کی راہ میں حائل نہ ہونے پائیں کہ نہ انہیں تمہارے پاس آنے دیں اور نہ کھل کر بات کرنے کا موقع دیں۔ چاہے اس سے پہلے پچاس مقامات پر تلاشی لی جائے کہ غریب کی حاجت روائی کے نام پر حکام کی زندگیوں کو قربان نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ مفسدین کو بے لگام چھوڑا جاسکتا ہے۔ حاکم کے لئے بنیادی مسئلہ اس کی شرافت، دیانت، امانتداری کا ہے اس کے بعد اس کا مرتبہ عام معاشرہ سے بہر حال بلند تر ہے اور اس کی زندگی عوام الناس سے یقیناً زیادہ قیمتی ہے اور اس کا تحفظ عوام الناس پر اسی طرح واجب ہے جس طرح وہ خود ان کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے۔

تخریج - تنگی محسوس کرتے ہیں

جزل - اعظم

شلوم - جس میں رخ پڑ جائے

خصیج - بریاد کرنے والا

لمات - علامات

رل - عطا

یسو - ایس ہوجائیں

وَإِعْذَارًا

لَمْ أَمُورٌ مِنْ أُمُورِكَ لِأَبْدَلِكَ مِنْ مُبَاشَرَتِنَا: مِنْهَا إِجَابَةُ عُسْلِكَ
بِمَا يَغْنِيَا عَنْهُ كُتَابُكَ، وَمِنْهَا إِعْذَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ وَرُودِهَا
عَلَيْكَ بِمَا تَخْرُجُ بِهِ صُدُورُ أَغْوَانِكَ. وَأَمَضَ لِكُلِّ يَوْمٍ عَمَلُهُ،
فَإِنْ لِكُلِّ يَوْمٍ مَا فِيهِ. وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ فِيهَا بَيْتَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ
أَفْضَلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيتِ، وَأَجْزَلَ تِلْكَ الْأَقْسَامِ، وَإِنْ كَانَتْ كُلُّهَا
بِلَهُ إِذَا صَلَحَتْ فِيهَا النَّيَّةُ، وَسَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةُ.

وَلَيْكُنْ فِي خَاصَّةٍ مَا تُخْلِصُ بِهِ لِبَلَدِ دِينِكَ: إِقَامَةُ قَرَانِيخِ
الَّتِي هِيَ لَهُ خَاصَّةٌ، فَأَعْطِ اللَّهَ مِنْ بَدَنِكَ فِي لَيْلِكَ وَتَهَارَكَ.
وَوَفَّ مَا تَقَرَّبْتَ بِهِ إِلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ كَامِلًا غَيْرَ مَنكُومٍ وَلَا
مَشْقُوصٍ، بِالْعَمَلِ مِنْ بَدَنِكَ مَا بَلَغَ. وَإِذَا قُتِّ فِي صَلَاتِكَ لِلنَّاسِ،
فَلَا تَكُونَنَّ مُتَقَرًّا وَلَا مُضْطَّعًا، فَإِنَّ فِي النَّاسِ مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ
وَلَهُ الْحَاجَةُ. وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ - حِينَ وَجَّهَنِي إِلَى السَّيْنِ كَيْفَ أَصَلِّي بِهِمْ؟
فَقَالَ: «صَلِّ بِهِمْ كَصَلَاةِ أَضْعَافِهِمْ، وَكُنْ بِالسَّيْنِ رَجِيمًا».

وَأَمَّا بَعْدُ، فَلَا تُطَوِّلَنَّ اخْتِجَابَكَ عَنْ رِعْيِكَ، فَإِنَّ اخْتِجَابَ
الْوُلَاةِ عَنِ الرَّعِيَّةِ شُعْبَةٌ مِنَ الضُّيْقِ، وَقِلَّةٌ عِلْمٌ بِالْأُمُورِ،
وَالْإِخْتِجَابُ مِنْهُمْ يَنْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمٌ مَا اخْتَجَبُوا دُونَهُ فَيَضْفَرُ
عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ، وَيَغْظُمُ الصَّغِيرُ، وَيَقْبُحُ الْمَتَنُّ، وَيَخُونُ
الْقَبِيحُ، وَيُثَابِتُ الْحَقُّ بِالنَّاطِلِ. وَإِنَّمَا الْوَالِي بِشَرٍّ لَا يَعْرِفُ
مَا تَوَارَى عَنْهُ النَّاسُ بِهِ مِنَ الْأُمُورِ، وَلَيْسَتْ عَلَى الْحَقِّ بَيِّنَاتٌ
تُعَرَفُ بِهَا ضُرُوبُ الصُّدُوحِ مِنَ الْكَذِبِ، وَإِنَّمَا أَنْتَ أَخَذُ
رَجُلَيْنِ: إِمَّا امْرُؤًا سَخَتْ نَفْسُهُ بِالنَّبَذِ فِي الْحَقِّ، فَفِينِ
اخْتِجَابِكَ مِنْ وَاجِبِ حَقِّ تَغْطِيهِ، أَوْ قِطْعِ كَرِيمِ تَشْدِيدِهِ، أَوْ
مُبْتَلًى بِالْمَنْعِ، فَمَا أَشْرَعَ كَفَّ النَّاسِ عَنْ مَسْأَلَتِكَ إِذَا أَنْشَأَ

سان شکایت کرتا ہے کہ وقت نہیں ملتا ہے۔ یہ وقت کی تنگی نہیں ہے۔ یہ وقت کی بے ترتیبی اور بد نظمی ہے جس کی نحوست سے وقت اپنی دستوں اور
بوتوں سے محروم ہو گیا ہے۔

اس

ان مسائل

مددگار اور

اور پروردگار

کے لئے شہاد

اور

پروردگار

ذریعہ اس کی

کیوں نہ ہو

برباد ہو جائے

کیا تھا کہ نازج

اس

ان کے معاملہ

قائم ہو گئے

باطل سے مخلوق

ہوتے ہیں جو

اور بھی

حق عطا کرنے

بتلا ہو گئے تو

لے یہ شائد اس

عوام الناس کی

ہے۔ پردہ دا

نہ ہونے پائے

کی جا سکتی ہے ا

اور ان کی ز

دریاں دور

دیکھنا پڑتا۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے معاملات بھی ہیں جنہیں تمہیں خود براہ راست انجام دینا ہے۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے جوابات جن کے جوابات محروم افراد نہ دے سکیں یا لوگوں کے ان ضروریات کو پورا کرنا جن کے پورا کرنے سے تمہارے مددگار افراد جی پھرتے ہوں اور دیکھو ہر کام کو اسی کے دن مکمل کر دینا کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے روابط کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے افضل اور بہتر ہو۔ اگرچہ تمام ہی اوقات اللہ کے لئے شمار ہو سکتے ہیں اگر انسان کی نیت سالم رہے اور رعایا اس کے طفیل خوشحال ہو جائے۔

اور تمہارے وہ اعمال جنہیں صرف اللہ کے لئے انجام دیتے ہو ان میں سے سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہو جو صرف پروردگار کے لئے ہوتے ہیں۔ اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں وقت ایک حصہ اللہ کے لئے فراہم دینا اور جس کام کے ذریعہ اس کی قربت چاہتے ہو اسے مکمل طور سے انجام دینا نہ کوئی رخصت پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو چاہے بدن کو کسی قدر زحمت کیوں نہ ہو جائے۔ اور جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو نہ اس طرح پڑھو کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار اور ضرورت مند افراد بھی ہوتے ہیں اور میں نے مین کی ہم پر جاتے ہوئے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا تھا کہ نماز جماعت کا انداز کیا ہونا چاہئے تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ کروڑ ترین آدمی کے اعتبار سے نماز ادا کرنا اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک الگ نہ رہنا کہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کر لے اور ان کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور یہ پردہ داری انہیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے جن کے سامنے یہ حجابات قائم ہو گئے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔ اچھا برا بن جاتا ہے اور برا اچھا ہو جاتا ہے اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔ اور حاکم بھی بالآخر ایک بشر ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا ہے اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ صداقت کے اقسام کو غلط بیانی سے الگ کر کے پہچانا جاسکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا وہ شخص ہو گے جس کا نفس حق کی راہ میں بذل و عطا پر مائل ہے تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کہ میوں جیسا عمل کیوں نہیں انجام دیتے ہو۔ یا تم بغل کی بیماری میں مبتلا ہو گے تو بہت جلدی لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

یہ شاید اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سماج اور عوام سے الگ رہنا والی اور حاکم کے ضروریات زندگی میں شامل ہے اور نہ اس کی زندگی گھٹنا عوام انسان کی نذر ہو گئی تو نہ تنہائیوں میں اپنے مالک سے مناجات کر سکتا ہے اور نہ مخلوقوں میں اپنے اہل و عیال کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ پردہ داری ایک انسانی ضرورت ہے جس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پردہ داری کو طول نہ ہونے پائے کہ عوام انسان حاکم کی زیارت سے محروم ہو جائیں اور اس کا دیدار صرف ٹیلی ویژن کے پردہ پر نصیب ہو جس سے نہ کوئی فریاد کی جاسکتی ہے اور نہ کسی درد دل کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ ایسے شخص کو حاکم بننے کا کیا حق ہے جو عوام کے دکھ درد میں شریک نہ ہو سکے اور ان کی زندگی کی تلخیوں کو محسوس نہ کر سکے۔ ایسے شخص کو دربار حکومت میں بیٹھ کر "انار بیکم الاعلیٰ" کا نعرہ لگانا چاہئے اور آخر میں کسی دریا میں ڈوب مرنا چاہئے۔ اسلامی حکومت اس طرح کی لاپرواہی کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ اس کے لئے کوئی بیٹھ کر جواز اور ہمارے کے فقراء کو دیکھنا پڑتا ہے اور ان کی حالت کے پیش نظر سوکھی روٹی کھانا پڑتی ہے۔

شکاکہ - شکایت

اجسم - کاٹ دو

اقطاع - زمین الات کر دینا

حامہ - خواص

شرب - نہر

تہنا - منفعت

مقبہ - عاقبت .. انجام

تجف - ظلم

اصحہم - واضح کردو

ریاض - تربیت نفس

اعذار - عذر پیش کرنا

دعمہ - سکون

تغفل - غافل بنادینا

فتمہ - عمد

جتمہ - سپر

استولوا - ہٹک پایا

ختل - دھوکہ

خاس - عہد شکنی

اے عثمانؓ کے دور حکومت پر نگاہ رکھنے والے افراد مولائے کائنات کے ایک ایک حرف کی تائید کریں گے کہ کس طرح کمزور حکومت کے سرچڑھے لوگ پہلے جاگیروں پر قبضہ کر کے اپنی شخصیت بناتے ہیں اس کے بعد عوام کو پامال کر کے خود اپنی حکومت کا

بھی خاتمہ کر دیتے ہیں اور حاکم سانس لینے کے بھی قابل نہیں رہ جاتا ہے۔

لے یہ ہے اسلام کا صحیح نظام کہ حاکم عوام انسان کا ذمہ دار اور ان کے مفادات کا محافظ ہوتا ہے لہذا جب بھی اسے اپنے نمائندہ کے بارے میں ظلم و ستم اور نا انصافی کا شبہ ہو جائے اس کا فرض ہے کہ اپنی صفائی دے اور حکومت کے غرو میں ان کے مطالبات کو نظر انداز نہ کرے کہ پروردگار کا علاج مفادات کا ذمہ دار بنایا ہے۔ سروں کا خریدار نہیں بنایا ہے۔

مِنْ ذَلِكَ مَعَ أَنَّ أَكْثَرَ حَسَابَاتِ النَّاسِ إِلَيْنَا لَا مَسْئِلَةَ فِيهِ عَلَيْكَ، مِنْ شَكَاةٍ مُطْلَقَةٍ، أَوْ طَلَبِ انْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ، ثُمَّ إِنَّ لِنَاوَالِي خَاصَّةً وَبِطَانَةً، فِيهِمْ اسْتِغْنَاءٌ وَتَطَاوُلٌ، وَقِلَّةُ انْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ، فَمَا خِمْ مَادَّةَ (مَسْئِلَةٍ) أَوْ لَيْتِكَ بِقَطْعِ أَشْبَابِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ، وَلَا تُقْطَعَنَّ لِأَحَدٍ مِنْ حَاشِيَتِكَ وَخَاصَّتِكَ قِسْطِيَّةٌ، وَلَا يُطْطَنَنَّ مِنْكَ فِي اعْتِقَادٍ عَشَدٍ، تُطْطَرُّ بِمَنْ يَسْلِيهَا مِنَ النَّاسِ، فِي شَرْبِ أَمْسَلٍ مُشْتَرَكٍ، يَحْسَبُونَ مَسْئِلَتَكَ عَلَى غَيْرِهَا، فَتَكُونُ نَسْأَةً ذَلِكَ هَسًا دُونَكَ، وَغَيْثُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

وَاللَّزِمُ الْحَقُّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ، وَكُنْ فِي ذَلِكَ مَسِيرًا مُخْتَارًا، وَاقْضِ ذَلِكَ بِمَنْ قَرَابَتِكَ وَخَاصَّتِكَ (خُصَاصِكَ) حَسْبَ وَقْعٍ، وَابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَسْتَقِلُّ عَلَيْكَ مِنْهُ، فَإِنَّ مَعَبَّةَ ذَلِكَ عَمُودَةٌ.

وَإِنْ طَلَبَتْ الرِّعَايَةُ بِكَ حَكِيمًا فَأَصْغِرْ لَهُ بِمُذَرِّكَ، وَاعْبُدْ (وَاغْزِلْ) عَنْكَ طُلُوتَهُمْ بِإِصْغَارِكَ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ رِيسَاةً مِنْكَ لِنَفْسِكَ، وَرِفْقًا بِرِعَايَتِكَ، وَإِعْذَارًا تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ مِنْ تَفَرُّعِهِمْ عَلَى الْحَقِّ.

وَلَا تَذَقَّنْ صُلْحًا دَعَاكَ إِلَيْهِ عِدُّوكَ وَلِلَّهِ فِيهِ رِضَى، فَإِنَّ فِي الصُّلْحِ دَعَاةَ لِيُؤْذِكَ، وَرَاحَةً مِنْ هُمُوكَ، وَأَمَّا لِبِلَادِكَ، وَلَكِنَّ الْمَذَرَّ كُلَّ الْمَذَرِّ مِنْ عِدُّوكَ بَعْدَ صُلْحِهِ، فَإِنَّ الْعِدَّوَّ رِيحًا قَارِبَ لِيَسْغُلَّ فَخْذُ بِالْحَزْمِ، وَأَتَمُّهُمْ فِي ذَلِكَ حُنَّ الظَّنِّ، وَإِنْ عَقَدْتَ بَيْتَكَ وَبَيْنَ عِدُّوكَ عَقْدَةً، أَوْ أَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً، فَحُطَّ عَهْدُكَ بِالْوَقَاءِ، وَارْعَ ذِمَّتَكَ بِالْأَمَانَةِ، وَاجْعَلْ نَفْسَكَ جُنَّةً دُونَ مَا أَغْطَيْتَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ قَرَانِضِ اللّٰهِ شَيْءٌ النَّاسُ أَتَقَدُّ عَلَيْهِ اجْتِمَاعًا، مَعَ تَفَرُّقِ أَهْوَائِهِمْ، وَتَشَكُّبِ آرَائِهِمْ، مِنْ تَعْظِيمِ الْوَقَاءِ بِالْعَهْدِ، وَقَدْ لَزِمَ ذَلِكَ الْمُنْشُرُ كُونَ فِيهَا بِبَيْتِهِمْ دُونَ الْمُنْصَلِحِينَ لِمَا اسْتَوْثَلُوا مِنْ عَوَاقِبِ الْقَدَرِ، فَلَا تَغْدِرَنَّ بِذِمَّتِكَ، وَلَا تَخْشِيسَنَّ (تَحْسِيسَنَّ) بِعَهْدِكَ، وَلَا تَخْلِلَنَّ

حالا کہ لو

ا

میں ہے ا

اپنے کسی

زمین پر

بھی دو

ا

میر و تحمل

اثرات کی

ا

کا علاج

راہ حق پر

ا

ذریعہ فوج

ہو جائے

اس سلسلہ

دینا تو اپ

اللہ کے فر

مشرکین

نہ کرنا

ا

لے اس پر

جو طرح کا

کی بنیاد پر

دیکھا گیا

تسمد

مجتبیٰ کی

اسلام

مالانکہ لوگوں کے اکثر ضروریات وہ ہیں جن میں تمہیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے جیسے کسی ظلم کی فریاد یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔ اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ ہر دالی کے کچھ مخصوص اور راز دار قسم کے افراد ہوتے ہیں جن میں خود غرضی۔ دست درازی اور ملامت میں بے انصافی پائی جاتی ہے لہذا خبردار ایسے افراد کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمہ سے کرنا جن سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جاگیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہئے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ دیدو گے جس کے سبب آپاشی یا کسی مشترک معاملہ میں شرکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہنچ جائے کہ اپنے مصارف بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملہ کا مزہ اس کے حصہ میں آئے اور اس کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں تمہارے ذمہ رہے۔ اور جس پر کوئی حق عائد ہو اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمہ داری ڈالو چاہئے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس مسئلہ میں اللہ کی راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے اس کی زد تمہارے قرابت داروں اور خاص افراد ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو اور اس سلسلہ میں تمہارے مزاج پر جو بار ہو اسے آخرت کی امید میں برداشت کر لینا کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے لئے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعہ سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو کہ اس میں تمہارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی ہے اور وہ عذر خواہی بھی ہے جس کے ذریعہ تم رعایا کو راہ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

اور خبردار کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضامندی پائی جاتی ہو کہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی انکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن و امان کی نفسا قائم ہو جائے گی۔ البتہ صلح کے بعد دشمن کی طرف سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کہ کبھی کبھی وہ تمہیں غافل بنانے کے لئے تم سے قربت اختیار کرنا چاہتا ہے لہذا اس سلسلہ میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حسن ظن سے کام نہ لینا اور اگر اپنے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اسے کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے عہد کی پاسداری و وفاداری کے ذریعہ کرنا اور اپنے ذمہ کو امانت داری کے ذریعہ محفوظ بنانا اور اپنے قول و قرار کی راہ میں اپنے نفس کو سہرو نہ دینا کہ اللہ کے فراموش میں ایٹھے عہد جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور انکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں تباہیوں کا اندازہ کر لیا ہے۔ تو خبردار تم اپنے عہد و پیمان سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول و قرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کر دینا۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صلح ایک بہترین طریقہ کار ہے اور قرآن مجید نے اسے "خیر" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جو شخص جن حالات میں جس طرح کی صلح کی دعوت دے تم قبول کر لو اور اس کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ کہ ایسے نظام میں ہر ظالم اپنی ظالمانہ حرکتوں ہی پر صلح کرنا چاہے گا اور تمہیں اسے تسلیم کرنا ہوگا۔ صلح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اسے رضائے الہی کے مطابق ہونا چاہئے اور اس کی کسی دفعہ کو بھی مرضی پروردگار کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح کہ سرکارِ دو عالم کی صلح میں دیکھا گیا ہے کہ آپ نے جس جس لفظ اور جس جس دفعہ پر صلح کی ہے سب کی سب مطابق حقیقت اور عین مرضی پروردگار تھیں اور کوئی خوف غلط درمیان میں نہیں تھا "بسم اللہ" بھی ایک لکڑی صحت تھا۔ محمد بن عبداللہ بھی ایک خوف حق تھا اور دشمن کے افراد کا واپس کر دینا بھی کوئی غلط اقدام نہیں تھا۔ امام حسن مجتبیٰ کی صلح میں بھی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا مشاہدہ سرکارِ دو عالم کی صلح میں کیا جا چکا ہے۔ اور یہی مولائے کائنات کی بنیادی تعلیم اور اسلام کا واقعی ہدف اور مقصد ہے۔

أَفْضَا - فاش کر دیا

حَرِّم - جس کو ہاتھ لگانا حرام ہو

مَنْعَہ - قوت دفاع

استفاضہ - پناہ لینا

إِدْغَال - فساد

مَدَّ السَّهْمَ - خیانت

عَلَى - جمع علیہ

مَحْنُ الْقَوْلِ - جو قابل تاویل ہو

طَلِبَہ - مطالبہ

قُوَّة - تقاضا

اِفْرَطَ عَلَیْكَ - جلدی کی

وَكْرَهَ - گھونسنہ

طَمَحَ - اونچا ہو جانا

تَزِيدَ - اظہار زیادتی

مَقَّتَ - بغض ناراضگی

① حقیقت امر یہ ہے کہ سماج کے

سارے معاملات و معاشرہ کے مسئلے

اس زمانہ کا دار و مدار عہد و پیمان

اور اس کی پاسداری پر ہوتا ہے اور

آج دنیا کا سارا فساد ہی یہ ہے کہ

حکومتیں عہد و پیمان میں سب سے گنگے

رہتی ہیں اور اس پر عمل درآمد کرنے

میں پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ مولائے

کائنات نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ

کیا ہے کہ اس کا اثر صرف آخرت کے

غناہ کی شکل میں برآمد نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی حکومتوں کے زوال کا سبب یہی عہد شکنی کا جرم ہوتا ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا ہر فرد مسلمان

بلکہ ہر صاحب عقل و ہوش کا فرض ہے

عَدُوَّكَ. فَإِنَّهُ لَا يَجْتَرِيءُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا جَاهِلٌ شَقِيٌّ. وَقَدْ
جَعَلَ اللَّهُ عَهْدَهُ وَذِمَّتَهُ أَمْنًا أَفْضَا بَيْنَ الْعِبَادِ بِرَحْمَتِهِ.
وَحَرِّمًا يَشْكُرُونَ إِلَى تَنْقِيهِ. وَيَنْتَقِضُونَ إِلَى جَوَارِهِ. فَلَا
إِدْغَالَ وَلَا مَدَّ السَّهْمِ وَلَا خِدَاعَ فِيهِ. وَلَا تَعْقِدَ عَقْدًا تَجْوِزُ
فِيهِ الْعَمَلُ. وَلَا تُعَوِّلَنَّ عَلَى تَمَسُّكِ قَوْلٍ بِغَدِّ الثَّأْيِيدِ
وَالْتَّوَنُّتِ. وَلَا يَذْعُوكَ ضَيْقُ أَمْرِ لَزِمَكَ فِيهِ عَهْدُ اللَّهِ.
إِلَى طَلَبِ انْتِفَاحِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ. فَإِنَّ صَبْرَكَ عَلَى ضَيْقِ أَمْرِ
تَسْرُجُوا أَنْفِرَاجَهُ وَقُضِلَ عَاقِبَتُهُ. خَيْرٌ مِنْ غَدْرِ عَفَا تَسِيَّتَهُ.
وَأَنْ تَحِيطَ بِكَ مِنَ اللَّهِ فِيهِ طَلِبَةٌ. لَا تَنْتَقِيزُ فِيهَا ذُنُوبَكَ
وَلَا آخِزَتَكَ.

إِنَّكَ وَالْأُمَمَاءَ وَتَفَكَّهًا بِغَيْرِ حِلِّهَا. فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَذْنَى
لِتَقِيَّةٍ. وَلَا أَغْظَمَ لِتَقِيَّةٍ. وَلَا أُخْرَى بِزَوَالِ نَفْعَةٍ. وَانْقِطَاعِ
مُدَّةٍ. مِنْ سَفْكِ الدَّمَاءِ بِغَيْرِ حَقِّهَا. وَاللَّهُ شَبَّاحُهُ مُبْدِيءُ
بِالْمُحْكَمِ بَيْنَ الْعِبَادِ. فِيمَا تَسَافَكُوا مِنَ الدَّمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
فَلَا تُثَوِّقَنَّ سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمِ حَرَامٍ. فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْمِلُ يُضْعِفُهُ
وَيُوهِنُهُ. بَلْ يُزِيلُهُ وَيَسْقِطُهُ. وَلَا تُعْذِرْ لَكَ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا
عِنْدِي فِي قَتْلِ الْمُعْتَدِلِ لِأَنْ فِيهِ قَوْدُ الْبَدَنِ. وَإِنْ ابْتُلِيتَ
بِعَطَاءٍ وَأَفْرَطَ عَلَيْكَ سَوْطُكَ أَوْ سَيْفُكَ أَوْ بِذَلِكَ بِالْعُقُوبَةِ.
فَإِنَّ فِي الْوَكْرَةِ قَا فَوْقَهَا مَقْتَلَةٌ. فَلَا تَطْمَحَنَّ بِكَ نَحْوَهُ
سُلْطَانِكَ عَنْ أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ حَقَّهُمْ.

وَإِنَّكَ وَالْإِعْجَابَ بِتَقِيَّتِكَ. وَالثَّقَّةَ بِمَا يُفْجِئُكَ مِنْهَا
وَحُبَّ الْإِطْرَاءِ. فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرْصِ الشَّيْطَانِ فِي تَقْيِهِ
لِيَمْنَحَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ.

وَإِنَّكَ وَالْمَنْ عَلَى رَعِيَّتِكَ بِإِحْسَانِكَ. أَوْ التَّزْيِيدَ فِيمَا كَانَ
مِنْ فِعْلِكَ. أَوْ أَنْ تَعِدَهُمْ فَتُتْبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ. فَإِنَّ الْمَنْ
يُبْطِلُ الْإِحْسَانَ. وَالتَّزْيِيدَ يَذْهَبُ بِشُورِ الْحَقِّ. وَالْخُلْفُ يُسَوِّجُ الْمَقْتِ
عِنْدَ اللَّهِ وَالنَّاسِ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا

اس لئے کہ
اپنی رحمت
اور اس کے
چاہئے اور
اٹھانے کی
اور کشائش
جواب دہر
دیکھ

اور نعمتوں
کے معاملہ
بے جان بنا
قتل کرنے
نازیانہ تلوا
سلطنت کا

اور
کہ یہ سب با
اور
اس کے بعد
اور وعدہ خلا
نزدیک یہ بڑ

لے واضح ہے کہ
کی خوشی اور ملک
اپنی غلط فہم
ساتھ باقی
دہوش کا ف

اس لئے کہ اللہ کے مقابلہ میں جاہل و بد بخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ نے عہد و پیمان کو امن و امان کا وسیلہ قرار دیا ہے جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان عام کر دیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنا دیا ہے جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لئے تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں لہذا اس میں کوئی جعل سازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونی چاہئے اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ کے پختہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی بہیم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الہی میں تنگی کا احساس غیر حق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کر دے کہ کسی امر کی تنگی پر صبر کر لینا اور کشائش حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے بہتر ہے جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں۔

دیکھو خبردار۔ ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا کہ اس سے زیادہ عذاب الہی سے قریب تر اور پاداش کے اعتبار سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال۔ زندگی کے خاتمہ کے لئے مناسب تر کوئی سبب نہیں ہے اور پروردگار روز قیامت اپنے فیصلہ کا آغاز خوزریوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہذا خبردار اپنی حکومت کا استحکام ناحق خوزری کے ذریعہ نہ پیدا کرنا کہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنا دیتی ہے بلکہ تباہ کر کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور تمہارے پاس نہ خدا کے سامنے اور نہ میرے سامنے عہد ا قتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے۔ البتہ اگر دھوکے سے اس غلطی میں مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا تازیانہ، تلوار یا ہاتھ سزا دینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائے کہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ تو خبردار تمہیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنا دے کہ تم خون کے وارثوں کو ان کا حق خونبہا بھی ادا نہ کرو۔

اور دیکھو اپنے نفس کو خود پسندی سے بھی محفوظ رکھنا اور اپنی پسند پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور زیادہ تعریف کا شوق بھی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ سب باتیں شیطان کی فرصت کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعہ وہ نیک کرداروں کے عمل کو ضائع اور برباد کر دیا کرتا ہے۔ اور خبردار رعایا پر احسان بھی نہ جتاننا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا یا ان سے کوئی وعدہ کر کے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا کہ یہ طرز عمل احسان کو برباد کر دیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کے نزدیک ناراضگی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو۔

لے واضح ہے کہ دنیا میں حکومتوں کا قیام تو درانت، جمہوریت، عسکری انقلاب اور ذہانت و فراست تمام اسباب سے ہو سکتا ہے لیکن حکومتوں میں استحکام عوام کی خوشی اور ملک کی خوشحالی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جن افراد نے یہ خیال کیا کہ وہ اپنی حکومتوں کو خوزری کے ذریعہ مستحکم بنا سکتے ہیں انھوں نے جیتے ہی اپنی غلط فہمی کا انجام دیکھ لیا اور ہلکے جیسے شخص کو بھی خودکشی پر آمادہ ہونا پڑا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ملک کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتا ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا ہے اور انسانیت کا خون بہانے سے بڑا کوئی جرم قابل تصور نہیں ہے لہذا اس سے پرہیز ہر صاحب اقتدار اور صاحب عقل و ہوش کا فریضہ ہے اور زمانہ کی گردش کے پلٹے و پرت نہیں لگتی ہے۔

تَسَاطُط - کمزوری

لِحَاجَتِ - اصرار

تَنَكَّرَ - جہاں صحیح راستہ نہ معلوم ہو

وَمِنْ - کمزوری

اِسْتِثَارَ - اختصاص

اُسُوۃ - برابر

تَغَالَى - تغافل

حِمِيۃ الانف - غیرت

سورة - تیزی

حَد - شدت

غَرَب - کاٹ

بَادِرہ - غضب و غصہ

تَضَعِيف - زیادہ کرنا

عَرَض - متاع

(۱) مولائے کائنات نے اپنے اس

عہد نامہ کا خاتمہ چند دعاؤں پر کیا ہے

اور پروردگار نے آپ کی ہر دعا کو

حسن قبول کا درجہ عنایت فرمایا ہے

کہ آپ نے بہترین تعریف بھی حاصل کی

ہے اور بہترین آثار بھی پھوٹے ہیں

زندگی نہایت درجہ سعادت و خوشحالی

کے ساتھ گذاری ہے اور زندگی کا خاتمہ بھی

درجہ شہادت پر پہنچے جس سے بالاتر

کوئی نیک اور سعادت نہیں ہے

کے رامیرسز نشہ اس سعادت

پر کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

لَا تَقْعُلُونَ)

وَإِيسَاكَ وَالْمَجَلَّةَ بِالْأُمُورَ قَبْلَ أَوَانِهِنَّ، أَوْ التَّسْقُطَ (التَّسْقُطُ - التَّهَيُّطُ) فِيهَا عِنْدَ إِنْكَسَانِهَا، أَوْ اللِّجَاجَةَ فِيهَا إِذَا تَنَكَّرَتْ، أَوْ السَّوْمَنَ عَنِهَا إِذَا اسْتَوْضَحَتْ. فَضَعَ كُلُّ أَمْرٍ مَوْضِعَهُ، وَأَوْقَعَ كُلُّ أَمْرٍ مَوْقِعَهُ.

وَإِيسَاكَ وَالْأَشْيَاءَ بِمَا النَّاسُ فِيهِ أَسْوَأُ، وَالتَّغَالَى عَمَّا تُغْنِي بِهِ بِمَا قَدْ وَضَحَ لِمُعْيُونٍ، فَإِنَّهُ مَأْخُودٌ مِنْكَ لِغَيْرِكَ. وَعَمَّا قَلِيلٍ تَنَكَّرُ عَنْكَ أَغْطِيَةُ الْأُمُورِ، وَتُتَّصَفُ مِنْكَ لِمَنْظُومٍ. أَمْسَلِكَ حِمِيَّةَ أَنْفِكَ، وَسَوْرَةَ حَدِّكَ، وَسَطْوَةَ يَدِكَ، وَغَرَبَ لِسَانِكَ، وَاحْتَرَسَ مِنْ كُلِّ ذَلِكَ بِكَيْفِ الْبَادِرَةِ، وَتَأْخِيرِ السَّطْوَةِ، حَتَّى يَتَكَنَّ عَضْبُكَ فَتَسْلِكَ الْأَخْيَارَ، وَلَنْ تَحْكُمَ ذَلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتَّى تُكْثِرَ هُومَكَ بِذِكْرِ الْمَقَادِ إِلَى رَبِّكَ.

وَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ مَا مَضَى لِمَنْ تَقْدَمُكَ مِنْ حُكُومَةِ عَادِلَةٍ أَوْ سُوءَةِ قَاضِيَةٍ، أَوْ أَتَرُ عَنْ نَبِيٍّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - أَوْ فَرِيضَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَتَقْتَدِيَ بِمَا شَاهَدْتَ بِمَا عَمِلْنَا بِهِ فِيهَا، وَتَجْتَهِدَ لِنَفْسِكَ فِي اتِّبَاعِ مَا عَاهَدْتُ إِلَيْكَ فِي عَهْدِي هَذَا، وَاسْتَوْثَقْتُ بِهِ مِنَ الْمُجْعَةِ لِنَفْسِي عَلَيْكَ، لِكَيْلَا تُكُونَ لَكَ عِلَّةٌ عِنْدَ تَسْرُعِ نَفْسِكَ إِلَى هَوَاهَا. وَأَنْتَا أَسْأَلُ اللَّهَ بِسَمَةِ رَحْمَتِهِ، وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ عَلَى إِعْطَاءِ كُلِّ رَغْبَةٍ، أَنْ يُوقِفَنِي وَإِيسَاكَ لِمَا فِيهِ رِضَاءُ مِنَ الْإِقْسَامَةِ عَلَى الْمَعْدَرِ الْوَاضِحِ إِلَيْهِ وَآلِي خَلْقِهِ، مَعَ حُسْنِ الثَّنَاءِ فِي الْعِبَادِ، وَجَمِيلِ الْأَثَرِ فِي الْبِلَادِ، وَتَمَامِ النُّعْمَةِ، وَتَضَعِيفِ الْكَرَامَةِ، وَأَنْ يُخَيِّرَ لِي وَلَكَ بِالسَّعَادَةِ وَالشَّهَادَةِ، (إِنَّا إِلَهُ رَاجِعُونَ) (رَاغِبُونَ). وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، وَالسَّلَامُ.

۵۴

و من کتاب لہ ﴿۵۴﴾

الی طلحة و الزبیر (مع عمران بن الحصین الخزاعی) ذکرہ ابو جعفر الإسکافی فی کتاب

(المقامات) فی مناقب امیر المؤمنین ﴿۵۴﴾

أَنَا بَعْدُ، فَقَدْ عَلِمْتُمْ، وَإِنْ كَسَمْتُمْ، أَنِّي لَمْ أُرِدِ النَّاسَ حَتَّى أَرَادُونِي، وَلَمْ أَبَايَعُهُمْ حَتَّى يَبَايَعُونِي. وَإِنَّا كُنَّا بَيْنَ أَرَادَنِي وَبَايَعَنِي، وَإِنَّ الْقِسَامَةَ لَمْ تُبَايَعْنِي لِسُلْطَانٍ غَالِبٍ (غَاصِبٍ)، وَلَا لِعَرَضٍ حَاضِرٍ، فَإِنْ

جھگڑا نہ

اس سے

کا بدلہ

تمام چیز

اور اپنے

میں دالے

کے احکا

بتا یا ہے

طرح تہ

قدرت

میں اور

پھوڑ کر

کہ ہم سہ

اور سب

د

ا

خواہش

بھی اٹھ

رعب د

لے ابو

کے اس

لائے

مصادر کتاب ۱۵۵ المقامات فی مناقب امیر المؤمنین ابو جعفر اسکافی (متوفی ۲۳۳ھ) الامامہ والسیاسہ ص ۳۰، تاریخ اعمش کو فی ص ۱۴۳،

تحف العقول ص ۹۳، روضۃ الکافی ص ۱۹

اور خبردار وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجیلنے کے بعد سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑانا نہ کرنا اور واضح ہو جائے تو کمر وری کا اظہار نہ کرنا۔ ہر بات کو اس کی جگہ رکھو اور ہر امر کو اس کے محل پر قرار دو۔

دیکھو جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کر لینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہو جائے اس سے غفلت نہ برتنا کہ دوسروں کے لئے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اٹھ جائیں گے اور تم سے منظوم کا بدلہ لے لیا جائے گا۔ اپنے غضب کی تیزی، اپنی سرکشی کے جوش، اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ غصہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر قابو حاصل ہو جائے۔ اور اس امر پر بھی اختیار اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا ہے جب تک پروردگار کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔

تمہارا فریضہ ہے کہ ماضی میں گزر جانے والی عادلانہ حکومت اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو، رسول اکرمؐ کے آثار اور کتابِ خدا کے احکام کو نگاہ میں رکھو اور جس طرح ہمیں عمل کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ میں نے تمہارے اوپر اپنی حجت کو مستحکم کر دیا ہے تاکہ جب تمہارا انصاف خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہے۔ اور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جن میں اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں۔ نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ سلام ہو رسولِ خداؐ پر اور ان کی طیب و طاهر آل پر۔ اور سب پر سلام بے حساب۔ والسلام ①

۵۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(طلحہ و زبیر کے نام جسے عمران بن الحصین الخزاعی کے ذریعہ بھیجا تھا اور جس کا ذکر ابو جعفر اسکانی نے کتاب المقامات میں کیا ہے) اما بعد۔ اگرچہ تم دونوں چھپا رہے ہو لیکن تمہیں بہر حال معلوم ہے کہ میں نے خلافت کی خواہش نہیں کی۔ لوگوں نے مجھ سے خواہش کی ہے اور میں نے بیعت کے لئے اقدام نہیں کیا ہے جب تک انھوں نے بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا ہے۔ تم دونوں بھی انھیں افراد میں شامل ہو جنھوں نے مجھے چاہا تھا اور میری بیعت کی تھی اور عام لوگوں نے بھی میری بیعت نہ کسی سلطنت کے رعب و اب سے کی ہے اور نہ کسی مال دنیا کی لالچ میں کی ہے۔

ابو جعفر اسکانی معتزہ کے شیوخ میں شمار ہوتے تھے اور ان کی شتر تعنیفات تھیں جن میں ایک "کتاب المقامات" بھی تھی۔ اسی کتاب میں امیر المومنینؑ کے اس مکتوب گرامی کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرت نے اسے عمران کے ذریعہ بھیجا تھا جو فقہار صحابہ میں شمار ہوتے تھے اور جنگ خیبر کے سال اسلام لائے تھے اور عہد معاویہ میں انتقال کیا تھا۔

اسکانی جاحظ کے معاصروں میں تھے اور انھیں اسکانی کی نسبت سے اسکانی کہا جاتا ہے جو نہروان اور بصرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

سبیل - حجت
عدوت - حاکم دیا
آبت - اجارا
قیاد - ہار
قارع - مصیبت
دابہ - آخر
آلیہ - قسم
بائہ - ساحت

كُنْتُمْ بِاَيْتَمَانِي طَائِعِينَ، فَارْجِعَا وَتَوْبَا إِلَى اللَّهِ مِنْ قَرِيبٍ، وَإِنْ كُنْتُمْ بِاَيْتَمَانِي كَارِهِينَ، فَقَدْ جَعَلْتُ لِي عَلَيْكُمَا السَّبِيلَ بِإِظْهَارِ كُتَا الطَّاعَةِ، وَإِسْرَارِ كُتَا الْمَعْصِيَةِ، وَلَعَنَرِي مَا كُنْتُمْ بِأَحَقَّ الْمُهَاجِرِينَ بِالتَّيْبَةِ وَالْكِسَانِ، وَإِنْ دَفَعْتُكَ هَذَا الْأَمْرَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَدْخُلَا فِيهِ، كَانَ أَوْسَعَ عَلَيْكُمَا مِنْ خُرُوجِكُمَا مِنْهُ، بَعْدَ إِقْرَارِ كُتَا بِهِ. وَقَدْ رَعَيْتُمَا أَنِّي قَتَلْتُ عُثْمَانَ، فَبَيْتِي وَبَيْتَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي وَعَنْكُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ يُلْزَمُ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا اخْتَلَى، فَارْجِعَا إِلَيْهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَأْيِكُمَا، فَإِنَّ الْآنَ أَعْظَمَ أَمْرِكُمَا الْعَارَ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَجَمَّعَ الْعَارُ وَالشَّارُ، وَالسَّلَامُ

۵۵

و من کتاب له ﴿۵۵﴾

الی معاویہ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا، وَابْتَلَى فِيهَا أَهْلَهَا، لِيَعْلَمَ أَتَمُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَنَسْنَا لِلدُّنْيَا خُلُقَهَا، وَلَا بِالسَّعْيِ فِيهَا أَمْرُنَا، وَإِنَّمَا وَضَعْنَا فِيهَا لِيُسَبِّلَ بِهَا، وَقَدْ ابْتَلَا فِي اللَّهِ بِكَ وَابْتَلَاكَ فِي: فَجَعَلَ أَحَدَنَا حُجَّةً عَلَى الْآخَرِ، فَعَدَوْتَ عَلَى الدُّنْيَا بِتَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، فَطَلَبْتَنِي بِمَا لَمْ تَجِدْ بِيَدِي وَلَا لِسَانِي، وَعَصَيْتَنِي أَنْتَ وَأَهْلُ الشَّامِ بِي، وَالْبَ عَالِمُكُمْ جَاهِلُكُمْ، وَقَائِمُكُمْ قَاعِدُكُمْ، فَاتَّقِ اللَّهَ فِي نَفْسِكَ، وَتَارِعِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ، وَاضِرِفْ إِلَى الْآخِرَةِ وَجْهَكَ، فَبِهِ طَرِيقُنَا وَطَرِيقُكَ، وَاحْذَرُ أَنْ يُصِيبَكَ اللَّهُ بِمَنْ يَعْجَلُ قَارِعَةً تَمْسُ الْأَضْلَ، وَتَقْطَعُ الدَّائِرَةَ، فَإِنِّي أُولِي لَكَ بِاللَّهِ أَلِيَّةً غَيْرَ قَارِعَةٍ، لَكِنِ جَمَعْتَنِي وَإِيَّاكَ جَوَامِعَ الْأَقْدَارِ لَا أَرَأَى بِبَاحْتِكَ «حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ».

۵۶

و من وصية له ﴿۵۶﴾

وصی بہا شرح بن ہانی، لما جعله علی مقدمته الی الشام

اتَّقِ اللَّهَ فِي كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ، وَخَفْ عَلَى نَفْسِكَ الدُّنْيَا الْغُرُورَ، وَلَا تَأْتِسْهَا عَلَى حَالٍ، وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تَرُدَّ (تَرُدَّ) نَفْسَكَ عَنْ كَثِيرٍ بِمَا

باوجود دونوں کو روکا نہیں اور اجازت دیدی تاکہ کسی طرح کے جبرکالام نہ آنے پائے۔

۱) یعنی اگر بیت میں جبر و اکراہ اور خوت و دہشت کا دخل ہوتا تو وہ غریب افراد و خفروہ ہوتے جو ہاجرت کی بنیاد پر مجلس و بے سہارا ہو گئے تھے تم دونوں کو کیا مجبوری تھی۔ تم تو صلحا دولت و وجاہت تھے۔ تمہارے بارے میں مجبوری کا دعویٰ کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ پھر بیت سے انکار کرنے والوں میں بھی تنہا طلحہ و زبیر نہیں تھے بلکہ عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، حسان بن ثابت بھی شامل تھے اور آپ نے کسی کو مجبور نہیں کیا۔ مدیہ ہے کہ جب طلحہ و زبیر عمرو کے پہلے عائشہ سے ملنے کے لئے نکرجانے لگے تو بھی آپ نے یہ تو فرمایا کہ تم عمرو کرنے نہیں بلکہ نوازہ کرنے جا رہے ہو لیکن اس کے

پس اگر تم نے اپنے اس رازد اقرار کے کو قتل کیا ہر شخص اس تک دعا

۱) بہترین عمل اس لئے کہ ایک کو دوا کر دیا جس جاہلوں کو شیطان سے میں پرورد ہوں جس تک جب تک میں

صبح رکھنا کہ اگر تم

لے یہ اسیر سمجستان پابندی سے

میں اگر تم دونوں نے میری بیعت اپنی خوشی سے کی تھی تو اب میری طرف رجوع کرو اور فوراً توبہ کر لو۔ اور اگر مجبوراً کی تھی تو تم نے اپنے اوپر میرا حق ثابت کر دیا کہ تم نے اطاعت کا اظہار کیا تھا اور نافرمانی کو دل میں چھپا کر رکھا تھا اور میری جان کی قسم تم دونوں اس راز داری اور دل کی باتوں کے چھپانے میں مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہیں تھے اور تمہارے لئے بیعت سے نکلنے اور اس کے قرار کے بعد انکار کر دینے سے زیادہ آسان روزِ اول ہی اس کا انکار کر دینا تھا۔ تم لوگوں کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے تو میرے اور تمہارے درمیان وہ اہل مدینہ موجود ہیں جنہوں نے ہم دونوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کے بعد ہر شخص اسی کا ذمہ دار ہے جو اس نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ بزدلو! موقعِ غنیمت ہے اپنی رائے سے باز آ جاؤ کراچ تو صرف ننگ و عار کا خطرہ ہے لیکن اس کے بعد عار و ناز دونوں جمع ہو جائیں گے۔ والسلام

۵۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

اما بعد! خدا نے بزرگ و برتر نے دنیا کو آخرت کا مقدمہ قرار دیا ہے اور اسے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔ ہم نہ اس دنیا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ہمیں اس کے لئے دوڑ دھوپ کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم یہاں فقط اس لئے رکھے گئے ہیں کہ ہمارا امتحان لیا جائے اور اللہ نے تمہارے ذریعہ ہمارا، اور ہمارے ذریعہ تمہارا امتحان لے لیا ہے اور ایک کو دوسرے پر رحمت قرار دے دیا ہے لیکن تم نے تاویل قرآن کا سہارا لے کر دنیا پر دھاوا بول دیا اور مجھ سے ایسے جرم کا محاسبہ کر دیا جس کا نہ میرے ہاتھ سے کوئی تعلق تھا اور نہ زبان سے۔ صرف اہل شام نے میرے سر ڈال دیا تھا اور تمہارے جلنے والوں نے جاہلوں کو اور قیام کرنے والوں نے خانہ نشینوں کو اکسا دیا تھا لہذا اب بھی غنیمت ہے کہ اپنے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور شیطان سے اپنی زمام چھڑالو اور آخرت کی طرف رخ کرو کہ وہی ہماری اور تمہاری آخری منزل ہے۔ اس وقت سے ڈرو کہ اس دنیا میں ہر دردگار کو کوئی ایسی مصیبت نازل کر دے کہ اصل بھی ختم ہو جائے اور نسل کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ میں پروردگار کی ایسی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے غلط ہونے کا امکان نہیں ہے کہ اگر مقدمہ نے مجھے اور تمہیں ایک میدان میں جمع کر دیا تو میں اس وقت تک میدان نہ چھوڑوں جب تک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔

۵۶۔ آپ کی وصیت

(جو شریح بن ہانی کو اس وقت فرمائی جب انھیں شام جانے والے ہر اول دستہ کا سردار مقرر فرمایا)

صبح و شام اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے نفس کو اس دھوکہ باز دنیا سے بچائے رہو اور اس پر کسی حال میں اعتبار نہ کرنا اور یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے کسی ناگواری کے خون سے اپنے نفس کو بہت سی پسندیدہ چیزوں سے نہ روکا۔

اے یہ امیر المؤمنین کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ابو مقداد کنیت تھی اور آپ کے ساتھ تمام سرکوں میں شریک رہے۔ یہاں تک کہ حجاج کے زمانہ میں بحیرہ میں شہید ہوئے۔ حضرت نے انھیں شام جانے والے ہر اول دستہ کا امیر مقرر کیا تو مذکورہ ہدایات سے سرفراز فرمایا تاکہ کوئی شخص اسلامی پابندی سے آزادی کا تصور نہ کر سکے۔

سمت - ادبچا کر دیا

اہوار - خواہشات

نزوہ - حملہ

حفیظہ - غضب

واقم - قابہر

قاصح - اکھاڑ دینے والا

حتی - قبیلہ کی منزل

نما - آلا

نارہ - آتش جنگ

جخت - پھیل گئی

رکدت - ٹھہر گئی

وقدت - بھڑک اٹھی

تحتت - ٹھہر گئی

ضرستنا - ہیں اس کے دانتوں نے

کاٹ لیا

سارغاہم - تیزی سے بڑھ گئے

زاکس - عہد شکن

ران - پردہ ڈال دیا

① اقام جحت کا اس سے بہتر کوئی

اسلوب ممکن نہیں ہے جہاں حاکم وقت

اپنے بارے میں اس انداز سے گفتگو

کرتا ہو اور قوم کو کھینچ کر میدان عمل

میں لانا چاہتا ہو تاکہ رسول اکرم

کے ارشاد کے مطابق اپنے بھائی

کی مدد کر سکے اگر مظلوم ہے تو اس کی

ساتھ دے سکے اور اگر ظالم

ہے تو اسے اس کے ظلم سے دک کر امداد کا حق ادا کر سکے۔

مصادر کتاب ۵۵ تاریخ طبری ۲ ص ۱۴

مصادر کتاب ۵۵ بحار الانوار ۸ ص ۵۳۵

خواہشات تم
کو دہلتے اور

۵۷

و من کتاب له ﴿۵۷﴾

الی اهل الكوفة، عند مسيره من المدينة الى البصرة

أَمَا بَعْدُ، فَإِنِّي خَرَجْتُ مِنْ حَيِّي هَذَا، إِنَّمَا ظَالِمًا، وَإِنَّمَا مَظْلُومًا، وَإِنَّمَا
بَاغِيًا، وَإِنَّمَا مَبِيتًا عَلَيْهِ. وَإِنِّي أَذْكُرُ اللَّهَ مَنْ بَلَّغَهُ كِتَابِي هَذَا لَمْ
تَقَرَّ إِلَيَّ، فَإِن كُنْتُ مُخِينًا أَعَانِي، وَإِن كُنْتُ مُسِيئًا اسْتَعْنِي.

۵۸

و من کتاب له ﴿۵۸﴾

كتبه الى اهل الأمصار، يقص فيه ما جرى بينه وبين اهل صفين

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَا السَّقِيَّةَ وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ
وَالظَّاهِرُ أَنَّ رِئْسَنَا وَاحِدًا، وَنَبِيَّنَا وَاحِدًا، وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ
وَاجِدَةٌ، وَلَا تَسْتَرِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّضَدِيقِ بِرَسُولِهِ
وَلَا يَسْتَرِيدُونَنَا: الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُنَانَةٍ
وَنَحْنُ مِنْهُ بِرَاءَةٌ، فَقُلْنَا: تَعَالَوْا نُدَاوِمَا لَا يُذْكَرَ الْيَوْمَ بِإِطْلَاقِ
النَّاسِ، وَتُسَكِّنَ الْعَامَّةُ، حَتَّى يَشْتَدَّ الْأَمْرُ وَيَسْتَجْمَعَ، فَتَقْوَى
عَلَى وَضْعِ الْحَقِّ مَوَاضِعَهُ، فَقَالُوا: بَلْ نُدَاوِمُهُ بِالْمَكَابِرَةِ فَأَبْجَلُ
حَتَّى جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَزَكَدَتْ، وَوَقَدَتْ نِيرَانُهَا وَحَمِشَتْ، فَلَمَّا خَرَسَتْ
وَأَبْأَهُمْ، وَوَضَعَتْ مَقَالِبَهَا فِيْنَا وَفِيهِمْ، أَجَابُوا عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى الَّذِي
دَعَوْنَاهُمْ إِلَيْهِ، فَأَجَابْنَاهُمْ إِلَى مَا دَعَوْا، وَسَارَعْنَاهُمْ إِلَى مَا طَلَبُوا
حَتَّى اسْتَبَانَ عَلَيْهِمُ الْمُحِجَّةُ، وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ الْمَغْذِرَةُ، قَبْلَ أَنْ يَكُونَ
ذَلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِي أَثَقَدَهُ اللَّهُ مِنَ الْهَلَكَةِ، وَمَنْ لَمْ يَمْدَأْ قَسْمُ
الرَّاكِبِ الَّذِي زَانَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ، وَصَارَتْ دَائِرَةُ السَّوَةِ

ابا بذر

بغادت ہوئی۔

تو میری امداد کر

ہمارے

ایک تھا۔ پیغام

تھا صرف اختلا

ہے، اس کا وق

جب حکومت کو

قوم کا اصرار تھا

بھڑک اٹھے،

تو وہ میری بات

کہ ان پر رجعت

نکال لیا اور نہ

منڈلا رہے ہیں

لے یہ اس امر

الذکر کیا۔

لے حقیقت

قبول نہیں کر

فرزند ابوطا

ان خواہشات تم کو بہت سے نقصان دہ امور تک پہنچا دیں گی لہذا ہمیشہ اپنے نفس کو روکتے روکتے رہو اور غصہ میں اپنے غیظ و غضب کو دہلتے اور پھلتے رہو۔

۵۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اہل کوفہ کے نام۔ مدینہ سے بھرہ روانہ ہوتے وقت)

اما بعد! میں اپنے قبیلہ سے نکل رہا ہوں یا ظالم کی حیثیت سے یا مظلوم کی حیثیت سے۔ یا میں نے بغاوت کی ہے یا میرے خلاف بغاوت ہوئی ہے۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جہاں تک میرا یہ خط پہنچ جائے تم سب نکل کر آ جاؤ۔ اس کے بعد مجھے نیکی پر پاؤ تو میری امداد کرو اور غلطی پر دیکھو تو مجھے رضا کے راستہ پر لگا دو۔

۵۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(تمام شہروں کے نام۔ جس میں صفین کی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے)

ہمارے معاملہ کی ابتداء یہ ہے کہ ہم شام کے لشکر کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہوئے جب بظاہر دونوں کا خدا ایک تھا۔ رسول ایک تھا۔ پیغام ایک تھا۔ نہ ہم اپنے ایمان و تصدیق میں اضافہ کے طلبگار تھے۔ نہ وہ اپنے ایمان کو بڑھانا چاہتے تھے۔ معاملہ بالکل ایک تھا صرف اختلاف خون عثمان کے بارے میں تھا جس سے ہم بالکل بری تھے اور ہم نے یہ حل پیش کیا کہ جو مقصد آج نہیں حاصل ہو سکتا ہے، اس کا وقتی علاج یہ کیا جائے کہ آتش جنگ کو خاموش کر دیا جائے اور لوگوں کے جذبات کو پرسکون بنا دیا جائے۔ اس کے بعد جب حکومت کو استحکام ہو جائے گا اور حالات سازگار ہو جائیں گے تو ہم حق کو اس کی منزل تک لانے کی طاقت پیدا کر لیں گے۔ لیکن قوم کا اصرار تھا کہ اس کا علاج صرف جنگ و جدال ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ نے اپنے پاؤں پھیلا دیے اور ہم کرکھڑی ہو گئی۔ شعلے بھڑک اٹھے اور ٹھہر گئے اور قوم نے دیکھا کہ جنگ نے دونوں کو دانت کاٹنا شروع کر دیا ہے اور فریقین میں اپنے نیچے گاڑ دیے ہیں تو وہ میری بات ماننے پر آمادہ ہو گئے اور میں نے بھی ان کی بات کو مان لیا اور تیزی سے بڑھ کر ان کے مطالبہ صلح کو قبول کر لیا یہاں تک کہ ان پر رجعت واضح ہو گئی اور ہر طرح کا غرر ختم ہو گیا۔ اب اس کے بعد کوئی اس حق پر قائم رہ گیا تو گویا اپنے نفس کو ہلاکت سے نکال لیا اور نہ اسی گمراہی میں پڑا رہ گیا تو ایسا عہد شکن ہو گا جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سر پر منڈلا رہے ہیں۔

لے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نے معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے اسلام و ایمان کا اقرار نہیں کیا ہے بلکہ صمدت حال کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۔ حقیقت امر یہ ہے کہ معاویہ کو خون عثمان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ شام کی حکومت اور عالم اسلام کی خلافت کا طمع تھا لہذا کوئی سنجیدہ گفتگو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت نے بھی اتمام حجت کا حق ادا کر دیا اور اس کے بعد میدان جہاد میں قدم جمائے تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ جہاد راہ خدا فرزند ابوطالب کا کام ہے۔ ابوسفیان کے بیٹے کا نہیں ہے۔!

عَلَى رَأْيِهِ.

۵۹

وَمِنْ كِتَابِهِ ﴿٥٩﴾

الى الأسود بن قُطَيْبَةَ صاحب جند حلوان

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْوَالِي إِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهُ ذَلِكَ كَثِيرًا مِنْ
الْعَدْلِ، فَلْيَتَكُنْ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ
الْجُودُ عَوَضَ مِنَ الْعَدْلِ، فَمَا جَنَّبَ مَا تُكْثِرُ أَمْنَالَهُ، وَابْتَذَلَ نَفْسَهُ
فِيمَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكَ، رَاجِيًا ثَوَابَهُ، وَمُتَخَوِّفًا عِقَابَهُ.
وَاعْلَمْ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلِيلَةٍ لَمْ يَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِيهَا قَطُّ سَاعَةً إِلَّا
كَانَتْ فَزَعَتُهُ عَلَيْهِ حَشْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنْتَ لَنْ يُغْنِيَكَ عَنْ
الْحَقِّ شَيْءٌ أَبَدًا؛ وَمِنْ الْحَقِّ عَلَيْكَ حِفْظُ نَفْسِكَ، وَالِاخْتِيَابُ عَلَى
الرَّعِيَّةِ بِمَهْلُوكِكَ، فَإِنَّ الَّذِي يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي
يَصِلُ بِكَ، وَالسَّلَامُ.

۶۰

وَمِنْ كِتَابِهِ ﴿٦٠﴾

الى العمال الذين يطأ الجيش عملهم

مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَنْ مَرَّ بِهِ الْجَيْشُ مِنْ
جُنْدِ الْخَرَاجِ وَعُمَّالِ الْبِلَادِ. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُ جُنُودَ
هِيَ مَرَارَةٌ بِكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَقَدْ أَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ مِنْ كَفِّ الْأَذَى، وَحَرْفِ الشَّدَى، وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ
وَأِلَى ذِمَّتِكُمْ مِنْ مَعْرَةِ الْجَنِينِ، إِلَّا مِنْ جُوعَةِ الْمَظْطَرِّ، لَا يَجِدُ
عَنْهَا مَذْهَبًا إِلَى نَيْبِهِ، فَتَنَكَّلُوا مَنْ تَتَاوَلَ مِنْهُمْ شَيْئًا ظُلْمًا عَنْ
ظُلْمِهِمْ، وَكُفُّوا أَيْدِي سَفَهَائِكُمْ عَنْ مُضَارَّتِهِمْ، وَالشَّرْعُ لَكُمْ فِيهَا
اسْتِثْنَاءٌ مِنْهُمْ، وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِ الْجَنِينِ، فَارْقَعُوا إِلَيَّ مَطَالِكَكُمْ
وَمَا عَرَائِكُمْ بِمَا يَغْلِيكُمْ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَمَا لَا تُطِيقُونَ دَفْعَهُ إِلَّا
بِاللَّهِ وَبِي، فَأَنَا أَعِيرُهُ بِمَعُونَةِ اللَّهِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

حُلُوان - فارس کا ایک علاقہ ہے
فَرْغَةُ - فرصت
اِخْتِيَابُ - محاسبہ اعمال
شَدَى - شر
مَعْرَةُ - اذیت
جُوعَةُ - بھوک
تَنَكَّلُوا - سزا دو

① علامہ طرحی نے مجمع البحرین میں
نقل کیا ہے کہ حلوان ایک مشہور
شہر ہے جو مشرق کی طرف سے عراق
کا آخری شہر ہے اور محمد بن عبدہ کا
خیال ہے کہ یہ فارس کے علاقوں میں
سے ایک صوبہ ہے جس میں کوئی نہ کوئی
حاکم ضرور عین کیا جاتا رہا ہے۔

امیر المؤمنین نے اس خط میں
اسود کو چند نکات کی طرف متوجہ کیا ہے

۱۔ عدالت

۲۔ سادرت

۳۔ چپہر مسلسل

۴۔ احتساب رعایا

کہ اس کا فائدہ رعایا کو بعد
میں ہوتا ہے اور حاکم کیلئے ہوتا ہے

ابعد! دیکھو اگر والی کے
روی نگاہ میں تمام افراد
بچتے ہو اس سے خود بھی
امید رکھو اور عذاب
اور یاد رکھو کہ دنیا دار آ
ہو جاتی ہے اور تم کو کو
رکھو اور اپنے ارکان
ہاتھ لوگوں کو تم سے پرہیز

نزدہ خدا امیر المؤمنین علیؑ کے
ہے۔

ابعد میں نے کچھ فراموش کیا
کہ دی ہے جو ان پرو
پنا چاہتا ہوں کہ فوج دا
پاس پیٹ بھرنے کا کو
اپنے سر پھروں کو سب
مقابلہ کریں اور ا
کی فریاد مجھ سے کرو ا
دوسے حالات کو بدل ا

ہا میں حضرت نے دو طرح کے
دن کو جو دلائی ہے کہ خبر دا
ہے کہ اگر لشکر میں کوئی شخ
ت سے محروم نہیں کیا جا سکا
نے مسائل کی فریاد میرے

مصادر کتاب ۵۹ الطراز السید الیامانی امت ۱، کتاب صفین نصرین مزاحم ۵۵
مصادر کتاب ۶۰ کتاب صفین نصرین مزاحم ۵۵

۵۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اسود بن قطبہ والی حلوآن کے نام)

اما بعد! دیکھو اگر والی کے خواہشات مختلف قسم کے ہوں گے تو یہ بات اسے اکثر اوقات انصاف سے روک دے گی۔ ان تمھاری نگاہ میں تمام افراد کے معاملات کو ایک جیسا ہونا چاہئے کہ ظلم کبھی عدل کا بدل نہیں ہو سکتا ہے۔ جس چیز کو دوسروں کے لئے بڑا سمجھتے ہو اس سے خود بھی اجتناب کرو اور اپنے نفس کو ان کاموں میں لگا دو جنہیں خدا نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کے رعب کی امید رکھو اور عذاب سے ڈرتے رہو۔

اور یاد رکھو کہ دنیا دار آزمائش ہے یہاں انسان کی ایک گھڑی بھی خالی نہیں جاتی ہے مگر یہ کہ یہ بیکاری روز قیامت حسرت کا سبب بن جاتی ہے اور تم کو کوئی شے حق سے بے نیاز نہیں بنا سکتی ہے اور تمھارے اوپر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اپنے نفس کو محفوظ رکھو اور اپنے امکان بھر عایا کا احتساب کرتے رہو کہ اس طرح جو فائدہ تمہیں پہونچے گا وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا جو فائدہ لوگوں کو تم سے پہونچے گا۔ والسلام

۶۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(ان عمال کے نام جن کا علاقہ فوج کے راستہ میں پڑتا تھا)

بندہ خدا امیر المؤمنین علیؑ کی طرف سے ان خراج جمع کرنے والوں اور علاقوں کے والیوں کے نام جن کے علاقہ سے لشکروں کا گزر

ہوتا ہے۔

اما بعد میں نے کچھ فوجیں روانہ کی ہیں جو عنقریب تمھارے علاقہ سے گزرنے والی ہیں اور میں نے انھیں ان تمام باتوں کی نصیحت کر دی ہے جو ان پر واجب ہیں کہ کسی کو اذیت نہ دیں اور تکلیف کو دہرہ رکھیں اور میں تمہیں اور تمھارے اہل ذمہ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ فوج والے کوئی دست درازی کریں گے تو میں ان سے بیزار رہوں گا مگر یہ کہ کوئی شخص بھوک سے مضطرب ہو اور اس کے پاس پیٹ بھرنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ کوئی ظالمانہ انداز سے ہاتھ لگائے تو اس کو سزا دینا تمھارا فرض ہے۔ لیکن اپنے سر پھروں کو سمجھا دینا کہ جن حالات کو میں نے مستثنیٰ قرار دیا ہے ان میں کوئی شخص کسی چیز کو ہاتھ لگانا چاہے تو اس سے مقابلہ نہ کریں اور ٹوکیں نہیں۔ پھر اس کے بعد میں لشکر کے اندر موجود ہوں اپنے اوپر ہونے والی زیادتوں اور مستثنیٰ کی فریاد مجھ سے کرو اگر تم دفع کرنے کے قابل نہیں ہو جب تک اللہ کی مدد اور میری امداد شامل نہ ہو۔ میں انشاء اللہ اللہ کی مدد سے حالات کو بدل دوں گا۔

لے اس خط میں حضرت نے دو طرح کے مسائل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک کا تعلق لشکر سے ہے اور دوسرے کا اس علاقہ سے جہاں سے لشکر گزرنے والا ہے۔ لشکر والوں کو توجہ دلائی ہے کہ غرور و عیسا پر کسی طرح کا ظلم نہ ہونے پائے کہ تمھارا کام ظلم و جبر کا مقابلہ کرنا ہے۔ ظلم کرنا نہیں ہے اور راستہ کے عوام کو متوجہ کیا ہے کہ اگر لشکر میں کوئی شخص برائے افسار کسی چیز کو استعمال کرنے تو غرور اسے منع نہ کرنا کہ یہ اس کا شرعی حق ہے اور اسلام میں کسی شخص کو اس کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد لشکر کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مسلہ پیش آجائے تو میری طرف رجوع کرے اور عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے مسائل کی فریاد میرے پاس پیش کریں اور سارے معاملات کو خود طے کرنے کی کوشش نہ کریں۔

مُتَبَرِّ - برباد
قَرَقِيسِيَا - فزات کے کنارے کا شہر

سَبَّاح - سرمدیں

شُعَاع - ستفن

شُكْب - کانہا

شُغْرَة - خل - درہ

مُغْن - قائم مقام

جُہْمِن - گواہ

رُوع - قلب

اِنْشِيَال - ٹوٹ پڑنا

رَاجِح - پلٹنے والے

شَلْم - رخنہ

زُرُوح - زائل ہو گیا

① اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام کو ان پیش آنے والے حالات کی اطلاع نہیں تھی بلکہ یہ صورت حال کے حیرت انگیز ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس طرح کا انقلاب شرافت کی دنیا میں ناقابل تصور ہوتا ہے مگر افسوس کہ عالم اسلام میں پیش آگیا ہے خلافت میں فلاں سے مراد ابوبکرؓ کی ذات ہے اور ناس سے مراد عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت ہے جنہوں نے خلافت سازی کا کام انجام دیا تھا

مصادر کتاب بلا - انساب الاشراف بلاذری ۲ ص ۳۴۳

مصادر کتاب بلا - الامامة والسياسة ص ۱۵۴، الفارات بلال ثقفی، المسترشد بطبری ص ۹۵، کشف المحجوب ابن طاووس ص ۱۶۳، جہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت

و من کتاب لہ ﴿۱﴾

إلى كميل بن زياد النخعي وهو عامله على هيت، ينكر عليه تركه دفع من يجتاز به من جيش العدو طالباً الفارة:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ تَضْيِيعَ الْمَرْءِ مَا وَلَّى، وَتَكَلُّفُهُ مَا كُنِيَ، لَعَجَزَ حَاضِرُكَ وَرَأَى مُتَبَرِّ. وَإِنَّ تَعَاظِيكَ الْفَارَةَ عَلَى أَهْلِ قَرَقِيسِيَا، وَتَغْطِيلِكَ مَسَاجِدَ الْبَيْتِ وَلَيْتَاكَ - لَيْسَ بِهَا سَنَ يَمْنَعُهَا، وَلَا يَسْرُدُ الْجَيْشَ عَنْهَا - لَسَرَأَى شُعَاعٌ. فَكَيْفَ صِرْتَ جَسْراً لِمَنْ أَرَادَ الْفَارَةَ مِنْ أَعْدَائِكَ عَنِ أَوْلِيَانِكَ، غَيْرَ شَدِيدِ الْمَنْكِبِ، وَلَا مَهِيْبِ الْجَانِبِ، وَلَا سَادَ شُغْرَةٍ، وَلَا كَاسِرَ لَعْدُوٍّ شَوْكَةٍ، وَلَا مُغْنٍ عَنْ أَهْلِ مَضْرُوءٍ، وَلَا مُجْنِبٍ عَنْ أَمِيرِهِ.

و من کتاب لہ ﴿۲﴾

الى أهل مصر مع مالك الأشتر لما ولاه إمارتها

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - نَذِيرًا لِلْعَالَمِينَ، وَمُهَيِّئًا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ قُلُوبًا مَضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَنَازَعَ الْمُشْرِكُونَ الْأُمَرَاءَ مِنْ بَغْدَادِ قَوْلَ اللَّهِ مَا كَانَ يُلْقَى فِي رُوعِي، وَلَا يَخْطُرُ بِبَالِي، أَنَّ الْعَرَبَ تُزْعِجُ هَذَا الْأُمَرَ مِنْ بَغْدَادِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَا أَنَّهُمْ مُنْعَوُهُ عَنِّي مِنْ بَغْدَادِ قَالَا رَاعِنِي إِلَّا اِنْشِيَالُ النَّاسِ عَلَى قُلَانِ يُبَايَعُونَهُ، فَأَمْسَكْتُ يَدِي حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ، يَدْعُونَ إِلَى عَيْشِ دِيْنِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَخَشِيتُ أَنْ لَمْ أَتُصِرْ الْإِسْلَامَ وَأَهْلُهُ أَنْ أَرَى فِيهِ نَلْمًا أَوْ هَدْماً، تَكُونُ الْمُسِيْبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَكْظَمَ مِنْ قُوَّتِ وَلَا يَتَكَبَّرُ الْبَيْتُ إِنْ جَاءَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلِيلٍ، يَسْزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ، كَمَا يَسْزُولُ الشَّرَابُ، أَوْ كَمَا يَنْتَفِشُّ السَّحَابُ، فَتَهْتَفُ فِي تِلْكَ الْأَخْدَانِ حَتَّى رَاحَ الْبَاطِلُ

۱۱

ہے ایک

۱۲

ان کا کوئی

کرنے والا

راستہ روکا

۱۱

لیکن ان کے

نہ میرے

اچانک یہ

سے واپس

بھی میں نے

سے سامنے

یا آسان کے

لہ جناب کیل

کے جواب پر

امامت کے مرا

ہے کہ غلطی پر

جن

نہ کر دیا

ٹال سکتا

مجاہ نے

۶۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

دیکھیں بن زیادہ انجمنی کے نام جو بیت المال کے عامل تھے اور انھوں نے فوج دشمن کو لوٹ مار سے منع نہیں کیا،
ابا بعد۔ انسان کا اس کام کو نظر انداز کر دینا جس کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور اس کام میں لگ جانا جو اس کے فرائض میں شامل نہیں
ہے ایک واضح کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔

اور دیکھو تمہارا اہل قریبیا پر حملہ کر دینا اور خود اپنی سرحدوں کو معطل چھوڑ دینا جن کا تم کو ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ اس عالم میں کہ
ان کا کوئی دفاع کرنے والا اور ان سے لشکروں کو ہٹانے والا نہیں تھا ایک انتہائی پراگندہ رائے ہے اور اس طرح تم دوستوں پر حملہ
کرنے والے دشمنوں کے لئے ایک وسیلہ بن گئے جہاں نہ تمہارے کاندھے مضبوط تھے اور نہ تمہاری کوئی ہیبت تھی۔ نہ تم نے دشمن کا
راستہ روکا اور نہ اس کی شوکت کو توڑا۔ نہ اہل شہر کے کام آئے اور نہ اپنے امیر کے فرض کو انجام دیا۔

۶۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اہل مہر کے نام۔ مالک اشتر کے ذریعہ جب ان کو والی مصر بنا کر روانہ کیا)

ابا بعد! پروردگار نے حضرت محمد کو عالمین کے لئے عذاب الہی سے ڈرانے والا اور مسلمین کے لئے گواہ اور نگران بنا کر بھیجا تھا
لیکن ان کے جلنے کے بعد ہی مسلمانوں نے ان کی خلافت میں جھگڑا شروع کر دیا۔ خدا گواہ ہے کہ یہ بات میرے خیال میں بھی نہ تھی اور
نہ میرے دل سے گزری تھی کہ عرب اس منصب کو ان کے اہلیت سے اس طرح موڑ دیں گے اور مجھ سے اس طرح دور کر دیں گے کہ میں نے
اچانک یہ دیکھا کہ لوگ فلاں شخص کی بیعت کے لئے ٹوٹے پڑے ہیں تو میں نے اپنے ہاتھ کو روک لیا یہاں تک کہ یہ دیکھا کہ لوگ دین اسلام
سے واپس جا رہے ہیں اور پیغمبر کے قانون کو برباد کر دینا چاہتے ہیں تو مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ اگر اس رخنہ اور بربادی کو دیکھنے کے لئے
میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو اس کی مصیبت روز قیامت اس سے زیادہ عظیم ہوگی جو آج اس حکومت کے چلے جانے
سے ملتے آ رہی ہے جو صرف چند دن رہنے والی ہے اور ایک دن اسی طرح ختم ہو جائے گی جس طرح سراب کی چمک دیک ختم ہو جاتی ہے
یا آسمان کے بادل چھٹ جاتے ہیں تو میں نے ان حالات میں قیام کیا یہاں تک کہ باطل زائل ہو گیا

ابا جناب کیل مولائے کائنات کے مخصوص اصحاب میں تھے اور بڑے پایہ کے عالم و فاضل تھے لیکن بہر حال بشر تھے اور انھوں نے معاویہ کے مظالم
کے جواب میں بھی مناسب سمجھا کہ جس طرح وہ ہمارے علاقہ میں فساد پھیلا رہا ہے، ہم بھی اس کے علاقہ پر حملہ کر دیں تاکہ فوجوں کا مدخ ادھر مڑ جائے مگر یہ بات
امامت کے مزاج کے خلاف تھی لہذا حضرت نے فوراً تنبیہ کر دی اور کیل نے بھی اپنے اقدام کے نامناسب ہونے کا احساس کر لیا اور یہی انسان کا کمال و کمال
ہے کہ غلطی پر اصرار نہ کرے ورنہ غلطی نہ کرنا شان عصمت ہے۔ شان اسلام و ایمان نہیں ہے۔

جناب کیل کی غیرت داری کا یہ عالم تھا کہ جب حجاج نے انھیں تلاش کرنا شروع کیا اور گرفتار نہ کر سکا تو ان کی قوم پر دانہ پانی
بند کر دیا۔ کیل کو اس امر کی اطلاع ملی تو فوراً حجاج کے دربار میں پہنچ گئے اور فرمایا کہ میں اپنی ذات کی حفاظت کی خاطر ساری قوم کو خطرہ میں نہیں
ڈال سکتا ہوں اور خود مجتہد اہلیت سے دستبردار بھی نہیں ہو سکتا ہوں لہذا مناسب یہ ہے کہ اپنی سزا خود برداشت کروں جس کے نتیجہ میں
حجاج نے ان کی زندگی کا غاثرہ کر دیا۔!

وَزَهَقَ، وَاطْمَأَنَّ الدِّينُ وَتَنَهَتْ.

وَمِنْهُ: إِنِّي وَاللَّهِ لَوَلَّيْتُهُمْ وَاحِدًا وَهُمُ طِلَاعُ الْأَرْضِ كُلِّهَا
مَا بَالَيْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ، وَإِنِّي مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّذِي هُمُ فِيهِ
وَالْمَدَى الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ لَعَلِّي بِصِيرَةٍ مِنْ نَفْسِي وَتَقِينِ مِنْ
رَبِّي. وَإِنِّي إِلَى لِقَاءِ اللَّهِ لَمُشْتَاتٍ، وَحُسْنِ تَوَابِهِ لَمُسْتَبِيرٍ
رَاجٍ، وَلَكِنْ نَفِي أَنِّي بِلِي أَمَرِ هَذِهِ الْأُمَمَةِ سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا،
فَتَتَّخِذُوا مَالَ اللَّهِ دُولًا، وَعِبَادَهُ خُلُوفًا، وَالصَّالِحِينَ حَرْبًا، وَالْفَاسِقِينَ
حِزْبًا، فَإِنَّ مِنْهُمْ الَّذِي قَدْ شَرِبَ فِيكُمْ الْحَرَامَ، وَجُلِدَ حَدًّا فِي
الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُسْلِمَ حَتَّى رُضِيَ عَنْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ
الرَّضَا نَحْنُ، فَلَوْلَا ذَلِكَ مَا أَكْثَرْتُ تَالِيَيْكُمْ وَتَأْسِيَكُمْ، وَجَمْعَكُمْ
وَتَحْرِيطَكُمْ، وَلَسَرْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَوَسَيْتُمْ.
أَلَا تَرَوْنَ إِلَى أَطْرَافِكُمْ قَدْ انْتَقَصَتْ، وَإِلَى أَنْصَارِكُمْ قَدْ افْتَحَتْ
وَإِلَى تَمَالِيِكُمْ تُرْوَى، وَإِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى! ائْتِرُوا - رَحِمَكُمُ اللَّهُ -
إِلَى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ، وَلَا تَتَأَقَّلُوا إِلَى الْأَرْضِ فَتُتْرُوا بِالْحَسَنَةِ
وَتَبُودُوا بِالدَّلِّ، وَتَكُونَ نَصِيْبُكُمْ الْأَخْسَ، وَإِنْ أَخَا الْمَرْبِ الْأَرْقَ،
وَمَنْ نَامَ لَمْ يُنَمِّ عَنْهُ، وَالسَّلَامُ.

۶۳

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْكُوفَةِ، وَقَدْ بَلَغَهُ عَنْهُ تَشْيِيطُهُ النَّاسِ عَنِ
الْخُرُوجِ إِلَيْهِ لِمَا نَدَبَهُمْ لِحَرْبِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ:
مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ.
أَنَا بَسْعَدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ قَوْلُ هَؤُلَاءِ وَعَلَيْكَ، فَإِذَا قَسِمُوا
رَسُولِي عَلَيْكَ فَارْفَعْ ذَلِكَ، وَاشْدُدْ مِثْرَكَ، وَاخْرُجْ مِنْ جُحْرِكَ.

اور بنی امیہ کے دیگر افراد مراد ہیں جنہوں نے منافق کو دیکھے بغیر اسلام کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا

مصادر کتاب ۶۳ استیعاب ابن عبد البر - المالطوسی ۳۳

تہنہ - ٹھہر گیا
طلاع - بھریے والے
آسی - رنجیدہ ہوں
دول - املاک
خول - غلام
حرب - محارب
شراب الحرام - شراب خاری
رضاخ - آمد نیاں
تالیب - آمادہ کرنا
ونتم - کمزوری دکھائی
انتقصت - کمی ہو گئی
تروی - چھن رہی ہیں
تقروا - اعتراف کرو
خصت - ذلت
تبروا - کمین رہو گے
ارق - جاگنے والا
مشر - چادر
مجر - سوراخ

(۱) اس سے مراد ولید بن عتبہ ہے
جو عثمان کا مادرسی بھائی تھا اور
اس نے کوفہ میں شراب کے نشہ
میں صبح کی چار رکعت پڑھادی تھی
اور محراب ہی میں تے بھی کروی تھی
(ابن ابی الحدید)

(۲) اس سے معاویہ، ابوسفیان

دین مطہر ہو کر
خدا کی قسم
کی گراہی کے با
ہی ہوں اور
بات کا ہے کہ
لیں۔ نیک کرد
نے شراب پی
میں نوا نہ نہیں
رہا بلکہ تمہیں
کیا تم خود
رہا ہے اور تم
رہا و در نہ ہوا
دار رہتا ہے ا

(کوفہ)

بندہ خدا

ابا بعد

میرے قاتل

صورت کا

کی اگر مسلم

گراہ کر

کے ہاتھوں

میر نہیں

اور دین مطمئن ہو کر اپنی جگہ پر ثابت ہو گیا۔

خدا کی قسم اگر میں تنہا ان کے مقابلہ پر نکل پڑوں اور ان سے زمین پھٹک رہی ہو تو بھی مجھے فکر اور وحشت نہ ہوگی کہ میں ان کی گمراہی کے بارے میں بھی اور اپنے ہدایت یافتہ ہونے کے بارے میں بھی بصیرت رکھتا ہوں اور پروردگار کی طرف سے منزل یقین بھی ہوں اور میں لقائے الہی کا اشتیاق بھی رکھتا ہوں اور اس کے بہترین اجر و ثواب کا منتظر اور امیدوار بھی ہوں۔ لیکن مجھے ڈکھ میں بات کا ہے کہ امت کی زمامِ حقوق اور فاجروں کے ہاتھ میں چلی جائے اور وہ مالِ خدا کو اپنی املاک اور بندگانِ خدا کو اپنا غلام بنالیں۔ نیک کرداروں سے جنگ کریں اور فاسقوں کو اپنی جماعت میں شامل کر لیں۔ جن میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے تمہارے سامنے شراب پی ہے اور ان پر اسلام میں حد جاری ہو چکی ہے اور بعض وہ بھی ہیں کہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے جب تک انہیں فوائد نہیں پیش کر دئے گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تمہیں اس طرح جہاد کی دعوت نہ دیتا اور سرزنش نہ کرتا اور قیام پر آمادہ کرتا بلکہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیتا کہ تم سرتابی بھی کرتے ہو اور سست بھی ہو۔

کیا تم خود نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارے اطراف کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے شہروں پر قبضہ ہوا جا رہا ہے۔ تمہارے ممالک کو چھینا جا رہا ہے اور تمہارے علاقوں پر دھواؤں بولا جا رہا ہے۔ خدا تم پر رحم کرے اب دشمن سے جنگ کے لئے نکل پڑو اور زمین سے چپک کر نہ جاؤ ورنہ یوں ہی ذلت کا شکار رہو گے، ظلم سہتے رہو گے اور تمہارا حصہ انتہائی پست ہو گا۔ اور یاد رکھو کہ جنگ آزمائے انسان ہمیشہ مار رہتا ہے اور اگر کوئی شخص سو جاتا ہے تو اس کا دشمن ہرگز غافل نہیں ہوتا ہے۔ والسلام

۶۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(کو کہہ کے عامل ابو موسیٰ اشعری کے نام۔ جب یہ خبر ملی کہ آپ لوگوں کو جنگِ جبل کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ روک رہا ہے)

بندہ خدا، امیر المؤمنین علی کا خط عبداللہ بن قیس کے نام !

اما بعد ! مجھے ایک ایسے کلام کی خبر ملی ہے جو تمہارے حق میں بھی ہو سکتا ہے اور تمہارے خلاف بھی۔ لہذا اب مناسب یہی ہے میرے قاصد کے پہنچتے ہی دامنِ سیٹ لیا اور فوراً بل سے باہر نکل آؤ

یہ صورت حال یہ تھی کہ امت نے پیغمبر کے بتائے ہوئے راستہ کو نظر انداز کر دیا اور ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن امیر المؤمنینؓ کی شکل یہ تھا کہ اگر مسلمانوں میں جنگ و جدال کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں تو سیلہ کذاب اور ظالم جیسے مدعیانِ نبوت کو موقع مل جائے گا اور وہ لوگوں کو گمراہ کر کے اسلام سے منحرف کر دیں گے اس لئے آپ نے سکوت اختیار فرمایا اور خلافت کے بارے میں کوئی بحث نہیں کی لیکن جب مرتدوں نے ہاتھوں اسلام کی تباہی کا منظر دیکھ لیا تو مجبوراً باہر نکل آئے کہ بالآخر اپنے حق کی بربادی پر سکوت اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کی بربادی دیکھ نہیں کیا جاسکتا ہے !

مذہب - دعوت

حَقَّقَتْ - حق کو اختیار کر لیا ہے

انصر - کھڑے ہو جاؤ

تَفَقَّطَتْ - کمزور ہو گئے

خاشر - غلیظ

قعدہ - بیٹھنا

ہوئی - آسان

انعت الاسلام - اشراف عرب

استتر - دم لے لو

① حقیقت امر یہ ہے کہ جو انسان حق کی حمایت سے کنارہ کشی کرتا ہے اور باطل کی منہ زوری دیکھنے کے بعد بھی غفلت کی نیند سو جاتا ہے۔ اس کی یہ نیند موت کے مرادوت ہوتی ہے اور تاریخ اسے کسی کوڑہ دان کے حوالہ کر دیتی ہے۔ جہاں اس کا نام لینے والا بھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور اس کے برخلاف جو راہ حق میں جان کی بازی گدا دیتا ہے اور اپنا سارا سرمایہ حیات قربان کر دیتا ہے۔ وہ مرنے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے اور زیر خاک چلے جانے کے بعد بھی مطلع تاریخ چمکاتا رہتا ہے۔

وَأَشْدُّ مِنْ مَعَكَ، فَإِنْ حَقَّقْتَ فَانْقُذْ، وَإِنْ تَفَقَّطْتَ فَابْعُدْ، وَاللَّهُ لَسْتُؤْتِيَنَّ مِنْ حَيْثُ أَنْتَ، وَلَا تُشْرَكَ حَتَّى يَخْلُطَ زُبْدُكَ بِعَافِيَتِكَ، وَذَائِبُكَ بِجَافِيَتِكَ، وَحَتَّى تُعْجَلَ عَنْ قِعْدَتِكَ، وَتَحْذَرُ مِنْ أَمَانِكَ كَحَذَرِكَ مِنْ خَلْفِكَ، وَمَا هِيَ بِأَلْوَنِيَّ الَّتِي تَرْجُوهُ، وَلَكِنَّهَا الدَّاهِيَةُ الْكُبْرَى، يُزَكُّ بِجَمَلِهَا، وَيُذَلِّلُ صَعْبَهَا، وَيُسَهِّلُ جَبَلَهَا، فَاعْقِلْ عَقْلَكَ، وَأَمْلِكْ أَمْرَكَ، وَخُذْ نَصِيحَتَكَ وَحَظَّكَ.

فَإِنْ كَرِهْتَ فَتَنِّحْ إِلَى غَيْرِ رَحْبٍ وَلَا فِي نَجَاةٍ، فَبِالْحَرِيِّ لَسْتُؤْتِيَنَّ وَأَنْتَ نَائِمٌ حَتَّى لَا يُقَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَقَّ مَعَ بَحْقٍ، وَمَا أَبَالِي مَا صَنَعَ الْمَلْجِدُونَ، وَالسَّلَامُ.

۶۴

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﴿٦٤﴾

إلى معاوية، جواباً

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّا كُنَّا نَحْسُنُ وَأَنْتُمْ عَلَى مَا ذَكَرْتُمْ مِنَ الْاَلْفَةِ وَالْمِائَةِ فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَمْسِ أَمَّا وَكَفَرْتُمْ، وَالْيَوْمَ أَنَا اسْتَقْفَنَّا وَفُتِنْتُمْ وَمَا أَسْلَمَ مُسْلِمُكُمْ إِلَّا كَرْهًا، وَبَعْدُ أَنْ كَانَ أَنْفُ الْإِسْلَامِ كُلُّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، حُزْبًا (حرباً).

وَذَكَرْتُ أَنِّي قَتَلْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَفَرَدْتُ بِعَائِشَةَ، وَتَرَلْتُ بَيْنَ الْمِصْرَيْنِ، وَذَلِكَ أَمْرٌ غِيبَتْ عَنْهُ قَلَا عَلِيَّكَ، وَلَا الْعُذْرُ فِيهِ إِلَيْكَ.

وَذَكَرْتُ أَنَّكَ زَاوَيْتَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَقَدْ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ يَوْمَ أُبَيْرَ أَخْوَكَ (ابو لؤك)، فَإِنْ كَانَ فِيهِ عَجَلٌ فَاسْتَرْفِدْ، فَإِنِ أَنْزَلَكَ فَذَلِكَ جَدِيدٌ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ إِنَّمَا بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتَقْتُلَنِي مِنْكَ، وَإِنْ تَزِدْنِي فَكُنَا قَالِ أَخُو بَنِي أُسْدٍ.

اور اپنے
ہر جاؤ
منجھ
سے دور
سوار ہو
پر قابو
کی صورت
شخص کی

۱۱
اختیار کرنا
اس وقت
تم
کیلئے تھا
اد
گرفتار ہو
اس طرح
کے شاہ

۱۲ معاویہ نے
حضرت -
د
اس کے ا
ہر چاہے

مصادر کتاب ۶۴ الامت والسیاسته اصنف، احتجاج طبرسی اصنف، کتاب صفین نصیر بن مزاحم صنف، مجمع الاشغال میدان اصنف

اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلاؤ۔ اس کے بعد حق ثابت ہو جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور کمزوری دکھانا ہے تو میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ خدا کی قسم تم جہاں رہو گے گھر کر لائے جاؤ گے اور چھوڑے نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ دودھ مکھن کے ساتھ اور گھلا ہوا منجھد کے ساتھ مخلوط ہو جائے اور تمہیں اطمینان سے چھینا نصیب نہ ہو گا اور سامنے سے اس طرح ڈرو گے جس طرح اپنے پیچھے سے ڈرتے ہو۔ اور یہ کام اس قدر آسان نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ یہ ایک مصیبت کبریٰ ہے جس کے اونٹ پر بہر حال سوار ہونا پڑے گا اور اس کی دشواریوں کو ہموار کرنا پڑے گا اور اس کے پہاڑ کو سر کرنا پڑے گا لہذا ہوش کے ناخن لو اور حالات پر قابو رکھو اور اپنا حصہ حاصل کر لو اور اگر یہ بات پسند نہیں ہے تو اُدھر چلے جاؤ جو صحنہ کوئی آؤ بھگت ہے اور نہ چھٹکارے کی صورت۔ اور اب مناسب یہی ہے کہ تمہیں بیکار سمجھ کر چھوڑ دیا جائے کہ سوتے رہو اور کوئی یہ بھی نہ دریافت کرے کہ فلاں شخص کدھر چلا گیا۔ خدا کی قسم یہ حق پرست کا واقعی اقدام ہے اور مجھے بے دینوں کے اعمال کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ والسلام

۶۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے جواب میں)

اما بعد! یقیناً ہم اور تم اسلام سے پہلے ایک ساتھ زندگی گزار رہے تھے لیکن کل یہ تفرقہ پیدا ہو گیا کہ ہم نے ایمان کا راستہ اختیار کر لیا اور تم کافر رہ گئے اور آج یہ اختلاف ہے کہ ہم راہ حق پر قائم ہیں اور تم فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ تمہارا مسلمان بھی اس وقت مسلمان ہوا ہے جب مجبوری پیش آگئی اور سارے اشراف عرب اسلام میں داخل ہو کر رسول اکرمؐ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ظلم و زبیر کو قتل کیا ہے اور عائشہ کو گھر سے باہر نکال دیا ہے اور مدینہ چھوڑ کر کو فدا اور بصرو میں قیام کیا ہے تو اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ تم پر کوئی ظلم ہوا ہے اور نہ تم سے معذرت کی کوئی ضرورت ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ تم ہاجرین و انصار کے ساتھ میرے مقابلہ پر آرہے ہو تو ہجرت تو اسی دن ختم ہو گئی جب تمہارا بھائی گرفتار ہوا تھا اور اگر کوئی جلدی ہے تو ذرا انتظار کر لو کہ میں تم سے خود ملاقات کر لوں اور یہی زیادہ مناسب بھی ہے کہ اس طرح پروردگار مجھے تمہیں سزا دینے کے لئے بھیجے گا اور اگر تم خود بھی آگے تو اس کا انجام دیا ہی ہو گا جیسا کہ بنی اسد کے مشاعر نے کہا تھا:

اے معاویہ نے حسب عادت اپنے اس خط میں چند مسائل اٹھائے تھے۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ ہم دونوں ایک خاندان کے ہیں تو اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ اختلاف اسی دن شروع ہو گیا تھا جب ہم دائرہ اسلام میں تھے اور تم کفر کی زندگی گزار رہے تھے۔ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ جنگ جمل کی ساری ذمہ داری امیر المومنین پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا اس کے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تیسرا مسئلہ اپنے لشکر کے ہاجرین و انصار میں ہونے کا تھا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو گئی اور فتح مکہ میں تیرا بھائی گرفتار ہو چکا ہے جس کے بعد تیرے ساتھی اولاد طلقاء تو ہو سکتے ہیں۔ ہاجرین کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

حاصِب - سنگریز

اَعْوَار - جمع غور - غبار

جُلُود - چمڑ

اَعْصَصَتْ - کاٹ دیا ہے

اَغْلَفَتْ - جس کے دل پر غلاف

چڑھا ہوا

تَقَارِبُ الْعَقْلِ - کمزور عقل والا

ضَالٌّ - گمشدہ

سَامَةٌ - چرنے والا جانور

وَعْنَى - جنگ

بَوْنِي - ہستی

مُدْعَةٌ - دھوکا

نَصَالٌ - دودھ پھیرانا

لَمَحَ الْبَاصِرُ - واضح امر

يَانِ الْأُمُور - مشاہدہ

فَتِحَامٌ - چاند پڑنا

بَن - بھوٹ

نَحَالٌ - نسبت دینا

لَا عَنكَ - تم سے بالاتر ہے

تَبَرُّازٌ - غصب

خَضِرٌ - چھپا دیا گیا

بِكَا جَدٍ یعنی عقبہ بن ربیعہ ہاموں

نِیْ وَدِیدِیْنِ عَقِبَہِ جَعَالُی یعنی حنظل

مُسْتَفْلِیْنِ رِيَّاحَ الصَّيْفِ تَضَرِّبُهُمْ

وَعِنْدِي السَّيْفُ الَّذِي أَعْصَصْتُهُ بِجِدِّكَ وَخَالِكَ وَأَخِيكَ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ

وَأِنَّكَ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ الْأَغْلَفَ الْقَلْبَ الْمَقَارِبَ الْعَقْلَ وَالْأَوَّلَ

أَنْ يُقَالَ لَكَ إِنَّكَ رَقِيتَ سُلْمًا أَطْلَعَكَ سَطْلَعَ سُوءٌ عَلَيْكَ لَا لَكَ إِنَّكَ

نَشَدْتَ غَيْرَ ضَالَّتِكَ وَرَعَيْتَ غَيْرَ سَائِمَتِكَ وَطَلَبْتَ أَمْرًا لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ

وَلَا فِي مَعْنِيهِ قَبْلَ أَبْعَدَ قَوْلِكَ مِنْ فِعْلِكَ ۱۱ وَتَقَرَّبَ مَا أَشْبَهَتْ مِنْ

أَعْيَامٍ وَأَخْوَالٍ حَمَلَتْهُمْ الشَّقَاوَةُ وَتَمَسَّى الْبَاطِلُ عَلَى الْبُخُودِ بِحَسْبِ

- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَصَرَعُوا مَصَارِعَهُمْ حَيْثُ عَلِمَتْ لَمْ

يَدْفَعُوا عَظِيمًا وَلَمْ يَمْتَسُوا حَسْرِيًّا بِوَقْعِ سُيُوفٍ مَا خَلَا مِنْهَا الْوَعْنَى

وَلَمْ تَمَاشِيهَا الْمُتَوَنِّي

وَقَدْ أَكْثَرَتْ فِي قِسْلَةِ عُثْمَانَ فَادْخُلْ فِيهَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ ثُمَّ حَاسِمِ

النَّقْوَمِ إِلَيَّ أَمْلِكُ وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى

وَأَمَّا يَلِكُ السِّيْ ثَرِيدٌ فَجَاءَتْهَا خُدْعَةُ الصَّيْفِ عَنِ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ الْفِصَالِ

وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ

۶۵

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﴿الْبَقَرَةُ﴾

إِلَيْهِ أَيْضًا

أَنَا بَعْدُ فَقَدْ أَنْ لَكَ أَنْ تَسْتَفْعَ بِاللَّمْعِ الْبَاصِرِ مِنْ عَيْنِ الْأَشْمُسِ

فَقَدْ سَلَكَتْ مَدَارِجَ أَشْلَافِكَ بِأَدْعَانِكَ الْأَبَاطِيلَ وَاقْتِحَايَكَ غُرُورَ الْمُنِينِ

وَالْأَكَاذِبِ وَبِاثْنِخَالِكَ مَا قَدْ عَلَا عَنْكَ وَابْتِرَازَكَ لِمَا قَدْ اخْتَرَنَ

دُونَكَ فِزَارًا مِنَ الْحَقِّ وَجُحُودًا لِمَا هُوَ الزَّمُ لَكَ مِنْ لَحْمِكَ وَدَمِكَ بِمَا

قَدْ وَعَاهُ سَمْعُكَ وَمُلِيَّ بِهِ صَدْرُكَ فَتَادَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ الْمُنِينِ

دہ

اور میرے پاس

مطابق وہ

سیرھی چڑھ

اور ایسے امر

اور تم اپنے

مقتل میں

کی بنا پر جن

اور

بیعت کرو۔

اس کے علاوہ

اما بعد

غلط بیانی کے

میں اپنے اسلحہ

کو ناچاہتے ہو

کیا باقی رہ جا

لے ابن ابی الحداد

اپنے کانوں۔

اور اسے معلوم

نہیں ہوا کہ

اور نہ داخل

سارے کتاب میں بکارا لاؤارہ منہ ۵ مجمع الاشغال میدان ۱۷۵

”وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کرنے والے ہیں جو نشیبوں اور چٹانوں میں ان پر سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں۔“
 بعد میں میرے پاس وہی تلوار ہے جس سے تمہارے نانا، ماموں اور بھائی کو ایک ٹھکانے تک پہنچا چکا ہوں اور تم خدا کی قسم میرے علم کے مطابق وہ شخص جس کے دل پر غلاف چڑھا ہوا ہے اور جس کی عقل کمزور ہے اور تمہارے حق میں مناسب یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے کہ تم ایسی ہیڑھی چڑھ گئے ہو جہاں سے بدترین منظر ہی نظر آتا ہے کہ تم نے دوسرے کے گم شدہ کی جستجو کی ہے اور دوسرے کے جانور کو چرانا چاہا ہے اور ایسے امر کو طلب کیا ہے جس کے نہ اہل ہوا اور نہ اس سے تمہارا کوئی بنیادی لگاؤ ہے۔ تمہارے قول و فعل میں کس قدر فاصلہ پایا جاتا ہے اور تم اپنے چچا اور ماموں سے کس قدر مشابہ ہو جن کو بد بخئی اور باطل کی ترانے پیغمبر کے انکار پر آمادہ کیا اور اس کے نتیجے میں اپنے اپنے مقتل میں مر رہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔ نہ کسی مصیبت کو دفع کر سکے اور نہ کسی حرم کی حفاظت کر سکے۔ ان تلواروں کی مار کی بنا پر جس سے کوئی میدان جنگ خالی نہیں ہوتا اور جن میں شستی کا گذر نہیں ہے۔

اور تم نے جو بار بار عثمان کے قاتلوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ جس طرح سب نے بیعت کی ہے پہلے میری بیعت کرو۔ اس کے بعد میرے پاس مقدمے کے آؤ۔ میں تمہیں اور تمہارے مدعا علیہم کو کتاب خدا کے فیصلہ پر آمادہ کروں گا۔ لیکن اس کے علاوہ جو تمہارا مدعا ہے وہ ایک دھوکہ ہے جو بچہ کو دودھ چھڑاتے وقت دیا جاتا ہے۔ اور سلام ہو اس کے اہل پر

۶۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ ہی کے نام)

اما بعد! اب وقت آ گیا ہے کہ تم امور کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ تم نے باطل دعویٰ کرنے بھوٹ اور غلط بیانی کے قریب میں کود پڑنے۔ جو چیز تمہاری اوقات سے بلند ہے اسے اختیار کرنے اور جو تمہارے لئے ممنوع ہے اس کو ہتھیالینے میں اپنے اسلاف کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور اس طرح حق سے فرار اور جو چیز گوشت و خون سے زیادہ تم سے چسپی ہوئی ہے اس کا انکار کرنا چاہتے ہو جسے تمہارے کانوں سے سنا ہے اور تمہارے سینے میں بھری ہوئی ہے۔ تو اب حق کے بعد کھلی ہوئی گمراہی کے علاوہ کیا باقی رہ جاتا ہے۔

اے ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ معاویہ روز غدیر موجود تھا جب سرکارِ دو عالم نے حضرت علیؑ کے مولائے کائنات ہونے کا اعلان کیا تھا اور اس نے اپنے کانوں سے سنا تھا اور اسی طرح روز تبوک بھی موجود تھا جب حضرت نے اعلان کیا تھا کہ علیؑ کا مرتبہ وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ ہے اور اسے معلوم تھا کہ حضور نے علیؑ کی صلح کو اپنی صلح اور ان کی جنگ کو اپنی جنگ قرار دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوا کہ اس کا راستہ اس کی پھوپھی ام جیل اور اس کے ماموں خالد بن ولید جیسے افراد کا تھا جن کے دل و دماغ میں نہ اسلام داخل ہوا تھا اور نہ داخل ہونے کا کوئی امکان تھا۔

وَبَعْدَ الْبَيِّنَاتِ إِلَّا الْبَيِّنَاتُ؟

فَاحْذَرِ الشُّبُهَةَ وَاشْكَلْهَا عَلَى لُبِّهَا، فَإِنَّ الْفِتْنَةَ طَالَمَا أَخَذَتْ
جَلَابِيهَا، وَأَغَشَتْ الْأَبْصَارَ ظُلُمَتُهَا.

وَقَدْ أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ ذُو أَفَانِينَ مِنَ الْقَوْلِ ضَعُفَتْ قُوَاهَا عَنِ السَّلَامِ،
وَأَسَاطِيرُ لَمْ يَمُكِّنْهَا مِنْكَ عِلْمٌ وَلَا حِلْمٌ، أَمْسَبَتْ مِنْهَا كَالْمَقَابِضِ فِي
الدَّهَاسِ، وَالْحَسَاطِطِ فِي الدَّيَاسِ، وَتَرَقَّيْتُ إِلَى مَرْقَبَةٍ بِسَعِيدِ السَّرَامِ،
نَازِحَةٍ الْأَعْلَامِ، تَفْصُرُ دُونَهَا الْأَنْوُوقُ وَيُحَادِثُ بِهَا الْعَيُوقُ.

وَحَاشَ لِلَّهِ أَنْ تَلِي لِمُسْتَلِيمِينَ بِسُغْدِي صَدْرًا أَوْ وَرْدًا، أَوْ أُجْزِي
لَكَ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ عَهْدًا أَوْ عَهْدًا إِلَّا فَمِنْ الْآنَ فَتَذَارِكُ نَفْسَكَ،
وَأَنْسَظُوا لَهَا، فَإِنَّكَ إِنْ قَرَطْتَ حَقِّي يَنْهَدَ (يَنْهَسُ) إِلَيْكَ عِبَادُ اللَّهِ
أُزِجَتْ عَلَيْكَ الْأُمُورُ، وَمُنِيتَ أَمْرًا هُوَ مِنْكَ الْيَوْمَ مَقْبُولٌ، وَالسَّلَامُ.

۶۶

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﷺ

إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ بِخِلَافِ هَذِهِ الرَّوَايَةِ

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّ الْمَرْءَ لَيُفْرَحُ بِالشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيَقْوَتَهُ، وَيَحْزَنُ
عَلَى الشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيَحْيِيَهُ، فَلَا يَكُنْ أَفْضَلَ مَا نِلْتَ فِي نَفْسِكَ مِنْ
دُنْيَاكَ بُلُوعًا لَذَّةً أَوْ شِفَاءً غَيْظًا، وَلَكِنْ إِنْ شَاءَ بِطَائِلٍ أَوْ إِحْيَاءٍ حَقًّا،
وَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا قَدَّمْتَ، وَأَسْفُكَ عَلَى مَا خَلَّفْتَ، وَهَكَذَا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

۶۷

وَمِنْ كِتَابِ لَهُ ﷺ

إِلَى قَتْمِ بْنِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى مَكَّةَ

لبس - فریب کاری

لبسه - فریب کاری

جلا بیب - چادریں

آغذفت - لگاتے ہوئے ہیں

آغشت - چاندیا دیا ہے

آفانین - اقسام

رسل - صلح

اساطیر - خرافات

دہاس - دلدل

دیاس - اندھا کنواں

مرقبہ - بلند بام

نازحہ - بےید

انوق - مٹھاب

عیوق - ستارہ

صدرو و ردو حل - عقدہ

یہد - اٹھ کھڑے ہوئے

ازجحت - راستے بند ہو جائیں

خلفت - چھوڑ کر جاؤ

جلا بیب فتنے مراد وہ قیص

شان ہے جس کو معاویہ نے اپنے

قاصد کے حصول کا ذریعہ اور تھا کہ

کوشک بنانے کا وسیلہ قرار

رے دیا تھا

اور وہ

بھی

مل سکتا

اس شے

چاہا ہے

ستا

بھی حکم

غور و

ہو جائے

ا

لے والے

باطل کے

جسے چھو

لے ہوا

مسئلہ

جگہ نہیں

اوقات

صادر کتاب ۱۱۶ تاریخ دمشق ابن عسکر، صفحہ الصفوہ ۱۳۴، انساب الاشراف ۲ ص ۱۱۶، المجالس ۲ ص ۵۵، اثلث کافی ۲ ص ۵۵

تذکرۃ الخواص ص ۵۹

صادر کتاب ۱۱۶ فقہ القرآن تلمب راوندی، مستدرک الرسائل ۲ ص ۱۳۳

اور وضاحت کے بعد دھوکہ کے علاوہ کیا ہے۔ لہذا شبہ اور اس کے وسیع کاری پر مشتمل ہونے سے ڈرو کہ فقہ ایک مدت سے اپنے دامن چیلے ہوئے ہے اور اس کی تاریکی نے آنکھوں کو اندھا بنا رکھا ہے۔

میرے پاس تمہارا وہ خط آیا ہے جس میں طرح طرح کی بے جوڑ باتیں پائی جاتی ہیں اور ان سے کسی صلح و آشتی کو تقویت نہیں مل سکتی ہے اور اس میں وہ خرافات ہیں جن کے تانے بانے نہ علم سے تیار ہوئے ہیں اور نہ علم سے۔ اس سلسلہ میں تمہاری مثال اس شخص کی ہے جو دلدل میں دھنس گیا ہو اور اندھے کنویں میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ اور تم نے اپنے کو اس بلندی تک پہنچانا چاہا ہے جس کا حصول مشکل ہے اور جس کے نشانات گم ہو گئے ہیں اور جہاں تک عقاب پرواز نہیں کر سکتا ہے اور اس کی بلندی ستارہ عیوق سے مکر لے رہی ہے۔

حاشا وکلا یہ کہاں ممکن ہے کہ تم میرے اقتدار کے بعد مسلمانوں کے حل و عقد کے مالک بن جاؤ یا میں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کرنے کا پروانہ یا دستاویز دے دوں۔ لہذا ابھی غنیمت ہے کہ اپنے نفس کا تدارک کرو اور اس کے بارے میں غور و فکر کرو کہ اگر تم نے اس وقت تک کوتاہی سے کام لیا جب اللہ کے بندے اٹھ کھڑے ہوں تو تمہارے سارے راستے بند ہو جائیں گے اور پھر اس بات کا بھی موقع نہ دیا جائے گا جو آج قابل قبول ہے۔ والسلام

۶۶۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ جس کا تذکرہ پہلے بھی دوسرے الفاظ میں ہو چکا ہے)

اما بعد! انسان کبھی کبھی ایسی چیز کو پا کر بھی خوش ہو جاتا ہے جو جانے والی نہیں تھی اور ایسی چیز کو کھو کر رنجیدہ ہو جاتا ہے جو لئے والی نہیں تھی لہذا خبردار تمہارے لئے دنیا کی سب سے بڑی نعمت کسی لذت کا حصول یا جذبہ انتقام ہی نہ بن جائے بلکہ بہترین نعمت باطل کے مٹانے اور حق کے زندہ کرنے کو سمجھو اور تمہارا سرور ان اعمال سے ہو جنہیں پہلے بھیج دیا ہے اور تمہارا افسوس ان امور پر ہو جسے چھوڑ کر چلے گئے ہو اور تمہارا متیر فکر موت کے بعد کے مرحلے کے بارے میں ہونی چاہئے۔

۶۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مکہ کے عامل قثم بن العباس کے نام)

اے معاویہ! حضرت سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر اسے ولیعہدی کا عہدہ دے دیا جائے تو وہ بیت کرنے کے لئے تیار ہے اور پھر خون عثمان کوئی مسئلہ نہ رہ جائے گا۔ آپ نے بالکل واضح طور پر اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا ہے اور معاویہ پر روشن کر دیا ہے کہ میری حکومت میں تیرے جیسے افراد کی کوئی جگہ نہیں ہے اور تو نے جس مقام کا ارادہ کیا ہے وہ تیری پروانہ سے بہت بلند ہے اور وہاں تک جانا تیرے اسکان میں نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی اوقات کا ادراک کر لے اور راہ راست پر آجائے۔

ایام اللہ - دشمنان خدا کے لئے

روز عذاب

عصرین - صبح و شام

زینت - ہنسی و شادی

ورود - ورود

قلہ - حاجت

محاب - محبوب اعمال

اشخصہ - بھیج دیتی ہے

① بعض روایات میں عصرین سے

مراد نماز صبح اور نماز عصر کو لیا گیا ہے

کہ ایک زمانہ کے اس سرے پر ہوتی

ہے اور دوسری اس سرے پر ہوتی

② ایک عظیم سیاسی مکتبہ ہے

جس کی طرف ہر سماجی انسان کو

متوجہ رہنا چاہئے کہ حاجت انسان

بڑی امیدیں لے کر آتا ہے اور اس کے

نظریات کا فیصلہ پہلے ہی لمحہ میں ہو جاتا

ہے لہذا اگر انسان نے اس لمحہ

حاجت روائی کو ردی تو زندگی بھر

معمون کرم رہتا ہے۔ ورنہ اس لمحہ

انکار کر دینے کے بعد دولت قارون

بھی دیر سے تو دل کی گرہ کھل نہیں

پاتی ہے اور ایک طرح کی بدظنی آخر

وقت تک باقی رہ جاتی ہے

أَمَّا بَعْدُ، فَأَقِمِ لِلنَّاسِ الْحُجَّ، وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ، وَاجْلِسْ لِنَاسِ
الْعَصْرِينَ، فَأَقِمْ الْمُشْتَقِي، وَعَلِّمْ الْجَاهِلَ، وَذَكِّرِ الْقَائِلَ، وَلَا
يَكُنْ لَكَ إِلَى النَّاسِ سَفِيرٌ إِلَّا لِسَانُكَ، وَلَا حَاجِبٌ إِلَّا وَجْهُكَ، وَلَا
تَحْجُبَنَّ ذَا حَاجَةٍ عَنِ لِقَائِكَ بِهَا، فَإِنَّهَا إِنْ ذِيدَتْ عَنْ أَسْوَاطِكَ فِي
أَوَّلِ وَرْدِهَا لَمْ تَحْضَرْ فِيهَا بَعْدَ عَلَى قَضَائِهَا.

وَانْظُرْ إِلَى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَ مَنْ سَالَى اللَّهُ فَاصْرِفْهُ إِلَى مَنْ قَبْلَكَ
مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ وَالْجَاعَةِ، مُصِيباً بِهِ مَوَاضِعَ السَّاقَةِ وَالْخَلَاتِ وَمَا
فَضَلَ عَنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ إِلَيْنَا لِنَقْسِمَهُ فِيمَنْ قَبْلَكَ.

وَمَنْ أَهْلُ مَكَّةَ أَلَّا يَأْخُذُوا مِنْ سَاكِنِ أَجْرَاءِ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ
يَقُولُ: (سَوَاءَ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ) فَأَلْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ بِهِ، وَالْبَادِ
الَّذِي يَخْجُ إِلَى مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ، وَقَفْنَا اللَّهُ وَإِنَّا كُمْ
لِمَتَّحَيْنِهِ وَالسَّلَامُ.

من کتاب الہ

إلى سلمان الفارسی رحمه الله قبل أيام خلافته

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ: لَبِئْسَ مَثَلُهَا، قَاتِلٌ سَهْلُهَا
فَأَعْرَضَ عَمَّا يُعْجِبُكَ فِيهَا، لِقِيلَةٍ مَا يَصْحَبُكَ مِنْهَا؛ وَضَعُ عَيْنِكَ هُمُوتَهَا،
لِمَا أَيْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا، وَتَصَرَّفَ حَالَاتِهَا؛ وَكُنْ أَنْتَ مَا تَكُونُ بِهَا،
أَخْذَرِ مَا تَكُونُ مِنْهَا، فَإِنَّ سَاحِبَتَهَا كُلَّمَا أَطْمَأَنَّ فِيهَا إِلَى سُرُورٍ أَشْخَصَتْهُ
عَنْهُ إِلَى عَذُوبٍ، أَوْ إِلَى إِيْسَ أَرَأَيْتَ عَنْهُ إِلَى إِيْمَاشٍ وَالسَّلَامُ.

صادر کتاب ۶۵۰ اصول کافی ۲ ص ۱۳، ارشاد مفید ۱۳۳، دستور معالم الحکم قضای ۳، تنبیہ الخواص ۱۳۳، تحف العقول ۳۹۶، مشکوٰۃ الافوار طبرستانی ۲۳۹، الحکمة الخالدة ۲۱۱، مشکوٰۃ ۱۱۱

کرنے

ملاوہ

واپس

رکھو

تک

دعا کے

توفیق

اس

کے

ہو

نکال

لے

سجدا

سجدا

دے

او

کر

کر

اما بعد! لوگوں کے لئے حج کے قیام کا انتظار کرو اور انھیں اللہ کے یادگار دنوں کو یاد دلاؤ۔ صبح و شام عمومی جلسہ رکھو۔ سوال کرنے والوں کے سوالات کے جوابات دو۔ جاہل کو علم دو اور علماء سے تذکرہ کرو۔ لوگوں تک تمہارا کوئی ترجمان تمہاری زبان کے علاوہ نہ ہو اور تمہارا کوئی دربان تمہارے چہرہ کے علاوہ نہ ہو۔ کسی ضرورت مندرجہ کے ملاقات سے مت روکنا کہ اگر پہلی ہی مرتبہ اسے واپس کر دیا گیا تو اس کے بعد کام کر بھی دو گے تو تمہاری تعریف نہ کی جائے گی۔ جو اموال تمہارے پاس جمع ہو جائیں ان پر نظر رکھو اور تمہارے یہاں جو عیال دار اور بھوکے پیاسے لوگ ہیں ان پر صرف کر دو بشرطیکہ انھیں واقعی محتاجوں اور ضرورت مندوں تک پہنچا دو اور اس کے بعد جو بیچ جائے وہ میرے پاس بھیج دو تاکہ یہاں کے محتاجوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ اہل مکہ سے کہو کہ خبردار مکانات کا کرایہ نہ لیں کہ پروردگار نے مکہ کو مقیم اور مسافر دونوں کے لئے برابر قرار دیا ہے۔ (عاکف مقیم کہ کہا جاتا ہے اور بادی جو باہر سے حج کرنے کے لئے آتا ہے) اللہ ہمیں اور تمہیں اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق دے۔ والسلام

۶۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(جناب سلمان فارسی کے نام۔ اپنے دور خلافت سے پہلے)

اما بعد! اس دنیا کی مثال صرف سانپ جیسی ہے جو چھونے میں انتہائی نرم ہوتا ہے لیکن اس کا زہر انتہائی قاتل ہوتا ہے۔ اس میں جو چیز اچھی لگے اس سے بھی کناہہ کشی کر دو کہ اس میں سے ساتھ جلنے والا بہت کم ہے۔ اس کے ہم و غم کو اپنے سے دور رکھو کہ اس سے مجبور ہونا یقینی ہے اور اس کے حالات بدلتے ہی رہتے ہیں۔ اس سے جس وقت زیادہ انس محسوس کرو اس وقت زیادہ ہوشیار رہو کہ اس کا ساتھی جب بھی کسی خوشی کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے یہ اسے کسی ناخوشگوار کے حملے کو دیتی ہے اور انس سے نکال کر وحشت کے حالات تک پہنچا دیتی ہے۔ والسلام

اے کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ امر جو جی نہیں ہے اور صرف استعجابی اور احترامی ہے ورنہ حضرت نے جس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا ہے اس کا تعلق مسجد الحرام سے ہے۔ سارے مکہ سے نہیں ہے اور مکہ کو مسجد الحرام مہاناً کہا جاتا ہے جس طرح کہ آیت معراج میں جناب ام ہانی کے مکان کو مسجد الحرام قرار دیا گیا ہے۔ ویسے یہ مسئلہ علماء اسلام میں اختلافی حیثیت رکھتا ہے اور ابو حنیفہ نے سارے مکہ کے مکانات کو کرایہ پر دینے کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی دلیل عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کو قرار دیا گیا ہے جو علماء شیعہ کے نزدیک قطعاً معتبر نہیں ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جو اہل مکہ اپنے کو حنفی کہنے میں غر محسوس کرتے ہیں وہ بھی ایام حج کے دوران دُکنا چوگنا بلکہ دس گنا کرایہ وصول کرنے ہی کو اسلام اور حرم الہی کی خدمت تصور کرتے ہیں۔ اور حجاج کرام کو "صفیون الرحمان" قرار دے کر انھیں "ارض الرحمان" پر قیام کرنے کا حق نہیں دیتے ہیں۔

و من کتاب له ﴿۱۱﴾

إلى الحارث الهمداني

و تَمَسَّكَ بِحَبْلِ الْغُرَّانِ وَاسْتَصَحَّهٖ، وَ أَجَلَ حَلَاثَهُ، وَ حَرَّمَ حَرَامَهُ، وَ صَدَّقَ
بِمَا سَلَفَ مِنَ الْحَقِّ، وَ اغْتَبَرَ بِمَا مَضَى مِنَ الدُّنْيَا لِمَا بَقِيَ مِنْهَا، فَإِنْ
بَغَضَهَا يُشْبِهُ بَغْضًا، وَ أَخْرَجَهَا لِأَجْلِ بِأَوْلَیَّهَا، وَ كُلُّهَا حَائِلٌ مُفَارِقٌ، وَ عَظِيمٌ
اِسْمُ اللَّهِ أَنْ تَذْكُرَهُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ، وَ أَكْثَرُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ،
وَ لَا تَسْتَمَنَّ الْمَوْتَ إِلَّا بِشَرْطٍ وَ نَيْقٍ، وَ اخْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يَرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهِ،
وَ يُكْرَهُ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَ اخْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يُغْتَلَبُ بِهِ فِي السَّرِّ، وَ يُسْتَعْتَمَنُ مِنْهُ
فِي الْعِلَاقَةِ، وَ اخْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ إِذَا سِيلَ عَنْهُ صَاحِبُهُ أَنْكَرَهُ أَوْ اعْتَذَرَ مِنْهُ
وَ لَا تَجْعَلْ عِزَّكَ غَرَضًا لِيَتَالِ الْقَوْلُ، وَ لَا تُعَذِّبِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا سَمِعْتَ بِهِ،
فَكَفَى بِذَلِكَ كَذِبًا، وَ لَا تُرَوِّدْ عَلَى النَّاسِ كُلِّ مَا حَدَّثُوكَ بِهِ، فَكَفَى بِذَلِكَ جَهْلًا
وَ اكْظِمِ الْغَيْظَ، وَ تَجَاوَزْ عِنْدَ الْمُتَذَرِّعِ، وَ احْلَمْ عِنْدَ الْغَضَبِ، وَ اضْفَعْ مَعَ الدُّوَلَةِ،
تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ، وَ اسْتَصْلِحْ كُلَّ نَفْعَةٍ أَنْعَمَهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، وَ لَا تُضَيِّقْ
نِعْمَةً مِنَ نِعَمِ اللَّهِ عِنْدَكَ، وَلَيْزَ عَلَيْكَ أَتَرُ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِ عَلَيْكَ.
وَ احْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُهُمْ تَفَضُّلًا مِنْ نَفْسِهِ وَ أَهْلِيهِ وَ مَالِهِ
فَإِنَّكَ مَا تُقَدِّمُ مِنْ خَيْرٍ يَبْقَى لَكَ ذَخْرُهُ، وَ مَا تُؤَخِّرُهُ يَكُنْ لِفَيْزِكَ خَيْرُهُ،
وَ اخْذَرْ صَحَابَةَ (مَصَاحِبَ) مَنْ يَفِيلُ رَأْيُهُ، وَ يُنْكَرُ عَمَلُهُ، فَإِنَّ الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ
بِصَاحِبِهِ، وَ اسْكُنِ الْأَنْصَارَ الْعِظَامَ فَإِنَّهَا جَمَاعُ الْمُسْلِمِينَ، وَ اخْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ
وَ الْجَفَاءِ وَ قِلَّةِ الْأَعْوَانِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ، وَ اقْصُرْ رَأْيَكَ عَلَى مَا يَغْنِيكَ
وَ إِسْكَافِكَ وَ مَقَاعِدَ (مَعَادِ) الْأَنْشَوَاقِ، فَإِنَّهَا تَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَ مَعَارِضُ الْفِتَنِ
وَ أَكْثَرُ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى مَنْ قُطِلَتْ عَلَيْهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الشُّكْرِ، وَ لَا
تُسَافِرْ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ حَتَّى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِلَّا قَاصِلًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ فِي أَمْرِ
تُعَذَّرُ بِهِ، وَ أَطِيعِ اللَّهَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ، فَإِنَّ طَاعَةَ اللَّهِ قَاضِلَةٌ عَلَى مَا سِوَاهَا.

اعتبر عجز حاصل کرو

حائل - ذائل

وثیق - محکم

مع الدولہ - وقت اقتدار

تقدمہ - کار خیر

قال الرازی - رائے کی کزوری

معارضیں بے پرکاتیر

فاصلہ - نکل پڑنے والا

① یہ امیر المؤمنین کے مقرب اصحاب

میں تھے اور صاحب فہم و اجتہاد تھے

حضرت نے انھیں بشارت دی تھی

کہ تم مجھے وقت موت، صراط پر

اور حوض کوثر کے کنارے دیکھو گے

جس کی طرف حضرت نے ایک شعر

میں ہی اشارہ کیا تھا۔

شیخ بہائی فرماتے ہیں کہ حضرت

حارث ہمدانی میرے جدِ اعلیٰ تھے

② اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ انسان

ماورنِ قسَم کی زندگی گزارے اور چھوٹی

جگہوں سے پرہیز کرے۔ اس کا مقصد

صرف یہ ہے کہ وہ اہلِ مسلمانوں کا اجتماع

زیادہ رہتا ہے تو ان کے حالات،

حالات، اختلافات، مشکلات کو

سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور اس

طرح مسائل کو آسانی حل کیا

جاسکتا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ سماج کے سارے فسادات کو سمجھنے کا ذریعہ صرف بڑے شہر ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔

صادر کتاب ۶۹ غرہ الحکم آدمی مکہ، شرح ابن سیرین ۲۲۱

قرآن

کی گزشتہ

مشابہت

کو اس قدر

اس کی آرا

ہو اور عا

شرم محسوس

کرے۔ ا

لئے کافی ہے

کھنے کے بعد

شر نے جو

زندگی میں ا

اور

حیرات کرے

اے گا۔ ا

ماضی پر کی

سے پرہیز کر

کرہ اور غمرا

سے پردہ

راہِ خدا میں

اطاعتِ خدا

لئے واضح

کاروبار

معیل کے

ہے۔ اذ

۶۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(حادثہ ہمدانی کے نام)

قرآن کی ریسان ہدایت سے وابستہ رہو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اس کے حلال کو حلال قرار دو اور حرام کو حرام حق نگزشتہ باتوں کی تصدیق کرو اور دنیا کے ماضی سے اس کے مستقبل کے لئے عبرت حاصل کرو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے سے ظاہر بہت رکھتا ہے اور آخر اول سے ملحق ہونے والا ہے اور سب کا سب زائل ہونے والا اور مجدا ہو جانے والا ہے۔ نام خدا اس قدر عظیم قرار دو کہ سوائے حق کے کسی موقع پر استعمال نہ کرو۔ موت اور اس کے بعد کے حالات کو برابر یاد کرتے رہو اور اس کی آرزو اس وقت تک نہ کرو جب تک مستحکم اسباب نہ فراہم ہو جائیں۔ ہر اس کام سے پرہیز کرو جسے آدمی اپنے لئے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لئے ناپسند کرتا ہو اور ہر اس کام سے بچتے رہو جو تنہائی میں کیا جاسکتا ہو اور علی الاعلان انجام لینے میں شرم محسوس کی جاتی ہو اور اسی طرح ہر اس کام سے پرہیز کرو جس کے کرنے والے سے پوچھ لیا جائے تو یا انکار کر دے یا معذرت کرے۔ اپنی آبرو کو لوگوں کے تیر ملامت کا نشانہ نہ بناؤ اور ہر شئی ہوئی بات کو بیان نہ کرو کہ یہ حرکت بھی بھڑکتے ہوئے کے لئے کافی ہے۔ اور اسی طرح لوگوں کی ہر بات کی تردید بھی نہ کرو کہ یہ امر جہالت کے لئے کافی ہے۔ غصہ کو ضبط کرو۔ طاقت رکھنے کے بعد لوگوں کو معاف کرو۔ غضب میں حلم کا مظاہرہ کرو۔ اقتدار پا کر درگزر کرنا سیکھو تاکہ انجام کار تمہارے لئے رہے۔ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں درست رکھنے کی کوشش کرو اور اس کی کسی نعمت کو برباد نہ کرنا بلکہ ان نعمتوں کے آثار تمہاری زندگی میں واضح طور پر نظر آئیں۔

اور یاد رکھو کہ تمام مومنین میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے نفس، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کی طرف سے حیرات کرے کہ یہی پہلے جاننے والا خیر وہاں جا کر ذخیرہ ہو جاتا ہے اور تم جو کچھ چھوڑ کر چلے جاؤ گے وہ تمہارے غیر کے کام آئے گا۔ ایسے شخص کی محبت اختیار نہ کرنا جس کی رائے کمزور اور اس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں کہ ہر ساتھی کا قیاس اس کے ساتھ کر لیا جاتا ہے۔ سکونت کے لئے بڑے شہروں کا انتخاب کرو کہ وہاں مسلمانوں کا اجتماع زیادہ ہوتا ہے اور ان جگہوں سے پرہیز کرو جو غفلت، بونفائی اور اطاعت خدا میں مددگاروں کی قلت کے مرکز ہوں۔ اپنی فکر کو صرف کام کی باتوں پر اشتغال کرو اور خبردار بازاری اڈوں پر مت بیٹھنا کہ یہ شیطان کی حاضری کی جگہیں اور فتنوں کے مرکز ہیں۔ زیادہ حصہ ان افراد پر نگاہ رکھو جن سے پردہ دگار نے تمہیں بہتر قرار دیا ہے کہ یہ بھی شکر خدا کا ایک راستہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز پڑھے بغیر سفر نہ کرنا مگر یہ کہ راہ خدا میں جارہے ہو یا کسی ایسے کام میں جو تمہارے لئے عذر بن جائے اور تمام امور میں پردہ دگار کی اطاعت کرتے رہنا کہ اطاعت خدا دنیا کے تمام کاموں سے افضل اور بہتر ہے۔

لے واضح رہے کہ جمعہ کے دن تعطیل کوئی اسلامی قانون نہیں ہے۔ صرف مسلمانوں کا ایک طریقہ ہے۔ دین اسلام نے صرف بقدر نماز کا رد بار بند کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے بعد فوراً یہ حکم دیا ہے کہ زمین میں منتشر ہو جاؤ اور رزق خدا تلاش کرو۔ مگر افسوس کہ جمعہ کی تعطیل کے بہترین روز عبادت کو بھی عیاشیوں اور بدکاریوں کا دن بنا دیا گیا اور انسان سب سے زیادہ نکمّا اور ناکارہ اسی دن ہوتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

عفو - فرصت

آبن - بھاگا ہوا

قبلک - تھامے پاس

يَسْتَلُونَ - کھسک رہے ہیں

عَمَى - گمراہی

اِنْصَاع - تیز رفتاری

قطع - تیز رفتار

آثرہ - خود غرضی

سحقا - بربادی

حزن - ناہمواری

رُتِي الْيَك - پہنچا گیا ہے

ہری - طریقہ

عقادہ - ذخیرہ

شیش - تسر

① یحسان بن ضیف کے بھائی تھے

اور حضرت کے مقربین میں شامل تھے

جنگ بدر میں رسول اکرم کے ساتھ

رہے اور احد میں بھی مسلمانوں کے فرار

کر جانے کے بعد ثابت قدم رہے حضرت

نے انھیں مدینہ کا ماکم قرار دیا تھا

جس طرح عثمان بصرہ کے وال تھے

② ہارود بن عیسایسائی تھے اور

وصول اکرم کے دست مبارک پر شرف

بر اسلام ہوئے آپ کے بعد جب لوگ

مرد ہوئے لگے تو یہ خود بھی ثابت قدم

رہے اور قوم کو بھی روک کر رکھا۔

وَ خَادِعٌ نَفْسَكَ فِي الْمِبَادَةِ، وَ ارْتَقَى بِهَا وَ لَا تَنْهَازَهَا، وَ خَذَ عَفْوَهَا وَ تَسَامَلَهَا، مَا كَانَ مَكْتُوبًا عَلَيْكَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ قَضَائِهَا وَ تَعَاهِدِهَا عِنْدَ مَقَامِهَا، وَ إِتَاكَ أَنْ يَنْزِلَ بِكَ الْمَوْتُ وَ أَنْتَ أَبْقَى مِنْ رَبِّكَ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا، وَ إِتَاكَ وَ مُضَاهَاةِ الْقَسَاقِ، فَإِنَّ الشَّرَّ بِالْشَّرِّ مُلْحَقٌ، وَ وَفَّرَ اللَّهُ، وَ أَحْبَبَ (أَحَبَّ) أَحِبَّاءَهُ، وَ اخْذَرِ الْعَفْوَ، فَإِنَّهُ جُنْدٌ عَظِيمٌ مِنْ جُنُودِ إِبْلِيسَ، وَ السَّلَامُ.

۷۰

من کتاب له

إلى سهل بن حنيف الانصاري وهو عامله على المدينة، في معنى قوم

من أهلها لحقوا بمعارية:

(۶)

الابعد

جو جانے اور

کودہ لوگ عز

ہیں اور روٹ

انھیں معلوم ہے

کلمے - خدا انہ

خدا کی ق

بروردگار اس

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا عَنِ قَبْلِكَ يَسْتَلُّونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَلَا تَأْسَفْ عَلَيْهِمَا، مَا يَقُولُكَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، وَ يَذْهَبُ عَنْكَ مِنْ مَدَدِهِمْ، فَكُنْ لَهُمْ غَنِيًّا، وَ لَكَ مِنْهُمْ قَسِيًّا، فَوَارِهُمْ مِنَ الْهَدَنِ وَ الْحَقِّ، وَ إِسْخَاعُهُمْ إِلَى النِّعَمِ وَ الْجَسَلِ، وَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلٌ وَ كُنْتُمْ مُسْتَقْبِلُونَ عَلَيْهِمْ، وَ مُهَيِّطُونَ إِلَيْهِمْ، وَ قَدْ عَرَفُوا الْقَدْلَ وَ زَاوَهُ، وَ سَمِعُوا وَ عَمِلُوا، وَ عَلِمُوا أَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِي الْحَقِّ أَشْوَقَ، فَهَرَبُوا إِلَى الْأَكْثَرَةِ قَبْلَهُمْ وَ مُسْتَقْبَلَهُمْ، وَ لَمْ يَنْتَفِرُوا مِنْ جَسُورٍ، وَ لَمْ يَلْحَقُوا بِعَدْلٍ، وَ إِنَّمَا نَطَعُ فِي مَنَاسِكِ الْأَكْثَرِ أَنْ يَذْكَلَ اللَّهُ لَنَا صَعْبُهُ، وَ يُسَهِّلَ لَنَا حَزَنَهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَ السَّلَامُ.

۷۱

من کتاب له

إلى المنذر بن الحارود العبدي، و قد خان في بعض ما ولاه من أعماله

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ صَلَاحَ أَبِيكَ غَرَّبَنِي مِنْكَ، وَ ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَتَّبِعُ هَدْيَهُ، وَ تَسْلُكُ سَبِيلَهُ، فَإِذَا أَنْتَ فِيمَا رُتِي إِلَى عَنكَ لَا تَدْعُ لِمَوَالِكَ الْقِيَادَةِ، وَ لَا تَحْتَمِلُ لِأَخِيَّتِكَ عِتَادًا، تَعْمُرُ دُنْيَاكَ بِخَرَابِ أَخِيَّتِكَ، وَ تَعْمَلُ عَشِيرَتَكَ بِقَطِيعَةِ دِيكَ، وَ لَوْ كَانَ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ حَقًّا، لَجَمَلُ أَهْلِكَ وَ شَيْعُ نَعْلِكَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَ مَنْ كَانَ بِعِلْمِهِ فَلَيْسَ بِأَهْلٍ أَنْ يُسَدَّ بِهِ نَفْرٌ، أَوْ يُنْقَذَ بِهِ أَمْرٌ، أَوْ يُعْلَلَ لَهُ قَدْرٌ، أَوْ يُسَلَّطَ لَهُ قُدْرٌ.

الابعد

الرفقہ پر گامزن۔

کلمے کو کی

ہا ہے۔ اگر

راجسا ہوا

اے کسی انا

مصادر کتاب: انساب الاشراف ۲ ص ۱۵۴، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹۲، بشارۃ المصطفیٰ ۲۳۵، امالی صدوق ص ۳۴، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۶۹

مصادر کتاب: انساب الاشراف ۲ ص ۱۵۴، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۹۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۶۹

اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی طرف لے آؤ اور اس کے ساتھ نرمی برتو۔ جبر نہ کرو اور اس کی فرمت اور ناراضی الہی سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر جن فرائض کو پروردگار نے تمہارے ذمہ لکھ دیا ہے انہیں بہر حال انجام دینا ہے اور ان کا خیال رکھنا ہے اور دیکھو خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہیں اس حال میں موت آجائے کہ تم طلب دنیا میں پروردگار سے بھاگ رہے ہو۔ اور خبردار فاسقوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ شر بالآخر شر سے مل جاتا ہے۔ اللہ کی عظمت کا اعتراف کرو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کرو اور غصہ سے اجتناب کرو کہ یہ شیطان کے لشکروں میں سب سے عظیم تر لشکر ہے۔ والسلام

۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عادل مدینہ سہیل بن حنیف انصاری کے نام۔ جب آپ کو خبر ملی کہ ایک قوم معاویہ سے جا ملی ہے)

اما بعد! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چچکے سے معاویہ کی طرف کھسک گئے ہیں تو خبردار تم اس عدد کے کم ہو جانے اور اس طاقت کے چلے جانے پر ہرگز افسوس نہ کرنا کہ ان لوگوں کی گمراہی اور تمہارے سکون نفس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ لوگ حق و ہدایت سے بھاگے ہیں اور گمراہی اور جہالت کی طرف دوڑ پڑے ہیں۔ یہ اہل دنیا ہیں لہذا اسی کی طرف متوجہ ہیں اور روڑ ٹکڑا رہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے انصاف کو پہچانا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے۔ سنا بھی ہے اور سمجھ بھی ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ حق کے معاملہ میں ہمارے یہاں تمام لوگ برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے یہ لوگ خود غرضی کی طرف بھاگ نکلے۔ خدا انہیں غارت کرے اور تباہ کر دے۔

خدا کی قسم ان لوگوں نے ظلم سے فرار نہیں کیا ہے اور نہ عدل سے ملحق ہوئے ہیں۔ اور ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ پروردگار اس معاملہ میں دشواریوں کو آسان بنادے اور ناہمواری کو ہموار کر دے۔

۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(منذر بن جادود عبیدی کے نام۔ جس نے بعض اعمال میں خیانت سے کام لیا تھا)

اما بعد! تیرے باپ کی شرافت نے مجھے تیرے بارے میں دھوکہ میں رکھا اور میں سمجھا کہ تو اسی کے راستہ پر چل رہا ہے اور اسی کے طریقہ پر گامزن ہے۔ لیکن تازہ ترین اخبار سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو نے خواہشات کی پیروی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اور آخرت کے لئے کوئی ذخیرہ نہیں کیا ہے۔ آخرت کو برباد کر کے دنیا کو آباد کر رہا ہے اور دین سے رشتہ توڑ کر قبیلہ سے رشتہ جوڑ رہا ہے۔ اگر میرے پاس آنے والی خبریں صحیح ہیں تو تیرے گھر والوں کا اونٹ اور تیرے جوتہ کا قسم بھی تجھ سے بہتر ہے اور جو تیرا جیسا ہو اس کے ذریعہ نہ رخنہ کو بند کیا جاسکتا ہے نہ کسی امر کو نافذ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے مرتبہ کو بلند کیا جاسکتا ہے۔ اسے کسی امانت میں شریک کیا جاسکتا ہے۔

عظیفہ - دونوں بازو

برویہ - دونوں چادروں

شرار کیہ - جوتی کے تسمے

مخال - مغرور

دؤل - انقلابات

موسن - کمزور کر دینے والا

فراس - ہوشیاری

تجاول - کوشش کرتے ہو

بہظ - مشکل ہونا

استبقار - باقی رکھنا

توارع - مصائب

تقرع - توڑ دیتی ہے

تہلس - گھلا دیتی ہے

شہظ - روک دیا ہے

تاذن - سن سکے

حاضر - شہری

بادی - صحرائی

① بقول ابن ابی الحدید میں خود اپنے نفس کی ملامت کر رہا ہوں کہ میں نے کیوں تجھے مزلگایا کہ تو خط لکھے اور میں جواب دوں یا میں جواب دوں اور تو دوبارہ خط لکھے کہ تجھے جیسا انسان اس قابل نہیں ہے!

فِي أَسَانَةٍ أَوْ يُؤْمَنَ عَلَى حِسَابِيَةِ (خيانة) فَأَقْبِلْ إِلَى حَيْثُ يَصِلُ إِلَيْكَ كِتَابُ هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

قال الرضي: والمنذر بن الجارود هذا هو الذي قال فيه أمير المؤمنين (عليه السلام): «لنظائر في عطفيه مختال في برؤيته فقال في شراكيه».

۷۲

و من کتاب له (عليه السلام)

إلى عبد الله بن العباس

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِسَابِقِ أَجَلِكَ، وَلَا مَسْرُوفٍ مَا لَيْسَ لَكَ، وَأَعْلَمُ أَنَّ الدَّهْرَ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ، وَأَنَّ الدُّنْيَا دَارُ دُولٍ، مَا كَانَ مِنْهَا لَكَ أَتَاكَ عَلَى ضَعْفِكَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا عَلَيْكَ لَمْ تَذْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ.

۷۳

و من کتاب له (عليه السلام)

إلى معاوية

أَنَا بَعْدُ، فَإِنِّي عَلَى التَّرَدُّدِ فِي جَوَائِكَ، وَالِإِسْتِجَاعِ إِلَى كِتَابِكَ لِمُؤَمَّنٍ (مُتَوَمِّنٍ) رَأَيْتِي، وَمُعْطَى فِرَاسَتِي. وَإِنَّكَ إِذَا تُخَاوَلْتَ الْأُمُورَ وَتُرَاجِعُنِي الشُّطُورَ، كَالْمُسْتَقْبَلِ الثَّامِنِ تُكْذِبُهُ أَهْلَانِي وَالْمُسْتَحِيرِ الْقَانِمِ يَمْنَعُهُ مَقَامُهُ، لَا يَذْهَبُ إِلَيْهِ مَا يَأْتِيهِ عَلَيْهِ، وَلَسْتُ بِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ بِكَ شَيْبَةٌ.

وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَوْلَا بَغْضُ الْإِسْتِغْنَاءِ لَوْصَلَتْ إِلَيْكَ مِثْرَةُ قِسْوَارِ (نسواز)، تَفْرَعُ الْعَظَمِ، وَتَهْلِسُ اللَّحْمُ وَأَعْلَمُ أَنَّ الشُّطُورَ قَدْ تَبَطَّلَتْ عَنْ أَنْ تُرَاجِعَ أَحْسَنَ أُمُورِكَ، وَتَأْذَنَ لِمَقَالِ تَصْبِيحَتِكَ وَالسَّلَامِ لِأَهْلِيهِ.

۷۴

و من حلف له (عليه السلام)

كتبه بين ربيعة واليمن ونقل من خط هشام بن الكلبي

هَذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْيَمَنِ حَاضِرُهَا وَبَادِيُهَا، وَرَبِيعَةُهَا وَبَادِيُهَا، أَتَمُّهُمْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ يَدْعُونَ إِلَيْهِ، وَيَأْمُرُونَ بِهِ.

بال کی جمع

سب

رہتا ہے اور

ہے۔

اما بعد

راز کے دو

حق میں ہے و

اما بعد

حساس کر رہ

کوئی بستر پر

ہنگام پر ہے ا

جیسے ہوا اور

گوشت کا نام

سے روک رکھا

برودہ

سب کتاب کا

لے عرب کے

ربیع بن ز

اسلام لانے

صادر کتاب ۲۷، تحف العقول ۲۷، روضۃ الکافی ۲۷، مجمع الامثال ۲۷

صادر کتاب ۲۷، الطراز السید الیما ۲۷

صادر کتاب ۲۷، کتاب خطب علی حرم الشریعہ ہشام بن الکلبي (متوفی ۲۷۷)

مال کی جمع آوری پر امین سمجھا جائے لہذا جیسے ہی میرا یہ خط ملے فوراً میری طرف چل پڑو۔ انشاء اللہ
سید رضیؒ۔ منذر بن الجارود۔ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا کہ یہ اپنے بازوؤں کو برابر رکھتا
رہتا ہے اور اپنی چادر میں جھوم کر چلتا ہے اور جوتی کے تسوں کو پھونکتا رہتا ہے (یعنی انتہائی مغرور اور متکبر قسم کا آدمی
ہے)۔

۷۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبد اللہ بن عباس کے نام)

اما بعد! نہ تم اپنی مدت حیات سے آگے بڑھ سکتے ہو اور نہ اپنے رزق سے زیادہ حاصل کر سکتے ہو۔ اور یاد رکھو کہ
زمانہ کے دو دن ہوتے ہیں۔ ایک تمہارے حق میں اور ایک تمہارے خلاف اور یہ دنیا ہمیشہ کروٹیں بدلتی رہتی ہے لہذا جو تمہارے
حق میں ہے وہ کمزوری کے باوجود تم تک آجائے گا اور جو تمہارے خلاف ہے اسے طاقت کے باوجود تم نہیں ٹال سکتے ہو۔

۷۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

اما بعد! میں تم سے خط و کتابت کرنے اور تمہاری بات سننے میں اپنی رائے کی کمزوری اور اپنی دانشمندی کی غلطی کا
احساس کر رہا ہوں اور تم بار بار مجھ سے اپنی بات منوانے اور خط و کتابت جاری رکھنے کی کوشش کرنے میں ایسے ہی ہو جیسے
کوئی بستر پر لیٹا خواب دیکھ رہا ہو اور اس کا خواب غلط ثابت ہو یا کوئی حیرت زدہ منہ اٹھائے کھڑا ہو اور یہ قیام بھی اسے
ہنگامہ پڑے اور یہی نہ معلوم ہو کہ آنے والی چیز اس کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ تم بالکل ہی شخص نہیں ہو لیکن اسی کے
جیسے ہو اور خدا کی قسم کہ اگر کسی حد تک باقی رکھنا میری مصلحت نہ ہوتا تو تم تک ایسے حوادث آتے جو ہڈیوں کو توڑ دیتے اور
گوشت کا نام تک نہ چھوڑتے اور یاد رکھو کہ یہ شیطان نے تمہیں بہترین امور کی طرف رجوع کرنے اور عمدہ ترین نصیحتوں کے سننے
سے روک رکھا ہے۔ اور سلام اس کے اہل پر۔

۷۴۔ آپ کا معاہدہ

(جسے ربیعہ اور اہل یمن کے درمیان تجویز فرمایا ہے اور یہ ہشام کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے)

یہ وہ عہد ہے جس پر اہل یمن کے شہری اور دیہاتی اور قبیلہ ربیعہ کے شہری اور دیہاتی سب نے اتفاق کیا ہے کہ سب کے
سب کتاب خدا پر ثابت رہیں گے اور اسی کی دعوت دیں گے۔

لے عرب کے وہ قبائل جن کا سلسلہ نسب قحطان بن عامر تک پہنچتا ہے انھیں یمن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کا سلسلہ
ربیعہ بن زار سے ملتا ہے انھیں ربیعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دور جاہلیت میں دونوں میں شدید اختلافات تھے لیکن
اسلام لانے کے بعد دونوں متحد ہو گئے۔ والحمد للہ

اس کی طرف دعوت دے گا اور اس کے ذریعہ حکم دے گا اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے۔ نہ اس کو کسی قیمت پر فروخت کریں گے اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے۔ پاس امر کے مخالف اور اس کے نظر انداز کرنے والے کے خلاف متحد ہیں گے اور کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش پر اس عہد کو توڑیں گے اور نہ کسی غیظ و غضب سے اس راہ میں تاثر ہوں گے اور نہ کسی قوم کو ذلیل کرنے یا کالی دینے کا وسیلہ قرار دیں گے۔ اس بات پر حاضرین بھی قائم رہیں گے اور غائبین بھی۔ اسی پر کم عقل بھی کاربند رہیں گے اور عالم بھی۔ اسی کی پابندی صاحبان دانش بھی کریں گے اور جاہل بھی۔ پھر اس کے بعد ان کے ذمہ عہد الہی اور میثاق پروردگار کی پابندی بھی لازم ہو گئی ہے اور عہد الہی کے بارے میں روز قیامت بھی سوال کیا جائے گا۔ کاتب علی بن ابی طالب

۷۵۔ آپ کا کتب گرامی

(معاویہ کے نام۔ اپنی بیعت کے ابتدائی دور میں۔ جس کا ذکر واقعہ نے کتاب الجمل میں کیا ہے)

بندہ خدا۔ امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام
اما بعد۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے حجت تمام کر دی ہے اور تم سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ مگر پھر بھی وہ بات ہو کر رہی جسے ہونا تھا اور جسے ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ یہ بات بہت لمبی ہے اور اس میں گفتگو بہت طویل ہے لیکن اب جسے گزرنا تھا وہ گزر گیا اور جسے آنا تھا وہ آگیا۔ اب مناسب یہی ہے کہ اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت لے لو اور سب کو لے کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ والسلام

۷۶۔ آپ کی وصیت

(عبداللہ بن عباس کے لئے۔ جب انھیں بصرہ کا والی قرار دیا)

لوگوں سے ملاقات کرنے میں۔ انھیں اپنی بزم میں جگہ دینے میں اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے میں وسعت سے کام لو اور خبردار غیظ و غضب سے کام نہ لینا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہلکے پن کا نتیجہ ہے اور یاد رکھو کہ جو چیز اللہ سے قریب بناتی ہے وہی جہنم سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہی جہنم سے قریب بنادیتی ہے۔

۷۷۔ آپ کی وصیت

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ جب انھیں خوارج کے مقابلہ میں اتمام حجت کے لئے ارسال فرمایا)
دیکھو ان سے قرآن کے بارے میں بحث نہ کرنا کہ اس کے بہت سے وجوہ و احتمالات ہوتے ہیں اور اس طرح تم اپنی کہتے رہو گے اور وہ اپنی

مُعْجَب - يُعْجَب خَيْر
قَرَح - زخم
عَلَق - سَجْدُون
مَآب - مَرَج
وَأَيْت - وعدہ کیا
أَجَد - پہنچ و تاب کھانے والا

۷۸

و من کتاب له ﴿۱۱﴾

إلى أبي موسى الأشعري جواباً في أمر الحكيم

ذكره سعيد بن يحيى الأموي في كتاب «المغازي»:

فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَيَّرَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ عَنْ كَثِيرٍ مِنْ حَظِّهِمْ، فَسَأَلُوا
مَسْعَ الدُّنْيَا، وَتَطَفَّؤُوا بِأَلْهَوَى. وَإِنِّي نَزَلْتُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ مَسْزُولاً
مُفْجِئاً، اجْتَمَعَ بِهِ أَقْوَامٌ أَعْجَبْتُهُمْ أَنْفُسُهُمْ، وَأَنَا أَدَاوِي (أَدَارِي)
مِنْهُمْ قَرْحاً أَخَافُ أَنْ يَكُونُوا عِلَاقاً.

وَلَيْسَ رَجُلٌ - فَاغْلَمْ - أَخْرَصَ عَلَى جَمَاعَةٍ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ - وَأَلْفَيْهَا يَنْبَى، أَبْتَنِي بِذَلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ، وَكَرَمَ الْمَآبِ
وَسَافِي بِالسَّافِي وَأَيْتٌ عَلَى نَفْسِي، وَإِنْ تَغَيَّرَتْ عَنْ مَسَاجٍ مَا فَسَارَتْ
عَلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا أُوتِيَ مِنَ السَّمْعِ، وَالنَّجْوَى، وَإِنِّي
لَأَعْبُدُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ، وَأَنْ أَفِيدَ أَمراً قَدْ أَضْلَعَهُ اللَّهُ، فَدَخَلَ
مَا لَا تَعْرِفُ، فَإِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُونَ إِلَيْكَ بِأَقَاوِيلِ السُّوءِ، وَالسَّلَامِ.

۷۹

و من کتاب له ﴿۱۲﴾

لما استخلف إلى أمراء الأجناد

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ سَمِعُوا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرَوْهُ
وَأَخَذُوهُمْ بِالْبَاطِلِ فَاقْتَدَوْهُ.

مصادر کتاب ۵۷ کتاب المغازی ابو عثمان سعید (متوفی ۲۳۹ھ) تاریخ بغداد ۹ و ۱۰

مصادر کتاب ۵۹ بحار الانوار ۸ ص ۵۸۳

کہتے رہیں گے۔ بلکہ ان سے سنت کے ذریعہ بحث کرو کہ اس سے بچ کر نکل جانے کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

۷۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(ابو موسیٰ اشعری کے نام۔ حکیم کے سلسلہ میں اس کے ایک خط کے جواب میں جس کا تذکرہ معین بن یحییٰ نے "مغازی" میں کیا ہے)

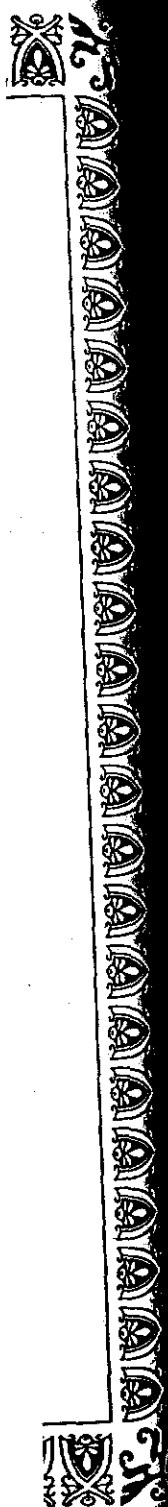
کہتے ہی لوگ ایسے ہیں جو آخرت کی بہت سی سعادتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور خواہشات کے مطابق بولنے لگے ہیں۔ میں اس امر کی وجہ سے ایک حیرت و استعجاب کی منزل میں ہوں جہاں ایسے لوگ جمع ہو گئے ہیں جنہیں اپنی ہی بات اچھی لگتی ہے۔ میں ان کے زخم کا مداوا تو کر رہا ہوں لیکن ڈر رہا ہوں کہ کہیں یہ منجمد خون کی شکل نہ اختیار کر لے۔

اور یاد رکھو کہ امت پیغمبر کی شیرازہ بندی اور اس کے اتحاد کے لئے مجھ سے زیادہ خواہشمند کوئی نہیں ہے جس کے ذریعہ میں بہترین ثواب اور سرفرازی آخرت چاہتا ہوں اور میں بہر حال اپنے عہد کو پورا کروں گا چاہے تم اس بات سے پلٹ جاؤ جو آخری ملاقات تک تمہاری زبان پر تھی۔ یقیناً بد بخت وہ ہے جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے بھی اس کے فوائد سے محروم رہے۔ میں تو اس بات پر ناراض ہوں کہ کوئی شخص حرف باطل زبان پر جاری کرے یا کسی ایسے امر کو ناسد کر دے جس کی خدا نے اصلاح کر دی ہے۔ لہذا جس بات کو تم نہیں جانتے ہو اس کو نظر انداز کرو کہ شریر لوگ بڑی باتیں تم تک پہنچانے کے لئے اڑ کر پہنچا کریں گے۔ والسلام

۷۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(خلافت کے بعد۔ دوسرا لشکر کے نام)

اما بعد۔ تم سے پہلے والے صرف اس بات سے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے لوگوں کے حق ردک لئے اور انہیں رشوت دے کر خرید لیا اور انہیں باطل کا پابند بنایا تو سب انہیں کے راستوں پر چل پڑے۔



نَجِّ البِلَانَه حَقَّه سَوْم

جوامع الكلم
كلمات حكمت

فِي عَاجِلِهِمْ، تُصَبُّ أَعْيُنُهُمْ فِي آجَالِهِمْ.

۸

وَقَالَ ﴿۱۰﴾:

إِعْتَبُوا هَذَا الْإِنْسَانَ يَنْظُرُ بِسَخَمٍ، وَيَتَكَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمٍ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَسَمٍ!!

۹

وَقَالَ ﴿۱۱﴾:

إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلَى أَحَدٍ أَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهِ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهِ (أَنْفُسِهِمْ).

۱۰

وَقَالَ ﴿۱۲﴾:

خَالَطُوا النَّاسَ مَخَالَطَةً إِنْ يَتَمَّ مَعَهَا يَكُونُوا عَلَيْكُمْ، وَإِنْ عَشِيتُمْ (عَبِيتُمْ) حَتُّوا إِلَيْكُمْ.

۱۱

وَقَالَ ﴿۱۳﴾:

إِذَا قَدَّرْتَ عَلَى عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْرًا لِقُدْرَتِهِ عَلَيْهِ.

۱۲

وَقَالَ ﴿۱۴﴾:

أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الْإِخْوَانِ، وَأَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ يَدِهِ مِنْهُمْ.

۱۳

وَقَالَ ﴿۱۵﴾:

إِذَا وَصَلَتْ إِلَيْكُمْ أَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنْفَرُوا أَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ.

۸

لیتای ہے۔

۹

تو اس کے

۱۰

۱۱

۱۲

برابر و کر کے

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

شخم - چربی

لحم - گوشت

عظم - ہڈی

خرم - سوراخ

مخالطہ - میل جول

خوالیکم - شتان ہوں

ظفر بہ - حاصل کریا

اعراف - اوائل

اقصی - آخری حد

مصادر حکمت ۲۵ غرا حکم ۲۵

مصادر حکمت ۲۵ مروج الذهب ۳۳۳، دستور معالم الحکم ۲۵، غرا حکم ۲۵، الآداب جعفر بن شمس الاخلاص ۲۵

مصادر حکمت ۲۵ من لا یحضرہ الفقیہ ۳۵۴، تذکرۃ الخواص ۱۲۲، الامالی طوسی ۲۵، مجموعہ درام ۲۵۹

مصادر حکمت ۲۵ المحاضرات ۱۵۱، اباب الآداب اسلامین مقدمہ ۳۳۵، زہر الآداب ۱۵۱، روض الاخیار محمد بن قاسم ۳۳، الآداب جعفر بن شمس ۱۵۱

۲۵، نہایت الارباب ۳۵، الامالی کلہ البجاظہ - مناقب خوارزمی ۲۵۲

مصادر حکمت ۲۵ ذیل الامالی ۱۵۱، الحکم المنثورہ ابن ابی الحدید، الموشی الوشارہ ۱۹

مصادر حکمت ۲۵ دستور معالم الحکم ۳۳۳، غرا حکم ۱۵۱، رجب الاربار ۳۳۳، الامالی کلہ البجاظہ

- ۸۔ انسان کی ساخت پر تعجب کرو کہ چربی کے ذریعہ دیکھتا ہے اور گوشت سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا ہے اور سوراخ سے سانس لیتا ہے۔
- ۹۔ جب دنیا کسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تو یہ دوسرے کے محاسن بھی اس کے حوالہ کر دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھراتی ہے تو اس کے محاسن بھی سلب کر لیتی ہے۔
- ۱۰۔ لوگوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ مر جاؤ تو لوگ گریہ کریں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق رہیں۔
- ۱۱۔ جب دشمن بر تقدیرت حاصل ہو جائے تو معاف کر دینے ہی کو اس قدرت کا شکر یہ قرار دو۔
- ۱۲۔ عاجز ترین انسان وہ ہے جو دوست بنانے سے بھی عاجز ہو اور اس سے زیادہ عاجز وہ ہے جو رہے ہے دوستوں کو بھی برباد کر دے۔
- ۱۳۔ جب نعمتوں کا رخ تمہاری طرف ہو تو ناشکری کے ذریعہ انھیں اپنے تک پہنچنے سے بھگا دو۔

۱۔ حضرت کے بیان کا یہ حصہ علم الاعضار سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کا مقصد طبی دواؤں کا بیان نہیں ہے بلکہ قدرتِ خدا کی طرف توجہ دلانا ہے کہ شائد انسان اس طرح شکر خالق کی طرف توجہ ہو جائے۔

۲۔ یہ علم الاجتماع کا نکتہ ہے جہاں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ زمانہ عیب دار کو بے عیب بھی بنا دیتا ہے اور بے عیب کو عیب دار بھی بنا دیتا ہے اور دونوں کا فرق دنیا کی توجہ ہے جس کا حصول ہر حال ضروری ہے۔

۳۔ یہ بھی بہترین اجتماعی نکتہ ہے جس کی طرف ہر انسان کو توجہ رہنا چاہئے۔

۴۔ یہ اخلاقی تربیت ہے کہ انسان میں طاقت کا غرور نہیں ہونا چاہئے اور اسے ایک نعمت پروردگار سمجھ کر اس کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے اور یہ شکر یہ بھی غلطی کرنے والوں کی معافی کی شکل میں ظاہر ہونا چاہئے۔

۵۔ یہ بھی ایک اجتماعی نکتہ ہے کہ انسان میں دوست بنانے کی صلاحیت انتہائی ضروری ہے اور جس میں یہ صلاحیت نہ ہو اسے واقعتاً انسان نہیں کہا جاسکتا ہے اور اس سے بدتر گیا گذرا انسان وہ ہے جو پائے ہوئے دوستوں کو بھی گنوا دے۔

۶۔ پروردگار عالم نے یہ اخلاقی نظام بنا دیا ہے کہ نعمتوں کی تکمیل شکر یہ ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے لہذا جسے بھی اس کی تکمیل درکار ہے اسے شکر یہ کا پابند ہونا چاہئے۔

فَمَا يَسْغُرُ مِنْهُمْ عَائِزٌ إِلَّا وَيَدُ اللَّهِ يَرْفَعُهُ

۲۱

وَقَالَ ﴿۲۱﴾:

قُرْنَتِ الْحَيَّةُ بِالْحَيَّةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحَيَمَانِ، وَالْقُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهَزُوا قُرْصَ الْحَيِّ

۲۲

وَقَالَ ﴿۲۲﴾:

لَنَا حَقٌّ، فَإِنْ أُعْطِينَا، وَإِلَّا رَكِبْنَا أَعْجَارَ الْأَيْلِ، وَإِنْ طَالَ السُّرَى

قال الرضي: وهذا من لطيف الكلام و فصيحه و معناه: آتانا إن لم تعط حقنا كما
أدلاء. وذلك أن الرديف يركب عجز البعير، كالعبد و الأسير و من يجري مجراهما.

۲۳

وَقَالَ ﴿۲۳﴾:

مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ (حسبه)

۲۴

وَقَالَ ﴿۲۴﴾:

مِنْ كَفَارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِغَاثَةُ الْمَلْهُوفِ، وَالتَّقْيِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ

۲۵

وَقَالَ ﴿۲۵﴾:

يَا بَنِي آدَمَ، إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا سُبْحَانَهُ يَتَابِعُ عَلَيْكَ نِعْمَهُ وَأَنْتَ تَعَصِيهِ فَاحْذَرُهُ

۲۶

وَقَالَ ﴿۲۶﴾:

مَا أَضْمَرَ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا ظَهَرَ فِي فَلَكَاتِ (لفنات) لِسَانِهِ، وَصَفَحَاتِ وَجْهِهِ

۲۷

وَقَالَ ﴿۲۷﴾:

أَمْشِ بِدَانِكَ مَا مَشَى بِكَ

۲۸

وَقَالَ ﴿۲۸﴾:

أَفْضَلُ الزُّهْدِ إِخْفَاءُ الزُّهْدِ

۲۹

وَقَالَ ﴿۲۹﴾:

إِذَا كُنْتُ فِي إِدْبَارٍ، وَالْمَوْتُ فِي إِتْبَالٍ، فَمَا أَسْرَعَ الْمَلْتَقَى!

خجسته - ناکامی

حرمان - محرومی

اعجاز - کچا حصہ

سری - سفر شب

اغاثہ - فریاد رسی

ملہوت - غرہ

مکروب - پریشان حال

فلکات - بیاختہ کلمات

ادبار - جانے کی حالت

اقبال - آنے کی کیفیت

ملتقى - اجتماع

کرایا

کی فرصت

۱

۲

عام طور

۷

۵

۶

۷

۸

۹

لے جملہ

توسل

یعنی:

۳۵ ستم

۳۶ اکثہ

۳۷ غریب

۳۸ غریب

۳۹ غریب

۴۰ غریب

۴۱ غریب

۴۲ غریب

۴۳ غریب

۴۴ غریب

۴۵ غریب

۴۶ غریب

۴۷ غریب

۴۸ غریب

۴۹ غریب

۵۰ غریب

کہ ایسا شخص جب بھی ٹھوکر کھاتا ہے تو قدرت کا ہاتھ اسے سنبھال کر اٹھا دیتا ہے۔
۲۱۔ مرغوبیت کو ناکامی سے اور حیار کو محرومی سے ملا دیا گیا ہے۔ فرصت کے مواقع بادلوں کی طرح گزر جاتے ہیں لہذا انیکوں کی فرصت کو غنیمت خیال کرو۔

۲۲۔ ہمارا ایک حق ہے جو مل گیا تو خیر ورنہ ہم اونٹ پر پیچھے ہی بیٹھنا گوارا کر لیں گے چاہے سفر کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔
سید رضیؒ۔ یہ بہترین لطیف اور نصیح کلام ہے کہ اگر حق نہ ملا تو ہم کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ردیف میں بیٹھنے والے عام طور سے غلام اور قیدی وغیرہ ہوا کرتے ہیں۔

۲۳۔ جسے اس کے اعمال کے پیچھے ہٹادیں اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔

۲۴۔ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ انسان ستم رسیدہ کی فریاد رسی کرے اور رنج دیدہ انسان کے غم کو دور کرے۔

۲۵۔ فرزند آدمؑ! جب گناہوں کے باوجود پروردگار کی نعمتیں مسلسل تجھے ملتی رہیں تو ہوشیار ہو جانا۔

۲۶۔ انسان جس بات کو دل میں چھپانا چاہتا ہے وہ اس کی زبان کے میاخذہ کلمات اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ہو جاتی ہے۔

۲۷۔ جہاں تک ممکن ہو مرض کے ساتھ چلتے رہو (اور فوراً علاج کی فکر میں لگ جاؤ)

۲۸۔ بہترین زندگی۔ زندگی کا مخفی رکھنا اور اظہار نہ کرنا ہے (کہ ریاکاری زیادہ نہیں ہے نفاق ہے)۔

۲۹۔ جب تمہاری زندگی جاری ہے اور موت آ رہی ہے تو ملاقات بہت جلدی ہو سکتی ہے۔

۱۔ جو بلا و جہنم خور ہو جائے گا وہ مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا ہے اور جو بلا و جہنم خور ہوتا رہے گا وہ ہمیشہ محروم رہے گا۔ انسان ہر موقع پر شراباہی کرتا تو نسل انسانی وجود میں نہ آتی۔

۲۔ یعنی ہم حق سے دستبردار ہونے والے نہیں ہیں اور جہاں تک غاصبانہ دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا کرتے رہیں گے۔

۳۔ ستم رسیدہ وہ بھی ہے جس کے کھانے پینے کا سہارا نہ ہو اور وہ بھی ہے جس کے علاج کا پیسہ یا اسکول کی فیس کا انتظام نہ ہو۔

۴۔ اکثر انسان نعمتوں کی بارش دیکھ کر مغرور ہو جاتا ہے کہ شاید پروردگار کچھ زیادہ ہی مہربان ہے اور یہ نہیں سوچتا ہے کہ اس طرح حجت تمام ہو رہی ہے اور ڈھیل دی جا رہی ہے ورنہ گناہوں کے باوجود اس بارش رحمت کا کیا امکان ہے۔

۵۔ زندگی کی بیشمار باتیں ہیں جن کا چھپانا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک زبان کی حرکت جاری ہے اور چہرہ کی غمازی سلامت ہے۔ ان دو چیزوں پر کوئی انسان قابو نہیں پاسکتا ہے اور ان سے حقائق کا بہر حال انکشاف ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ ﴿۳۰﴾:

الْحَدَّرَ الْحَدْرَا قَوْلَ اللَّهِ لَقَدْ سَرَّ، حَتَّى كَانَهُ قَدْ غَفَرَ.

سَمِعَ عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ:

الْإِيمَانُ عَلَى أَرْبَعٍ دَعَائِمٍ (شُعَب): عَلَى الصَّبْرِ، وَالْيَقِينِ، وَالْعَدْلِ، وَالْجِهَادِ.

وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الشَّوْقِ، وَالشَّقَقِ، وَالزُّهْدِ،
وَالْتَرْقُبِ: فَمَنْ أَشْتَقَّ إِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ الشَّهَوَاتِ، وَمَنْ أَشَقَّ
مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَمَنْ زَهَدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَمْتَعَ بِالْأُصَيَاتِ،
وَمَنْ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ إِلَى الْخَيْرَاتِ.

وَالْيَقِينُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى تَبَصُّرِ الْفِطْنَةِ، وَتَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ،
وَتَوْعِظَةِ السَّيِّئَةِ، وَتُسْنَةِ الْأَوَّلِينَ. فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ،
وَمَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ السَّيِّئَةَ، وَمَنْ عَرَفَ السَّيِّئَةَ فَكَانَتْ كَأَنَّ
فِي الْأَوَّلِينَ.

وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى غَايَةِ الْفَهْمِ، وَعَوْرِ الْعِلْمِ، وَزُهْرَةِ
الْحُكْمِ، وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ، فَمَنْ فَهِمَ عَوْرَ الْعِلْمِ، وَمَنْ عَلِمَ عَوْرَ الْحِلْمِ،
صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ، وَمَنْ حَلَمَ لَمْ يَفْرُطْ فِي أَمْرِهِ وَعَاشَ فِي النَّاسِ حَمِيدًا.
وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ،
وَالصَّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ، وَشَتَائِنِ الْفَاسِقِينَ: فَمَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ الْمُؤْمِنِينَ،

سفق - خون
ترقب - نگرانی
تبصره - بصیرت
تاویل - حقیقت رسی
عجبره - عبرت
سنة - طریقہ
غافل - نہر تک پہنچ جانے والی
غور - گہرائی
زہرہ - خوبی
رساخہ - پائیداری
شرائع - گھاٹ
مواطن - مواقع
شٹائن - عداوت

ادرج
کا انشا

میں بہ
ملا دیتی

ادرج

لے داخل
وکر دار

ہے۔ و

لے صبر

کے

پیش نظر

لے یقین

عبرت حاصل

یقین نہ

کے ج

میدان

کے جا

صادر حکمت منہ المائتہ المختارہ جا خط۱ اعجاز القرآن باخلاقی مس

صادر حکمت منہ تحت العقول مس ۶۷، اصول کافی ۲ مس ۲۹، ذیل الامالی قالی مس ۱، قوت القلوب ابوطالب کی ۳۸۲، حلیۃ الاولیاء مس ۱

خصال مدقوق امتنا، مناقب خوارزمی مس ۲۶، دستور معالم الحکم المجالس مفیدہ مس ۱۶۲، کتاب سلیم بن قیس مس ۳۵، مشکوٰۃ الاولیاء مس ۱، المجالس برقی

۲۰۔ ہوشیار ہو ہوشیار! کہ پروردگار نے گناہوں کی استعداد پر وہ پوشی کی ہے کہ انسان کو یہ دھوکہ ہو گیا ہے کہ شاید معاف کر دیا ہے۔
 ۳۱۔ آپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ایمان کے چار ستون ہیں: صبر، یقین، عدل اور جہاد۔
 پھر صبر کے چار شعبے ہیں: شوق، خوف، زہد اور انتظار موت۔ پھر جس نے جنت کا اشتیاق پیدا کر لیا اس نے خواہشات کو ٹھکرا دیا اور جسے جہنم کا خوف حاصل ہو گیا اس نے محرمات سے اجتناب کیا۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والا مصیبتوں کو ہلکا تصور کرتا ہے اور موت کا انتظار کرنے والا نیکوں کی طرف سبقت کرتا ہے۔
 یقین کے بھی چار شعبے ہیں: ہوشیاری کی بصیرت، حکمت کی حقیقت دہی، عبرت کی نصیحت اور سابق بزرگوں کی سنت۔ ہوشیاری میں بصیرت رکھنے والے پر حکمت روشن ہو جاتی ہے اور حکمت کی روشنی عبرت کو واضح کر دیتی ہے اور عبرت کی معرفت گویا سابق اقوام سے ملادیتی ہے۔

عدل کے بھی چار شعبے ہیں: تہنک پہنچ جانے والی سمجھ، علم کی گہرائی، فیصلہ کی وضاحت اور عقل کی پائیداری۔
 جس نے فہم کی نعمت پالی وہ علم کی گہرائی تک پہنچ گیا اور جس نے علم کی گہرائی کو پایا وہ فیصلہ کے گھاٹ سے سیراب ہو کر باہر آیا اور جس نے عقل استعمال کر لی اس نے اپنے امیر میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور لوگوں کے درمیان قابل تعریف زندگی گزار دی۔
 جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر مقام پر ثبات قدم اور ناسقوں سے نفرت و عداوت۔
 لہذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی کر کو مضبوط کر دیا۔

لے واضح رہے کہ اس ایمان سے مراد ایمان حقیقی ہے جس پر ثواب کا دار و مدار ہے اور جس کا واقعی تعلق دل کی تصدیق اور اعضاء و جوارح کے عمل و کردار سے ہوتا ہے ورنہ وہ ایمان جس کا تذکرہ "یا ایہا الذین امنوا" میں کیا گیا ہے اس سے مراد صرف زبانی اقرار اور ادعا ہے ایمان ہے۔ ورنہ ایسا نہ ہوتا تو تمام احکام کا تعلق صرف مومنین مخلصین سے ہوتا اور منافقین ان قوانین سے یکسر آزاد ہو جاتے۔
 ۱۔ صبر کا دار و مدار چار اشیا پر ہے۔ انسان رحمت الہی کا اشتیاق رکھتا ہو اور عذاب الہی سے ڈرتا ہو تاکہ اس راہ میں زحمات برداشت کرے۔ اس کے بعد دنیا کی طرف سے لاپرواہ ہو اور موت کی طرف سراپا توجہ ہو تاکہ دنیا کے فراق کو برداشت کر لے اور موت کی سنجی کے پیش نظر ہر سختی کو آسان سمجھ لے۔

۲۔ یقین کی بھی چار بنیادیں ہیں۔ اپنی ہر بات پر مکمل اعتماد رکھتا ہو۔ حقائق کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دیکھ اقوام کے حالات سے عبرت حاصل کرے اور صالحین کے کردار پر عمل کرے۔ ایسا نہیں ہے تو انسان جہل مرکب میں مبتلا ہے اور اس کا یقین فقط وہم و گمان ہے، یقین نہیں ہے۔

۳۔ جہاد کا انحصار بھی چار میدانوں پر ہے۔ امر بالمعروف کا میدان، نہی عن المنکر کا میدان، قتال کا میدان اور ناسقوں سے نفرت و عداوت کا میدان۔ ان چاروں میدانوں میں حوصلہ جہاد نہیں ہے تو تنہا امر و نہی سے کوئی کام چلنے والا نہیں ہے اور نہ ایسا انسان واقعی مجاہد کہے جانے کے قابل ہے۔

تعمق - ضرورت سے زیادہ کوشش

زینغ - ٹیڑھا پن

شقاق - اختلاط، غدار

انابہ - رجوع کرنا

وعر - دشواری

اعضل - دشوار ہو گیا

تاری - مفت کا جھگڑا

ہول - خوف

ترود - تھیر

استسلام - سپردگی

مراء - جدال

دیدن - طریقہ

لم یصبح - رات کی صبح نہ ہوگی

تکص علی عقبیہ - اسٹے پاؤں پٹ

گیا

ریب - شک

سنا بک - سُم

⊕ اخیر کے خیر ہونے کا دار و مدار

اس کے عمل پر ہے ورنہ عمل کے بغیر

ہو اس خیر کی کوئی افادیت نہیں ہے

اور اسی طرح شر کا تصور خطرناک نہیں

ہے - اس کا منزل عمل میں آنا خطرناک

ہے - لہذا شر پر شر سے بدتر ہوتا ہے -

وَمَنْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ أَرْغَمَ أُثُوفَ الْكَافِرِينَ (المنافقين)؛ وَمَنْ صَدَقَ فِي الْوِطَانِ قَضَى مَا عَلَيْهِ؛ وَمَنْ شَنِءَ الْفَاسِقِينَ وَغَضِبَ لِحُدُودِ غَضِبَ اللَّهُ لَهُ وَأَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَالْكَفَرُ عَلَى أَرْبَعٍ دَعَائِمٍ عَلَى الشُّعُوقِ، وَالشَّانُوعِ، وَالزَّيْنِغِ، وَالشَّقَاقِ.

فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُصِيبْ إِلَى الْحَقِّ.

وَمَنْ كَثُرَ زَعَاغُهُ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ.

وَمَنْ زَاغَ سَاءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ، وَخُسِنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ، وَسَكِرَ سُكْرُ الضَّلَالَةِ.

وَمَنْ شَاقَّ وَعَرَّتْ عَلَيْهِ طُرُقُهُ، وَأَغْضَلَ عَلَيْهِ أَفْسَرُهُ، وَضَاقَ عَلَيْهِ عَجْزُهُ.

وَالشُّكُّ عَلَى أَرْبَعٍ شُعَبٍ عَلَى السَّامِيِّ، وَالْهَوْلِ، وَالْتَرَدُّ، وَالْأَسْتِغْلَامُ.

فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَاءَ دِينًا (دیناً) لَمْ يُصِغْ لَيْلَةً.

وَمَنْ هَالَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ تَكَصَّ عَلَى عَقِبَيْهِ.

وَمَنْ تَرَدَّدَ فِي الرَّيْبِ وَطَلَّتْهُ سَنَابِكُ الشَّيَاطِينِ.

وَمَنْ أَسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ هَلَكَ فِيهَا.

قال الرضي: وبعد هذا كلام تركنا ذكره خوف الإطالة والخروج عن الغرض المقصود في هذا الباب.

۳۲

و قال ﴿۳۲﴾:

فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنْهُ، وَفَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِنْهُ.

۳۳

و قال ﴿۳۳﴾:

كُنْ سَمِيحاً وَلَا تَكُنْ مُبْتَدِّراً، وَكُنْ

اور جس نے

بڑھ گیا اور

خوش کر دے

اور

جواب

سے اندھا

اور جو جھگڑا

اس

اس کی راز

جیران و سرا

ہلاک ہو جا

۳۲

۳۳

اے کفر انکار نہ

سبب ضرورت

کر لیتا ہے یا

کو راہ راست

اڑیہ ہے کہ اذ

اے شک!

کھاتا رہتا

سے بھی ڈر

صادر حکمت ۳۲ ربيع الاول ۱۲۸۲ (باب النحر والصلاح) امالی قالی ۲ ص ۵۳، تحت العقول، ارشاد مفید ص ۱۳۹، امالی طوسی ص ۲۲، مجمع الاشغال

صادر حکمت ۳۳ غرر الحکم ص ۲۳۳، روضۃ الواعظین ص ۳۸، روض الاخبار محمد بن قاسم بن یعقوب ص ۳۸، نہایت الارب نویری ص ۳۳

المستطرف البشیری ص ۱۶۳

اور جس نے منکرات سے روکا اس نے کافروں کی ناک رگڑ دی۔ جس نے میدان قتال میں ثبات قدم کا مظاہرہ کیا وہ اپنے راستہ پر کنگے بٹھا گیا اور جس نے فاسقوں سے نفرت و عداوت کا بڑا دُکھا دیا پروردگار اس کی خاطر اس کے دشمنوں سے غضب ناک ہوگا اور اسے روزِ قیامت خوش کر دے گا۔

اور کفر کے بھی چار ستون ہیں: بلاوجہ گہرائیوں میں جانا، آپس میں جھگڑا کرنا، کجی اور انحراف اور اختلاف اور عناد۔ جو بلا سبب گہرائی میں ڈوب جائے گا وہ پلٹ کر حق کی طرف نہیں آسکتا ہے اور جو جہالت کی بنا پر جھگڑا کرتا رہتا ہے وہ حق کی طرف سے اندھا ہو جاتا ہے جو کجی کا شکار ہو جاتا ہے اسے نیکی بُرائی، اور بُرائی نیکی نظر آنے لگتی ہے اور وہ گمراہی کے نشہ میں جو رہ جاتا ہے اور جو جھگڑے اور عناد میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے راستے دشوار مسائل ناقابل حل اور بچ نکلنے کے طریقے تنگ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد شک کے چار شعبے ہیں: کٹ جھٹی، خوف، حیرانی اور باطل کے ہاتھوں سپردگی۔ ظاہر ہے کہ جو کٹ جھٹی کو شعار بنائے گا اس کی رات کی صبح کبھی نہ ہوگی اور جو ہمیشہ سامنے کی چیزوں سے ڈرتا رہے گا وہ اُٹے پاؤں پیچھے ہی ہٹتا رہے گا۔ جو شک و شبہ میں حیران و سردا رہے گا اسے شیاطین اپنے پیروں تلے روند ڈالیں گے اور جو اپنے کو دنیا و آخرت کی ہلاکت کے سپرد کر دے گا وہ واقعتاً ہلاک ہو جائے گا۔

۳۲۔ خیر کا انجام دینے والا اصل خیر سے بہتر ہوتا ہے اور شر کا انجام دینے والا اصل شر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔^(۱)

۳۳۔ سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور کفایت شعاری اختیار کرو۔

اے کفر! انکارِ خدا کی شکل میں ہوا انکارِ رسالت کی شکل میں۔ اس کی اساس شرک پر ہو یا انکارِ حقائق و واضحات نہ سب پر ہر قسم کے لٹے چار میں سے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے یا انسان ان مسائل کی فکر میں ڈوب جاتا ہے جو اس کے امکان سے باہر ہیں۔ یا صرف جھگڑے کی بنیاد پر کسی عقیدہ کو اختیار کر لیتا ہے یا اس کی فکر میں کجی پیدا ہو جاتی ہے یا وہ عناد اور ضد کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور گھٹی ہوئی بات ہے کہ ان میں سے ہر بیماری وہ ہے جو انسان کو راہِ راست پر آنے سے روک دیتی ہے اور انسان ساری زندگی کفر ہی میں مبتلا رہ جاتا ہے۔ بیماری کی ہر قسم کے اثرات الگ الگ ہیں لیکن مجموعی طور پر سب کا اثر یہ ہے کہ انسان حقِ ربی سے محروم ہو جاتا ہے اور ایمان و یقین کی دولت سے بہرہ مند نہیں ہو پاتا ہے۔

اے شک! ایمان و کفر کے درمیان کا راستہ ہے جہاں نہ انسان حق کا یقین پیدا کر پاتا ہے اور نہ کفری کا عقیدہ اختیار کر سکتا ہے اور درمیان میں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے اور اس ٹھوکر کے بھی چار اسباب یا مظاہر ہوتے ہیں یا انسان بلا سوچے سمجھے بحث شروع کر دیتا ہے یا غلطی کرنے کے خوف سے پچھاپوٹا سے بھی ڈرنے لگتا ہے۔ یا تردد اور حیرانی کا شکار ہو جاتا ہے یا ہر پکارنے والے کی آواز پر لٹیک کہنے لگتا ہے:

”چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہِ رو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہِ سب کو میں“

مُقَدَّرًا وَلَا تَكُنْ مُقَدَّرًا

۳۴

وَقَالَ ﴿۳۴﴾:

أَشْرَفَ الْغَنَىٰ تَزَكَّىٰ أَلْفَىٰ

۳۵

وَقَالَ ﴿۳۵﴾:

مَنْ أَسْرَعَ إِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُونَ، قَالُوا فِيهِ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ

۳۶

وَقَالَ ﴿۳۶﴾:

مَنْ أَطَالَ الْأَمَلُ أَسَاءَ الْعَمَلُ

۳۷

وَقَالَ ﴿۳۷﴾:

وَقَدْ لَقِيَهِ عِنْدَ مَسِيرِهِ إِلَى الشَّامِ دُهَاقِينَ الْأَنْبَارِ، فَنَزَلُوا لَهُ وَاشْتَدَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمُوهُ؟ فَقَالُوا: خُلِقَ بِشَاءَ تُعْظَمُ بِهِ أُمَرَاءُنَا، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا يَسْتَفِيعُ بِهَذَا أَمْرًاؤُكُمْ! وَإِنَّكُمْ لَتَشَقُّونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ فِي دُنْيَاكُمْ، وَتَشَقُّونَ بِهِ فِي آخِرَتِكُمْ. وَمَا أَخْسَرَ الْمَشَقَّةَ وَرَاءَهَا الْعِقَابُ، وَأَرْبَحَ الدَّعَاةَ مَعَهَا الْأَمَانُ مِنَ النَّارِ

۳۸

وَقَالَ ﴿۳۸﴾:

لَا بُدَّ مِنَ الْحَسَنِ:

يَا بُنَيَّ، اخْفِظْ عَنِّي أَرْبَعًا، وَأَرْبَعًا لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَهُ مَتَمَعْنًا، إِنَّ أَغْنَىٰ الْغَنَىٰ الْعَمَلُ، وَأَكْثَرُ الْفَقْرِ الْهَوْنُ، وَأَوْحَشُ الْوَحْشَةِ الْمُعْجَبُ، وَأَكْرَمُ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ

يَا بُنَيَّ، إِنَّكَ وَ مُصَادَقَةُ الْأَخِي، فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسْتَفْعَلَكَ فَيُضَيِّقَكَ، وَإِنَّكَ وَ مُصَادَقَةُ الْبَخِيلِ، فَإِنَّهُ يَمْتَقِدُ عَنكَ أَخْرُوجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ، وَإِنَّكَ وَ مُصَادَقَةُ الْفَاجِرِ، فَإِنَّهُ يَسْتَفْعِلُكَ بِالتَّافِيهِ، وَإِنَّكَ وَ مُصَادَقَةُ

مُقَدَّر - میانہ روی کرنے والا

مُقَدَّر - بخل کرنے والا

سُئِلَ - امیدیں

اَل - امید

دُهَاقِينَ - جمع دُهَاق

اَنْبَار - عراق کا ایک شہر ہے

تَرْجَلُو - سوار یوں بے احتیاط

اَشْتَدَّ - تیز تر چلنے لگے

تَشَقُّونَ - مشقت سے بھلائے

وَعَم - سکون و راحت

عُجِبَ - خود پسندی

حَقَمَ - بیوقوفی

مَصَادِقَ - دوستی

قَافَ - معمول

لے لے کر اور آرزو کوئی بری چیز نہیں

ہے لیکن صرف مادیات کی تمنا اچھی

چیز بھی نہیں ہے اور دونوں صورتوں

میں صرف تمنا سے کوئی کام بننے والا

نہیں ہے اور انسان کے لئے عافیت

اسی میں ہے کہ آرزو کا راستہ چھوڑ کر

عمل کا راستہ اختیار کرے۔

لیکن بخیل

۳۴

۳۵

دیتے ہیں

۳۶

۳۷

دور کرنے

کرتے ہیں

بذخشی کا شرا

ساتھ بہنہ

۳۸

نہ ہوگا

بہتر

حب خوش

کسی بخیل سے

نہ کرنا کہ وہ تم

لے اس میں کوئی

اور کوئی انسان

انسان آخرت

لے اس ارشاد

کیلئے اور آخر

میں قطعاً جائز نہ

کی صورتوں تک

لے چار اور

ہے اور کمال

مصادر حکمت ۳۴ تحت العقول ص ۹۰، روضۃ الکافی ص ۲۳، دستور العالم احکم ص ۱

مصادر حکمت ۳۵ غرر الحکم ص ۲۸۹، الغرر والدارالحواطا ص ۲۹

مصادر حکمت ۳۶ کتاب الزہد حسین بن سعید الاہوازی - مستدرک الاسائل ص ۱۳۱، فروع الکافی ص ۱۴۱، تحت العقول ص ۲۳۱، خصال ص ۱۲۱

المائتۃ المختارۃ جاحظ، مجمع الاسال ص ۲۵۵، تذکرۃ الخواص ص ۱۲۱، تبیہ الخواطر ص ۱۲۱، ارشاد مفید ص ۱۲۱

مصادر حکمت ۳۷ کتاب جعفر بن نصر بن مزاحم ص ۱۳۳

مصادر حکمت ۳۸ المائتۃ المختارۃ، دستور العالم احکم، الباب اسامہ بن منقذ ص ۱۰۱، تاریخ الخلفاء ص ۱۵۳، ریحان ص ۱۵۳

عیون الاخبار دینودی ص ۳۹۰

لیکن بخیل مت بنو۔

۳۴۔ بہترین مالداری اور بے نیازی یہ ہے کہ انسان امیدوں کو ترک کر دے۔

۳۵۔ جو لوگوں کے بارے میں بلا سوچے سمجھے وہ باتیں کہہ دیتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتے ہیں۔ لوگ اس کے بارے میں بھی وہ کہہ

دیتے ہیں جسے جانتے بھی نہیں ہیں۔

۳۶۔ جس نے امیدوں کو دور کیا اس نے عمل کو برباد کر دیا۔

۳۷۔ (شام کی طرف جلتے ہوئے آپ کا گذر انبار کے زبنداروں کے پاس سے ہوا تو وہ لوگ سواریوں سے اتر آئے اور آپ کے آگے دوڑنے لگے تو آپ نے فرمایا) یہ تم نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ ہمارا ایک ادب ہے جس سے ہم خستہ پن کا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا گواہ ہے اس سے حکام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور تم اپنے نفس کو دنیا میں زحمت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں بزدلی کا شکار ہو جاؤ گے اور کس قدر خسارہ کے باعث ہے وہ مشقت جس کے پیچھے عذاب ہو اور کس قدر فائدہ مند ہے وہ راحت جس کے ساتھ جہنم سے امان ہو۔

۳۸۔ آپ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا: بیٹا مجھ سے چار اور پھر چار باتیں محفوظ کر لو تو اس کے بعد کسی عمل سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بہترین دولت و ثروت عقل ہے اور بدترین فقری حماقت۔ سب سے زیادہ دشت ناک امر خود پسندی ہے اور سب سے شریف حسب خوش اخلاقی۔ بیٹا! خبردار کسی احمق کی دوستی اختیار نہ کرنا کہ تمہیں فائدہ بھی پہونچانا چاہے گا تو نقصان پہونچا دے گا۔ اور ایسی طرح کسی بخیل سے دوستی نہ کرنا کہ تم سے ایسے وقت میں دور بھلے گا جب تمہیں اس کی شدید ضرورت ہوگی اور دیکھو کسی فاجر کا ساتھ بھی اختیار نہ کرنا کہ وہ تم کو حیرت پرانے عوض بھی بیچ ڈالے گا اور کسی بھولے کی صحبت بھی اختیار نہ کرنا۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ دنیا امیدوں پر قائم ہے اور انسان کی زندگی سے امید کا شعبہ ختم ہو جائے تو عمل کی ساری تحریک سر ہٹ جائے گی اور کوئی انسان کوئی کام نہ کرے گا لیکن اس کے بعد بھی اعتدال ایک بنیادی مسئلہ ہے اور امیدوں کی درازی بہر حال عمل کو برباد کر دیتی ہے کہ انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور آخرت سے غافل ہو جانے والا عمل نہیں کر سکتا ہے۔

لے اس ارشاد گرامی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام ہر تہذیب کو گوارا نہیں کرتا ہے اور اس کے بارے میں یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی افادیت کیلئے اور آخرت میں اس کا نقصان کس قدر ہے۔ ہماری ملکی تہذیب میں فرشی سلام کرنا، غیر خدا کے سامنے سجدہ کو رعجھنا بھی ہے جو اسلام میں قطعاً جائز نہیں ہے۔ کسی ضرورت سے جھکنا اور بے اور تعظیم کے خیال سے جھکنا اور بے سلام تعظیم کے لئے ہوتا ہے لہذا اس میں رکوع کی حدوں تک جانا صحیح نہیں ہے۔

لے چار اور چار کا مقصد شاید یہ ہے کہ پہلے چار کا تعلق انسان کے ذاتی اوصاف و خصوصیات سے ہے اور دوسرے چار کا تعلق اجتماعی معاملات سے ہے اور کمال سعادت مندی یہی ہے کہ انسان ذاتی زیور کردار سے بھی آراستہ رہے اور اجتماعی برتاؤ کو بھی صحیح رکھے۔

سراب - چکدا اذرات

نوافل - سنتی اعمال

صفات - بے سوچے سمجھے کلمات

مراجعة فکر - غور و فکر کرنا

ماخضہ - تحریک - متھنا

حق - ٹوٹ کر گرنا

الْكُذَّابِ، فَإِنَّهُ كَالشَّرَابِ يُشْرَبُ عَلَيْكَ الْبُعِيدُ
وَيُبْعَدُ عَلَيْكَ الْقَرِيبُ.

۳۹

وَقَالَ ﴿۳۹﴾:

لَا قُرْبَةَ بِالتَّوْفِئِلِ إِذَا أَضْرَثَ بِالتَّقْرَانِضِ.

۴۰

وَقَالَ ﴿۴۰﴾:

لِسَانُ الْعَاقِلِ وَزَاءُ قَلْبِهِ، وَقَلْبُ الْأَخْمَقِ وَزَاءُ لِسَانِهِ.

قال الرضي: وهذا من المعاني العجيبة الشريفة، والمراد به أن العاقل لا يطلق لسانه،
إلا بعد مشاورة الروية ومؤامرة الفكرة. والأخفق تسبق حذفاً لسانه وقلناً كلامه
مراجعة فكره، واماخضة رأيه. فكان لسان العاقل تابع لقلبه، وكان قلب الأخفق تابع
للسان.

۴۱

وَقَدْ رَوَى عَنْهُ ﴿۴۱﴾ هَذَا الْمَعْنَى بِلَفْظٍ آخَرَ، وَهُوَ قَوْلُهُ:

قَلْبُ الْأَخْمَقِ فِي فَيْدِهِ، وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِي قَلْبِهِ.

وَمَعْنَاهَا وَاحِدٌ.

۴۲

وَقَالَ ﴿۴۲﴾:

لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ فِي عِلَّةِ اعْتِلَائِهَا:

جَعَلَ اللَّهُ مَا كَانَ مِنْ شُكُوكَ خَطَا لِسَانِيكَ، فَإِنَّ الرِّضَى
لَا أَجْرَ فِيهِ، وَلَكِنَّهُ يَحْطُ السُّبُتَاتِ، وَيَحْتَأُ حَتَّى الْأَوْزَانِ
وَأَيْمَانِ الْأَجْرِ فِي الْقَوْلِ بِاللَّسَانِ، وَالْعَقْلِ بِالْأَيْدِي وَالْأَقْدَامِ
وَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَالشَّرِيفَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ.

قال الرضي: وأقول صدق ﴿۴۲﴾، إن المرض لا أجر فيه، لأنه ليس من قيل ما
يستحق عليه العوض، لأن العوض يستحق على ما كان في مقابلة فعل الله تعالى بالعبد.

الحک سرب کی شان ہی ہوتی ہے

کرد و رے پانی نظر آتا ہے تو سافر

روڑ کر قریب آجاتا ہے اور جب قریب

نے کے بعد اس کی حقیقت کا اظہار

برجاتا ہے تو پھر دوبارہ دور چلا جاتا

ہے۔

الحک اس مسئلہ پر ان تمام حضرات کو غور

کرنا چاہیے جو رات کو سب کاموں

میں دیر تک جاگتے رہتے ہیں اور

چرخ کی وجہ نماز ترک کر دیتے

ہیں۔ کیا ایسے مستحبات میں قریب الہی

ناکری اسکان پایا جاتا ہے

کو

ادرا

بناد

بھڑک

ان کی

اس عمل

لے دوسر

یہ ہے کہ

مذرحان کا

کون سا

یا

کی اصطلاح

ہی میں

۲۷ صفحہ

ہو تلبے

کیا جاسکتا

مادر حکمت ۳۹ غرر الحکم آدمی ص ۳۳۵

مادر حکمت ۳۹ قصار الحکم ص ۳۱

مادر حکمت ۳۱ الائمة المختارة ج ۱

مادر حکمت ۳۲ کتاب صفین ص ۵۲۸، تاریخ طبری ۶ ص ۳۴، تفسیر عیاشی ۲ ص ۱۳، امال طوسی ۲ ص ۲۵۰

کہ وہ مثل سراب^(۱) ہے جو دور والے کو قریب کر دیتا ہے اور قریب والے کو دور کر دیتا ہے۔

۲۹۔ مستجاب الہی میں کوئی قربت الہی نہیں ہے اگر ان سے واجبات کو نقصان پہنچ جائے۔

۳۰۔ عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے رہتی ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے رہتا ہے۔

سید رضیؒ۔ یہ بڑی عجیب و غریب اور لطیف حکمت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عقلمند انسان غور و فکر کرنے کے بعد بولتا ہے اور احمق انسان بلا سوچے سمجھے کہہ ڈالتا ہے گویا کہ عاقل کی زبان دل کی تابع ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کا پابند ہے۔

۳۱۔ احمق کا دل اس کے منہ کے اندر رہتا ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل کے اندر۔

۳۲۔ اپنے ایک صحابی سے اس کی بیماری کے موقع پر فرمایا "اللہ نے تمہاری بیماری کو تمہارے گناہوں کے دور کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ خود بیماری میں کوئی اجر نہیں ہے لیکن یہ برائیوں کو مٹا دیتی ہے اور اس طرح بھاڑ دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اگر وہ ثواب زبان سے کچھ کہنے اور ہاتھ پاؤں سے کچھ کرنے میں حاصل ہوتا ہے اور پروردگار اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے ان کی نیت کی صداقت اور باطن کی پاکیزگی کی بنا پر داخل جنت کر دیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ حضرت نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ بیماری میں کوئی اجر نہیں ہے کہ یہ کوئی استحقاقی اجر والا کام نہیں ہے۔ عوض تو اس عمل پر بھی حاصل ہوتا ہے

۱۔ دوسرے مقام پر امام علیہ السلام نے اسی بات کو عاقل و احمق کے بدلے مومن اور منافق کے نام سے بیان فرمایا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں مومن ہی کو عاقل اور منافق ہی کو احمق کہا جاتا ہے۔ ورنہ جو ابتدا سے بے خبر اور انتہا سے غافل ہو جائے، نہ رحمان کی عبادت کرے اور نہ جنت کے حصول کا انتظام کرے اسے کس اعتبار سے عقلمند کہا جاسکتا ہے اور اسے احمق کے علاوہ دوسرا کون سا نام دیا جاسکتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ دور حاضر میں ایسے ہی افراد کو دانشمند اور دانشور کہا جاتا ہے اور انھیں کے احترام کے طور پر دین و دانش کی اصطلاح نکالی گئی ہے کہ گویا دیندار، دیندار ہوتا ہے اور دانشور نہیں۔ اور دانشور، دانشور ہوتا ہے چاہے دیندار نہ ہو اور سیدنی ہی میں زندگی گزار دے۔

۲۔ مقصد یہ ہے کہ پروردگار نے جس اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور جس کا انسان استحقاق پیدا کر لیتا ہے وہ کسی نہ کسی عمل ہی پر پیدا ہوتا ہے اور مرض کوئی عمل نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ فضل و کرم کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی شخص کے شامل حال کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔

خافت - بقدر ضرورت
یشوم - ناک
ات - جمع جرہ - کل کا کل

من الآلام والأمراض، وما يجرى مجرى ذلك، والأجر والثواب يستحقان على ما كان
في مقابلة فعل العبد، فيهما فرق قد بينه ﴿٤٣﴾، كما يقتضيه علمه الشاق ورايه
الصاب.

۴۳

و قال ﴿٤٣﴾

في ذكر خباب بن الارت:
يَرْحَمُ اللَّهُ خَبَابَ بْنَ الْأَرْتِ، فَلَقَدْ أَشْلَمَ رَاغِبًا، وَهَاجَرَ طَانِمًا،
وَتَسَنَعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللَّهِ، وَعَاشَ بِجَاهِدٍ.

۴۴

و قال ﴿٤٤﴾

طُوبَى لِمَنْ ذَكَرَ الْغَادَةَ، وَعَمِلَ لِلْجَنَابِ، وَتَسَنَعَ بِالْكَفَافِ،
وَرَضِيَ عَنِ اللَّهِ.

۴۵

و قال ﴿٤۵﴾

لَمَوْ حَرَبْتُ خَشِئُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَنِي هَذَا عَلَى أَنْ يُبَغِّضَنِي مَا أَبْغَضَنِي،
وَلَوْ صَبَّتُ الدُّنْيَا بِجَنَابَتِهَا عَلَى الْتَفَاقِي عَلَى أَنْ يُحِبَّنِي مَا أَحَبَّنِي،
وَذَلِكَ أَنَّهُ قُضِيَ فَاثْقَضَنِي عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ قَالَ: يَا عَلِيُّ، لَا يُبَغِّضُكَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ.

۴۶

و قال ﴿۴۶﴾

سَيِّئَةٌ تَسُوؤُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُفْجِئُكَ.

۴۷

و قال ﴿۴۷﴾

قَدَرُ الرَّجُلِ عَلَى قَدَرِ هَيْئَتِهِ، وَصِدْقُهُ عَلَى قَدَرِ
مُرُوءَتِهِ، وَشَجَاعَتُهُ عَلَى قَدَرِ أُنْفَتِهِ، وَعِفَّتُهُ عَلَى
قَدَرِ غَبَرَتِهِ.

۴۸

و قال ﴿۴۸﴾

النَّظْمُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِإِجَالَةِ الرَّأْيِ، وَالرَّأْيُ بِتَحْصِينِ
الْأَشْرَارِ.

کا خباب رسول اکرم کے محترم
عالی تھے جنہیں کفار کہنے لگے پنا
یت دی لیکن اپنے اسلام پناہ
م رہے اور اس کے بعد تمام معرکوں
م شریک رہے
رسول اکرم کے بعد مولائے کائنات
ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ معرکوں
م شرکت کی، آخر وقت میں کوفہ میں
موت اختیار کر لی اور وہیں ۳۰
ال کی عمر میں ۳۰ھ میں انتقال
ایا۔ امیر المومنین نے بنفس نفیس
زہ کی ناز ادا فرمائی اور اس کے
قبر کے سر ہانے کھڑے ہو کر زندگی بھر
محبت کا انعام ان قیمتی فقرات کے
یہ عطا فرمایا جو تاریخ کی زینت
رہا کرتے رہ گئے۔

جو بیمار
اور مر
اور فکر

اسلام
زندگی

راضی

نعمتیں
سے ہونے

شہادت

لے حقیقت

راضی ہو

ہے اور

کی طرف

جس کے

لے اگرچہ

ہو جاتا ہے

کی ہرست

لے کیا

سایہ

کا حقد

اور حکمت ۳۳ قصاص حکم ۳۳

۳۳ اور حکمت ۳۳ اسد الغابہ ۲ متاکت ب صفین ۵۳، تاریخ طبری ۶۳۳، البیان والتبيين ۹۳۲، العقد الفرید ۳ ۲۳۸، طلیۃ الاولیاء ۱۳۴

زہر الادب ۱۳۴، اصاہ (حالات خباب)

۳۵ اور حکمت ۳۵ بشارۃ المصطفیٰ طبری ۱۳۴، امالی طوسی ۲۰۲، ربيع الاربار ۱۳۸، روضة الکافی ۲۶۵ - مشکوٰۃ الانوار ۴۳

۳۶ اور حکمت ۳۶ العقد الفرید ۱۳۴، حکم المنشورہ ابن ابی الحدید، عدۃ الداعی ابن فہد، مستدرک الوسائل ۱۳۴، تذکرۃ النخاس ۱۳۴

۳۷ اور حکمت ۳۷ مجمع الامثال ۲ ۳۵، مطالب السؤل ۱۳۴، الفروادی ۲۳۵، سراج الملوک طوسی ۳۴۴

۳۸ اور حکمت ۳۸ نہایت الادب ۲ ۱۳۴

جو بیماریوں وغیرہ کی طرح خدا بندہ کے لئے انجام دیتا ہے لیکن اجر و ثواب صرف اسی عمل پر ہوتا ہے جو بندہ خود انجام دیتا ہے اور مولائے کائنات نے اس مقام پر عوض اور اجر و ثواب کے اسی فرق کو واضح فرمایا ہے جس کا ادراک آپ کے علم روشن اور فکر صائب کے ذریعہ ہوا ہے۔

۴۳۔ آپ نے خواب بن الارث کے بارے میں فرمایا کہ خدا خواب ابن الارث پر رحمت نازل کرے۔ وہ اپنی رغبت سے اسلام لائے۔ اپنی خوشی سے ہجرت کرے اور بقدر ضرورت سامان پر اکتفا کرے۔ اللہ کی مرضی سے راضی رہے اور بجا ہر انداز زندگی گزار دی۔

۴۴۔ خوشحال اس شخص کا جس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، بقدر ضرورت پر قانع رہا اور اللہ سے راضی رہا۔

۴۵۔ اگر میں اس تلوار سے مومن کی ناک بھی کاٹ دوں کہ مجھ سے دشمنی کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا اور اگر دنیا کی تمام نعمتیں منافق پر انڈیل دوں کہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا۔ اس لئے کہ اس حقیقت کا فیصلہ نبی صادق کی زبان سے ہو چکا ہے کہ ”یا علی! کوئی مومن تم سے دشمن نہیں کر سکتا ہے اور کوئی منافق تم سے محبت نہیں کر سکتا ہے۔“

۴۶۔ وہ گناہ جس کا تھیں رنج ہو۔ اللہ کے نزدیک اس نیکی سے بہتر ہے جس سے تم میں غرور پیدا ہو جائے۔

۴۷۔ انسان کی قدر و قیمت اس کی ہمت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس کی صداقت اس کی مردانگی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ شجاعت کا بیمانہ حیمت و خودداری ہے اور عفت کا بیمانہ غیرت و حیا۔

۴۸۔ کامیابی دور اندیشی سے حاصل ہوتی ہے اور دور اندیشی فکر و تدبیر سے۔ فکر و تدبیر کا تعلق اسرار کی رازداری سے ہے۔

لے حقیقت امر یہ ہے کہ انسانی زندگی کا کمال یہ نہیں ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے۔ یہ کام نسبتاً آسان ہے کہ وہ سریع الرضی ہے۔ کبھی معمولی عمل سے بھی راضی ہو جاتا ہے اور کبھی بدترین عمل کے بعد بھی توبہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ سب سے مشکل کام بندہ کا خدا سے راضی ہو جانا ہے کہ وہ کسی حال میں خوش نہیں ہوتا ہے اور اقتدار فرعون و دولت قارون پانے کے بعد بھی یا مغرور ہو جاتا ہے یا زیادہ کا مطالبہ کرنے لگتا ہے۔ امیر المومنین نے خواب کے اسی کردار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ انتہائی مہذب کے باوجود خدا سے راضی رہے اور ایک حرف شکایت زبان پر نہیں لائے۔ اور ایسا ہی انسان وہ ہوتا ہے جس کے حق میں طوبیٰ کی بشارت دی جاسکتی ہے اور وہ امیر المومنین کی طرف سے مبارکباد کا مستحق ہوتا ہے۔

لے اگرچہ گناہ میں کوئی خوبی اور بہتری نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گناہ کے بعد انسان کا نفس ملامت کرنے لگتا ہے اور وہ توبہ پر آمادہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا گناہ جس کے بعد احساس توبہ پیدا ہو جائے اس کا خیر سے یقیناً بہتر ہے جس کے بعد غرور پیدا ہو جائے اور انسان خواں اشیائے کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

لے کیا کہنا اس شخص کی ہمت کا جو دعوت ذوالعشرہ میں ساری قوم کے مقابلہ میں تنہا نصرت پیغمبر پر آمادہ ہو گیا اور پھر ہجرت کی رات تلواروں کے سایہ میں سو گیا اور مختلف معرکوں میں تلواروں کی زد پر رہا اور آخر کار تلوار کے سایہ ہی میں سجدہ آخر بھی ادا کر دیا۔ اس سے زیادہ قدر و قیمت کا حقدار دنیا کا کونسا انسان ہو سکتا ہے۔

۴۹

و قال ﴿۴۹﴾

أَخَذُوا صَوْلَةَ الْكَرِيمِ إِذَا جَاعَ، وَاللَّيْمِ إِذَا شَجَ.

۵۰

و قال ﴿۵۰﴾

قُلُوبُ الرِّجَالِ وَخَشِيَّةٌ، قَنْ تَأَلَّفَهَا أَفْبَلَتْ عَلَيْهِ

۵۱

و قال ﴿۵۱﴾

عَيْتُكَ مَسْئُورٌ مَا أَشْعَدَكَ جَدُّكَ

۵۲

و قال ﴿۵۲﴾

أَوَّلَى النَّاسِ بِهَاتِفَتِهِمْ أَذْهَبُهُمْ عَلَى الْمُتَوَاتِرِ

۵۳

و قال ﴿۵۳﴾

السَّخَاءُ مَا كَانَ ابْتِدَاءً، فَأَيُّمَا مَا كَانَ عَنْ مَسْأَلَةِ فَحْيَاءٍ وَتَذَمُّعٍ

۵۴

و قال ﴿۵۴﴾

لَا غِنَى كَالْعَقْلِ، وَلَا فَقْرٌ كَالْجَهْلِ، وَلَا مِيرَاثٌ كَالْأَدَبِ، وَلَا ظَهِيرٌ كَالْمَشَاوَرَةِ

۵۵

و قال ﴿۵۵﴾

الصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلَى مَا تَكْرَهُ، وَصَبْرٌ عَمَّا يُحِبُّ

۵۶

و قال ﴿۵۶﴾

الْغِنَى فِي الْغُرْبَةِ وَطَنٌ، وَالْفَقْرُ فِي الْوَطَنِ غُرْبَةٌ

۵۷

و قال ﴿۵۷﴾

الْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْقُذُ

قال الرضي: وقد روي هذا الكلام عن النبي ﴿۵۷﴾

صولة - صلہ

جَدَّ - نصیب

تذلم - مذمت سے بچاؤ

ظہیر - مددگار

ایک شریف انسان میں قوت بڑاشت
بے پناہ ہوتی ہے لیکن جب اس کی
عزت پرین آتی ہے تو جھوٹے شیر کی
طرح حد آور ہو جاتا ہے اور اس کے
برخلاف ذلیل انسان کو عزت و آبرو
کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا ہے۔ وہ صرف
اپنی دولت مندگی اور شکم سیری کے نشہ
میں چور رہتا ہے اور اس کے بارے
میں جو کچھ بھی کہا جائے اسے ذرہ برابر
پردہ نہیں ہوتی ہے۔

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۴۹ مادریکت ۲۹، البیان والتبيين ۲ ص ۱۱، العقد الفريد ۱ ص ۳۳۲، غرر الحکم، الحکم المنتزعة ابن ابی الحدید
۵۰ مادریکت ۲۵، ربيع الاربع ۱ - سراج الملوك طرطوشي ص ۳۸۲

۵۱ مادریکت ۱۵، ربيع الاربع

۵۲ مادریکت ۵۲، ربيع الاربع

۵۳ مادریکت ۵۳، تاریخ ابن عساکر - تاریخ الخلفاء، سیدوطی ص ۱۸۲، ادب الدنیا والدین ماوردی ص ۱۶۵، روض الاخیار محمد بن قاسم ص ۳۸

۵۴ مادریکت ۵۴، تحف العقول ص ۲، روضه کافی ص ۱۱، الی صدوق ص ۱۹۳، دستور معالم الحکم، غرر الحکم، البصائر والذخائر ص ۲۵، العقد الفريد ۲ ص ۲۵۲

۵۵ مادریکت ۵۵، غرر الحکم ۱، اصول کافی ۲ ص ۹، تحف العقول ص ۲۱۶

۵۶ مادریکت ۵۶، غرر الحکم ۳

۵۷ مادریکت ۵۷، تحف العقول ص ۶۶، نہایت الارباب ۸ ص ۱۸۱، دستور معالم الحکم ص ۲۵، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴، روض الاخیار ابن قاسم ص ۳۸

۱۔ مقصد یہ
۲۔ رام ہو جائے
۳۔ مقصد یہ
۴۔ بعد توبہ
۵۔ اخلاص نیت
۶۔ آج سلاوا
۷۔ ہے۔ دورہ
۸۔ سے دہلہ
۹۔ کہا جاتا
۱۰۔ گزارہ نہ کر
۱۱۔ ہے اور بار

۴۹۔ شریف انسان کے حملہ سے بچو جب وہ بھوکا ہو، اور کینے کے حملہ سے بچو جب اس کا پیٹ بھرا ہو۔^(۱)

۵۰۔ لوگوں کے دل صحرائی جانوروں جیسے ہیں جو انھیں سدھلنے کا اس کی طرف جھک جائیں گے۔

۵۱۔ تمھارا عیب اسی وقت تک چھپا رہے گا جب تک تمھارا مقدر سازگار ہے۔

۵۲۔ سب سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ سزا دینے کی طاقت رکھتا ہو۔

۵۳۔ سخاوت وہی ہے جو ابتداء کی جائے ورنہ مانگنے کے بعد تو شرم و حیا اور عزت کی پاسداری کی بنا پر بھی دینا پڑتا ہے۔

۵۴۔ عقل جیسی کوئی دولت نہیں ہے اور چالاکت جیسی کوئی فیکری نہیں ہے۔ ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے اور شورہ جیسا کوئی

مددگار نہیں ہے۔

۵۵۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک ناگوار حالات پر صبر اور ایک محبوب اور پسندیدہ چیزوں کے مقابلہ میں صبر۔

۵۶۔ مسافرت میں دو کمزوری ہو تو وہ بھی وطن کا درجہ رکھتی ہے اور وطن میں غربت ہو تو وہ بھی پردیس کی حیثیت رکھتا ہے۔

۵۷۔ فتنائیت وہ سرمایہ ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

سید رضیؒ۔ یہ فقرہ رسول اکرمؐ سے بھی نقل کیا گیا ہے (اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ علیؑ بہر حال نفس رسولؐ ہیں)

اے مقصد یہ ہے کہ انسان دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کا بہترین راستہ یہ ہے کہ بہترین اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرے تاکہ یہ دل وحشی رام ہو جائے ورنہ بد اخلاقی اور بد سلوکی سے وحشی جانور کے مزید بھڑک جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس کے رام ہو جانے کا کوئی تصور نہیں ہوتا ہے۔ اے مقصد یہ ہے کہ انسان سخاوت کرنا چاہے اور اس کا اجر و ثواب حاصل کرنا چاہے تو اسے سائل کے سوال کا انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ سوال کے بعد تو یہ شبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنی آبرو بچانے کے لئے دے دیا ہے اور اس طرح اخلاص نیت کا عمل مجروح ہو جاتا ہے اور ثواب اخلاص نیت پر ملتا ہے، اپنی ذات کے تحفظ پر نہیں۔

۳۔ آج مسلمان تمام اقوام کا محتاج اسی لئے ہو گیا ہے کہ اس نے علم و فن کے میدان سے قدم ہٹا لیا ہے اور صرف عیش و عشرت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ ورنہ اسلامی عقل سے کام لے کر باب مدینۃ العلم سے وابستگی اختیار کی ہوتی تو باعزت زندگی گزارتا اور بڑی بڑی طاقتیں بھی اس کے نام سے دہل جاتیں جیسا کہ دور حاضر میں باقاعدہ محسوس کیا جا رہا ہے۔

۴۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے سقراط کو صحرائی گھاس پر گزارہ کرتے دیکھا تو کہنے لگا کہ اگر تم نے بادشاہ کی خدمت میں حاضری دی ہوتی تو اس گھاس پر گزارہ نہ کرنا پڑتا تو سقراط نے فوڑا جواب دیا کہ اگر تم نے گھاس پر گزارہ کر لیا ہوتا تو بادشاہ کی خدمت کے محتاج نہ ہوتے۔ گھاس پر گزارہ کر لینا عزت ہے اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہنا ذلت ہے۔!

عقر - کاٹ لینا

لسیم - دس لین

اسدیت - پیش کی جاے

ید - نیت

مکافات - بدل

یُرَبی - اضافہ ہو جاے

① انسانی زندگی میں کھانا پہننا۔

جنس - اقتدار جتنے بھی خواہشات

ہیں سب کی تکمیل کا ذریعہ ہی مال ہے

لہذا اسے خواہشات کے سرچشمہ کی

حیثیت حاصل ہے اور اعلیٰ میں نے

برہم و دینار سے خطاب کر کے اعلان

کیا تھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے اصنام

کی پوجا کی ضرورت نہیں ہے بنی آدم

کی گمراہی کے لئے تمہاری پرستش کافی

ہے۔

۵۸
و قال ﴿۵۸﴾

أَلَسَ لِلنَّاسِ لِمَا أَشَاءُوا

۵۹
و قال ﴿۵۹﴾

مَنْ حَذَرَكَ كَمَنْ بَشَرَكَ

۶۰
و قال ﴿۶۰﴾

اللِّسَانُ سَوِيٌّ، إِنْ خُلِيَ عَنْهُ عَقَرٌ

۶۱
و قال ﴿۶۱﴾

الْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلُوَّةُ اللَّسَنِ

۶۲
و قال ﴿۶۲﴾

إِذَا حُصِّيتْ بِسَجِيَّةٍ فَحَيٌّ بِأَخْسَنِ مِثْلِهَا، وَإِذَا اسْدِيَتْ إِلَيْكَ

يَدٌ فَكَافِئْتَهَا بِمَا يُرِي عِلَّتُهَا، وَالْقَضْلُ مَعَ ذَلِكَ لِلْبَادِي

۶۳
و قال ﴿۶۳﴾

الشَّفِيعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ

۶۴
و قال ﴿۶۴﴾

أَهْلُ الدُّنْيَا كَرْكَبٌ يُسَارِبُهُمْ وَهُمْ نِيَامٌ

۶۵
و قال ﴿۶۵﴾

فَقَدْ أَلْجَبِيَّةُ غُرْبَةً

۶۶
و قال ﴿۶۶﴾

فَوْتُ الْمَسَاجِدِ أَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا إِلَى غَيْرِ أَهْلِهَا

۶۷
و قال ﴿۶۷﴾

لَا تَسْتَحِ مِنْ إِعْطَاءِ الْقَلِيلِ، فَإِنَّ الْحِرْمَانَ أَقْلُ مِنْهُ

۶۸
و قال ﴿۶۸﴾

الْمَعْقَفُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَى

۶۹
و قال ﴿۶۹﴾

الْمَعْقَفُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَى

۷۰
و قال ﴿۷۰﴾

الْمَعْقَفُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَى

۷۱
و قال ﴿۷۱﴾

الْمَعْقَفُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَى

صادر حکمت ۵۸، غرر الحکم - مجمع الاشغال ۲ ص ۳۵۳، مطالب السؤل ۱ ص ۲۶۳،

صادر حکمت ۵۹، سراج الملوك ص ۳۸۳، غرر الحکم ص ۲۶۹

صادر حکمت ۶۰، غرر الحکم ص ۲۷۱، اختصار مفید ص ۲۲۹

صادر حکمت ۶۱،
صادر حکمت ۶۲، نہایت الارباب ص ۳۵، ردض الاخیار ص ۳۵

صادر حکمت ۶۳، المائتہ المنارہ باحظ

صادر حکمت ۶۴، زہر الاداب ۲ ص ۷۷

صادر حکمت ۶۵، مجمع الاشغال ۲ ص ۸۳، المستقض ۲ ص ۱۸۱

صادر حکمت ۶۶، تحف العقول ص ۳۵۹، غرر الحکم ص ۲۲۸، المستطرات ص ۱۱۳، التمثیل و المحاضرہ ثعالبی ص ۲۶۶، مجمع الاشغال ۲ ص ۹۰

صادر حکمت ۶۷، المستقض ۲ ص ۳۵۵

صادر حکمت ۶۸، تحف العقول ص ۹۰، ارشاد مفید

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

- ۵۸۔ مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔
 ۵۹۔ جو تمہیں برائیوں سے ڈرائے گویا اس نے نیکی کی بشارت دے دی
 ۶۰۔ زبان ایک درندہ ہے۔ ذرا آزاد کر دیا جائے تو کاٹ کھائے گا۔
 ۶۱۔ عورت اس بچھڑکے مانند ہے جس کا ڈنک بھی مزیدار ہوتا ہے۔
 ۶۲۔ جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر واپس کر دو اور جب کوئی نعمت دی جائے تو اس سے بڑھا کر اس کا بدلہ دو
 لیکن اس کے بعد بھی فضیلت اسی کی رہے گی جو پہلے کا خیر انجام دے۔
 ۶۳۔ سفارش کرنے والا طلبگار کے بال و پر کے مانند ہوتا ہے۔
 ۶۴۔ اہل دنیا ان سواروں کے مانند ہیں جو خود سوار رہے ہیں اور ان کا سفر جاری ہے۔
 ۶۵۔ احباب کا نہ ہونا بھی ایک غربت ہے۔
 ۶۶۔ حاجت کا پورا نہ ہونا اہل سے ملنے سے بہتر ہے۔
 ۶۷۔ مختصر مال دینے میں بھی شرم نہ کرو کہ محروم کر دینا اس سے زیادہ کمتر درجہ کا کام ہے۔
 ۶۸۔ پاکدامنی فقیروں کی زینت ہے اور شکریہ مالداروں کی زینت ہے۔

اے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ زبان انسانی زندگی میں جس قدر کارآمد ہے اسی قدر خطرناک بھی ہے۔ یہ تو پروردگار کا کرم ہے کہ اس نے اس زندہ کو پنجرہ کے اندر بند کر دیا ہے اور اس پر ۳۲ پہرہ دار بٹھائے ہیں لیکن یہ درندہ جب چاہتا ہے خواہشات سے ساز باز کر کے پنجرہ کا دروازہ کھول لیتا ہے اور پہرہ داروں کو دھوکے کر اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور کبھی کبھی "ان الرجل لیہجن" کہہ کر ساری قوم کو کھاجاتا ہے۔
 اے اس فقرہ میں ایک طرف عورت کے مزاج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں غیظ و غضب کا عنصر ہمیشہ غالب رہتا ہے اور دوسری طرف اس کی فطری نزاکت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں اس کا ڈنک بھی مزیدار معلوم ہوتا ہے۔
 اے انسان کو چاہئے کہ دنیا سے محرومی پر صبر کر لے اور جہان شک ممکن ہو کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے کہ ہاتھ پھیلا کر کسی ذلت سے کم نہیں ہے۔
 اے مقصد یہ ہے کہ انسان کو غربت میں عیفت اور غیرت دار ہونا چاہئے اور دولت مندی میں مالک کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس کے علاوہ شرافت و کرامت کی کوئی نشانی نہیں ہے۔

لا تَبْلُ - پرواہ نہ کرو

بیابانِ لاشیتہ - خواہشاتِ کدور

کردیتا ہے

نَصِب - تھک جاتا ہے

خُطَا - قدم

مُنْقُص - گدرد جانے والا

اعتبر - قیاس کیا جاتا ہے

سدول - پردے

① لفظ عقل عقال سے نکلا ہے کہ

یہ ایک طرح کی نگاہ ہے جو انسان

کی زبان پر نگاہی جاتی ہے اور

انسان بہت سی بے معنی اور نفو

باتوں سے رک جاتا ہے اور اس طرح

اس کا کلام خود بخود مختصر ہو جاتا ہے!

۶۹

وَقَالَ ﴿٦٩﴾:

إِذَا لَمْ يَكُنْ مَا تُرِيدُ فَلَا تُبْلِ مَا كُنْتَ

۷۰

وَقَالَ ﴿٧٠﴾:

لَا تُسْرِى الْجَاهِلَ إِلَّا مُفْرِطًا أَوْ مُفْرِطًا

۷۱

وَقَالَ ﴿٧١﴾:

إِذَا نَمَّ إِلَهُ مَعْلُ نَقَصَ الْكَلَامَ

۷۲

وَقَالَ ﴿٧٢﴾:

الدَّهْرُ يُخْلِقُ الْأَبْدَانَ، وَيَجِدُّ الْأَمَالَ (الاعمال)، وَيُسْقِطُ
الْمَنِيَّةَ، وَيُبَاعِدُ الْأَمْنِيَّةَ، مَنْ ظَهَرَ بِهِ نَصِبٌ، وَمَنْ قَانَهُ تَعَبٌ.

۷۳

وَقَالَ ﴿٧٣﴾:

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَامًا فَلْيَنْتَبِأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ
غَيْرِهِ، وَلْيَكُنْ تَأْذِيْبُهُ بِبِرِّهِ قَبْلَ تَأْذِيْبِهِ بِلِسَانِهِ، وَمُعَلِّمِ
نَفْسِهِ وَمُؤَدِّبِهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَمُؤَدِّبِهِمْ.

۷۴ وَقَالَ ﴿٧٤﴾:

نَفْسُ الْمَرْءِ خُطَاةٌ إِلَى أَجَلِهِ

۷۵ وَقَالَ ﴿٧٥﴾:

كُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ (منقصر)، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ.

۷۶ وَقَالَ ﴿٧٦﴾:

إِنَّ الْأُمُورَ إِذَا أَشْتَبَهَتْ أَعْيُنُ أَخْرِهَا بِأَوَّلِهَا

۷۷

و من خبر ضرار بن حمزة الضبائي عند دخوله على معاوية و سأله له عن أمير المؤمنين، و قال: فأشهد لقد رأيته في بعض مواقفه و قد أرحى الليل سدوله و هو

مصادر حكمة ۶۹ غرر الحکم ص ۱۳۳

مصادر حكمة ۷۰ غرر الحکم ص ۲۳۵، الغرر والدور ص ۸۴

مصادر حكمة ۷۱ المائتة المتعارفون، مطالب السؤل ص ۱۶۳، ربيع الأبرار ص ۲، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۳

مصادر حكمة ۷۲ غرر الحکم ص ۱۳۳، تذكرة الخواص ص ۱۳۳

مصادر حكمة ۷۳ المستطرف ص ۱۳۳

مصادر حكمة ۷۴ غرر الحکم ص ۲۳۲، الذريعة الى مقام الشريعة راجع ص ۱۱، تنبيه الخاطر مآل ص ۴۲۳، مطالب السؤل ص ۱۳۹، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۳

مصادر حكمة ۷۵ غرر الحکم ص ۲۳۴

مصادر حكمة ۷۶ الامامة والسياسة ص ۱۰۴، کتاب صفین ص ۴۶

مصادر حكمة ۷۷ الامالى صدوق ص ۳۴، الامالى قالى ۲ ص ۱۳۳، مروج الذهب ۳ ص ۳۳۳، حلیۃ الاولیاء ص ۸۴، کنز الفوائد ص ۲۴، استیعاب ۳ ص ۳۴۰، زهر الادب ص ۱۳۹، الصواعق المحرقة ص ۱۳۹، ذخائر العقبین ص ۲، مشکوة الانوار ص ۲۳۲، تذكرة الخواص ص ۱۱، کشف الغم ص ۱۰۲، تنبيه الخاطر مآل ص ۱۳۳، المستطرف ص ۱۳۳، الحاسن والمساوی ص ۱۰۲، الکئی والالتقای ۲ ص ۱۰۲

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

- ۶۹۔ اگر تمہارے حسب خواہش کام نہ ہو سکے تو جس حال میں رہو خوش رہو (کہ افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہے)
- ۷۰۔ جاہل ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہتا ہے یا حد سے آگے بڑھ جاتا ہے یا پیچھے ہی رہ جاتا ہے (کہ اسے حد کا اندازہ ہی نہیں ہے)
- ۷۱۔ جب عقل مکمل ہوتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں (کہ عاقل کو ہر بات قول کر کہنا پڑتی ہے) (۱)
- ۷۲۔ زمانہ بدن کو بُرا نہ کر دیتا ہے اور خواہشات کو نیا۔ موت کو قریب بنا دیتا ہے اور تمناؤں کو دور۔ یہاں جو کامیاب ہو جاتا ہے وہ بھی خستہ حال رہتا ہے اور جو اسے کھو بیٹھتا ہے وہ بھی تھکن کا شکار رہتا ہے۔
- ۷۳۔ جو شخص اپنے کو قائم ملت بنا کر پیش کرے اس کا فرض ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے نفس کو تعلیم دے اور زبان سے تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے عمل سے تبلیغ کرے اور یہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو تعلیم و تربیت دینے والا دوسروں کو تعلیم و تربیت دینے والے سے زیادہ قابل احترام ہوتا ہے۔
- ۷۴۔ انسان کی ایک ایک سانس موت کی طرف ایک قدم ہے (روحی لہ الفداء)
- ۷۵۔ ہر شمار ہونے والی چیز ختم ہونے والی ہے (سانس) اور ہر آنے والا ہر حال اگر رہے گا (موت)۔
- ۷۶۔ جب مسائل میں شبہ پیدا ہو جائے تو ابتدا کو دیکھ کر انجام کار کا اندازہ کر لینا چاہئے۔
- ۷۷۔ ضرار بن حمزہ الضبائی معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس نے امیر المؤمنینؑ کے بارے میں دریافت کیا، ضرار نے کہا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رات کی تاریکی میں محراب میں کھڑے ہوئے ریش مبارک کو ہاتھوں میں لئے ہوئے

۱۔ بعض عرفا نے اس حقیقت کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ "میں اس دنیا کو لے کر کیا کروں جس کا حال یہ ہے کہ میں رہ گیا تو وہ نہ رہ جائے گی اور وہ رہ گئی تو میں نہ رہ جاؤں گا"

۲۔ مال دنیا کا حال یہی ہے کہ آجاتا ہے تو انسان کا دوبار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نہیں رہتا ہے تو اس کے حصول کی راہ میں پریشان رہتا ہے۔

۳۔ بعض حضرات نے ان کا نام ضرار بن حمزہ لکھا ہے اور یہ ان کا کمال کردار ہے کہ معاویہ جیسے دشمن علیؑ کے دربار میں حقائق کا اعلان کر دیا اور اس مشہور حدیث کے معانی کو مجسم بنا دیا کہ بہترین جہاد بادشاہ ظالم کے سامنے کلمہ حق کا اظہار و اعلان ہے۔

تمل - تزلپنا

سليم - اگر گريده

تعوضت - قصه

لا حان صينك - خداوہ وقت نہ لگے

قضا - علم خدا

قدر - وقت مناسب پرايگا

حاتم - حتی

تلمیج - بچپن رہتی ہے

قائم في محرابه قابض على لحيته يتملص لتملص السليم ويكي بكاء الحزين، ويقول:
يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا، إِلَيْكَ عَيْتِي، أَيُّ تَعَرَّضْتَ؟ أَمْ إِلَى
تَتَوَقَّعْتَ؟ لَا حَانَ حِينُكَ! هَمَّات! غُرِّي غُرِّي، لَا حَاجَةَ لِي
فِيكَ، قَدْ طَلَّقْتُكَ نَلَانًا لَا رَجْعَةَ فِيهَا! فَمِنْشُكَ قَصِيرٌ
وَحَطَرُكَ يَسِيرٌ، وَأَمْسَلُكَ حَقِيرٌ، أَوْ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَطُغُولِ
الطَّرِيقِ، وَتُعْغِدُ الشَّفَرِ، وَعَظِيمِ الْمَوْرِدِ!

۷۸

و من كلام له

للسائل الشامي ما سألہ:

أكان مسيرنا إلى الشام بقضاء من الله و قدر؟ بعد كلام طويل هذا مختاره:

وَيَحْكُ! لَمَعْلُكَ ظَنَنْتَ قَضَاءَ لَازِمًا، وَقَدْرًا حَاسِمًا! وَلَوْ
كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ لَبَطَلَ الشَّوَابُ وَأَبْعَقَابُ، وَتَقَطَّ الْوَعْدُ
وَالْوَعْدُ، إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَمَرَ عِبَادَهُ تَخْشِيَةً
وَتَهَنُّاتٍ تَخْشِيَةً، وَكَانَتْ يَسِيرًا، وَلَمْ يَكُنْ عَسِيرًا
وَأَغْطَى عَلَى الْقَلِيلِ كَثِيرًا، وَلَمْ يُغْضِ مَغْلُوبًا، وَلَمْ
يُطْعِ مَكْرُوهًا، وَلَمْ يُزِيلِ الْأَثْمِيَّةَ لَيْبًا، وَلَا خَلَقَ السَّامَاتِ
وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِإِطْلَافٍ، «ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ».

۷۹

و قال

خُذِ الْحِكْمَةَ أَتَى كَانَتْ، فَإِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُونُ فِي صَدْرِ
الْإِنْسَانِ فَتُتَلَجَّجُ فِي صَدْرِهِ حَتَّى تَخْرُجَ فَتَشْكُرُ

تڑپتے تھے ج

۱۷۰

تڑپنے لگے کہ

تڑپنے چکا ہو

ایمیر بہت

آہ زادہ

۷۸ - ایک

۱۷۰ (۱) تو آپ نے

۱۷۰ اور وعدہ وہ

تھ اور نہیں کی

۱۷۰ بہت سا

۱۷۰ نے مجبور کر دیا

۱۷۰ کی درمیا

۱۷۰ (آخر میں وہ

۷۹ - حرم

۱۷۰ تک وہ نکل

۱۷۰ کھلی ہوئی بات

۱۷۰ ہوتے ہیں۔ امیر

۱۷۰ میں تھا کہ اہل

۱۷۰ اس کے بعد

۱۷۰ بن الہی اور

مصادر حکمت ۷۹ توحید صدوق ص ۲۴۳، کنز الفوائد کراچی ص ۶۹، عیون اخبار الرضا ص ۱۳۵، اصول کافی ص ۱۹۵، تحف العقول ص ۱۶۶
احتجاج طبرسی ص ۳، البیون والخاص ص ۳، غرر الاورابن الطیب العزلی، الفصول المختارہ ص ۳، السید المرتضیٰ ص ۱۵۰
ارشاد مفید ص ۱، امالی مرتضیٰ ص ۱۵۰

مصادر حکمت ۷۹ تصار حکم، دستور معالم الحکم قضای ص ۱۲، غریب الحدیث ابن سلام ص ۱۳۸

ہر پتے تھے جس طرح سانپ کا کاٹا ہوا تڑپتا ہے اور کوئی غم رسیدہ گریہ کرتا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے :
 "اے دنیا۔ اے دنیا! مجھ سے دور ہو جا۔ تو میرے سامنے بن سنور کر آئی ہے یا میری ذات کا مشتاق بن کر آئی ہے؟ خدا وہ
 تیرے لئے ہے تو مجھے دھوکہ دے سکے۔ جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے سکے تیری ضرورت نہیں ہے۔ میں تجھے تین مرتبہ
 قتل دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تیری زندگی بہت تھوڑی ہے اور تیری حیثیت بہت معمولی ہے اور
 تیری امید بہت حقیر شے ہے۔"

آہ زاد سفر کس قدر کم ہے۔ راستہ کس قدر طولانی ہے۔ منزل کس قدر دور ہے اور وارد ہونے کی جگہ کس قدر خطرناک ہے۔
 ۷۸۔ ایک مرد شامی نے سوال کیا کہ کیا ہمارا شام کی طرف جانا تقضاً و قدر الہی کی بنا پر تھا؟ اگر ایسا تھا تو گویا کہ کوئی اجر و ثواب
 (اور آپ نے فرمایا کہ شاید تیرا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد تقضاً لازم اور قدر حتمی ہے کہ جس کے بعد عذاب و ثواب بیکار ہو جاتا
 ہے اور وعدہ و وعید کا نظام معطل ہو جاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پروردگار نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے تو ان کے اختیار کے
 تحت اور نہیں کی ہے تو انہیں ڈراتے ہوئے۔ اس نے آسان سی تکلیف دی ہے اور کسی رحمت میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ تھوڑے
 دن پر بہت سا اجر دیا ہے اور اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی ہے کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے اور نہ اطاعت اس لئے ہوتی ہے کہ
 اس نے مجبور کر دیا ہے۔ اس نے نہ انبیاء کو کھیل کرنے کے لئے بھیجا ہے اور نہ کتاب کو عبرت نازل کیا ہے اور نہ زمین و آسمان
 پر ان کی درمیانی مخلوقات کو بیکار پیدا کیا ہے۔ یہ صرف کافروں کا خیال ہے اور کافروں کے لئے جہنم میں ویل ہے۔"
 (آخر میں وضاحت فرمائی کہ تقضاً امر کے معنی میں ہے اور ہم اس کے حکم سے گئے تھے نہ کہ جبر و اکراہ سے)
 ۷۹۔ حرف حکمت جہاں بھی مل جائے لے لو کہ ایسی بات اگر منافق کے سینہ میں دبی ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک بیچیں رہتا ہے
 تک وہ نکل نہ جائے

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت بھی ناماض ہوتی ہے اور اس کے گھر والے بھی ناراض
 ہوتے ہیں۔ امیر المؤمنینؑ سے دنیا کا اخراج اور اہل دنیا کی دشمنی کا راز یہی ہے کہ آپ نے اسے تین مرتبہ طلاق دے دی تھی تو اس کا کوئی امکان
 میں تھا کہ اہل دنیا آپ سے کسی قیمت پر راضی ہو جاتے اور یہی وجہ ہے کہ پہلے انہوں نے دنیا کے خلاف تین خلافتوں کے موقع پر اپنی بیزاری کا اظہار کیا
 اور اس کے بعد تین جنگوں کے موقع پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا لیکن آپ کسی قیمت پر دنیا سے صلح کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور ہر حسلہ پر
 بن الہی اور اس کے تعلیمات کو کلیجہ سے لگائے رہے۔

إِلَى صَوَاحِبِهَا فِي صَدْرِ الْمُؤْمِنِ.

۸۰

وَقَالَ:

الْمِحْكَةُ صَلَاحُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْمِحْكَةَ وَمِنْ أَفْضَلِ النَّسَاقِ.

۸۱

وَقَالَ:

قِسْمَةُ كُلِّ أَمْرٍ سَائِغَتُهُ.

۸۲

وَقَالَ:

أَوْصِيَكُمْ بِعَشْرِ لَوْ ضَرَبْتُمْ إِلَيْهَا آبَاطُ الْأَيْلِ لَكُنْتُمْ لِذَلِكَ أَفْضَلًا: لَا يَزُجُّونَ أَحَدًا مِنْكُمْ إِلَّا رِزْقُهُ، وَلَا يَنْقُصُ أَحَدًا مِنْكُمْ إِلَّا ذَنْبُهُ، وَلَا يَنْتَحِينَ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَسْأَلْهُ أَنْ يَقُولَ: لَا أَعْلَمُ، وَلَا يَنْتَحِينَ أَحَدٌ لَمْ يَسْأَلْهُ الشَّيْءَ أَنْ يَسْأَلْهُ، وَعَنْ لَيْكُمُ بِالصَّبْرِ، فَإِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْإِيمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا خَيْرَ فِي خَسْفِ الرَّأْسِ مَعَهُ، وَلَا فِي إِيْسَانٍ لَا صَبْرَ مَعَهُ.

① ہر شے کے استقرار کے لئے ایک مناسب ظرف درکار ہوتا ہے لہذا حزن حکمت کے قلب منافق میں ٹھہرنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا ہے اور اس کے قول و عمل کا اختلاف اسے مجبور کرتا رہتا ہے کہ حزن حق کا اظہار ضرور کرے اور اس طرح حکمت باہر آجاتی ہے اب یہ یوں کی ذمہ داری ہے کہ کسی طرح کے تعصب کا شکار نہ ہو اور جہاں بھی حزن حکمت نظر آجائے لے لے کر یہ اس کا گشہ مال ہے اور اس کے لینے میں کوئی تکلیف نہیں چاہئے

اور مؤمن

۸۰

۸۱

یہ

کوئی کلمہ

۸۲

وہ اس کی

خبر

کسی چیز کے

اور صبر و شکی

ہے جس میں

یہ ہر امر و نہی

کو برضا و سکوت

ہے۔ انسانی کا

ہے ورنہ اس کا

نہ صبر انسانی

آدم جنت میں

جس کا نتیجہ

کے جہد و پرا

صبر

صبر کے بدلہ

مصادر حکمت ۱۰۰: البیان والتبیین ج ۲ ص ۲۴، المحاسن رقی ص ۲۳، الغرر والغرر وطواط ص ۵، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۱۱۳، البیاض ص ۱۱۳، العقد الفرید ۲ ص ۲۵۳، کافی ۱ ص ۱۳۶، صواعق محرقہ ص ۵، جہرہ رسائل العرب ص ۶، غریب الحدیث مروی ص ۱۱۳، مجمع الامثال ص ۲۱۳، البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۳۶، جامع بیان العلم وفضلہ ص ۹۹، العقد الفرید ۲ ص ۲۳۹، عیون الاخبار ۲ ص ۲، تاریخ ابن خلدون ص ۱۱۳، تحف العقول ص ۲، کتاب الفاضل المبرور ص ۵، ارشاد مفید ص ۱۳۶، اختصاص مفید ص ۵، دیوان المعالی ابو ہلال ص ۱۱۳، کتاب الصحیحین ابو ہلال عسکری ص ۲۳۲، المحاسن والمساوی ۲ ص ۱۲، مالی صدوق، خصال صدوق ۲ ص ۱۱۳، عیون الاخبار ۲ ص ۲، الفقیہ ص ۲۴۵، تذکرۃ الخواص ص ۱۵۳، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲، کافی کلینی ص ۵، اہوال الشواہل ابو حیان محمد ص ۱۱۳، الالفاظ اللغویہ ابن الہدائی، الاعلام ابو الحسن العامری ص ۱۱۳، صحیفۃ الامام الرضا ص ۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۹۵، دعائم الاسلام قاضی نغان ص ۱۱۳، خصال ص ۱۱۳، العقد الفرید ۲ ص ۱۱۳، المحاسن ۲ ص ۱۱۳، عیون الاخبار ۲ ص ۱۱۳، البیان والتبیین ص ۱۱۳، حلیۃ الاولیاء ص ۵، ارشاد مفید ص ۱۳۶، مناقب خوارزمی ص ۱۱۳، دوضۃ الدلائل ص ۱۱۳، باب الادب اسماعیل بن محمد ص ۲۶۳، تذکرۃ الخواص ص ۱۱۳، ادب الدنیا والدرین ص ۵، مطالب السؤل ص ۱۵۵، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۱۳، المستطون الشیبی ص ۲، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۱۳، عیون اخبار الرضا ص ۱۱۳، خصال صدوق ص ۱۱۳

اور مومن کے سینہ میں جا کر دوسری حکمتوں سے مل کر پہل جاتی ہے۔^(۱۰)

۸۰۔ حکمت مومن کی گم شدہ دولت ہے لہذا جہاں ملے لینا چاہئے۔ چاہے وہ حقائق سے ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

۸۱۔ ہر انسان کی قدر و قیمت وہی نیکیاں ہیں جو اس میں پائی جاتی ہیں۔

سید رضیؒ۔ یہ وہ کلمہ قیمتی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی ہے اور اس کے ہم پلہ کوئی دوسری حکمت بھی نہیں ہے اور کوئی کلمہ اس کے ہم پایہ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

۸۲۔ میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی نصیحت کر رہا ہوں کہ جن کے حصول کے لئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر دوڑایا جائے تو بھی وہ اس کی اہل ہیں۔

خبردار! تم میں سے کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور جب کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے اور نہ جانتا ہو تو لاعلمی کے اعتراف میں نہ شرمائے اور جب نہیں جانتا ہے تو سیکھنے میں نہ شرمائے اور صبر و شکیبائی اختیار کرے کہ صبر ایمان کے لئے ویسا ہی ہے جیسا بدن کے لئے سرا و ظاہر ہے کہ اس بدن میں کوئی خیر نہیں ہوتا ہے جس میں سر نہ ہو اور اس ایمان میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں صبر نہ ہو۔

۱۔ ہر امیر المؤمنین کا فلسفہ حیات ہے کہ انسان کی قدر و قیمت کاتین نہ اس کے حسب و نسب سے ہوتا ہے اور نہ قوم و قبیلہ سے۔ نہ ڈگیاں اس کے مرتبہ کو بڑھا سکتی ہیں اور نہ خزانے اس کو شریف بنا سکتے ہیں۔ نہ کسی اس کے معیار حیات کو بلند کر سکتی ہے اور نہ اقتدار اس کے کمالات کاتین کر سکتا ہے۔ انسانی کمال کا معیار صرف وہ کمال ہے جو اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ اگر اس کے نفس میں پاکیزگی اور کردار میں حسن ہے تو یقیناً عظیم مرتبہ کا حامل ہے ورنہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

۲۔ صبر انسانی زندگی کا وہ جوہر ہے جس کی واقعی عظمت کا ادراک بھی مشکل ہے۔ تاہم شریعت میں اس کے مظاہر کا ہر قدم پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت آدمؑ جنت میں تھے۔ پروردگار نے ہر طرح کا آرام دے رکھا تھا۔ صرف ایک درخت سے روک دیا تھا۔ لیکن انھوں نے مکمل قوت صبر کا مظاہرہ کیا جس کا نتیجہ ہوا کہ جنت سے باہر آ گئے۔ اور حضرت یوسفؑ قید خانہ میں تھے لیکن انھوں نے مکمل قوت صبر کا مظاہرہ کیا تو اس کا نتیجہ ہوا کہ عزیز مصر کے عہدہ پر فائز ہو گئے اور انھوں میں غلامی سے "شاہی" کا فاصلہ طے کر لیا۔

صبر اور جنت کے اسی رشتہ کی طرف قرآن مجید نے سورہ دہر میں اشارہ کیا ہے "جَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَخَرِيْرًا" اللہ نے ان کے صبر کے بدلہ میں انھیں جنت اور جبر جنت سے نواز دیا۔

و قال ﴿۸۳﴾:

لرجل أفرط في التناء عليه، وكان له مثيها:
أَنَا دُونَ مَا تَقُولُ، وَفَوْقَ مَا فِي نَفْسِي.

و قال ﴿۸۴﴾:

بِمَقِيَّةِ السَّعِيدِ أَتَى عَدَدًا، وَأَكْثَرَ وَلَدًا.

و قال ﴿۸۵﴾:

مَنْ تَرَكَ قَوْلَ «لَا أَذْرِي» أَصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ.

و قال ﴿۸۶﴾:

رَأَى الشَّيْخَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ جَلْدِ الْفُلَامِ، وَرَوَى «مِنْ مَشْهُدِ
الْفُلَامِ».

و قال ﴿۸۷﴾:

عَسِيبَتْ لِمَنْ يَنْقُطُ وَمَعَهُ الْإِسْتِغْفَارُ.

و حكى عنه أبو جعفر بن علي الباقر ﴿۸۸﴾، أَنَّهُ قَالَ:

كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنَ عَذَابِ اللَّهِ، وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا، فَذُوْنُكُمْ الْآخَرُ فَمَتَّكُوا بِهِ: أَمَّا
الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱) یہ کمال کردار بھی ہے اور بہترین تربیت بھی ہے کہ انسان اپنی حقیقت سے غافل ہو کر تعریف کرنے والوں کے فریب میں نہ آجائے اور کسی غرور اور تکبر کا شکار نہ ہو جائے

۲) بقیۃ السیعت وہ افراد ہوتے ہیں جو عورت و کرامت کی راہ میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ لیکن باقی رہ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پروردگار عالم ان کو زیادہ ہی بقا عنایت کرتا ہے کہ یہ تلوار کے سایہ سے بچ کر نکل آئے ہیں اور ان کی نسل کو بھی بابرکت بنا دیتا ہے کہ عزت و شرافت کے لئے تقاد و دوام ہے اور ذلت و حقارت کے لئے فنا اور تباہی و بربادی لازمی ہے

لیکن

زیادہ

نے اس

لے یہی وہ
فاک میں
۲۰ اس
ہی انجا
بہر حال
ہمت رو

- مصادر حکمت ۱۳۲، البیان والتبيين ۱ ص ۱۴۹، عيون الاخبار ۲ ص ۱۴۵، انساب الاشراف ۱ ص ۱۸۸، محاضرات راغب ۱ ص ۱۴۵، مجمع الاشغال ۱ ص ۱۴۵،
المی سید مرتضیٰ ۲ ص ۱۴۳، الفرد والعزم ۲ ص ۱۴۰، تاریخ الخلفاء ۲ ص ۱۵۲، المستفيض ۱ ص ۳۴۴،
مصادر حکمت ۱۳۲، العقد الفرید ۱ ص ۱۴۱، البیان والتبيين ۲ ص ۳۵، عيون الاخبار ۱ ص ۱۳۲، زهر الاداب ۱ ص ۱۴۵،
مصادر حکمت ۱۳۲، العقد الفرید ۱ ص ۱۴۱، البیان والتبيين ۱ ص ۱۴۵، رسائل جاحظ ۲ ص ۲۴۳، جہرۃ الاشغال ۱ ص ۵۱۲، محاضرات الادباء، مجمع الاشغال ۱ ص ۲۹۲، غرر الحکم ۱ ص ۱۸۴، زهر الاداب ۱ ص ۱۴۵، المستفيض ۲ ص ۹۱،
مصادر حکمت ۱۳۲، کل سبر واصل ۱ ص ۱۴۴، العقد الفرید ۳ ص ۱۴۸، عيون الاخبار ۲ ص ۱۴۵، المی طوسی ۱ ص ۱۴۵، تذکرۃ الخواص ۱ ص ۱۳۵،
مصادر حکمت ۱۳۲، مجمع الاشغال ۳ ص ۵۳۹، روضۃ الواعظین ۲ ص ۲۴۵، تذکرۃ الخواص ۱ ص ۱۳۲، تفسیر رازی ۱ ص ۱۴۵

۸۲۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کا عقیدت مند تو نہ تھا لیکن آپ کی سجدہ تعریف کر رہا تھا "میں تمہارے بیان سے کمتر ہوں (۱) لیکن تمہارے خیال سے بالاتر ہوں۔"

(یعنی جو تم نے میرے بارے میں کہا ہے وہ بالغ ہے لیکن جو میرے بارے میں عقیدہ رکھتے ہو وہ میری حیثیت سے بہت کم ہے)

۸۳۔ تلوار کے بچے کوئے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی اولاد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۸۵۔ جس نے ناواقفیت کا اقرار چھوڑ دیا وہ کہیں نہ کہیں ضرور مارا جائے گا۔

۸۶۔ بڑھے کی رائے جو ان کی ہمت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ یا بڑھے کی رائے جو ان کے خطرہ میں ڈٹے پہننے سے

زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

۸۷۔ مجھے اس شخص کے حال پر تعجب ہوتا ہے جو استغفار کی طاقت رکھتا ہے اور پھر بھی رحمت خدا سے مایوس ہو جاتا ہے۔

۸۸۔ امام محمد باقرؑ نے آپ کا یہ ارشاد گراں نقل کیا ہے کہ "روئے زمین پر عذاب الہی سے بچانے کے دو ذرائع تھے۔ ایک کرب و درگاہ

نے اٹھالیا ہے (پیغمبر اسلام) لہذا دوسرے سے تمسک اختیار کرو۔"

لے بھی دہر ہے کہ رسول اکرمؐ کے بعد مولائے کائنات کے علاوہ جس نے بھی "سلوٹی" کا دعویٰ کیا اسے ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور ساری عزت خاک میں مل گئی۔

۱۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ زندگی کے ہر مرحلہ عمل پر جو ان کی ہمت ہی کام آتی ہے۔ کاشت کاری، صنعت کاری سے لے کر ملکی دفاع تک سارا کام جو ان ہی انجام دیتے ہیں اور جنتان زندگی کی ساری بہار جو ان کی ہمت ہی سے وابستہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود نشاط عمل کے لئے صحیح خطوط کا تیسرے بہر حال ضروری ہے اور یہ کام بزرگوں کے تجربات ہی سے انجام پاسکتا ہے۔ لہذا بنیادی حیثیت بزرگوں کے تجربات کی ہے اور ثانوی حیثیت نوجوانوں کی ہمت مردانہ کی ہے۔ اگرچہ زندگی کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لئے یہ دونوں پہلے ضروری ہیں۔

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الْإِنْسَانُ الْبَاقِي فَلَا يَسْتَغْفِرُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ»
قال الرضي: وهذا من محاسن الاستخراج ولطائف الاستنباط.

۸۹

و قال ﴿۹۰﴾:

مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ أَصْلَحَ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ أَصْلَحَ
أَمْرَ آخِرَتِهِ أَصْلَحَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظُ كَانَ عَلَيْهِ
مِنْ اللَّهِ حَافِظٌ.

۹۰

و قال ﴿۹۱﴾:

الْفَقِيهَ كُلُّ الْفَقِيهَ مَنْ لَمْ يَقْطَعْ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وَلَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ
وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ.

۹۱

و قال ﴿۹۲﴾:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ، فَاتَّبِعُوا هَآ طَرَائِفَ الْحِكَمِ.

۹۲

و قال ﴿۹۳﴾:

أَوْضَعِ الْعِلْمَ مَا وَقَفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَرْقِطْهُ مَا ظَهَرَ فِي الْجَوَارِحِ وَالْأَرْكَانِ.

۹۳

و قال ﴿۹۴﴾:

لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ» لِأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا
وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى فِتْنَةٍ، وَلَكِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضَلَّاتِ
الْفِتَنِ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: «وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا آمَنَوْا بِكُلْمٍ
وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ»، وَمَعْنَى ذَلِكَ أَنَّهُ يَحْتَسِرُهُمْ بِالْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ لِيَسَيِّئَ السَّاحِطُ لِرِزْقِهِ، وَالرَّاحِي بِقِسْمِهِ وَإِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ

روح اللہ۔ لطف و غایت پر درکار
طرائف الحکم۔ حکمت کی عجیب و غریب
باتیں

اوضح۔ ادنیٰ

ماوقف علی اللسان۔ صرف زبانی

جمع خرج

ارکان۔ بنیادی اعضاء بدن

﴿۹۴﴾ استغفار وہ عظیم ترین عمل ہے جو

انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں

عقاب و عذاب الہی سے محفوظ بناتا

ہے اور مکہ میں سرکارِ دو عالم کے وجود

کا بدلہ بن سکتا ہے اور یہ اس امر

کی دلیل ہے کہ استغفار صرف زبان

سے استغفار اللہ کہہ دینے کا نام نہیں

ہے بلکہ یہ سرکارِ دو عالم کے تعلیمات پر

وہ مکمل عمل ہے جو آپ کے ظاہری

وجود کے نہ ہونے کی صورت میں

آپ کے وجود کی تاثیر کو باقی رکھ سکے

مصادر حکمت ۸۹ تذکرۃ النخوص ص ۱۳۳، خصال صدوق ص ۱۳۲، امالی صدوق ص ۶۲، روضۃ الکافی ص ۳۰۰، محاسن برقی ص ۲۹، الفقیہ ص ۲۹

مصادر حکمت ۹۰ اصول کافی ص ۳۳، معانی الاخبار ص ۲۲۲، قوت القلوب ص ۲۲، حلیۃ الاولیاء ص ۵۵، عین الادب والسیاستہ ابن ہریر

اصول الایمان محمد بن عبد الوہاب ص ۲۳، تحف العقول ص ۲۰۳، الحکمت الخالده ص ۱۱۲، مشکوٰۃ الاثر ص ۱۲، تاریخ الخلفاء ص ۱۲

تذکرۃ الاولیاء ابن الجوزی

مصادر حکمت ۹۱ العقدا الفیدیہ ص ۲۹۹، اصول کافی ص ۳۳، دستور معالم الحکم ص ۲۳، ربيع الاربار، نہایت الارباب ص ۸، روضۃ الراغبین

غرا حکم ص ۱۱۳، الحکمت الخالده ص ۱۱۲

مصادر حکمت ۹۲ ربيع الاربار باب العلم والحکمة، روض الاخبار محمد بن قاسم ص ۱۵، غرا حکم ص ۹۱

مصادر حکمت ۹۳ تنبیہ الخاطرائکی ص ۵۵، امالی طوسی ص ۱۹۳

یعنی استغفار۔ کہ مالک کائنات نے فرمایا ہے کہ خدا اس وقت تک ان پر عذاب نہیں کر سکتا ہے جب تک آپ موجود ہیں۔ اور اس وقت تک عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک یہ استغفار کر رہے ہیں۔

سید رضیؒ۔ یہ آیت کہ میرے بہترین استخراج اور لطیف ترین استنباط ہے۔

۸۹۔ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملات کی اصلاح کر لی۔ اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملاتی اصلاح کر دے گا اور جو آخرت کے امور کی اصلاح کر لے گا اللہ اس کی دنیا کے امور کی اصلاح کر دے گا۔ اور جو اپنے نفس کو نصیحت کر لے گا اللہ اس کی حفاظت کا انتظام کر دے گا۔

۹۰۔ مکمل عالم دین وہی ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ بنائے اور اس کی مہربانیوں سے ناامید نہ کرے اور اس کے عذاب کی طرف مطمئن نہ بنادے۔

۹۱۔ یہ دل اسی طرح اکتا جلتے ہیں جس طرح بدن اکتا جلتے ہیں لہذا ان کے لئے نہی نہی لطیف حکمتیں تلاش کرو۔

۹۲۔ سب سے حقیر علم وہ ہے جو صرف زبان پر رہ جائے اور سب سے زیادہ قیمتی علم وہ ہے جس کا اظہار اعضاء و جوارح سے ہو جائے۔

۹۳۔ خبردار تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ خدا یا میں فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کہ کوئی شخص بھی فتنہ سے الگ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر پناہ مانگنا ہے تو فتنوں کی گمراہیوں سے پناہ مانگو اس لئے کہ پروردگار نے اموال اور اولاد کو بھی فتنہ قرار دیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اموال اور اولاد کے ذریعہ امتحان لینا چاہتا ہے تاکہ اس طرح روزی سے ناراض ہونے والا قسمت پر راضی رہنے والے سے الگ ہو جائے۔

۱۔ امور آخرت کی اصلاح کا دائرہ صرف عبادات و ریاضات میں محدود نہیں ہے بلکہ اس میں وہ تمام امور دنیا شامل ہیں جو آخرت کے لئے انجام دئے جاتے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کی اصلاح دنیا کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ آخرت والے دنیا کو برائے آخرت اختیار کرتے ہیں اور دنیا دار اسی کو اپنا ہدف اور مقصد قرار دے لیتے ہیں اور اس طرح آخرت سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ افسوس کہ دور حاضر میں علم کا چرچا صرف زبانوں پر رہ گیا ہے اور قوت گویائی ہی کو کمال علم کو تصور کر لیا گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عمل و کردار کا فقدان ہوتا جا رہا ہے اور عوام الناس اپنی ذاتی جمالت سے زیادہ دانشوروں کی دانشوری اور اہل علم کے علم کی بدولت تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

تفسیر - بار آور بنانا

انشلاام - اتری

نظم - قرابت

محروریہ - جن لوگوں نے حروراد میں

مولائے کائنات کے خلاف خروج کیا

ہجرت - تازشب

لہ

ہر انسان کسی وقت بھی جذبہ فحشاء

سے الگ نہیں ہو سکتا اور یہ جذبہ

س کی فطرت میں شامل ہے لہذا ضرورت

ہی کہ اسے فحشاء و مباحات کے طریقے سے

شکار کر دیا جائے تاکہ کسی وقت اس

پر کسی تسکین کا خیال پیدا ہو تو اس

پر تکرار اختیار کرے جو عقلی اور عقلی

اور جاہلیت کے اطوار کی راہ پر

پلا جائے کہ اس میں گمراہی اور

ہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

أَعْلَمَ بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَلَكِنْ لِيُظْهَرُ الْأَفْعَالُ الَّتِي بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ
وَالْعِقَابُ؛ لِأَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُورَ وَيَكْرَهُ الْأُنثَى، وَبَعْضُهُمْ يُحِبُّ تَسْفِيرَ
الْكَامِلِ، وَيَكْرَهُ اتِّبَاعَ الْخَالِ.

قال الرضي: وهذا من غريب ما سمع منه في التفسير.

۹۴

و سئل عن الخير ما هو؟ فقال:

لَيْسَ الْخَيْرُ أَنْ يَكْثُرَ مَالُكَ وَوَلَدُكَ، وَلَكِنَّ الْخَيْرَ أَنْ يَكْثُرَ عِلْمُكَ.
وَأَنْ يَكْثُرَ حِلْمُكَ، وَأَنْ تُبَاهِيَ النَّاسَ بِعِيَادَةِ رَبِّكَ؛ فَإِنْ أَحْسَنْتَ
حَمِدَتِ اللَّهُ، وَإِنْ أَسَأَتْ أَسْتَغْفَرَتِ اللَّهُ. وَلَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا
لِسَرَّجَيْنِ: رَجُلٍ أَذْنَبَ ذَنْبًا قَبْلَهُ يَسْتَدَارِكُهَا بِالتَّوْبَةِ، وَرَجُلٍ يُسَارِعُ
فِي الْخَيْرَاتِ.

۹۵

و قال ﴿﴾:

لَا يَسْقِلُ عَمَلٌ مَعَ التَّوْبَةِ، وَكَيْفَ يَقِلُّ مَا يُتَّقِلُ؟

۹۶

و قال ﴿﴾:

إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِالْآيَاتِ أَغْلَبَهُمْ بِمَا جَاءُوا بِهِ، ثُمَّ تَلَا:
«إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَأُولَئِكَ أَتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا» الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ وَإِنْ بَعُدَتْ
لُحُفَتُهُ، وَإِنْ عَادَ مُحَمَّدٌ مَنْ عَصَى اللَّهَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهُ!

۹۷

و سمع ﴿﴾ رجلاً من الحرورية يتعبد و يقرأ، فقال:

نَسُومٌ عَلَى يَقِينٍ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ فِي شَكٍّ.

حکمت ۹۴، حلیۃ الاولیاء ص ۵۵، محاسن برقی ص ۲۲۳، ربیع الارباب الخیر و الصلاح - دستور معالم الحکم ص ۱۳۰، غرر الحکم ص ۲۵۹، روضۃ الاولیاء
تذکرۃ الخواص ص ۱۳۱

حکمت ۹۵، تنبیہ الخاطر مالک ص ۲۳، حلیۃ الاولیاء ص ۵۵، اصول کافی ص ۲۵۵، تحت العقول، المجالس نفیہ ص ۱۵۱، امالی طوسی ص ۱۵۱،
تذکرۃ الخواص ص ۱۳۱، مناقب خوارزمی ص ۲۶۵

حکمت ۹۶، ربیع الارباب التفاضل و التقاوت، تنبیہ الخاطر مالک ص ۱۵۱، غرر الحکم ص ۲۵۹، مجمع البیان ص ۲۵۵، بحار ص ۳۸۰،
حکمت ۹۷، مجمع الاشیال ص ۳۵۵، مطالب السؤل ص ۱۶۳، تنبیہ الخاطر ص ۲۵۵، غرر الحکم ص ۲۳۲، تذکرۃ الخواص ص ۱۰۵

جب

ادب
یاد
نیکوآپ
اس
دشمن

ساتھ

لہ
کے
کے
قلیل
لہ
کیا
ہیں

بہو

جب کہ وہ ان کے بارے میں خود ان سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ ان اعمال کا اظہار ہو جائے جن سے انسان ثواب یا عذاب کا حقدار ہوتا ہے کہ بعض لوگ لڑکا چاہتے ہیں لڑکی نہیں چاہتے ہیں اور بعض مال کے بڑھانے کو دوست رکھتے ہیں اور شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔ سید رضیؒ۔ یہ وہ نادربات ہے جو آیت "انما اموالکم" کی تفسیر میں آپ سے نقل کی گئی ہے۔

۹۴۔ آپ سے خیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ خیر مال اور اولاد کی کثرت نہیں ہے۔ خیر علم کی کثرت اور حلم کی عظمت ہے اور یہ ہے کہ لوگوں پر عبادت پروردگار سے ناز کر کے (۱) لہذا اگر نیک کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ اور بُرا کام کرو تو استغفار کرو۔ اور یاد رکھو کہ دنیا میں خیر صرف دو طرح کے لوگوں کے لئے ہے۔ وہ انسان جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کر لے اور وہ انسان جو نیکیوں میں آگے بڑھتا جائے۔

۹۵۔ تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کہ جو عمل بھی قبول ہو جائے اسے قلیل کس طرح کہا جاسکتا ہے۔

۹۶۔ لوگوں میں انبیاء سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ ان کے تعلیمات سے باخبر ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی "ابراہیمؑ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کریں۔ اور یہ پیغمبرؐ ہے اور صاحبان ایمان ہیں۔" اس کے بعد فرمایا کہ پیغمبر کا دوست وہی ہے جو ان کی اطاعت کرے، چاہے نسب کے اعتبار سے کسی قدر دور کیوں نہ ہو اور آپ کا دشمن وہی ہے جو آپ کی نافرمانی کرے چاہے قرابت کے اعتبار سے کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو۔

۹۷۔ آپ نے سنا کہ ایک خارجی شخص نماز شب پڑھ رہا ہے اور تلاوت قرآن کر رہا ہے تو فرمایا کہ یقیناً کے ساتھ سو جانا شک کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

لے یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار صرف متقین کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر انسان تقویٰ کے بغیر اعمال انجام دے تو یہ اعمال دیکھنے میں بہت نظر آئیں گے لیکن واقعاً کثیر کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اس کے برخلاف اگر تقویٰ کے ساتھ عمل انجام دے تو دیکھنے میں شاید وہ عمل قلیل دکھائی دے لیکن واقعاً قلیل نہ ہو گا کہ درجہ قبولیت پر فائز ہو جانے والا عمل کسی قیمت پر قلیل نہیں کہا جاسکتا ہے۔

لے یہ اصلاح عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کو حقائق کا یقین نہیں ہے اور وہ شک کی زندگی گزار رہا ہے اس کے اعمال کی قدر و قیمت ہی کیا ہے۔ اعمال کی قدر و قیمت کا تعین انسان کے علم و یقین اور اس کی معرفت سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جتنے اہل یقین ہیں سب کو سو جانا چاہئے اور نماز شب کا پابند نہیں ہونا چاہئے کہ یقین کی زندگی کے عمل سے بہتر ہے۔

ایسا ممکن ہوتا تو سب سے پہلے معصومین ان اعمال کو نظر انداز کر دیتے جن کے یقین کی شان یہ تھی کہ اگر پر دے اٹھا دئے جاتے جب بھی یقین میں کسی اضافہ کی گنجائش نہیں تھی۔

۹۸

و قال ﴿﴾

أَعْقِلُوا الْخَبَرَ إِذَا سَمِعْتُمُوهُ عَقْلٌ رِعَايَةٌ لَا عَقْلٌ رِوَايَةٌ، فَإِنَّ رِوَاةَ
الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرِعَايَتُهُ قَلِيلٌ.

۹۹

و سمع رجلاً يقول:

«إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» فقال ﴿﴾: «إِنَّ قَوْلَنَا: «إِنَّا لِلَّهِ»
إِفْرَازٌ عَلَى أَنْفُسِنَا بِأَثْنِكِ؛ وَقَوْلُنَا: «وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ»
إِفْرَازٌ عَلَى أَنْفُسِنَا بِأَثْنِكِ.

۱۰۰

و قال ﴿﴾: «و مدحه قوم في وجهه، فقال:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَعْلَمُ بِي مِنْ نَفْسِي، وَأَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي مِنْهُمْ،
اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرَ مَا يَطْنُونَ، وَأَعْفِرْ لَنَا مَا لَا يَعْلَمُونَ.

۱۰۱

و قال ﴿﴾

لَا يَسْتَقِيمُ قِضَاءُ الْحَوَائِجِ إِلَّا بِثَلَاثٍ: بِاسْتِغْفَارِهَا لِسْتَغْطَمِ،
وَبِاسْتِكْنَابِهَا لِنَظَرِهَا، وَبِاسْتِعْجِلِهَا لِنَهْوِهَا.

۱۰۲

و قال ﴿﴾

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُقَرَّبُ فِيهِ إِلَّا الْمَاحِلُ [الْأَجْنُ]،
وَلَا يُطَرَّفُ فِيهِ إِلَّا الْفَاقِرُ، وَلَا يُضَعَّفُ فِيهِ إِلَّا
الْمُنْصَفُ، يَمُدُّونَ الصَّدَقَةَ فِيهِ غُرْمًا، وَصِلَةَ الرَّحِمِ

نہ۔ لام برائے ملکیت ہے

ب۔ ہلاکت

منصفاً۔ چھوٹا سمجھنا

نکٹام۔ پوشیدہ رکھنا

عل۔ چلنے پھرنے

فت۔ خوش طبع سمجھا جائے گا

مقف۔ کڑ۔ در تصور کیا جائے گا

رم۔ نقصان۔ خسارہ

لہ رحم۔ بلا فاصلہ قریب تداروں کے

ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

۹۸

سمجھنے والا

۹۹

انا للہ را

۱۰۰

جانتا ہے اور

انہیں معاف

۱۰۱

انجام دے

۱۰۲

ناجور کو خوش

لے عالم اسلام

جب کہ شمار

لے اے کاش

طرح عرض دعا

کی تعریف سے

بھی جہاں

تقریب سے

لے ظاہر ہے

رہتا ہے اور

در حکمت ۹۵ محاضرات الادب و ادب ۱ ص ۱، اصول کافی ۲ ص ۳۵، کافی باب الجہادہ ص ۳۵، غرر الحکم ص ۱۱، روض الاخیار ص ۱۱، الوافی فیض ص ۳۵

در حکمت ۹۵ تحف العقول ص ۲۵، العقد الفرید ص ۳۵، کامل مبرور ص ۲۵، محاضرات الادب و ادب ص ۲۲، سراج الملک طرطوش ص ۱۵، غرر الحکم ص ۱۱، نہایت الارباب ص ۵

در حکمت ۱۰۱ انساب الاشراف ص ۱۱، الغرر والغرر ص ۲۵، غرر الحکم ص ۱۱، امالی قالی ص ۲۵، خصال صدوق ص ۲۵، تحف العقول ص ۱۱، البیان والتبیین ص ۳۵، امالی طوسی ص ۲۲، ارشاد مفید ص ۱۱

در حکمت ۱۰۱ تاریخ ابن و قتی، توت القلوب ص ۲۲، غرر الحکم ص ۱۱، رنج الارباب ص ۱۱، کامل مبرور ص ۱۱، تاریخ ابن و قتی ص ۱۱، روض الکافی ص ۵، محاضرات ادب و ادب ص ۲۲، غرر الحکم ص ۳۵، مطالب السؤل ص ۱۱

الادب و ادب ص ۱۱، تاریخ ابن و قتی ص ۱۱، روض الکافی ص ۵، محاضرات ادب و ادب ص ۲۲، غرر الحکم ص ۳۵، مطالب السؤل ص ۱۱

۹۸۔ جب کسی خبر کو سنو تو عقل کے معیار پر پرکھ لو اور صرف نقل پر بھروسہ نہ کرو کہ علم کے نقل کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

۹۹۔ آپ نے ایک شخص کو کلمہ انا للہ زبان پر جاری کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ انا للہ اقرار ہے کہ ہم کسی کی ملکیت میں اور انا للہ راجعون اعتراف ہے کہ ایک دن فنا ہو جانے والے ہیں۔

۱۰۰۔ ایک قوم نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کر دی تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادئے۔ خدایا تجھے، مجھ سے بہتر جانتا ہے اور میں اپنے کو ان سے بہتر پہچانتا ہوں لہذا تجھے ان کے خیال سے بہتر قرار دے دینا اور یہ جن کوتاہیوں کو نہیں جانتے ہیں انہیں معاف کر دینا۔

۱۰۱۔ حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ہے: (۱) عمل کو چھوٹا سمجھنا تاکہ وہ بڑا قرار پا جائے (۲) اسے پوشیدہ طور پر انجام دے تاکہ وہ خود اپنا اظہار کرے (۳) اسے جلدی پورا کر دے تاکہ خوشگوار معلوم ہو سکے۔

۱۰۲۔ لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے جب صرف لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا مقرب بارگاہ ہوا کرے گا اور صرف ناجور کو خوش مزاج سمجھا جائے گا اور صرف منصف کو کمزور قرار دیا جائے گا۔ لوگ صدقہ کو خسارہ، صلہ رحم کو احسان اور

لے عالم اسلام کی ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ مسلمان روایات کے مضامین سے یکسر غافل ہے اور صرف راویوں کے اعتقاد پر روایات پر عمل کر رہا ہے جبکہ بیشمار روایات کے مضامین غلط عقل و منطق اور مخالف اصول و عقائد ہیں اور مسلمان کو اس گمراہی کا احساس بھی نہیں ہے۔

لے اے کاش ہر انسان اس کردار کو اپنا لیتا اور تعریفوں سے دھوکہ کھانے کے بجائے اپنے امور کی اصلاح کی فکر کرتا اور مالک کی بارگاہ میں اسی طرح عرض دعا کرتا جس طرح مولائے کائنات نے سکھایا ہے مگر افسوس کہ ایسا کچھ نہیں ہے اور جہالت اس منزل پر آگئی ہے کہ صاحبان علم عوام الناس کی تعریف سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اپنے کو باکمال تصور کرنے لگتے ہیں جس کا مشاہدہ خطبہ ہدایت کی زندگی میں بھی ہو سکتا ہے اور شعرا کی محفلوں میں بھی جہاں اظہار علم کرنے والے باکمال ہوتے ہیں اور تعریف کرنے والوں کی اکثریت ان کے مقابلہ میں بے کمال۔ مگر اس کے بعد بھی انسان تعریف سے خوش ہوتا ہے اور مغرور ہو جاتا ہے۔

لے ظاہر ہے کہ حاجت برآوی کا عمل جلد ہو جاتا ہے تو انسان کو بے پناہ مسرت ہوتی ہے ورنہ اس کے بعد کام تو ہو جاتا ہے لیکن مسرت کا فقدان رہتا ہے اور وہ روحانی انبساط حاصل نہیں ہوتا ہے جو مدعا پیش کرنے کے فوراً بعد پورا ہو جانے میں حاصل ہوتا ہے۔

مَنَّا، وَالْعِبَادَةُ اشْطَالَةٌ عَلَى النَّاسِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَكُونُ السُّلْطَانُ
يَمْشُو زَوْجَ النَّسَاءِ [الاماء] وَإِمَارَةَ الصَّبِيَّانِ وَتَذْيِيرَ الْخِصْيَانِ.

۱۰۳

ورنی علیہ ازار خَلَقَ مَرْقُوعٌ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ ﴿﴾:

يَخْتَلِعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَتَذِلُ بِهِ النَّفْسُ، وَ يَتَّقِدِي بِهِ الْمُؤْمِنُونَ.
إِنَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ عَدْوَانِ مُتَقَاتَانِ، وَ سَبِيلَانِ مُتَلَقَانِ؛
فَمَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا وَ تَوَلَّاهَا أَبْغَضَ الْآخِرَةَ وَ عَادَاهَا، وَ مَنْ
يَسْزِلُهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، وَ مَاشِيَ بَيْنَهُمَا قَرُبَ مِنْ وَاحِدٍ
بَعُدَ مِنَ الْآخِرِ، وَ هَذَا بَعْدُ ضَرْبَتَانِ

۱۰۴

و عن نوف البکالی، قال ﴿﴾:

رَأَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَ قَدْ خَرَجَ مِنْ فِرَاشِهِ، فَنَظَرَ فِي
النَّجْمِ فَقَالَ لِي: يَا نُسُوفُ، أَرَأَيْتَ أَنْتَ أَمِ رَامِقُ؟ فَقُلْتُ: بَلِ رَامِقُ، قَالَ: يَا
نُسُوفُ، طُوبَى لِرَاهِمِينَ فِي الدُّنْيَا، الرَّاهِمِينَ فِي الْآخِرَةِ،
أُولَئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْأَرْضَ بَسَاطَةً، وَ تَرَاتِبَهَا فِرَاشًا،
وَ مَآءَهَا طَبِيبًا، وَ الْقُرْآنَ شِعَارًا، وَ الدُّعَاءَ دُئَارًا، ثُمَّ
قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضًا عَلَى مَتَاجِ الْمَسِيحِ.

يَا نُسُوفُ إِنَّ دَاوُودَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِي مِثْلِ
هَذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: إِنَّهَا سَاعَةٌ
لَا يَدْعُو فِيهَا عَبْدٌ إِلَّا أَنْ تُجِيبَ لَهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ

من - احسان

استطار - بڑائی

خصیان - خواجہ سرا

ضربتان - سوت

رامق - بیدار

شعار - باطنی لباس

دثار - ظاہری لباس

قرض - کاٹ دینا

منہلج - طریقہ زندگی

① ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ حضرت

کا یہ ارشاد اخبار غیب میں شامل ہے

اور یہ شرف تمام صحابہ کرام میں صرف

آپ کو حاصل تھا کہ پروردگار نے

آپ کو رسول اکرم کے ذریعہ غیب

سے باخبر کر دیا تھا اور آپ وقتاً فوقتاً

اس علم کا اظہار فرماتے رہتے تھے

② قرآن کو شعار کہنا اس امر کی طرف

اشارہ ہے کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ غیبیہ

طریقہ سے تلمذ کرتے ہیں اور اس کا

اشہار نہیں کرتے ہیں اور دعا کو دثار

بناتے ہیں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ

علی الاعلان دعا کرتے ہوئے شرانے

نہیں ہیں اور اپنی عاجزی اور کمزوری

کا احساس رکھتے ہیں

مصادر حکمت ۱۰۳، تحت العقول ص ۲۱۲، طبقات ابن سعد ص ۲۸، حلیۃ الاولیاء ص ۵۳، مطالب السؤل ص ۹، سراج الملوک ص ۲۳۳،

روض الاخیار ص ۱۸، تذکرہ النخاس ص ۱۱۳، ذخائر العقبی ص ۱۲۰، امالی مرتضی ص ۱۵۳

مصادر حکمت ۱۰۴، خصال صدوق ص ۱۵۹، اکمال الدین، مروج الذهب ص ۱۹۳، حلیۃ الاولیاء ص ۵۹، المجالس المفید ص ۲، تاریخ بغداد

ص ۱۲۰، دستور معالم الحکم ص ۲۵، غرر الحکم ص ۲۹، کنز الفوائد ص ۳، تاریخ دمشق، عیون الاخبار ص ۳۵۲، البحر والتعلیل

عبادت کہ

نہم ہیر کے

۳

احساس کہ

مختلف را

دو دوسر

۳

نوت ہا

ہوں تو آ

قرار دیا

۱

بندہ بھی

لے افسو

ہوئی تھی

لے بظاہر

بہت

ہر رخ

۳

بھرا

عبادت کو لوگوں پر برتری کا ذریعہ قرار دیں گے۔ ایسے وقت میں حکومت عورتوں کے مشورہ، پنچوں کے اقتدار اور خواجہ سراؤں کی ہم پیر کے سہارے رہ جائے گی۔

۱۰۳۔ لوگوں نے آپ کی چادر کو پسیدہ دیکھ کر گزارش کر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل میں خشوع اور نفس میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور مومنین اس کی اقتدا بھی کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو دنیا اور آخرت آپس میں دونوں سازگار دشمن ہیں اور دو مختلف راستے۔ لہذا جو دنیا سے محبت اور تعلق خاطر رکھتا ہے وہ آخرت کا دشمن ہو جاتا ہے اور جو راہرو ایک سے قریب تر ہوتا ہے وہ دوسرے سے دور تر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی صوت جیسی ہیں۔

۱۰۴۔ نون لکائی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ آپ نے بستر سے اٹھ کر ستاروں پر نگاہ کی اور فرمایا کہ نون! سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضور جاگ رہا ہوں۔ فرمایا کہ نون! خوشحال ان کے جو دنیا سے کنارہ کش ہوں تو آخرت کی طرف رغبت رکھتے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو بستر بنایا ہے اور خاک کو فرش، پانی کو شربت قرار دیا ہے اور قرآن و دعا کو اپنے ظاہر و باطن کا محافظ (۱)۔ اس کے بعد دنیا سے یوں الگ ہو گئے جس طرح حضرت مسیحؑ۔

نون! دیکھو داؤدؑ رات کے وقت ایسے ہی موقع پر قیام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہے جس میں جو بندہ بھی دعا کرتا ہے پروردگار اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔

۱۰۵۔ افسوس کہ اہل دنیا نے اس عبادت کو بھی اپنی برتری کا ذریعہ بنالیا ہے جس کی تشریح انسان کے خضوع و خشوع اور جذبہ بندگی کے اظہار کے لئے ہوئی تھی اور جس کا مقصد یہ تھا کہ انسان کی زندگی سے غرور اور شیطنیت نکل جائے اور تواضع و انکسار اس پر مسلط ہو جائے۔

۱۰۶۔ بظاہر کسی دور میں بھی خواجہ سراؤں کو شیر مملکت کی حیثیت حاصل نہیں رہی ہے اور نہ ان کے کسی مخصوص تدبیر کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ اس لفظ سے مراد وہ تمام افراد ہوں جن میں ان لوگوں کی نھلتیں پائی جاتی ہیں اور جو حکام کی ہر ماں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور ان کی ہر رغبت و خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور انہیں زندگی کے اندر و باہر ہر شعبہ میں برابر کا دخل دیتا ہے۔

۱۰۷۔ اس مقام پر لفظ قرض اشارہ ہے کہ نہایت مختصر حصہ حاصل کیا ہے جس طرح دانت سے روٹی کاٹی جاتی ہے اور ساری روٹی کو منہ میں نہیں بھر لیا جاتا ہے کہ اس کیفیت کو خضم کہتے ہیں۔ قرض نہیں کہتے ہیں۔

عشار - ٹیکس وصول کرنے والا
عریف - تجسس کرنے والا
شرطی - پولیس
عزبہ - سارنگی
کوبہ - ڈھول
بضعة - فکڑا
نیاط - رگ قلب
سخ لہ - ظاہر ہوا
تحفظ - بچاؤ
غرة - غفلت

عَسَارًا، أَوْ عَرِيفًا أَوْ شُرْطِيًّا، أَوْ صَاحِبَ عَزْبِيَّةٍ (وہی الطنبور)
أَوْ صَاحِبَ كَوْبَةٍ (وہی الطبل) و قد قيل أيضا: إن العزبة الطبل والكوبة الطنبور.

۱۰۵

و قال ﴿۱۰۵﴾:

إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْمَنَاقِبَ، فَلَا تُضَيُّوهُا، وَحَدَّ لَكُمْ حُدُودًا،
فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَنَهَاكُمْ عَنِ أَشْيَاءَ، فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَكَفَّ لَكُمْ عَنِ
أَشْيَاءَ وَلَمْ يَدْعُهَا نِسْيَانًا، فَلَا تَنْكَلُوهَا.

۱۰۶

و قال ﴿۱۰۶﴾:

لَا يَتَرَكُ النَّاسُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ إِلَّا قَتَلَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ مَا هُوَ أَضَرُّ مِنْهُ

۱۰۷

و قال ﴿۱۰۷﴾:

رَبِّ عَالَمٍ قَدْ قَتَلَهُ جَهْلُهُ وَعِلْمُهُ مَعَهُ لَا يَنْفَعُهُ

۱۰۸

و قال ﴿۱۰۸﴾:

لَقَدْ عَلَّقَ بِنِيَّاطٍ هَذَا الْإِنْسَانَ بَضْعَةً هِيَ أَغْجَبُ مَا فِيهِ، وَذَلِكَ الْقَلْبُ،
وَذَلِكَ أَنَّ لَهُ مَوَادَّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَأَضْدَادًا مِنْ خِلَافِهَا، فَإِنْ سَنَعَ لَهُ الرَّجَاءُ أَذَلَّهُ
الطَّمَعُ، وَإِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ أَهْلَكَهُ الْمِرْضُ، وَإِنْ مَلَكَهُ النَّيَاسُ قَتَلَهُ الْأَسَفُ،
وَإِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ، وَإِنْ أَشْعَدَّهُ الرِّضَى نَبَى التَّحَنُّطِ،
وَإِنْ غَالَهُ الْحَقُوفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ، وَإِنْ اتَّسَعَ لَهُ الْأَمْنُ اسْتَغْلَبَتْهُ الْغِرَّةُ، وَإِنْ

در حکمت ۱۰۵: المال ابن الشیخ ۲، ۱۲۳، الفقیہ ۴، ۵۳، المجالس مفیدہ ۹۳، غرر الحکم ۱۱۱

در حکمت ۱۰۶: غرر الحکم ابن شعبہ الحارثی ۳۵۱

در حکمت ۱۰۷: کتاب الجمل ابو مخنف، ارشاد مفیدہ ۱۲۳، غرر الحکم ۱۸۳

در حکمت ۱۰۸: روضۃ الکافی ۳، تحف العقول ۹۵، کتاب الفاضل المبرور ۲، مروج الذهب ۲، ۳۳۳، ارشاد مفیدہ ۱۴۱

دستور معالم الحکم ۱۱۹، ذہب الادب ۱، ۲۹۶، غرر الحکم ۲۲۵، تاریخ دمشق، علل الشرائع باب ۹۴

سرکاری ٹیکس
سیدہ
درو کو برسا

-۱۰۵

یہ لہذا ان
ہے زبرد

-۱۰۶

راستے کھول

-۱۰۷

-۱۰۸

جس کا نام قہ

دلیل بنا دیا

مار ڈالتی۔

بھول جاتا

پیدا ہوتی۔

لے افسوس

اس کا روبا

اس

کام کرنے

تو پروردگار

لے یہ دانا

آباد نہیں

لے ان

ارشاد

سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا، لوگوں کی بُرائی کرنے والا۔ ظالم حکومت کی پولیس والا یا سارنگی اور ڈھول تاشہ والا ہو۔
سید رضی۔ عرطیۃ: سارنگی کو کہتے ہیں اور کوبۃ کے معنی ڈھول کے ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک عرطیۃ ڈھول ہے
اور کو بہ سارنگی۔

۱۰۵۔ پروردگار نے تمہارے ذمہ کچھ فرائض قرار دئے ہیں لہذا خبردار انہیں ضائع نہ کرنا اور اس نے کچھ حدود بھی مقرر کر دئے
ہیں لہذا ان سے تجاوز نہ کرنا۔ اس نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان کی خلاف ورزی نہ کرنا اور جن چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا
ہے زبردستی انہیں جاننے کی کوشش نہ کرنا کہ وہ بھولا نہیں ہے۔
۱۰۶۔ جب بھی لوگ دنیا سوارنے کے لئے دین کی کسی بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو پروردگار اس سے زیادہ نقصان دہ
راتے کھول دیتا ہے۔

۱۰۷۔ بہت سے عالم ہیں جنہیں دین سے ناواقفیت نے مار ڈالا ہے اور پھر ان کے علم نے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچایا ہے۔
۱۰۸۔ اس انسان کے وجود میں سب سے زیادہ تعجب خیز وہ گوشت کا ٹکڑا ہے جو ایک رگ سے آویزاں کر دیا گیا ہے اور
جس کا نام قلب ہے کہ اس میں حکمت کے سرچشمے بھی ہیں اور اس کی ضدیں بھی ہیں کہ جب اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع
ذلیل بنا دیتی ہے اور جب طمع میں ہیجان پیدا ہوتا ہے تو حرص برباد کر دیتی ہے اور جب مایوسی کا قبضہ ہو جاتا ہے تو حسرت
مار ڈالتی ہے اور جب غضب طاری ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے اور جب خوشحال ہو جاتا ہے تو حفظ ماتقدم کو
بھول جاتا ہے اور جب خوف طاری ہوتا ہے تو احتیاط دوسری چیزوں سے غافل کر دیتی ہے۔ اور جب حالات میں وسعت
پیدا ہوتی ہے تو غفلت قبضہ کر لیتی ہے۔ — اور

۱۰۹۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض علاقوں میں بعض مومن اقوام کی پہچان ہی ڈھول تاشہ اور سارنگی بن گئی ہے جب کہ مولائے کائنات نے
اس کا روبرو اس قدر مذموم قرار دیا ہے کہ اس عمل کے انجام دینے والوں کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔
اس حکمت میں دیگر افراد کا تذکرہ ظالموں کے ذیل میں کیا گیا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ظالم حکومت کے لئے کسی طرح کا
کام کرنے والا پیش پروردگار مستجاب الدعوات نہیں ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنے ضروریات حیات کو ظالموں کی اعانت سے وابستہ کر دیتا ہے
تو پروردگار اپنا دست کمر اٹھا لیتا ہے۔

۱۱۰۔ یہ دانشوران ملت ہیں جن کے پاس ڈگریوں کا غور تو ہے لیکن دین کی بصیرت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کا علم تباہ کر سکتا ہے
آباد نہیں کر سکتا ہے۔

۱۱۱۔ انسانی قلب کو دو طرح کی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس میں ایک پہلو عقل و منطق کا ہے اور دوسرا جذبات و عواطف کا۔ اس
ارشاد گرامی میں دوسرے پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کے متضاد خصوصیات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

آفاد - استفادہ کیا

فآد - فقر

جہدہ - تھکاؤ والا

کظہ - تکلیف دینا

بطنہ - حکم پرسی

مُرقہ - تکیہ

غالی - حد سے تجاوز کرنے والا

لا یضارح - مروت نہیں کرتا ہے

لا یضارح - اہل باطل جیسا کام

نہیں کرتا ہے

مطامیح - لالچ کے مراکز

تہافت - مکرر مکرر ہو جانا

آغود - زیادہ مفید

مُحِبَّب - خود پسندی

أَفَادَ مَالًا أَطْفَاءَ الْغِنَى، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَضَعَهُ الْجَزْعُ، وَإِنْ عَصَتْهُ الْفَاقَةُ
شَغَلَتْهُ الْبَلَاءُ، وَإِنْ جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ، وَإِنْ أَقْرَطَ بِهِ الشَّيْخُ كَطَنَتِ
الْبُطْنَةُ، فَكُلُّ تَقْصِيرٍ بِهِ مُضِرٌّ، وَكُلُّ إِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ.

۱۰۹

و قال ﴿۱۰۹﴾:

نَحْنُ السُّمُرَةُ الْوُسطَى، يَسَا يَلْحَقُ السَّالِي، وَإِلَيْنَا يَرْجِعُ الْغَالِي.

۱۱۰

و قال ﴿۱۱۰﴾:

لَا يَبْقِي أَمْرُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ إِلَّا مَنْ لَا يُضَارِعُ وَلَا يُضَارِعُ، وَلَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِيحَ.

۱۱۱

و قال ﴿۱۱۱﴾:

وَقَدْ تَوَفَّى سَهْلُ بْنُ حَنْبَلٍ الْأَنْصَارِي بِالْكُوفَةِ بَعْدَ مَرْجِعِهِ مَعَهُ مِنْ صَفِينٍ وَكَانَ أَحَبَّ
النَّاسِ إِلَيْهِ:

لَوْ أَحَبَّنِي جَبَلٌ لَتَهَافَتَ.

مَعْنَى ذَلِكَ أَنَّ الْمَحَنَةَ تَغْلُظُ عَلَيْهِ، فَتَسْرِعُ الْمَصَائِبُ إِلَيْهِ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْأَمْعِيَّةِ
الْأَبْرَارِ وَالْمُصْطَفِينَ الْأَخْيَارِ وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

۱۱۲

مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلَيْسَتْ بَعْدَ لِقَائِنَا جَلْبَابًا.

وَقَدْ يُوَوِّلُ ذَلِكَ عَلَى مَعْنَى آخِرِ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعَ ذِكْرِهِ.

۱۱۳

و قال ﴿۱۱۳﴾:

لَا مَالٌ أَغْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَلَا وَخْدَةٌ أَوْحَشُ مِنَ
الْمُعْجَبِ، وَلَا عَقْلٌ كَالْتَّذْيِيرِ، وَلَا كَرَمٌ كَالْتَّقْوَى.

حب مال

فآد کارا

پیش بھر

ہر زیاد

۹

جانے دا

۱۰

لا لچ کے

۱۱

فرمایا کہ

۱۲

نیک کرد

۱۳

یہ

۱۴

جیسی کوئی

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

مصادر حکت ۱۰۹، العقد الفرید ۲ ص ۳۴۰، عیون الاخبار ۳ ص ۳۲۱، الاشتقاق ابن درید ص ۳۶۶، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۵۲، جہرۃ الامثال
صحت العقول ص ۲۱۶، المجالس مفیدہ ص ۳۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۸، تنبہ الفاخر ابن عالم ص ۲۱۶، عیون الاخبار ۳ ص ۳۳۳
توت القلوب ص ۳۵۵
مصادر حکت ۱۱۰، غرر الحکم آدمی ص ۳۵۵
مصادر حکت ۱۱۱، ریح الارباب باب الاغواء والمحبة، غرر الحکم ص ۲۶۱، الدرجات الرفیعہ ص ۳۹
مصادر حکت ۱۱۲، الی مرتضیٰ ص ۱۵۸، غریب الحدیث ابن کثیر، الجمع بین الفریقین الہرادی، نہایت ابن اثیر ص ۲۸۳، اختصاص مفیدہ ص ۱۵۸
معانی الاخبار ص ۱۸۲، غریب الحدیث ابن سلام
مصادر حکت ۱۱۳، تصارح الحکم ص ۵۳

جب مال حاصل کر لیتا ہے تو بے نیازی سرکش بنا دیتی ہے اور جب کوئی مصیبت نازل ہو جاتی ہے تو فریاد رسوا کر دیتی ہے اور جب فائدہ کاٹ کھاتا ہے تو بلا گرفتار کر لیتی ہے اور جب بھوک تھکا دیتی ہے تو کمزوری بٹھا دیتی ہے اور جب ضرورت سے زیادہ پیٹ بھر جاتا ہے تو شکم پری کی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہر کوتاہی نقصان دہ ہوتی ہے اور ہر زیادتی تباہ کن۔

۱۰۹۔ ہم اہلبیتؑ ہی وہ نقطہ اعتدال ہیں جن سے پیچھے رہ جانے والا آگے بڑھ کر ان سے مل جاتا ہے اور آگے بڑھ جانے والا پلٹ کر ملحق ہو جاتا ہے۔

۱۱۰۔ حکم الہی کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو حق کے معاملہ میں مروت نہ کرتا ہو اور عاجزی و کمزوری کا اظہار نہ کرتا ہو اور لالچ کے پیچھے نہ دوڑتا ہو۔

۱۱۱۔ جب صفین سے واپسی پر سہل بن حنیف انصاری کا کوفہ میں انتقال ہو گیا جو حضرت کے محبوب صحابی تھے تو آپ نے فرمایا کہ ”مجھ سے کوئی پہاڑ بھی محبت کرے گا تو ملکر طے ٹکڑے ہو جائے گا۔“

مقصود یہ ہے کہ میری محبت کی آزمائش سخت ہے اور اس میں مصائب کی یورش ہو جاتی ہے جو شرف صفت متقی اور نیک کردار لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا ہے۔

۱۱۲۔ جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے جائز فقر پہننے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

سید رضیؒ: ”بعض حضرات نے اس ارشاد کی ایک دوسری تفسیر کی ہے جس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔“

۱۱۳۔ عقل سے زیادہ فائدہ مند کوئی دولت نہیں ہے اور خود پسندی سے زیادہ وحشت ناک کوئی تنہائی نہیں ہے۔ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے اور تقویٰ جیسی کوئی بزرگی نہیں ہے۔

لے شیخ محمد عبدہ نے اس فقرہ کی یہ تشریح کی ہے کہ اہلبیتؑ اس مند سے مشابہت رکھتے ہیں جس کے سہارے انسان کی پشت مضبوط ہوتی ہے اور اسے سکون زندگی حاصل ہوتا ہے۔ وسطیٰ کے لفظ سے اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تمام مندیں اسی سے اتصال رکھتی ہیں اور سب کا سہارا وہی ہے۔ اہلبیتؑ اس مراستقیم پر ہیں جن سے آگے بڑھ جانے والوں کو بھی ان سے ملنا پڑتا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کو بھی۔ ! لے مقصود یہ ہے کہ اہلبیتؑ کا کل سرمایہ حیات دین و مذہب اور حق و حقانیت ہے اور اس کے برداشت کرنے والے ہمیشہ کم ہوتے ہیں لہذا اس راہ پر چلنے والوں کو ہمیشہ مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔

توبہ - گناہ

یعنی بقاء۔ طول حیات کا نتیجہ

موت ہے

آمن - جائے امن

مستدرج - پیٹ میں لیا جانے والا

الماؤ - ہلکت دینا

غال - حد سے تجاوز کرنے والا

قال - عداوت رکھنے والا

اضاعہ - برباد کر دینا

غصہ - رنج و غم

لین - نرم

ناقع - قاتل

غیر - فریب خوردہ

وَلَا قَسْرِينَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَلَا يَسِيرَاتٍ كَالْأَدَبِ، وَلَا قَسْرًا
كَالتَّوْفِيقِ، وَلَا تَجَارَةً كَالْقَتْلِ الصَّالِحِ، وَلَا رَيْحًا كَالْفَتْرِ
وَلَا وَرَعَ كَالْوُقُوفِ عِنْدَ الثُّبُوتِ، وَلَا زُهْدًا كَالزُّهْدِ فِي الْمُسْتَوْدَعِ
وَلَا عِلْمًا كَالتَّفَكُّرِ وَلَا عِبَادَةً كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَلَا إِتْقَانًا
كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ، وَلَا حَسَبًا كَالتَّوَاضُّعِ، وَلَا شَرَفًا كَالْعِلْمِ
وَلَا عِزًّا كَالْحِلْمِ، وَلَا مُظَاهَرَةً أَوْتَى مِنَ الْمَشَاوَرَةِ.

۱۱۴

وَقَالَ ﴿۱۱۴﴾:

إِذَا اسْتَوَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَأَهْلِيهِ، ثُمَّ أَسَاءَ الظَّنُّ بِرَجُلٍ
لَمْ تَظْهَرْ مِنْهُ حَيَوِيَّةٌ فَقَدْ ظَلَمَ! وَإِذَا اسْتَوَى الْفَسَادُ عَلَى الزَّمَانِ
وَأَهْلِيهِ، فَأَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدْ غَرَّرَ.

۱۱۵

وَقِيلَ لَهُ ﴿۱۱۵﴾:

كَيْفَ نَجِدُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَيْفَ يَكُونُ حَالُ مَنْ يَتَّقِي
يَتَّقَايَهُ، وَيَسْتَقِمُّ بِصِحَّتِهِ، وَيُؤْتَى مِنْ مَنَاسِبِهِ!

۱۱۶

وَقَالَ ﴿۱۱۶﴾:

كَمَ مِنْ مُسْتَدْرِجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَمَغْرُورٍ بِالشَّرِّ عَلَيْهِ
وَمَقْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ! وَمَا ابْتُلِيَ اللَّهُ أَحَدًا بِمِثْلِ الْإِسْلَامِ لَهُ.

۱۱۷

وَقَالَ ﴿۱۱۷﴾:

هَلَكَ فِي رَجُلَانِ: مُحِبُّ غَالٍ، وَ مُبْغِضُ قَاتِلٍ.

۱۱۸

وَقَالَ ﴿۱۱۸﴾:

إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.

۱۱۹

وَقَالَ ﴿۱۱۹﴾:

مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْخَسِيَّةِ لَيْسَ مَسْئَلُهَا، وَالسَّمُّ النَّاقِعُ فِي
جَوْفِهَا، يَهْوِي إِلَيْهَا الْغَيْرُ الْجَاهِلُ، وَيَخْذَرُهَا ذَا

جیسی کہ
طرف
دوسری
اور شو

اس شخص
ہی کہ

ہی:

میں

میں

۲۱

مصادر حکمت ۱۱۳، غرر الحکم ۱۳۳، ریح الارباب الطن والفراسة والشک والہتم

مصادر حکمت ۱۱۵، امالی طوسی ۲ ص ۲۵۳، الدعوات راوندی، روضۃ البحار ۸ ص ۹، مصباح الشریعہ

مصادر حکمت ۱۱۶، تھمت العقول ص ۲۰۳، روضۃ الکافی ص ۱۱۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۸۲، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۳، امالی طوسی ۲ ص ۵۰

مصادر حکمت ۱۱۷، حیاة النبیون ماخذ ص ۹، المحاسن والمساوی ص ۳، امالی صدوق، غرر الحکم ص ۳۲۹، معدن الجواهر ص ۲۲

مصادر حکمت ۱۱۸، غرر الحکم ص ۲۳

مصادر حکمت ۱۱۹، کتاب ۷

حسن اخلاق جیسا کوئی ساتھی نہیں ہے اور ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے۔ توفیق جیسا کوئی پیشرو نہیں ہے اور عمل صالح جیسی کوئی تجارت نہیں ہے۔ ثواب جیسا کوئی فائدہ نہیں ہے اور شبہات میں احتیاط جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں ہے۔ حرام کی طرف سے بے رغبتی جیسا کوئی مذہب نہیں ہے اور تفکر جیسا کوئی علم نہیں ہے۔ ادا کے فرائض جیسی کوئی عبادت نہیں ہے اور حیا و صبر جیسا کوئی ایمان نہیں ہے۔ تواضع جیسا کوئی حسب نہیں ہے اور علم جیسا کوئی شرف نہیں ہے۔ حلم جیسی کوئی عزت نہیں ہے اور مشورہ سے زیادہ مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں ہے۔

۱۱۴۔ جب زمانہ اور اہل زمانہ بریکوں کا غلبہ ہو اور کوئی شخص کسی شخص سے کوئی بُرائی دیکھے بغیر بدظنی پیدا کرے تو اس نے اس شخص پر ظلم کیا ہے اور جب زمانہ اور اہل زمانہ پرفساد کا غلبہ ہو اور کوئی شخص کسی سے حسن ظن قائم کر لے تو گویا اس نے اپنے ہی کو دھوکہ دیا ہے۔

۱۱۵۔ ایک شخص نے آپ سے مزاج پُرسی کر لی تو فرمایا کہ اس کا حال کیا ہو گا جس کی بقا ہی فنا کی طرف لے جا رہی ہے اور صحت ہی بیماری کا پیش خیمہ ہے اور وہ اپنی پناہ گاہ ہی سے ایک دن گرفت میں لے لیا جائے گا۔

۱۱۶۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نیکیاں دے کر گرفت میں لیا جاتا ہے اور وہ پردہ پوشی ہی سے دھوکہ میں رہتے ہیں اور اپنے بارے میں اچھی بات سُن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور دیکھو اللہ نے مہلت سے بہتر کوئی آزمائش کا ذریعہ نہیں قرار دیا ہے۔

۱۱۷۔ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ دوست جو دوستی میں غلو سے کام لیتے ہیں اور وہ دشمن جو دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں۔

۱۱۸۔ فرصت کا ضائع کر دینا رنج و اندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

۱۱۹۔ دنیا کی مثال سانپ جیسی ہے جو چھونے میں انتہائی نرم ہوتا ہے اور اس کے اندر زہر قاتل ہوتا ہے۔ فریب خوردہ جاہل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور صاحب عقل و ہوش اس سے ہوشیار رہتا ہے۔

۱۲۰۔ انسانوں میں جو مختلف کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ ان میں اہم ترین کمزوریاں یہ ہیں کہ وہ بر تعریف کو اپنا حق سمجھتا ہے اور ہر مال کو اپنا مقدر قرار دے لیتا ہے اور پروردگار کی پردہ پوشی کو بھی اپنے تقدس کا نام دے دیتا ہے اور یہ احساس نہیں کرتا ہے کہ یہ فریب زندگی کسی وقت بھی دھوکہ دے سکتا ہے اور اس کا انجام یقیناً بُرا ہو گا۔

۱۲۱۔ انسانی زندگی میں ایسے مقامات بہت کم آتے ہیں جب کسی کام کا مناسب موقع ہاتھ آ جاتا ہے لہذا انسان کا فرض ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور اسے ضائع نہ ہونے دے کہ فرصت کا نکل جانا انتہائی رنج و اندوہ کا باعث ہو جاتا ہے۔

۱۲۲۔ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ اشیاء کے باطن پر نگاہ رکھے اور صرف ظاہر کے فریب میں نہ آئے ورنہ سانپ کا ظاہر بھی انتہائی نرم و نازک ہوتا ہے جب کہ اس کے اندر زہر انتہائی قاتل اور تباہ کن ہوتا ہے۔

وَسَلَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ:

أَمَّا بَنُو عَمْرٍو فَمَرِيحَانَهُ قُرَيْشِي، حُبُّ حَدِيثِ رَجَالِهِمُ وَالنَّكَاحِ فِي نِسَابِهِمْ، وَأَمَّا بَنُو عَسِيدٍ شَمْسِي فَأَبْغَدُهَا زَايَا، وَأَسْتَعْمِلُهَا لِمَا وَرَاءَ ظَهْرِهَا، وَأَمَّا نَحْنُ فَأَبْغَدُ لِمَا فِي أَيْدِينَا، وَأَسْتَعْمِلُ عِنْدَ الْمَوْتِ بَنُو سَيْتَا، وَهُمْ أَكْثَرُ وَأَنْكَرُ وَأَنْكَرُ وَنَحْنُ أَفْضَحُ وَأَنْصَحُ وَأَصْنَحُ.

وَقَالَ ﴿١٢١﴾:

شَتَّانَ مَعَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٌ تَذْهَبُ لِدُنَّهِ وَتَبْقَى نَيْبَتُهُ، وَعَمَلٌ تَذْهَبُ سَوَؤُهُ وَتَبْقَى أَجْرُهُ.

وَتَبَعَ جَنَازَةً فَسَمِعَ رَجُلًا يَضْحَكُ، فَقَالَ:

كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا لَعَلَّ غَيْرَنَا كُتِبَ، وَكَأَنَّ الْمُنَى فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا وَجَبَ، وَكَأَنَّ الَّذِي تَرَى مِنَ الْأَمْوَاتِ سَفَرُ عَمَّا قَلِيلٍ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ، نُبَوِّئُهُمْ أَجْسَادَهُمْ، وَنَأْكُلُ ثَرَاتَهُمْ، كَأَنَّا نَحْلُدُونَ بَعْدَهُمْ، ثُمَّ قَدْ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظَةٍ وَوَاعِظَةٍ، وَرُؤِينَا بِكُلِّ فَادِحٍ وَحَاسِنَةٍ!!

وَقَالَ ﴿١٢٣﴾:

طُوبَى لِمَنْ ذَلَّ فِي نَفْسِهِ، وَطَابَ كَسْبُهُ، وَصَلَحَتْ سِرِيرَتُهُ [سِرَتُهُ] وَحَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ، وَأَتَقَى الْفُضْلَ مِنْ مَالِهِ، وَأَشْكَى الْفُضْلَ مِنْ لِسَانِهِ، وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَلَمْ يُنْسِبْ إِلَى الْبِدْعَةِ. قَالَ الرُّضِّي: أَقُولُ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَنْسِبُ هَذَا الْكَلَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَكَذَلِكَ الَّذِي قَبْلَهُ.

سفر - سافرن
بنو عموں - نازل کر دیں گے
اجداث - قبور
ثراث - میراث
جائزہ - آفت
خلیقہ - اخلاق

① ابنی مخزوم وہ قید ہے جس میں
اوپر جیسا شخص بھی شامل ہے جس کا
ذکر سورہ علق میں کیا گیا ہے اور ولید
بھی شامل ہے جس کی مذمت سورہ
مثر میں کی گئی ہے
اور بنو عبد شمس میں وہ بنی امیہ
شامل ہیں جن کو قرآن مجید میں شجرہ
لمعدہ کہا گیا ہے
صرت اہلبیت ہیں جنہیں مرکز
تہذیب قرار دیا گیا ہے اور قرآن مجید
نے ان کی ہر ادا کی تعریف کی ہے

مصادر حکمت ۱۲۰ ربيع الاول، الحج - البيضاء، ۳۲۳ العقد الفرید ۳، ۳۱۵، الموقیات زیر بن بکار ۳۳۳، جیون الاخبار ۱۰، ۲۵
مصادر حکمت ۱۲۱ ربيع الاول، غرر الحکم ۱۹۹، المال السید المرتضیٰ ۱۵۳
مصادر حکمت ۱۲۲ تفسیر علی بن ابراہیم، روضۃ الواعظین ۲۹۹، تاریخ ابن واضح ۲، ۵۹، روضۃ الکافی ۱۶۵

۱۲۰۔ آپ سے قریش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بنی مخزوم قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں۔ ان سے گفتگو بھی اچھی لگتی ہے اور ان کی عورتوں سے رشتہ داری بھی محبوب ہے اور بنی عبد شمس بہت دور تک سوچنے والے اور اپنے پیٹھے کی باتوں کی روک تھام کرنے والے ہیں۔ لیکن ہم بنی ہاشم اپنے ہاتھ کی دولت کے نٹانے اور موت کے میدان میں جان دینے والے ہیں۔ وہ لوگ عدد میں زیادہ۔ مکر و فریب میں آگے اور بد صورت ہیں اور ہم لوگ فصیح و بلیغ، مخلص اور روشن چہرہ ہیں۔

۱۲۱۔ ان دو طرح کے اعمال میں کس قدر فاصلہ پایا جاتا ہے۔ وہ عمل جس کی لذت ختم ہو جائے اور اس کا وبال باقی رہ جائے اور وہ عمل جس کی زحمت ختم ہو جائے اور اجر باقی رہ جائے۔

۱۲۲۔ آپ نے ایک جنازہ میں شرکت فرمائی اور ایک شخص کو ہنستے ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کسی اور کے لئے لکھی گئی ہے اور یہ حق کسی دوسرے پر لازم قرار دیا گیا ہے اور گویا کہ جن مرنے والوں کو ہم دیکھ رہے ہیں وہ ایسے مسافر ہیں جو عنقریب واپس آنے والے ہیں کہ ادھر ہم انھیں ٹھکانے لگاتے ہیں اور ادھر ان کا ترک کھانے لگتے ہیں جیسے ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے ہر نصیحت کرنے والے مرد اور عورت کو بھلا دیا ہے اور ہر آفت و مصیبت کا نشانہ بن گئے ہیں۔"

۱۲۳۔ خوشحال اس کا جس نے اپنے اندر تواضع کی ادا پیدا کی، اپنے کسب کو پاکیزہ بنالیا۔ اپنے باطن کو نیک کر لیا۔ اپنے اخلاق کو حسین بنالیا۔ اپنے مال کے زیادہ حصہ کو راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور اپنی زبان درازی پر قابو پایا۔ اپنے شر کو لوگوں سے دور رکھا اور سنت کو اپنی زندگی میں جگہ دی اور بدعت سے کوئی نسبت نہیں رکھی۔ سیدِ رضیؑ۔ بعض لوگوں نے اس کلام کو رسول اکرمؐ کے حوالہ سے بھی بیان کیا ہے جس طرح کہ اس سے پہلے والا کلام حکمت ہے

لے دنیا اور آخرت کے اعمال کا بنیادی فرق یہی ہے کہ دنیا کے اعمال کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس کا حساب باقی رہ جاتا ہے اور آخرت کے اعمال کی زحمت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا اجر و ثواب باقی رہ جاتا ہے۔

لے انسان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ کسی مرحلہ پر عبرت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور ہر منزل پر اس قدر غافل ہو جاتا ہے جیسے نہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہے اور نہ سمجھنے والی عقل۔ در نہ اس کے معنی کیا ہیں کہ آگے آگے جنازہ جا رہا ہے اور پیچھے لوگ ہنسی مذاق کر رہے ہیں یا سامنے میت کو قبر میں اتارا جا رہا ہے اور حاضرین کرام دنیا کے سیاسی مسائل حل کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کی علامت ہے کہ انسان بالکل غافل ہو چکا ہے اور اسے کسی طرح کا ہوش نہیں رہ گیا ہے۔

تسلیم - سپردگی
يستعمل الفقر - فقیری میں مبتلا
ہو جاتا ہے

توقی - تحفظ
تلقی - استقبال

برق - شاداب بنا دیتا ہے
ایک مقصد یہ ہے عام طور سے لوگ
سلام کا ایک ہی مفہوم سمجھتے ہیں
دراس پر دنیا اور آخرت دونوں
صلہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا
رازد فکر صحیح نہیں ہے۔ اسلام
دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے
س میں صرف زبان سے اقرار ہوتا
اور وہ صرف دنیاوی احکام
کام آتا ہے اور ایک میں تسلیم
رین، یقین، ادائے فرض اور
وغیرہ سب شامل ہے جس پر
ن کے اجر و ثواب کا دار و مدار

۱۲۴

و قال ﴿۱۲۴﴾:

غَيْرَةُ الْمَرْأَةِ كُفْرٌ وَ غَيْرَةُ الرَّجُلِ إِيمَانٌ.

۱۲۵

و قال ﴿۱۲۵﴾:

لَا تُسَبِّحُ الْإِنْسَانَ بِنَسَبِهِ لَمْ يَسْمَعْهَا أَحَدٌ قَبْلِي. الْإِنْسَانُ
هُوَ النَّسْلِيُّ، وَ النَّسْلِيُّ هُوَ الْيَتِيمُ، وَ الْيَتِيمُ هُوَ الضَّعِيفُ،
وَ الضَّعِيفُ هُوَ الْإِفْرَارُ، وَ الْإِفْرَارُ هُوَ الْإِدَاءُ، وَ الْإِدَاءُ هُوَ الْقَتْلُ.

۱۲۶

و قال ﴿۱۲۶﴾:

عَجِبْتُ لِتَبْخِيلِ يَسْتَعْمِلُ الْفَقْرَ، الَّذِي مِنْهُ هَرَبَ، وَ يَقُوَّةِ
الْيَتِيمِ الَّذِي إِثْمُهُ طَلَبَ، فَيَعِيشُ فِي الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَاءِ،
وَ يُحَاسِبُ فِي الْآخِرَةِ حِسَابَ الْأَغْنِيَاءِ؛ وَ عَجِبْتُ لِتُكْبِيرِ
الَّذِي كَانَ بِالْأَنْفُسِ نُطْفَةً، وَ يَكُونُ عِندَ حَقِيقَةٍ، وَ عَجِبْتُ لِمَنْ
شَكَّ فِي اللَّهِ، وَ هُوَ يَرَى خَلْقَ اللَّهِ، وَ عَجِبْتُ لِمَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ،
وَ هُوَ يَرَى الْمَوْتَ، وَ عَجِبْتُ لِمَنْ أَنْكَرَ النُّشْأَةَ الْآخِرَى،
وَ هُوَ يَرَى النُّشْأَةَ الْأُولَى؛ وَ عَجِبْتُ لِغَايِرِ دَارِ الْفَقْرِ
وَ تَارِكِ دَارِ الْبَقَاءِ.

۱۲۷

و قال ﴿۱۲۷﴾:

مَنْ قَطَرَ فِي الْعَمَلِ ابْتِغَاءَ بَالِهِمْ، وَ لَا حَاجَةَ إِلَيْهِ فِيمَنْ لَيْسَ
بِلَيْلِهِ فِي مَالِهِ وَ نَفْسِهِ نَصِيبٌ.

۱۲۸

و قال ﴿۱۲۸﴾:

تَوَقَّؤُا الْبِرَّ فِي أَوَّلِهِ، وَ تَلَقَّؤُا فِي آخِرِهِ، فَإِنَّهُ يَفْقَلُ فِي
الْأَبْدَانِ كَيْفَ فَعَلِهِ فِي الْأَشْجَارِ، أَوَّلُهُ يُحْرِقُ، وَ آخِرُهُ يُسَوِّقُ.

حکمت ۱۲۳ غرا حکم آمدی ص ۲۲۳

حکمت ۱۲۵ اصول کافی ۲ ص ۳۵، امالی صدوق ص ۲۱۱، محاسن برقی ص ۲۲۲، تفسیر علی بن ابراہیم ص ۹، بحار الانوار ۶۸ ص ۳۰۹

ست ۱۲۶ الائمۃ الخیارہ ج ۱ ص ۱۳۴، معانی الاخبار صدوق

ست ۱۲۷ عزائم آمدی ص ۲۹۵

ست ۱۲۸ نہایت الادب نویری ص ۱۴۱، روض الاخیار ص ۲۲۳

ہے

محرم

پرانا

کے با

ہے

کا

کر

جس

جیسا

لے

کسی

یہ

۱۷

تصو

کاغذ

لے

ہے

۱۲۴۔ عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیور ہونا عین ایمان ہے۔
 ۱۲۵۔ میں اسلام کی وہ تعریف کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں کر سکا ہے۔ اسلام سپردگی ہے اور سپردگی یقین یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار۔ اقرار ادائے فرض ہے اور ادائے فرض عمل۔

۱۲۶۔ مجھے بخیل کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اسی فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے بھاگ رہا ہے اور پھر اس دولت مندی سے محروم ہو جاتا ہے جس کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں مالداروں جیسا حساب دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح مجھے مفرد آدمی پر تعجب ہوتا ہے کہ جو کل نطفہ تھا اور کل مردار ہو جائے گا اور پھر اکڑ رہا ہے مجھے اس شخص کے بارے میں بھی حیرت ہوتی ہے جو وجود خدا میں شک کرتا ہے حالانکہ مخلوقات خدا کو دیکھ رہا ہے اور اس کا حال بھی حیرت انگیز ہے جو موت کو بھولا ہوا ہے حالانکہ مرنے والوں کو برابر دیکھ رہا ہے۔ مجھے اس کے حال پر بھی تعجب ہوتا ہے جو آخرت کے ارکان کا تکار کر دیتا ہے حالانکہ پہلے وجود کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور اس کے حال پر بھی حیرت ہے جو فنا ہو جانے والے گھر کو آباد کر رہا ہے اور باقی رہ جانے والے گھر کو چھوڑے ہوئے ہے۔

۱۲۷۔ جس نے عمل میں کوتاہی کی وہ رنج و اندوہ میں ہر حال مبتلا ہو گا اور اللہ کو ایسے بندہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس کے جان و مال میں اللہ کا کوئی حصہ نہ ہو۔

۱۲۸۔ سردی کے موسم سے ابتدا میں احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو کہ اس کا اثر بدن پر درختوں کے پتوں جیسا ہوتا ہے کہ یہ موسم ابتدا میں پتوں کو جھلسا دیتا ہے اور آخر میں شاداب بنا دیتا ہے۔

لے اسلام نے اپنے مخصوص مصالح کے تحت مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے اور اسی کو عالمی مسائل کا حل قرار دیا ہے لہذا کسی عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مرد کی دوسری شادی پر اعتراض کرے یا دوسری عورت سے حد اور بیزاری کا اظہار کرے کہ یہ بیزاری درحقیقت اس دوسری عورت سے نہیں ہے اسلام کے قانون ازدواج سے ہے اور قانون الہی سے بیزاری اور نفرت کا احساس کرنا کفر ہے اسلام نہیں ہے۔

اس کے برخلاف عورت کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی گئی ہے لہذا شوہر کا حق ہے کہ اپنے ہوتے ہوئے دوسرے شوہر کے تصور سے بیزاری کا اظہار کرے اور یہی اس کے کمال حیا و غیرت اور کمال اسلام و ایمان کی دلیل ہے لہذا عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیرت کرنا اسلام و ایمان کے مراد ہے۔

۱۲۹۔ بخیل اور بزدلی اس بات کی علامت ہے کہ انسان اپنے جان و مال میں سے کوئی حصہ اپنے پروردگار کو نہیں دینا چاہتا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب بندہ محتاج ہو کہ مالک سے نیاز ہونا چاہتا ہے تو مالک کو اس کی کیا غرض ہے۔ وہ بھی قطع تعلق کر لیتا ہے۔

و قال ﴿۱۲۹﴾:

عِظَمُ الْخَالِقِ عِندَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِي عَيْنِكَ.

و قال ﴿۱۳۰﴾:

و قد رجع من صفين، فاشرف على القبور بظاهر الكوفة:

يَا أَهْلَ الدِّيَارِ الْمَوْجِئَةِ، وَالْأَسْحَالِ الْمُثْفَرَةِ، وَالْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ:
يَا أَهْلَ التُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ السُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْشَةِ،
أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ نَجِيعٌ لَا حِجْءَ، أَمَّا الدَّوْرُ فَقَدْ سُكِنَتْ،
وَأَمَّا الْأَزْوَاجُ فَقَدْ تَنَكَّحَتْ، وَأَمَّا الْأَنْشُورُ فَقَدْ قُيِّمَتْ. هَذَا خَيْرٌ مِمَّا
عِنْدَنَا، فَاخْبِرْ مَا عِنْدَكُمْ؟

ثم التفت إلى أصحابه فقال: أَمَا لَوْ أُوذِنَ لَكُمْ فِي الْكَلَامِ لِأَخْبِرُوكُمْ
أَنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى.

و قال ﴿۱۳۱﴾:

و قد سمع رجلاً يذم الدنيا: أَمَّا الدَّامُ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُورِهَا، الْمَخْدُوعُ
بِأُطْلُهَا، أَتُغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمَّهَا؟ أَنْتَ الْمَسْجُومُ عَلَىهَا، أَمْ
هِيَ الْمَسْجُومَةُ عَلَيْكَ؟ مَتَى اسْتَهْوَتْكَ، أَمْ مَتَى غَرَّتْكَ؟ أَبْصَارُ
أَبَائِكَ مِنَ الْجَلِي، أَمْ بَصَائِعُ أُمَّهَاتِكَ تَحْتَ التُّرَى؟ كَمْ عَلَّلَتْ بِكَفَيْكَ؟
وَكَمْ مَرَّضَتْ بِبَيْدِكَ؟ تَسْبِيحِي لَكُمْ الشُّفَاءُ، وَتُسْتَوْصَفُ لَكُمْ

موجشہ - دشتناک

مقفہ - ویران

فرط - آگے جانے والے

نَجِيع - پیچھے چلنے والے

مصارع - محل ہلاکت

بلی - فناء پسیدگی

شری - خاک

عقل - تیار داری کی

تستوصف - طلب دوا کر رہے

تجہ

یہ وہی انداز کلام ہے جو رسول اکرم
نے مقتولین بدر کے بارے میں اختیار
کیا تھا کہ انہیں مخاطب کر کے فرمایا تھا
کہ خدا نے ہمارے وعدہ کو تو پورا کر دیا
کہ ہمیں کامیابی عطا فرمادی۔ اب
بتاؤ کہ تمہارا وعدہ عذاب بھی پورا
ہوایا نہیں؟

صاد حرکت ۱۲۹ قصداً انکم

صاد حرکت ۱۳۰ من لا یخضرہ الفقیر ۱۱۳، امالی صدوق ۶۶، العقد الفید ۳۶، تاریخ طبری ۶، ۳۳۳، کنز دین صفر بن مزاحم ۳۵۱

البيان والحبیبین ۲، ۲۱۹، تحت العقول ۱۸۵، زہر الادب ۱۵۹، تذکرۃ الخواص ۱۳۳، امالی طوسی ۲، ۲۵۲

صاد حرکت ۱۳۱، عیون الاخبار ۲، ۳۲۹، البيان والتبيين ۱، ۲۱۹، المحاسن والاضداد ج ۱ ص ۱۳۳، مروج الذهب ۲، ۳۳۳، المحاسن والمساوی ۲، ۳۱۵

۳۱۵، تاریخ یعقوبی ۲، ۱۵۵، ارشاد مفید ۱۳۳، تذکرۃ الخواص ۱۶۲، امالی طوسی ۲، ۲۵۲، محاضرات راغب ۲، ۳۱۵

ادب الدنیا والدين اور وی ص ۱۱۱، ربيع الاربار، تاریخ دمشق جلد ۱۲، تحت العقول ۱۸۵، امالی المرتضیٰ ۱۵۵، زہر الآداب
المحرری ۱ ص ۳۹

۱۲۹۔ اگر خالق کی عظمت کا احساس پیدا ہو جائے گا تو مخلوقات خود بخود زندگیاں ہوں گے۔

۱۳۰۔ صغین سے واپسی پر کوئٹہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑ گئی تو فرمایا۔ اے وحشت ناک گھروں کے رہنے والو! اے ویران مکانات کے باشندو! اور تاریک قبروں میں بسنے والو۔ اے خاک نشینو۔ اے غربت، وحدت اور وحشت والو! تم ہم سے آگے چلے گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملحق ہونے والے ہیں۔ دیکھو تمہارے مکانات آباد ہو چکے ہیں تمہاری بیویوں کا دوسرا عقد ہو چکا ہے اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی خبر کیا ہے؟

اس کے بعد اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ "اگر انھیں بولنے کی اجازت مل جاتی تو تمہیں صرف یہ پیغام دیتے کہ بہترین زاد راہ تقویٰ الہی ہے۔"

۱۳۱۔ ایک شخص کو دنیا کی مذمت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا۔ اے دنیا کی مذمت کرنے والے اور اس کے فریب میں مبتلا ہو کر اس کے مہلات سے دھوکہ کھا جانے والے! تو اسی سے دھوکہ بھی کھاتا ہے اور اسی کی مذمت بھی کرتا ہے۔ یہ بتا کہ تجھے اس پر الزام لگانے کا حق ہے یا اسے تجھ پر الزام لگانے کا حق ہے۔ آخر اس نے کب تجھ سے تیری عقل کو چھین لیا تھا اور کب تجھ کو دھوکہ دیا تھا؟ کیا تیرے آباء و اجداد کی کہنگی کی بنا پر گرنے سے دھوکہ دیا ہے یا تمہاری ماؤں کی زیر خاک خواب گاہ سے دھوکہ دیا ہے؟ کتنے بیمار ہیں جن کی تم نے تیمارداری کی ہے اور اپنے ہاتھوں سے ان کا علاج کیا ہے اور چاہا ہے کہ وہ شفا یاب نہ بنیں اور اطباء سے رجوع بھی کیا ہے

لے انسانی زندگی کے دو جز ہیں ایک کا نام ہے جسم اور ایک کا نام ہے روح اور انھیں دونوں کے اتحاد و اتصال کا نام ہے زندگی اور انھیں دونوں کی جدائی کا نام ہے موت۔ اب چونکہ جسم کی بقا روح کے وسیلہ سے ہے لہذا روح کے جدا ہو جانے کے بعد وہ مُردہ بھی ہو جاتا ہے اور سڑک ل بھی جاتا ہے اور اس کے اجزاء منتشر ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ لیکن روح غیر مادی ہونے کی بنیاد پر اپنے عالم سے ملحق ہو جاتی ہے اور زندہ رہتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے تصرفات اذن الہی کے پابند ہوتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہیں کر سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مُردہ زندوں کی آواز سن لیتا ہے لیکن جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔

امیر المؤمنینؑ نے اسی راہ زندگی کی نقاب کشائی فرمائی ہے کہ یہ مرنے والے جواب دینے کے لائق نہیں ہیں لیکن پروردگار نے مجھے وہ علم عنایت فرمایا ہے جس کے ذریعہ میں یہ احساس کر سکتا ہوں کہ ان مرنے والوں کے لاشعور میں کیا ہے اور یہ جواب دینے کے قابل ہوتے تو کیا جواب دیتے اور تم بھی ان کی صورت حال کو محسوس کر لو تو اس امر کا اندازہ کر سکتے ہو کہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب اور کوئی پیغام نہیں ہے کہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

اشفاق - غوث

طلبہ - مطلوب

مٹلت لک - نوہ بنادیا

تزوؤ - تارادہ لے لیا

اؤنت - اعلان کر دیا

بن - فراق

نعمی - ستان ستانا

راحت - شام کی

ابتکرت - صبح کی

فجیعہ - مصیبت

اوتق - ہلاک کر دیا

ابتاع - خرید لیا

یعنی اس مقام پر ملک سے مراد فرشتہ
بھی ہو سکتا ہے جس کی آواز انسان
نہیں سہی سکتا ہے مگر امیر المومنین نے
اس کی ترجیح کر دی ہے اور یہ بھی
اسکان ہے کہ اس سے انسانی عقل
در طاقت فکر و نظر مراد ہو کہ وہ ہر وقت
نسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتی
ہوتی ہے اور گویا اسے آواز دیتی رہتی
ہے - یہ اور بات ہے کہ وہ سننے کے
لئے تیار نہیں ہوتا ہے جس طرح کہ
بیاد و مرسلین اور ہادیان دین کی
از پر کان نہیں دھرتا ہے

الْأَطِبَّاءَ، غَدَاةَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ دَوَاؤُكَ، وَلَا يُجْدِي عَلَيْهِمْ
بَكَاءُؤُكَ، لَمْ يَنْفَعْ أَحَدَهُمْ إِشْفَاؤُكَ، وَلَمْ تُنْصِفْ بِطَلَبِكَ،
وَلَمْ تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِكَ، وَقَدْ مَثَلْتَ لَكَ بِهِ الدُّنْيَا نَفْسَكَ،
وَبِمَضَرِّعِهِ مَضَرَّعَكَ، إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ صَدَقٍ لِمَنْ صَدَّقَهَا، وَدَارُ
عَافِيَةٍ لِمَنْ فَهِمَ عَنْهَا، وَدَارُ غِنَى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْهَا، وَدَارُ
مَوْعِظَةٍ لِمَنْ انْتَعَزَ بِهَا، مَسْجِدُ أَحِبَّاءِ اللَّهِ، وَمُصَلًى مَلَائِكَةِ اللَّهِ،
وَمَنْهَاطٌ وَخَسِي اللَّهِ، وَمَثْبَرُ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ، اخْتَسَبُوا فِيهَا الرَّحْمَةَ،
وَرَبَّحُوا فِيهَا الْجَنَّةَ، فَمَنْ ذَا يَذُمُّهَا وَقَدْ آذَنَتْ بِبَيْتِهَا، وَنَادَتْ
بِفِرَاقِهَا، وَنَعَتْ نَفْسَهَا وَأَهْلَهَا، قَتَلَتْ لَهَا بِلَانِهَا الْبَلَاءَ،
وَسَوَّقَتْهُمْ بِمُرُورِهَا إِلَى الشُّرُورِ؟ رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ، وَابْتَكَرَتْ بِفَجِيعَةٍ،
تَرْغِيبًا وَتَرْهِيبًا، وَتَخْوِيفًا وَتَحْذِيرًا، قَدَّمَهَا رِجَالُ غَدَاةِ النَّدَامَةِ،
وَحَمَدَهَا آخِرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ذَكَرْتَهُمُ الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوا،
وَحَدَّثْتَهُمْ فَصَدَّقُوا، وَعَظْتَهُمْ فَاتَّقَوْا.

۱۳۲

وَقَالَ ﷺ:

إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا يُنَادِي فِي كُلِّ يَوْمٍ: لِدُّوا لِمَوْتٍ، وَاجْتَمِعُوا
لِلْفَنَاءِ، وَابْشُرُوا لِلْخَرَابِ.

۱۳۳

وَقَالَ ﷺ:

الدُّنْيَا دَارُ مَكْرٍ لَا دَارَ مَقَرٍّ، وَالنَّاسُ فِيهَا رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَاعَ
فِيهَا نَفْسَهُ فَأَوْثَقَهَا، وَرَجُلٌ ابْتِاعَ نَفْسَهُ فَأَعْتَقَهَا.

۱۳۴

وَقَالَ ﷺ:

لَا يَكُونُ الصَّدِيقُ صَدِيقًا حَتَّى يَخْرُفَ.

اس صبر
اور نہ
تھیں
سمجھا
سجود
جس -
اس -
اپنی با
میں ہو
بھی نہ
دنیا
موعظ

لے، ج

ڈالا

لے بھلا

ہیں

ہے

لا

کے

عاد حکمت ۱۳۲، اصول کافی ۲ ص ۱۳۲، ۱، اختصاص ص ۲۳۲

عاد حکمت ۱۳۳، ربيع الابرار، نہایت الارباب مالک، ص ۶۶، تنبيه الخواطر ورام ص ۶۶، محاضرات راغب ۲ ص ۲۸۳

عاد حکمت ۱۳۴، تحف العقول ص ۳۱۹، ربيع الابرار، الفرد العرص ص ۲۹۵، روض الاخيار ص ۵۵

اس صبح کے ہنگام جب نہ کوئی دوا کام آ رہی تھی اور نہ رونا دھونا فائدہ پہنچا رہا تھا۔ نہ تمھاری ہمدردی کسی کو فائدہ پہنچا سکی اور نہ تمھارا مقصد حاصل ہو سکا اور نہ تم موت کو دفع کر سکے۔ اس صورت حال میں دنیا نے تم کو اپنی حقیقت دکھلا دی تھی اور تمھیں تمھاری ہلاکت سے آگاہ کر دیا تھا (لیکن تمھیں ہوش نہ آیا)۔ یاد رکھو کہ دنیا باور کرنے والے کے لئے سچائی کا گھر ہے اور سمجھ دار کے لئے امن و عافیت کی منزل ہے اور نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے نصیحت کا مقام ہے۔ یہ دوستانہ خدا کے سجدہ کی منزل اور ملائکہ آسمان کا مصلیٰ ہے۔ یہیں وحی الہی کا نزول ہوتا ہے اور یہیں اولیاء خدا آخرت کا سودا کرتے ہیں جس کے ذریعہ رحمت کو حاصل کر لیتے ہیں اور جنت کو فائدہ میں لے لیتے ہیں۔ کسے حق ہے کہ اس کی مذمت کرے جب کہ اس نے اپنی جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے فراق کی آواز لگا دی ہے اور اپنے رہنے والوں کی سانی سادی ہے۔ اپنی بلا سے ان کے ابتلا کا نقشہ پیش کیا ہے اور اپنے سرور سے آخرت کے سرور کی دعوت دی ہے۔ اس کی شام عافیت میں ہوتی ہے تو صبح مصیبت میں ہوتی ہے تاکہ انسان میں رغبت بھی پیدا ہو اور خوف بھی۔ اسے آگاہ بھی کر دے اور ہوشیار بھی بنادے۔ کچھ لوگ ندامت کی صبح اس کی مذمت کرتے ہیں اور کچھ لوگ قیامت کے روز اس کی تعریف کریں گے جیہیں دنیا نے نصیحت کی تو انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے حقائق بیان کئے تو اس کی تصدیق کر دی اور موعظ کیا تو اس کے موعظ سے اثر لیا۔

- ۱۳۲۔ پروردگار کی طرف سے ایک ملک معین ہے جو ہر روز آواز دیتا ہے کہ ایہا الناس! پیدا کرو تو مرنے کے لئے جمع کرو تو فنا ہونے کے لئے اور تعمیر کرو تو خراب ہونے کے لئے۔ (یعنی آخری انجام کو نگاہ میں رکھو)
- ۱۳۳۔ دنیا ایک گذرگاہ ہے۔ منزل نہیں ہے۔ اس میں لوگ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا اور ہلاک کر دیا اور ایک وہ ہے جس نے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔
- ۱۳۴۔ دوست اس وقت تک دوست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اپنے دوست کے تین مواقع پر کام نہ آئے۔

لے بھلا اس سرزمین کو کون برا کہہ سکتا ہے جس پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اولیاء خدا سجدہ کرتے ہیں۔ خاصان خدا زندگی گزارتے ہیں اور نیک بندے اپنی عاقبت بنانے کا سامان کرتے ہیں۔ یہ سرزمین بہترین سرزمین ہے اور یہ علاقہ مفید ترین علاقہ ہے مگر صرف ان لوگوں کے لئے جو اس کا وہی مصروف قرار دیں جو خاصان خدا قرار دیتے ہیں اور اس سے اسی طرح عاقبت بنوانے کا کام لیں جس طرح اولیاء خدا کام لیتے ہیں۔ ورنہ اس کے بغیر یہ دنیا بلا ہے بلا۔ اور اس کا انجام تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

أَخَاهُ فِي ثَلَاثٍ: فِي تَكْبِيرِهِ، وَغَيْبِيهِ، وَوَفَائِهِ.

۱۳۵ و قَالَ ﷺ:

مَنْ أُعْطِيَ أَرْبَعًا لَمْ يُحْزَمْ أَرْبَعًا. مَنْ أُعْطِيَ الدُّعَاءَ لَمْ يُحْزَمْ الْإِجَابَةَ. وَمَنْ أُعْطِيَ التَّوْبَةَ لَمْ يُحْزَمْ الْقَبُولَ، وَمَنْ أُعْطِيَ الْإِسْتِغْفَارَ لَمْ يُحْزَمْ الْمَغْفِرَةَ، وَمَنْ أُعْطِيَ الشُّكْرَ لَمْ يُحْزَمْ الزِّيَادَةَ.

قال الرضي: وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ يَكُنُّ اللَّهُ، قَالَ اللَّهُ فِي الدُّعَاءِ: وَأَدْعُوَنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَ قَالَ فِي الْإِسْتِغْفَارِ: «وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا» وَ قَالَ فِي الشُّكْرِ: وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ، وَ قَالَ فِي التَّوْبَةِ: «وَأَمَّا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ، فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا».

۱۳۶

و قَالَ ﷺ:

الصَّلَاةُ قُرْبَانٌ كُلُّ تَقِيٍّ وَ الْحَجُّ جِهَادٌ كُلُّ ضَعِيفٍ. وَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْبَدَنِ الصِّيَامُ، جِهَادُ الْمَرْأَةِ حُسْنُ التَّيَقُّلِ.

۱۳۷

و قَالَ ﷺ:

إِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ.

۱۳۸

و قَالَ ﷺ:

مَنْ أَيْقَنَ بِالْخَلْفِ جَادَ بِالْعَلِيَّةِ.

۱۳۹

و قَالَ ﷺ:

تَنْزِيلُ الْمَوْئِدَةِ عَلَى قَذَرِ الْمَوْئِدَةِ.

۱۴۰

و قَالَ ﷺ:

مَاعَالٍ مَنِ افْتَضَدَ.

۱۴۱

و قَالَ ﷺ:

قِلَّةُ السَّيِّئَاتِ أَحَدُ السَّارِقِينَ.

۱۴۲

و قَالَ ﷺ:

التَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ.

۱۴۳

و قَالَ ﷺ:

أَلْهَمُ نِصْفُ الْمَرْمِ.

۱۴۴

و قَالَ ﷺ:

يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلَى قَذَرِ الْمَصِيبَةِ، وَ مَنْ

نکبتہ - برحالی

غیبت - غیر حاضری

قربان - وسید قرب

تقیقل - شوہر داری

استنزال - طلب نزول

خلف - معاوضہ

مؤنہ - خرچ

اقتصاد - میانہ روی

تودو - میل محبت

ہرم - بڑھاپا

یاد رہے کہ مصیبت ایک بیماری

ہے اور تو یہ اس کا علاج ہے لہذا

اگر علاج میں تاخیر سے کام لیا گیا تو

مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے اور

اس کے بعد ممکن ہے کہ ناقابل علاج

ہو جائے۔ لہذا صاحب عقل کا فرض

ہے کہ پہلی فرصت میں توبہ کرے اور

اس میں کس طرح کی تاخیر نہ کرے ورنہ

مرض کے ناقابل علاج ہو جانے کا

اندیشہ ہے۔

صادر حکمت ۱۳۵، تذکرۃ النواص ۱۳۳، خصال صدوق ۱۳۱، ۹۳

صادر حکمت ۱۳۶، تحف العقول ۲۲۱، خصال صدوق ۲، ۱۲۴، فروع کافی ۵ ص ۹

صادر حکمت ۱۳۷، وساکی الشیعہ ۶ ص ۲۵۷

صادر حکمت ۱۳۸، زہر الآداب ۱۳۳، تحف العقول ص ۱۱۱، امالی مجلس ۷۷، خصال صدوق ۲ ص ۱۲۴، عیون اخبار الرضا ۲ ص ۵۵، تذکرۃ النواص ص ۹۳

صادر حکمت ۱۳۹، غرر الحکم ص ۱۵۲، ربيع الابرار

صادر حکمت ۱۴۰، قصار الحکم

صادر حکمت ۱۴۱، تحف العقول ص ۱۱۱، امالی صدوق مجلس ۷۷، عیون اخبار الرضا ۲ ص ۵۵، خصال صدوق ۲ ص ۱۲۴، البیان والتبیین ص ۱۳۲، ادب الکتاب ص ۱۱۱

صادر حکمت ۱۴۲، قصار الحکم

صادر حکمت ۱۴۳، خصال صدوق ۲ ص ۱۵۶، تحف العقول ص ۱۱۱

صادر حکمت ۱۴۴، خصال صدوق ۲ ص ۱۲۴، تحف العقول ص ۲۱۱

مصیبت

۳۵

نہ ہو گا اور

شکر کرنے

یا

سے دعا کر

خدا سے آ

ش

میں ارشاد

ہیں جن کہ

۶

بدن کی آ

۷

۸

۱

۰

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

۱

مصیبت کے موقع پر۔ اس کی غیبت میں۔ اور مرنے کے بعد

۱۳۵۔ جسے چار چیزیں دیدی گئیں وہ چار سے محروم نہیں رہ سکتا ہے۔ جسے دعا کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا اور جسے توبہ کی توفیق حاصل ہوگئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا۔ استغفار حاصل کرنے والا مغفرت سے محروم نہ ہوگا اور شکر کرنے والا اضافہ سے محروم نہ ہوگا۔

سید رضیؒ۔ اس ارشاد گرامی کی تصدیق آیات قرآنی سے ہوتی ہے کہ پروردگار نے دعا کے بارے میں فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور استغفار کے بارے میں فرمایا ہے جو برائی کرنے کے بعد یا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے بعد خدا سے توبہ کر لے گا وہ اسے غفور و رحیم پائے گا۔

شکر کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "اگر تم شکر یہ ادا کرو گے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے" اور توبہ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "توبہ ان لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی بنا پر گناہ کرتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی توبہ کو اللہ قبول کر لیتا ہے اور وہ ہر ایک کی نیت سے باخبر بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔"

۱۳۶۔ ناز ہر تہی کے لئے وسیلہ تقرب ہے اور حج ہر کردار کے لئے جہاد ہے۔ ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ بہترین برتاؤ ہے۔

۱۳۷۔ روزی کے نزول کا انتظام صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔

۱۳۸۔ جسے معاوضہ کا یقین ہوتا ہے وہ عطار میں دریادلی سے کام لیتا ہے۔

۱۳۹۔ خدائی ارادہ کا نزول بقدر خرچ ہوتا ہے (ذخیرہ اندوزی اور فضول خرچی کے لئے نہیں)

۱۴۰۔ جو میانہ روی سے کام لے گا وہ محتاج نہ ہوگا۔

۱۴۱۔ متعلقین کی کئی کئی طرح کی آسودگی ہے۔

۱۴۲۔ میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

۱۴۳۔ ہم و غم خود بھی آدھا بڑھا پاتا ہے۔

۱۴۴۔ صبر بقدر مصیبت نازل ہوتا ہے اور جس نے مصیبت کے موقع پر ران پر ہاتھ مارا۔ گویا کہ

لے اس بہترین برتاؤ میں اطاعت، عفت، تدبیر منزل، قناعت، عدم مطالبات، غیرت و حیا اور طلب رضا جیسی تمام چیزیں شامل ہیں جن کے بغیر ازدواجی زندگی خوشگوار نہیں ہو سکتی ہے اور دن بھر رحمت برداشت کر کے نفقہ فراہم کرنے والا شوہر آسودہ و مطمئن نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تنظیم حیات ایک عقلی فریضہ ہے اور ہر مسئلہ کو صرف توکل بخدا کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اسلام نے ازدواج، کثرت نسل پر زور دیا ہے۔ لیکن دامن دیکھ کر پیر پھیلانے کا شعور بھی دیا ہے لہذا انسان کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے درمیان سے راستہ نکالے اور اس امر کے لئے آمادہ رہے کہ کثرت متعلقین سے پریشانی ضرور پیدا ہوگی اور پھر پریشانی کی شکایت اور فریاد نہ کرے۔

حیث - برباد ہو گیا

آگین سن - ہوشیار افراد

سوسوا - حفاظت کرو

جبان - قبرستان

اصحر - صحرا میں پہنچ گئے

صعداء - لمبی سانس

اوعیہ - حج و عمارت

اوعی - زیادہ محفوظ کرنے والا

ربانی - عارت خدا

ہمچ - احسن

رعاع - بے ارزش

ناعق - شور مچانے والا

یزکو - بڑھتا ہے

وشیق - مستحکم

رکن - ستون

نفقہ - خرچ

صنیع - اثرات

احدوثہ - ذکر

طَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبِهِ حَيْثُ عَمَلَهُ

۱۴۵

و قال ﴿﴾

كَمْ مِنْ صَانِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالْطَّمَأُ
وَكَمْ مِنْ قَانِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا الشَّهَرُ وَالسَّعَاءُ
حَبْدًا نَزْمُ الْأَكْيَاسِ وَإِفْطَارُهُمْ

۱۴۶

و قال ﴿﴾

سُورُوا إِيمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَحَصَّنُوا أَنْفُسَكُمْ بِالزَّكَاةِ
وَادْقَسُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ

۱۴۷

و من كلامه ﴿﴾ لكيل بن زياد النخعي

قال كميل بن زياد: أخذ بيدي أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام فأخرجني
إلى الجبان فلما أصحرت نفوس الصعداء، ثم قال:

يَا كَمِيلُ بِنَ زِيَادٍ، إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبُ أَوْعِيَةٌ، فَخَيَّرْهَا أَوْعَاءًا،
فَأَحْفَظْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ:

الْأَنَاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ وَمُتَعَلِّمٌ عَلَى سَبِيلِ نَجَاةٍ،
وَهَاجِرٌ رُعَاعٍ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ، لَمْ
يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ وَلَمْ يَلْجَأُوا إِلَى رُكْنٍ وَثِيقٍ.

يَا كَمِيلُ، الْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ، الْعِلْمُ يَخْرُسُكَ وَأَنْتَ
تَخْرُسُ الْمَالَ وَالْمَالُ تُنْقِصُهُ الثَّقَفَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُو عَلَى
الْإِتْقَانِ، وَصَنِيعُ الْمَالِ يَزُولُ بِزَوَالِهِ.

يَا كَمِيلُ بِنَ زِيَادٍ، مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِينٌ يُدَانُ بِهِ، يُوْ
يَكْسِبُ الْإِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِي حَيَاتِهِ وَجَمِيلُ الْأَخْدُودَةِ
بَسْفَدَ وَقَاتِهِ، وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ.

اپنے عمل اور

۱۴۵

جن میں اپنے آ

ہے۔

۴۶

مال دو۔

کیا

۱۔

اب تم مجھ

کا وہ گروہ

مستحکم ستون

۱۔

مال خرچ

کے ساتھ

۱

کرتا ہے

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

مصادر حکمت ۱۳۵، تاریخ اصغیان ابو نعیم ۲۲۵، توت القلوب

مصادر حکمت ۱۳۶، تحف العقول مشک، خصال ۲، ۱۶۲

مصادر حکمت ۱۳۷، العقد الفريد ۲۶۵، تاریخ ابن واضح ۲، تحف العقول ۱۶۹، خصال ۲۵۵، اکمال الدین ۱۶۹، بیون الاخبار ۲۲۵، الحسن والمساوی ۲۵۴، تاریخ بغداد ۶، تفسیر رازی ۲، ۱۹۱، مختصر ابن عبد البر ۱۹۱

اپنے عمل اور اجر کو برباد کر دیا (ہر صبر ہے ہنگامہ نہیں ہے۔ لیکن یہ سب اپنی ذاتی مصیبت کے لئے ہے)۔

۱۴۵۔ کتنے روزہ دار ہیں جنہیں روزہ سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں حاصل ہوتا ہے اور کتنے عابد شب زندہ دار ہیں جنہیں اپنے قیام سے شب بیداری اور مشقت کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہوشمند انسان کا سونا اور کھانا بھی قابلِ تعریف ہوتا ہے۔

۱۴۶۔ اپنے ایمان کی نگہداشت صدقہ سے کر دے اور اپنے اموال کی حفاظت زکوٰۃ سے کر دے۔ بلاؤں کے تلاطم کو دعاؤں سے طال دے۔

۱۴۷۔ آپ کا ارشاد گرامی جناب کیل بن زیاد نخعی سے

کیل کہتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ میرا ہاتھ پکڑ کر قبرستان کی طرف لے گئے اور جب آبادی سے باہر نکل گئے تو ایک لمبی آہ کھینچ کر فرمایا: اے کیل بن زیاد! دیکھو یہ دل ایک طرح کے ظوف ہیں لہذا سب سے بہتر وہ دل ہے جو سب سے زیادہ حکمتوں کو محفوظ کر سکے۔ اب تم مجھ سے ان باتوں کو محفوظ کر لو۔ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: خدا رسیدہ عالم۔ راہ نجات پر چلنے والا طالب علم اور عوام الناس کا وہ گروہ جو ہر آواز کے پیچھے چل پڑتا ہے اور ہر ہوا کے ساتھ لہرانے لگتا ہے۔ اس نے نہ فود کی روشنی حاصل کی ہے اور نہ کسی مستحکم ستون کا سہارا لیا ہے۔ اے کیل! دیکھو علم مال سے بہر حال بہتر ہوتا ہے کہ علم خود تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ پھر مال کے نتائج و اثرات بھی اس کے فنا ہونے کے ساتھ ہی فنا ہو جاتے ہیں۔

اے کیل بن زیاد! علم کی معرفت ایک دین ہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ انسان زندگی میں اطاعت حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد ذکرِ جمیل فراہم کرتا ہے۔ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم ہوتا ہے۔

۱۴۸۔ مقصد یہ ہے کہ انسان عبادت کو بطور رسم و عادت انجام نہ دے بلکہ جذبہ اطاعت و بندگی کے تحت انجام دے تاکہ واقعاً بندہ پروردگار کہے جانے کے قابل ہو جائے ورنہ شعورِ بندگی سے الگ ہو جانے کے بعد بندگی بے ارزش ہو کر رہ جاتی ہے۔

۱۴۹۔ صدقہ اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو وعدہ الہی پر اعتبار ہے اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کی راہ میں دے دیا ہے وہ ضائع ہونے والا نہیں ہے بلکہ دس گنا۔ سو گنا۔ ہزار گنا ہو کر واپس آنے والا ہے اور یہی کمال ایمان کی علامت ہے۔

۱۵۰۔ علم و مال کے مراتب کے بارے میں یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ مال کی پیداوار بھی علم کا نتیجہ ہوتی ہے ورنہ ریگستانی علاقوں میں ہزاروں سال سے پٹرول کے خزانے موجود تھے اور انسان ان سے بالکل بے خبر تھا۔ اس کے بعد جیسے ہی علم نے میدان انکشافات میں قدم رکھا، بوسوں کے فقیر امیر ہو گئے اور صدیوں کے فاقہ کش صاحب مال و دولت شمار ہونے لگے۔

حلہ - حاملان علم
لقین - سرچ الفہم
آخا - جواب

منہوم - گرسہ
سلس القیاد - جس کی گام ڈھیل
مغرّم - عاشق

ادّخار - ذخیرہ اندوزی

انعام - چچا

سائے - چرنے والے

مغرّم - گمشدہ

استلّاوا - زم خیال کی

استقور - دشوار شمار کی

مشرقت - راحت پسند

۱۔ آپ اس درد دل کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس دور میں قی حاملان علم کا فقدان ہے اور جاہل علم پائے جاتے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ بعض افراد قابل اعتماد نہیں ہیں کہ دین کو حصول دنیا کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں

۲۔ بعض لوگ حاملان حق کے تابع تو ہیں لیکن ان میں بصیرت نہیں پائی جاتی ہے اور کسی وقت بھی شک و شبہ کا شکار ہو سکتے ہیں

۳۔ بعض لوگ لذتوں میں غرق ہیں اور اپنی نگاہ کو خواہشات کے ہاتھوں میں دیر یا ہے

۴۔ بعض لوگوں کا کام صرف ال جمع کرنا اور میٹھا ہے۔ انھیں دین کے تحفظ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور یہ صرف وہ جانور ہیں جن کا کام صرف کھانے پینے کا ہے۔

يَا كَمِيلُ هَلَكَ خُرَّانُ الْأَسْوَالِ وَهُمْ أَحْيَاءُ وَالْعُلَمَاءُ بِأَقْوَنَ مَا
بَقِيَ الذَّمُّرُ: أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَأَسْأَلُهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ هَا
إِنَّ هَا هُنَا لَعِلْمًا جَمًّا (وَأَسْأَلُ يَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ) لَوْ أَصْبَحْتُ لَمْ حَمَلَةً
بَلَى أَصْلَحْتُ لِقِيَا غَيْرِ مَأْمُونٍ عَلَيْهِ، مُسْتَعِيلًا آلَةَ الدِّينِ لِلدُّنْيَا،
وَمُسْتَظْهِرًا بِسَمِّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَيُحْجِجُهُ عَلَى أَوْلِيَانِهِ،
أَوْ مُنْقَادًا لِمَسَلَّةِ الْحَقِّ، لَا بِصِيرَةٍ لَهُ فِي أَحْسَانِهِ، يَنْقُوحُ الشُّكُّ فِي
قَلْبِهِ لِأَوَّلِ عَارِضٍ مِنْ شُبُهَةٍ. أَلَا ذَا وَلَا ذَاكَ! أَوْ مَنُومًا بِالذُّنُوبِ
سَلِسِ الْقِيَادِ لِلشُّهُورِ، أَوْ مُغْرَمًا بِالْجَنِّعِ وَالْإِدْخَارِ، لَيْسَا مِنْ رُغَاةِ
الدِّينِ فِي شَيْءٍ، أَقْرَبُ شَيْءٍ شَبَهًا بِمَا الْأَنْعَامُ السَّائِقَةُ كَذَلِكَ
يَمُوتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَايِلِهِ.

اللَّهُمَّ بَلَى! لَا تَغْلُو الْأَرْضَ مِنْ قَانِمٍ لِلَّهِ بِحُجَّةٍ، إِثْمًا ظَاهِرًا مَشْهُورًا،
وَإِثْمًا خَائِفًا (حَافِيًا) مَغْمُورًا، لَسَلَّا تَبْطُلُ حُجَجُ اللَّهِ وَبَيِّنَاتُهُ. وَكَمْ ذَا
وَإِنْ أُولَئِكَ؟ أُولَئِكَ وَاللَّهِ الْأَقْلُونَ عَدَدًا، وَالْأَعْظَمُونَ عِنْدَ اللَّهِ قَدْرًا،
يَحْفَظُ اللَّهُ بِهِمْ حُجَجَهُ وَبَيِّنَاتِهِ، حَتَّى يُودِعُوها نَظَرًا هُمْ، وَيَزْعُمُوها
فِي قُلُوبِ أَشْبَاهِهِمْ. هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلَى حَقِيقَةِ الْبَصِيرَةِ، وَبَاسْتَرُوا
رُوحَ الْيَقِينِ، وَاسْتَلْأَتُوا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُرْفُوقُونَ، وَأَنَسُوا بِمَا اسْتَوْحَشَ
مِنْهُ الْجَاهِلُونَ، وَصَحِبُوا الدُّنْيَا بِأَبْدَانِ أَرْوَاحِهَا مُعَلَّقَةً بِالْمَعْلُومِ
الْأَعْلَى: أُولَئِكَ خُلُقَاءُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ، وَالدُّعَاءُ إِلَى دِينِهِ. أَوْ أَوْ
شَوْقًا إِلَى رُؤْيَيْهِمْ! انْصَرَفَ يَا كَمِيلُ إِذَا شِئْتَ.

نظروں۔

والے لڑ

اور اللہ کا

اطاعت

کئے دے۔

کر دینے،

ان سے

یا

ہو یا خا

کے عرو

اپنے ہی

یہ یقین کی

ان چیزوں

ملا دے علی

اشتقاق۔

کہ

لے میٹھا

ہرگز نہیں

کا کوئی ما

منظر عام

کیل۔ دیکھو مال کا ذخیرہ کرنے والے جیسے جی ہلاک ہو گئے اور صاحبانِ علم زمانہ کی بقا کے ساتھ رہنے والے ہیں۔ ان کے اجسام نفروں سے اور جھل ہو گئے ہیں لیکن ان کی صورتیں دلوں پر نقش ہیں۔ دیکھو اس سینہ میں علم کا ایک خزانہ ہے۔ کاش مجھے اس کے اٹھانے والے مل جاتے۔ ہاں لے بھی لے بعض ایسے ذہین جو قابلِ اعتبار نہیں ہیں اور دین کو دنیا کا آلہ کار بنا کر استعمال کرنے والے ہیں اور ان کی نعمتوں کے ذریعہ اس کے بندوں اور اس کی محبتوں کے ذریعہ اس کے اولیاء پر برتری جتانے والے ہیں یا حاملانِ حق کے اطاعت گزار تو ہیں لیکن ان کے پہلوؤں میں بصیرت نہیں ہے اور ادنیٰ شبہ میں بھی شک کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ نہ یہ کام آنے والے ہیں اور نہ وہ۔ اس کے بعد ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو لذتوں کے دلدادہ اور خواہشات کے لئے اپنی لگام ڈھیلی کر دینے والے ہیں یا صرف مال جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے کے دلدادہ ہیں۔ یہ دونوں بھی دین کے قطعاً محافظ نہیں ہیں اور ان سے قریب ترین شباهت رکھنے والے چرنے والے جانور ہوتے ہیں اور اس طرح علم حاملانِ علم کے ساتھ مر جاتا ہے۔

لیکن۔ اس کے بعد بھی زمین ایسے شخص سے خالی نہیں ہوتی ہے جو حجتِ خدا کے ساتھ قیام کرتا ہے چاہے وہ ظاہر اور مشہور ہو یا خائف اور پوشیدہ۔ تاکہ پروردگار کی دلیلیں اور اس کی نشانیاں مٹنے نہ پائیں۔ لیکن یہ ہیں ہی کتنے اور کہاں ہیں؟ واللہ ان کے عدد بہت کم ہیں لیکن ان کی قدر و منزلت بہت عظیم ہے۔ اللہ انھیں کے ذریعہ اپنے دلائل و بینات کی حفاظت کرتا ہے تاکہ یہ اپنے ہی جیسے افراد کے حوالے کر دیں اور اپنے امثال کے دلوں میں بویں۔ انھیں علم نے بصیرت کی حقیقت تک پہنچا دیا ہے اور یہ یقین کی روح کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔ انھوں نے ان چیزوں کو آسان بنا لیا ہے جنہیں راحت پسندوں نے مشکل بنا رکھا تھا اور ان چیزوں سے انس حاصل کیا ہے جن سے جاہل و خست زدہ تھے اور اس دنیا میں ان اجسام کے ساتھ رہے ہیں جن کی رو میں ملار اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی روئے زمین پر اللہ کے خلیفہ اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے مجھ ان کے دیدار کا کتنی اشتیاق ہے۔!

کیل! (میری بات تمام ہو چکی) اب تم جا سکتے ہو۔

لے یہ صحیح ہے کہ ہر صفت اس کے حامل کے فوت ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے اور علم بھی حاملانِ علم کی موت سے مر جاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس دنیا میں کوئی دور ایسا بھی آتا ہے جب تمام اہل علم مر جائیں اور علم کا فقدان ہو جائے۔ اس لئے کہ ایسا ہو گیا تو تمام حجت کا کوئی راستہ نہ رہ جائے گا اور تمام حجت بہر حال ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے لہذا ہر دور میں ایک حجت خدا کا رہنا ضروری ہے چاہے ظاہر و باطن نظر عام پر ہو یا پردہ غیبت میں ہو کہ تمام حجت کے لئے اس کا وجود ہی کافی ہے۔ اس کے ظہور کی شرط نہیں ہے۔

۱۴۸

و قال ﴿۱۴۸﴾:

الْمَرْءُ عَذْبُوهُ يَحْتَلِسَانِي

۱۴۹

و قال ﴿۱۴۹﴾:

هَلْ لَكَ انْزُورُ لَمْ يَفْرِفْ قَدْرَهُ

۱۵۰

و قال ﴿۱۵۰﴾:

لرجل سأله أن يعظه: لا تكن ممن يزجو الآخرة بغير العقل،
و يُرجي الثوبة بطول الأمل، يقول في الدنيا يقول الزاهدين،
و يفعل فيها بفعل الراغبين، إن أعطي منها لم يشبع، وإن
منع منها لم يفتق، يفرج عن شكر ما أوتي، و يبغي الزيادة
فيما بقي، ينهي ولا يستهي، و يأمر بما لا يأتي، يحب الصالحين
و لا يفعل عملهم، و يفيض المذنبين و هو أحدكم، يكثر الموت
لكثرة ذنوبه، و يقيم على ما يكثر الموت من أجله، إن سبق
ظل نادماً، و إن صاح أمين لاهياً، ينجب ينقيه إذا عوفي، و يسط
إذا ابتلي، إن أصابه بلاء دعا مضطراً، و إن ناله رخاء أعرض
مفتراً، تغلبه نفسه على ما يظن، و لا يغلبها على ما يستحق،
يخاف على غيره بأدنى من ذنبه، و يزجو لنفيه بأكثر من عمله،
إن اشتغى بطر و فتن، و إن افتقر قسط و ومن، يقصر إذا عمل
و يتألم إذا سأل، إن عرشت له شهوة أشلفت المصيبة، و سوف الثوبة،
و إن عرثته مخنة انفرج عن شرائط الملة، يصف العبرة و لا يغتبر،
و يتألم في الموعظة و لا يستعظ، فهو بالقول مدلل، و من العقل مقل،
يتألم فيما يستحق، و يساج فيما ينبغي، يرى الغنم مغرمًا، و الغنم

محبوب - پوشیده
یرجی - تاخیر کرتا ہے
یقیم - پابندی کرتا ہے
سقیم - بیمار ہو گیا
یشتیقن - یقین کرتا ہے
بطر - مغرور ہو گیا
قسط - مایوس ہو گیا
دہن - کمزور ہو گیا
اشلفت - آگے بڑھا دیا
سوف - پیچھے ڈال دیا
مجنون - مشقت
انفرج - الگ ہو گیا
شرائط الملة - صبر و ثبات
مدل - غلبہ حاصل کرنے والا
غنم - فائدہ
مغرم - نقصان

۸

۹

۱۰

ایمروں کا

ہوتے ہیں

ہیں۔ لوگو

کرتے ہیں

کی بنا پر

پریشان

اور آزا

ہے تو فر

دوسروں

ہو جاتے ہیں

اور سوال

ہو جاتی ہے

میں بالذ

فنا ہونے

سمجھتے ہیں

لے مولانا

قائدین تو

لکھ رہے

مصادر و مکتوبات ۱۳۸۵، المالی طوسی ۲، حشاش، خصال صدوق ۱۳۶، الطراز السید الیما ۱۳۶، المالی صدوق مجلس ۶۵، بحیرون اخبار الز
۲، المانی المتحررہ جاحظ
مصادر و مکتوبات ۱۳۹، من لا یحضرہ الفقیہ ۲۴۸، تصارح الحکم
مصادر و مکتوبات ۱۵۰، تحف العقول ۱۵۰، البیان والتبیین ۱۵۰، الصنائع عسکری ۲۳۳، الفاضل مرید ۹۵، العقد الفرید ۳
جمہور الاشغال ۲۴۲، زہر الادب ۳۹، دستور معالم الدین ۵۴، تذکرۃ الخواص ۱۲۳، کثر الاعمال متقی، ۱۵۰
عین الادب والسیاست ابن ہرذل منہ ۲، المجالس مفیدہ ۱۹۵، اختصا ص مفیدہ ۱۵۶، المالی طوسی ۱۵۱

۱۴۸۔ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے۔

۱۴۹۔ جس شخص نے اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا وہ ہلاک ہو گیا۔

۱۵۰۔ ایک شخص نے آپ سے موعظہ کا تقاضا کیا تو فرمایا "ان لوگوں میں نہ ہو جانا جو عمل کے بغیر آخرت کی امید رکھتے ہیں اور طولانی امیدوں کی بنا پر توبہ کو ٹال دیتے ہیں۔ دنیا میں باتیں زاہروں جیسی کرتے ہیں اور کام رائیوں جیسا انجام دیتے ہیں۔ کچھ مل جاتا ہے تو سیر نہیں ہوتے ہیں اور نہیں محتاجے تو قناعت نہیں کرتے ہیں۔ جو دے دیا گیا ہے اس کے شکریہ سے عاجز ہیں لیکن مستقبل میں زیادہ کے طلبگار ضرور ہیں۔ لوگوں کو منع کرتے ہیں لیکن خود نہیں رکھتے ہیں۔ اور ان چیزوں کا حکم دیتے ہیں جو خود نہیں کرتے ہیں۔ نیک کرداروں سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کا جیسا عمل نہیں کرتے ہیں اور گناہگاروں سے بیزار رہتے ہیں لیکن خود بھی انہیں میں سے ہوتے ہیں۔ گناہوں کی کثرت کی بنا پر موت کو ناپسند کرتے ہیں اور پھر ایسے ہی اعمال پر قائم بھی رہتے ہیں جن سے موت ناگوار ہو جاتی ہے۔ بیمار ہوتے ہیں تو گناہوں پر پشیمان ہو جاتے ہیں اور صحت مند ہوتے ہیں تو پھر لہو و لعب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بیمار یوں سے نجات مل جاتی ہے تو اکڑنے لگتے ہیں اور آزمائش میں بڑ جاتے ہیں تو یائوس ہو جاتے ہیں۔ کوئی بلا نازل ہو جاتی ہے تو مشکل مضطر دعا کرتے ہیں اور سہولت و آسانی فراموش جاتی ہے تو فریب خوردہ ہو کر منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا نفس انہیں خیالی باتوں پر آمادہ کر لیتا ہے لیکن وہ یقین باتوں میں اس پر قابو نہیں پاسکتے ہیں دوسروں کے بارے میں اپنے سے چھوٹے گناہ سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں اور اپنے لئے اعمال سے زیادہ جزا کے امیدوار رہتے ہیں بالدار ہو جاتے ہیں تو مغرور و مبتلائے فتنہ ہو جاتے ہیں اور غربت زدہ ہو جاتے ہیں تو یائوس اور شست ہو جاتے ہیں۔ عمل میں کوتاہی کرتے ہیں اور سوال میں مبالغہ کرتے ہیں خواہش نفس سامنے آجاتی ہے تو معصیت فوراً کر لیتے ہیں اور توبہ کو ٹال دیتے ہیں۔ کوئی مصیبت لاحق ہو جاتی ہے تو اسلامی جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ عبرت ناک واقعات بیان کرتے ہیں لیکن خود عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔ عظمیٰ میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں لیکن خود نصیحت نہیں حاصل کرتے ہیں۔ قول میں ہمیشہ اونچے رہتے ہیں اور عمل میں ہمیشہ کمزور رہتے ہیں۔ فنا ہونے والی چیزوں میں مقابلہ کرتے ہیں اور باقی رہ جانے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ واقعی فائدہ کو نقصان سمجھتے ہیں اور حقیقی نقصان کو فائدہ تصور کرتے ہیں۔

مولائے کائنات کے اس ارشاد گرامی کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اگر دور حاضر کے مومنین کرام و اعلیٰین محرم خطبہ شعلہ نوا شعرا و طوفان افزا۔ سربراہان ملت اندین قوم کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے دور کے حالات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں اور ہمارے سامنے کردار کا ایک آئینہ کھڑے ہیں جس میں ہر شخص اپنی شکل دیکھ سکتا ہے اور اپنے حال زار سے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ !

قوت - وقت نکل جانا
اغتنصموا - تحفظ کرو
ذمم - عہد
اوتاد - سیخ

مَعْتَمًا، يَخْشَى الْمَوْتَ، وَلَا يُبَادِرُ الْمَوْتَ؛ يَسْتَغْثِمُ مِنْ مَغْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا
يَسْتَقِيلُ أَكْثَرُ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَيَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا يَخْشَاهُ مِنْ طَاعَةِ
غَيْرِهِ، فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ، وَلِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ؛ اللَّهُو (اللغو) مَعَ الْأَعْيَانِ
أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ، يَخْشَى عَلَى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ، وَلَا يَخْشَى
عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ؛ يُرْشِدُ غَيْرَهُ وَيُغْوِي نَفْسَهُ، فَهُوَ يُطَاعُ وَيَغْصَى، وَيَسْتَوْفِي
وَلَا يُوفِي، وَيَخْشَى الْخَلْقَ فِي غَيْرِ رَبِّهِ وَلَا يَخْشَى رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ.

قال الرضی: ولو لم يكن في هذا الكتاب إلا هذا الكلام لكان به موعظة ناجعة، و
حكمة بالغة، و بصيرة لمصر، و عبرة لناظر مفكر.

۱۵۱

و قال ﴿ ۱۵۱ 》:

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةُ خُلُوهُ أَوْ مُرَّةٌ.

۱۵۲

و قال ﴿ ۱۵۲ 》:

لِكُلِّ مُقْبِلٍ إِدْبَارٌ، وَمَا أَدْبَرَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ.

۱۵۳

و قال ﴿ ۱۵۳ 》:

لَا يَسْغَدُ الصَّبُورُ الظُّفْرَ وَإِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.

۱۵۴

و قال ﴿ ۱۵۴ 》:

الرَّاضِي بِفَيْلٍ قَوْمٍ كَالدَّاهِلِ فِيهِ مَعَهُمْ، وَعَلَى كُلِّ دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ إِثْمَانٌ.
إِثْمُ الْقَعْلِ بِـ، وَإِثْمُ الرِّضَى بِـ.

۱۵۵

و قال ﴿ ۱۵۵ 》:

اغْتَصِمُوا (اسْتَعَصِمُوا) بِالذِّمِّ فِي أَوْتَادِهَا.

۱۵۱) دوسروں کو ہایت دے کر اپنے
نفس کو گمراہ کرنے کا منظر اس وقت
دیکھا جاسکتا ہے جب کوئی مقرر بہترین
تقریر کرنے کے بعد بزم احباب میں
رجز خوانی کرتا ہے یا سٹولین امر سے
زیادہ اجرت کا مطالبہ کرتا ہے اور
اپنے کردار سے اس امر کی وضاحت
کرتا ہے کہ ساری تقریر، خطابت
اور سارا موعظہ ایک کاروبار کے
علاوہ کچھ نہ تھا اور یہ انسان دین کو
دنیا کے عوض اور علم کو مال کے عوض
بیچنے کا کاروبار کر رہا ہے اور اسے
دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے

موت
میں جبر
اطاعت
کو فقیر
حق میں
ادریہ
مخلوقتا

اور ما

دہرا

لے دو

پرسرا

لا

۴

کا

مصادر حکت ۱۵۱ غرالحکم حرف لام
مصادر حکت ۱۵۲ دستور معالم الحکم مک ۱۴، غرالحکم مک ۲۵۱
مصادر حکت ۱۵۳ ربیع الابرار، الطراز فی ۲ مک ۱۴
مصادر حکت ۱۵۴ غرالحکم مک ۵۳، تحف العقول مک ۲۱۶، خصال صدوق ۱ مک ۵
مصادر حکت ۱۵۵ غرالحکم مک ۳۶
مصادر حکت ۱۵۶ دعائم الاسلام قاضی نعمان ۲ مک ۳۵۳، غرالحکم مک ۲۱۳، ارشاد مغیہ مک ۱، احتجاج طبرسی مک ۳۱۱

موت سے ڈرتے ہیں لیکن وقت نکل جانے سے پہلے عمل کی طرف بسقت نہیں کرتے ہیں۔ دوسروں کی اس معصیت کو بھی عظیم تصور کرتے ہیں جس سے بڑی معصیت کو اپنے لئے معمول تصور کرتے ہیں اور اپنی معمولی اطاعت کو بھی کثیر شمار کرتے ہیں جب کہ دوسرے کی کثیر اطاعت کو بھی حقیر ہی سمجھتے ہیں۔ لوگوں پر طعنہ زن رہتے ہیں اور اپنے معاملہ میں نرم و نازک رہتے ہیں۔ مالداروں کے ساتھ لہو و لعل کے فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر خدا سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ اپنے حق میں دوسروں کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں اور دوسروں کے حق میں اپنے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ دوسروں کو ہدایت دیتے ہیں اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ خود ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور یہ خود معصیت کرتے رہتے ہیں اپنے حق کو پورا پورا لے لیتے ہیں اور دوسروں کے حق کو ادا نہیں کرتے ہیں۔ پردہ دگار کو چھوڑ کر مخلوقات سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں پردہ دگار سے خوفزدہ نہیں ہوتے ہیں۔

سید رضیؒ۔ اگر اس کتاب میں اس کلام کے علاوہ کوئی دوسری نصیحت نہ بھی ہوتی تو یہی کلام کامیاب و عظمت، بلیغ حکمت اور صاحبان بصیرت کی بصیرت اور صاحبان فکر و نظر کی عبرت کے لئے کافی تھا۔

۱۵۱۔ ہر شخص کا ایک انجام بہر حال ہونے والا ہے چاہے شیریں ہو یا تلخ۔

۱۵۲۔ ہر آنے والا پلٹنے والا ہے اور جو پلٹ جاتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے تھا ہی نہیں۔

۱۵۳۔ صبر کرنے والا کامیابی سے محروم نہیں ہو سکتا ہے چاہے کتنا ہی زمانہ کیوں نہ لگ جائے۔

۱۵۴۔ کسی قوم کے عمل سے راضی ہو جانے والا بھی اسی کے ساتھ شمار کیا جائے گا اور جو کسی باطل میں داخل ہو جائے گا اُس پر دُہرا گناہ ہوگا۔ عمل کا بھی گناہ اور راضی ہونے کا بھی گناہ۔

۱۵۵۔ عہد و پیمان کی ذمہ داری ان کے حوالہ کر دو جو سخنوں کی طرح مستحکم اور مضبوط ہوں۔

لے دو برہمہ حاضر کا عظیم ترین معیار زندگی یہی ہے اور ہر شخص ایسی ہی زندگی کے لئے بچپن نظر آتا ہے۔ کافی ہاؤس، ٹائٹ کلب اور دیگر لغویات کے مقامات پر سرمایہ داروں کی مصاحبت کے لئے ہر متوسط طبقہ کا آدمی مراء جا رہا ہے اور کسی کو یہ شوق نہیں پیدا ہوتا ہے کہ چند لمحہ خانہ خدا میں بیٹھ کر فقیروں کے ساتھ مالک کی بارگاہ میں مناجات کرے اور یہ احساس کرے کہ اس کی بارگاہ میں سب فقیروں اور یہ دولت و امارت صرف چند روزہ تماشہ ہے ورنہ انسان خالی ہاتھ آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جانے والا ہے۔ دولت عاقبت بنانے کا ذریعہ تھی اگر اسے بھی عاقبت کی بربادی کی راہ پر لگا دیا تو آخرت میں حسرت و افسوس کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔ !

ان انصرتم۔ اگر دیکھ سکو
استاثر۔ جانبداری کرنے لگتا ہے
خیرہ۔ اختیار

۱۷) کہا جاتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ایک قانون کے ساتھ جا رہے تھے اور راستہ میں ایک صحابی سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے فوراً فرمایا کہ یہ میری زوجہ ہے۔ صحابی نے عرض کی کہ حضور کیا آپ کے بارے میں بھی بدگمانی ہو سکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ شیطان انسان کے رنگ و پے میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے اور وہ کسی وقت بھی کسی شخص کو بھی گمراہ کر سکتا ہے لہذا امیرِ فرض ہے کہ بدگمانی سے پہلے صورتِ حال کی وضاحت کر دوں تاکہ بدگمانی کی ذمہ داری میری نگرہ نہ پڑے ہو

۲۷) یہ صورت حال کی وضاحت
اور اس پر تنبیہ ہے کہ انسان کو ایسا
ہنسی کرنا چاہئے۔ اس کا یہ مطلب
ہرگز نہیں ہے کہ ملکیت و اقتدار
ہی کوئی غلط کام ہے۔ ملکیت الگ ایک
چیز ہے اور انانیت الگ ایک مسئلہ ہے

مصادر حلیت ۱۵۴ خطبہ نمبر ۱

مصادركت ١٥٨، اسرار الحكماء قوت مسد ٥٦، ربيع الابرار، الفرد والعزم ٢٨٣، روض الاخبار ص ٢٤
 مصادركت ١٥٩، الى صدوق ص ١٨٣، تحف العقول ص ٢٢، اخلاص مفيد ص ٢٢٦، روضة الكافي
 مصادركت ١٦٠، غرر الحكم ص ٢٦٣، تحف العقول ص ٢، مجمع الاشغال ص ٢٢٤
 مصادركت ١٦١، غرر الحكم ص ٢٦٦، ربيع الابرار باب العقل والغفلة
 مصادركت ١٦٢، مشكاة الانوار ص ٢٩١، قصار الحكم
 مصادركت ١٦٣، تحف العقول ص ٢١٣، خصال صدوق ص ٢٢٢، تفسير عياشي، بحار الانوار ص ٢، ص ٢٥، ربيع الابرار
 مصادركت ١٦٤، غرر الحكم ص ١٩٦
 مصادركت ١٦٥، عيون البحار الرضا ص ٢٣٣، صحيفة الرضا ص ٢٢، مروج الذهب ص ١١٥، نهاية ابن اثير طوع

و قال ﴿عَلَيْكُمْ﴾ :

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعْذِرُونَ بِجَهَالَتِهِ.

وقال ﴿الله﴾ :

قَدْ بُعِثَ رُسُلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَكَذَّبْتُمْ بِهِمْ، أَنْ هُمْ أَنْتُمْ مُنْذَرُونَ.

وقال ﴿٥٥﴾:

عَايِبْ أَخْسَاكَ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَارْزُقْ شَرَّهُ بِالْإِنْعَامِ عَلَيْهِ.

وقال ﴿الله﴾ :

مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهْمَةِ فَلَا يَلُومَنَّ مَنْ أَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ.

وَقَالَ ﴿ٱلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَارِهُونَ﴾ :

مَنْ مَلَكَ اسْتَأْثَرَ.

وقال ﴿٥٥﴾:

مَنْ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُوبِهَا.

وقال ﴿عَلَى﴾ :

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتْ الْحَيْرَةُ بِيَدِهِ.

وقال ﴿﴾:

الفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَكْبَرُ (الأحمر).

وقال ﴿﴾:

مَنْ قَضَىٰ حَقَّ مَنْ لَا يَقْضِي حَقَّهُ فَقَدْ عَبْدَهُ.

قال ﴿الْبَلَاءُ﴾ :

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

1-104

1-142

ہے اور اگر سُن

-158

-109

2-14.

7-141

-142

-144

145

.140

کھلی ہوئی

ہے تو کوئی بات

فحیت کرے ا

۱۰۰ عجیب و غریب

محکم کی بنا پر بدگما

۴۸۷

۲۱ مقصد

نہیں کرتا۔

ہیں رہتا۔

- ۱۵۶۔ اس کی اطاعت ضرور کرو جس سے ناواقفیت قابل معافی نہیں ہے۔ (یعنی خدائی منصب دار)
- ۱۵۷۔ اگر تم بصیرت رکھتے ہو تو تمہیں حقائق دکھلائے جا چکے ہیں اور اگر ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ہدایت دی جا چکی ہے اور اگر سنا چاہتے ہو تو تمہیں پیغام سنایا جا چکا ہے۔
- ۱۵۸۔ اپنے بھائی کو تنبیہ کرو تو احسان کرنے کے بعد اور اس کے شر کا جواب دو تو لطف و کرم کے ذریعہ۔
- ۱۵۹۔ جس نے اپنے نفس کو تہمت کے مواقع پر رکھ دیا۔ اسے کسی بدظنی کرنے والے کو ملامت کرنے کا حق نہیں ہے۔
- ۱۶۰۔ جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے وہ جانبداری کرنے لگتا ہے (۱۶۰)
- ۱۶۱۔ جو خود رائی سے کام لے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔
- ۱۶۲۔ جو اپنے راز کو پوشیدہ رکھے گا اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔
- ۱۶۳۔ فقری سب سے بڑی موت ہے۔
- ۱۶۴۔ جو کسی ایسے شخص کا حق ادا کر دے جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو گویا اس نے اس کی پرستش کر لی ہے۔
- ۱۶۵۔ خالق کی معصیت کے ذریعہ مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی ہے۔

لے لکھی ہوئی بات ہے کہ انسان اگر صرف تنبیہ کرتا ہے اور کام نہیں کرتا ہے تو اس کی تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے کہ دوسرا شخص پہلے ہی بدظن ہو جاتا ہے تو کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور نصیحت بیکار چلی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف اگر پہلے احسان کر کے دل میں جگہ بنالے اور اس کے بعد نصیحت کرے تو یقیناً نصیحت کا اثر ہو گا اور بات ضائع و برباد نہ ہوگی۔

۱۶۷۔ عجیب و غریب بات ہے کہ انسان ان لوگوں سے فوراً بیزار ہو جاتا ہے جو اس سے بدگمانی رکھتے ہیں لیکن ان حالات سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتا ہے بلکہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے جب کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے بدظنی کے مقامات سے اجتناب کرے اور اس کے بعد ان لوگوں سے ناراضگی کا اظہار کرے جو بلا سبب بدظنی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۱۶۸۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کے عمل کی کوئی بنیاد ہوئی چاہئے اور میزان و معیار کے بغیر کسی عمل کو انجام نہیں دینا چاہئے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا ہے اور وہ اس کے حقوق کو ادا کئے جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کو اس کا بندہ ہے دام تصور کرتا ہے اور اس کی پرستش کئے چلا جا رہا ہے۔

از دیاد - زیادتی

اصطحاب - ساتھ

اصد - تیز کیا

سینان - نیزہ کی انی

ہست - خوفزدہ ہو

توقی - تحفظ

(۱۱) مذہب سے بغاوت کا ایک راز

یہ بھی ہے کہ لوگ مذہب اور اس کی

تعلیمات کی عظمت سے یکسر بے خبر

ہیں اور انسانی فطرت ہے کہ انسان

جس چیز سے ناواقف ہوتا ہے

اس کی قدر دانی نہیں کر سکتا ہے۔

قدر دانی کے لئے قدر کا جاننا بنیادی

شرط ہے۔ درنہ اس کے بغیر قدانی

کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہ جاتا ہے۔

۱۶۶

و قال ﴿﴾

لَا يُصَابُ الْمَرْءُ بِسُوءِ أَخِيهِ حَتَّىٰ يَأْتِيَ بَشَارًا

۱۶۷

و قال ﴿﴾

الْإِعْجَابُ يَمْنَعُ الْإِزْوَادَ

۱۶۸

و قال ﴿﴾

الْأَنْسُ قَرِيبٌ وَالْأَصْطِحَابُ قَلِيلٌ

۱۶۹

و قال ﴿﴾

قَدْ أَضَاءَ الصُّبْحُ لِذِي عَشِيرَةٍ

۱۷۰

و قال ﴿﴾

تَرَكُ الذَّنْبُ أَهْلَهُ مِنْ طَلَبِ الْمُعُونَةِ

۱۷۱

و قال ﴿﴾

كُنْ مِنْ أَهْلِ مَنْفَعَاتِ أَكَلَاتِ

۱۷۲

و قال ﴿﴾

الْهَلَسُ أَغْدَاءُ مَا جَهِلُوا

۱۷۳

و قال ﴿﴾

مَنْ اسْتَقْبَلَ وَجْهَ الْآرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْقَطَا

۱۷۴

و قال ﴿﴾

مَنْ أَحَدَ سِنَانِ الْقَضَبِ لَمْ يَكُنْ عَلَى قَتْلِ أَيْدَاءِ (أَنْدَ) الْبَتَالِ

۱۷۵

و قال ﴿﴾

إِذَا هَبَّتْ أَسْرًا فَتَقَّ فِيهِ، فَإِنَّ شِدَّةَ تَوَقُّيهِ أَغْظَمَ رَمَا تَخَفَاتِ

مصادر حکمت ۱۶۶ المال طوسی ۲ ص ۵۵، کشف المحجۃ ابن طاووس، رسائل کلینی

مصادر حکمت ۱۶۷ غرر الحکم ص ۲۱، ریح الاربار

مصادر حکمت ۱۶۸ غرر الحکم ص ۱۳۰-۱۳۱

مصادر حکمت ۱۶۹ دستور معالم الحکم ص ۲۳، مجمع الامثال ۲ ص ۹۹، جہرۃ الامثال ۲ ص ۱۲۵

مصادر حکمت ۱۷۰ اصول کافی ۲ ص ۳۵

مصادر حکمت ۱۷۱ مطالب السؤل ابن طہر ۱ ص ۱۶۱، غرر الحکم ص ۲۳۱، النجود جاخذ ص ۱۸۸، القات للحریری، مجمع الامثال، الفخر ابن علام ص ۲۳۸

مصادر حکمت ۱۷۲ المال طوسی ۲ ص ۵۵، قصار الحکم ص ۲۳۸

مصادر حکمت ۱۷۳ تحف العقول ص ۹، روضۃ الکافی ص ۱۹، الفقیہ ص ۲۸۴، دستور معالم الحکم ص ۲۵، غرر الحکم ص ۲۸۹

مصادر حکمت ۱۷۴ ریح الاربار، غرر الحکم ص ۲۸۶، الطراز ص ۱۶۸

مصادر حکمت ۱۷۵ غرر الحکم ص ۱۳۲، الطراز ص ۱۶۸

۱۶۶- اپنا

۱۶۷- خود

۱۶۸- آخر

۱۶۹- آہ

۱۷۰- گنا

۱۷۱- اکہ

۱۷۲- لو

۱۷۳- ج

۱۷۴- جوا

۱۷۵- جر

آئی ہے۔

انسان کی ذ

دینا نہ دنیا میر

عذاب و عقا

کھلی ہوئی بات

علاج چھوڑا

میں عمل ختم کر

مسل مشہور ہے کہ

بہرہ بریز نہ کرنا

انسان کا ذ

سے آلودہ نہ

اس کا ایک

بیر دوسر

- ۱۶۶۔ اپنا حق لینے میں تاخیر کر دینا عیب نہیں ہے۔ دوسرے کے حق پر قبضہ کر لینا عیب ہے۔
 ۱۶۷۔ خود پسند شیخی زیادہ عمل سے روک دیتی ہے۔
 ۱۶۸۔ آخرت قریب ہے اور دنیا کی صحبت بہت مختصر ہے۔
 ۱۶۹۔ آنکھوں والوں کے لئے صبح روشن ہو چکی ہے۔
 ۱۷۰۔ گناہ کا نہ کرنا بعد میں مدد مانگنے سے آسان تر ہے۔
 ۱۷۱۔ اکثر اوقات ایک کھانا کئی کھانوں سے روک دیتا ہے۔
 ۱۷۲۔ لوگ ان چیزوں کے دشمن ہوتے ہیں جن سے بے خبر ہوتے ہیں (۱)
 ۱۷۳۔ جو مختلف آراء کا سامنا کرتا ہے وہ غلطی کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔
 ۱۷۴۔ جو اللہ کے لئے غضب کے سناں کو تیز کر لیتا ہے وہ باطل کے سوراخوں کے قتل پر بھی قادر ہو جاتا ہے۔
 ۱۷۵۔ جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو کہ زیادہ خوف و احتیاط خطرہ سے زیادہ خطرناک
 قی ہے۔

انسان کی ذمہ داری ہے کہ زندگی میں حقوق حاصل کرنے سے زیادہ حقوق کی ادائیگی پر توجہ دے کہ اپنے حقوق کو نظر انداز کر دینا دنیا میں باعث ملامت ہے اور نہ آخرت میں وجہ عذاب ہے لیکن دوسروں کے حقوق پر قبضہ کر لینا یقیناً باعث مذمت بھی ہے اور عذاب و عقاب بھی ہے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب تک مریض کو مرض کا احساس رہتا ہے وہ علاج کی فکر بھی کرتا ہے لیکن جس دن و دم کو صحت تصور کر لیتا ہے اس دن علاج چھوڑ دیتا ہے یہی حال خود پسندی کا ہے کہ خود پسندی کو دار کا درم ہے جس کے بعد انسان اپنی کمزوریوں سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے جسم میں عمل ختم کر دیتا ہے یا رفتار عمل کو سست بنا دیتا ہے اور یہی چیز اس کے کردار کی کمزوری کے لئے کافی ہے۔

مثلاً مشہور ہے کہ پرمیز کرنا علاج کرنے سے بہتر ہے کہ پرمیز انسان کو بیماریوں سے بچا لیتا ہے اور اس طرح اس کی فطری طاقت محفوظ رہتی ہے ان پرمیز نہ کرنے کی بنا پر اگر مرض نے حملہ کر دیا تو طاقت خود بخود کمزور ہو جاتی ہے اور پھر علاج کے بعد بھی وہ فطری حالت واپس نہیں آتی ہے

انسان کا فرض ہے کہ گناہوں کے ذریعہ نفس کے آلودہ ہونے اور توبہ کے ذریعہ اس کی تطہیر کرنے سے پہلے اس کی صحت کا خیال رکھے اور سے آلودہ نہ ہونے دے تاکہ علاج کی رحمت سے محفوظ رہے۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مشورہ کرنے والا غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے کہ اسے کسی طرح کے افکار حاصل ہو جاتے ہیں اور ہر شخص کے لیے دوسرے کی فکر کی کمزوری کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس طرح صحیح رائے اختیار کرنے میں کوئی زحمت نہیں رہ جاتی ہے۔

ثواب - معاوضہ
حصار - کاٹ دینا
کجاست - بے وجہ جھگڑا کرنا
سل - کھینچ لینا
رق - غلامی
حرّم - احتیاط

۱۷۶ و قال ﴿﴾

أَلَسْتُ الرَّبَّ سَاتِمَةً الصَّدْرِ

۱۷۷

و قال ﴿﴾

أَزْجُرُ السَّيِّئَةَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ

۱۷۸

و قال ﴿﴾

أَخْصِدِ الثَّرَى مِنْ صَدْرِ غَيْرِكَ بِقَلْبِهِ مِنْ صَدْرِكَ

۱۷۹

و قال ﴿﴾

أَلَلَّجَاجَةٌ تُسَلُّ الرَّاىِ

۱۸۰

و قال ﴿﴾

أَطْمَعُ رِقًا مُؤَبَّدًا

۱۸۱

و قال ﴿﴾

ثَمَرَةُ التَّنْفِيطِ الثَّدَامَةُ، وَ ثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلَامَةُ

۱۸۲

و قال ﴿﴾

لَا خَيْرَ فِي الصَّنِيعَةِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ

۱۸۳

و قال ﴿﴾

مَا اخْتَلَفْتُ دَعْوَتَانِ إِلَّا كَانَتْ إِحْدَاهُمَا ضَلَالَةً

۱۸۴

و قال ﴿﴾

مَا شَكَنْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أَرَيْتُهُ

۱۸۵

و قال ﴿﴾

مَا كَذَبْتُ وَلَا كُنْتُ، وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضَلَّ بِي

① یہ فقط عالم اسلام کا امتیاز ہے کہ
یہاں دو مختلف اور متضاد دعوت کرنے
والوں میں ایک کو صدیق کہا جاتا ہے
اور ایک کو صدیقہ اور ایک میلن
میں دو جنگ کرنے والوں میں ایک کو
نفس رسول کہا جاتا ہے اور دوسرے
کو محبوب رسول یا کاتب وحی در عقل
اعتبار سے تفسیر کے طریق میں حق و عمل
کے ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے

لے ہوا
تائید
کام کر
نہیں
برائی
لے یہ
شخص
کرا
ہوا
لے
کر

مصادر حکمت ۱۶۹ غرر الحکم ص ۲۵، الطراز ص ۱۶۵

مصادر حکمت ۱۷۰ ربيع الاربار باب الجوار، روض الاخيار ص ۳

مصادر حکمت ۱۷۱ سراج الملوك ص ۳۸۳، غرر الحکم ص ۲۵، مجموعہ درام ص ۳۲

مصادر حکمت ۱۷۲ غرر الحکم، کثر الفوائد

مصادر حکمت ۱۷۳ غرر الحکم ص ۲۵، ربيع الاربار باب الطبع والرجاء

مصادر حکمت ۱۷۴ محاضرات الادبار ص ۳۱۳، غرر الحکم ص ۱۵۸، الطراز ص ۱۶۹

مصادر حکمت ۱۷۵ تحت القول ص ۹۳، ربيع الاربار باب السکوت

مصادر حکمت ۱۷۶ غرر الحکم ص ۲۵

مصادر حکمت ۱۷۷ ارشاد مفید ص ۱۲، خطبہ ص ۳

مصادر حکمت ۱۷۸ کتاب الجمل ابو مخنف (شرح ابن ابی الحدید ص ۸۹) کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۳۱۵، کامل مسرود ص ۱۲، تاریخ طبری ص ۱۲۰

روح الذہب ص ۲۳۳، کامل ابن اثیر ص ۱۶۳، البدایہ والنہایہ ص ۲۶۳، تاریخ بغداد ص ۲۳۵، مناقب خوارزمی ص ۱۲۰

المالی صدوق مجلس ص ۶۳، تذکرۃ النواص ص ۱۰۳، ذخائر العقبین ص ۱۱۰، المال طوسی ص ۲۶۵، الحاسن بنیہ ص ۲۱۰

- ۱۷۶۔ ریاست کا وسیلہ وسعت صدر ہے۔
 ۱۷۷۔ بد عمل کی سرزنش کے لئے نیک عمل والے کو اجر و انعام دو۔
 ۱۷۸۔ دوسرے کے دل سے شر کو کاٹ دینا ہے تو پہلے اپنے دل سے اکھاڑ کر پھینک دو۔
 ۱۷۹۔ ہسٹ دھرمی صحیح رائے کو بھی دور کر دیتی ہے۔
 ۱۸۰۔ لالچ ہمیشہ ہمیشہ کی غلامی ہے۔
 ۱۸۱۔ کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی ہے اور ہوشیاری کا ثمرہ سلامتی۔
 ۱۸۲۔ حکمت سے خاموشی میں کوئی خیر نہیں ہے جس طرح کہ جہالت سے بولنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
 ۱۸۳۔ جب دو مختلف دعوتیں دی جائیں تو دو میں سے ایک یقیناً گمراہی ہوگی (۱)
 ۱۸۴۔ مجھے جب سے حق دکھلا دیا گیا ہے میں کبھی شک کا شکار نہیں ہوا ہوں۔
 ۱۸۵۔ میں نے نہ غلط بیانی کی ہے اور نہ مجھے بھوٹ خبر دی گئی ہے۔ نہ میں گمراہ ہوا ہوں اور نہ مجھے گمراہ کیا جاسکا ہے۔

لے ہمارے معاشرہ کی کمزوریوں میں سے ایک اہم کمزوری یہ بھی ہے کہ یہاں بد کرداروں پر تنقید تو کی جاتی ہے لیکن نیک کردار کی تائید و توصیف نہیں کی جاتی ہے۔ آپ ایک دن غلط کام کریں تو سارے شہر میں ہنگامہ ہو جائے گا لیکن ایک سال تک بہترین کام کریں تو کوئی بیان کرنے والا بھی نہ پیدا ہوگا۔ حالانکہ اصولی بات یہ ہے کہ نیکی کے پھیلانے کا طریقہ صرف بُرائی پر تنقید کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے بہتر طریقہ خود نیکی کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جس کے بعد ہر شخص میں نیکی کرنے کا شعور بیدار ہو جائے گا اور بُرائیوں کا قلع قمع ہو جائے گا۔

۲۔ یہ انسانی زندگی کی عظیم ترین حقیقت ہے کہ حرص و طمع رکھنے والا انسان نفس کا غلام اور خواہشات کا بندہ ہو جاتا ہے اور جو شخص خواہشات کی بندگی میں مبتلا ہو گیا وہ کسی قیمت پر اس غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے۔ انسانی زندگی کی دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے کو خواہشات دنیا اور حرص و طمع سے دور رکھے تاکہ کسی غلامی میں مبتلا نہ ہونے پائے کہ یہاں شوق ہر رنگ رقیب ہر سامان ہو اگر تاہم اور یہاں کی غلامی سے نجات ممکن نہیں ہے۔

۳۔ انسان کو حرفِ حکمت کا اعلان کرنا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ اس سے استفادہ کریں اور حرفِ جہالت سے پرہیز کرنا چاہئے کہ جہالت کی بات کرنے سے خاموشی ہی بہتر ہوتی ہے۔ انسان کی عزت بھی سلامت رہتی ہے اور دوسروں کی گمراہی کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

۱۸۶

و قال ﴿۱۸۶﴾:

لِلظَّالِمِ الْبَادِي غَدًا يَكْفِيهِ عَذَابُ

۱۸۷

و قال ﴿۱۸۷﴾:

الرَّحِيلُ وَشَيْكُ

۱۸۸

و قال ﴿۱۸۸﴾:

مَنْ أَبْدَى صَفْعَتَهُ لِنَعْقِ مَلِكٍ

۱۸۹

و قال ﴿۱۸۹﴾:

مَنْ لَمْ يُسَجِّدِ الصَّبْرَ أَفْلَكَةُ الْمَرْعِ

۱۹۰

و قال ﴿۱۹۰﴾:

وَأَعَجَبًا! أَتَكُونُ الْخِلَافَةَ بِالصَّخَايَةِ وَالْقَرَابَةِ؟

قال الرضي: ودوي له شعر في هذا المعنى:

فَإِنْ كُنْتُ بِالشُّورَى مَلَكَتُ أُمُورَهُمْ فَكَيْفَ يَهَذَا وَالْمُسِيرُونَ غُيَّبُ؟
وَإِنْ كُنْتُ بِالقُرْبَى حَبَجْتُ خَصِيَّتَهُمْ فَكَيْفَ أُولَى بِالنَّيِّ وَأَقْرَبُ؟

۱۹۱

و قال ﴿۱۹۱﴾:

إِنَّمَا الْمَرْءُ فِي الدُّنْيَا غَرَضٌ تَتَّصِلُ فِيهِ الْمَنَائِمُ، وَتَهْبُ تُبَادِرُهُ
الصَّائِبُ، وَتَمَسُّ كُلُّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ. وَفِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَصَصٌ. وَلَا يَنَالُ الْعَبْدُ
نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقٍ أُخْرَى، وَلَا يَسْتَقْبِلُ يَوْمًا مِنْ عُمْرِهِ إِلَّا بِفِرَاقٍ آخَرَ مِنْ أَجْلِيهِ.

عَصَه - کاٹنا

وَشَيْكُ - قریب

غَيْب - غائب

خَصِيم - بحث کرنے والا

غَرَض - نشاء

مَتَّصِل - درآتی ہیں

نَایا - سوت جی منیت

نہب - لوٹ مار

شَرْق - اچھو

یعنی صبر کی سختی اور تلخی سے زیادہ

عنتی اور تلخی جہنم و نزع اور نالہ و

نیون میں پائی جاتی ہے لہذا اگر کسی

سان کو صبر راس نہ آسکا تو جہنم و نزع

پر پیشانی کے راس آنے کا کوئی سوال

نہیں پیدا ہوتا ہے

۱۸۶ درحکمت ۱۸۶ تفسیر علی بن ابراہیم ص ۶۱۲

۱۸۷ درحکمت ۱۸۷ قصار احکام ص ۱۸۶

۱۸۸ درحکمت ۱۸۸ خطبہ ۱۶

۱۸۹ درحکمت ۱۸۹ غرر احکام ص ۲۴۳

۱۹۰ درحکمت ۱۹۰ خصائص الامم سید رضی ص ۵۵، غرر احکام ص ۳۲۶، العجب کراچی ص ۱۳، السیف جہری، تاریخ طبری ص ۲۶۳

۱۹۱ درحکمت ۱۹۱ قصار احکام ص ۱۱

۱۸۶۔ ظلم کی ابتدا کرنے والے کو کل ندامت سے اپنا ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔

۱۸۷۔ کبچ کا وقت قریب آگیا ہے۔

۱۸۸۔ جس نے حق سے منہ موڑ لیا وہ ہلاک ہو گیا۔

۱۸۹۔ جسے صبر نجات نہیں دلا سکتا ہے اسے بیقراری مار ڈالتی ہے (۱۷)۔

۱۹۰۔ واعجباه! خلافت صرف صحابیت کی بنا پر مل سکتی ہے لیکن اگر صحابیت اور قرابت دونوں جمع ہو جائیں تو نہیں مل سکتی ہے۔ سید رضیؒ۔ اس معنی میں حضرت کا یہ شعر بھی ہے:

”اگر تم نے شوریٰ سے اقتدار حاصل کیا ہے تو یہ شوریٰ کیسا ہے جس میں شیر ہی سب غائب تھے۔

اور اگر تم نے قرابت سے اپنی خصوصیت کا اظہار کیا ہے تو تمہارا غیر تم سے زیادہ رسول اکرمؐ کے لئے ادنیٰ

اور اقرب ہے“

۱۹۱۔ انسان اس دنیا میں وہ نشانہ ہے جس پر موت اپنے تیر چلائی رہتی ہے اور وہ مصائب کی غارت گری کی جولا لگا

بنا رہتا ہے۔ یہاں کے ہر گھونٹ پر اچھو ہے اور ہر لقمہ پر نگے ہیں ایک پھندہ ہے۔ انسان ایک نعمت کو حاصل نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ دوسری ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور زندگی کے ایک دن کا استقبال نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ دوسرا دن ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

۱۷۔ اگر یہ دنیا میں ہر ظلم کرنے والے کا انجام ہے تو اس کے بارے میں کیا کہا جائے گا جس نے عالم اسلام میں ظلم کی ابتدا کی ہے اور جس کے مظالم کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور اولاد رسول اکرمؐ کسی آن بھی مظالم سے محفوظ نہیں ہے۔

۱۸۔ دنیا میں کام آنے والا صرف صبر ہے کہ اس سے انسان کا حوصلہ بھی بڑھتا ہے اور اسے احوال و ثواب بھی ملتا ہے۔ بیقراری میں ان میں سے کوئی صفت نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی مسئلہ حل ہونے والا ہے۔ لہذا اگر کسی شخص نے صبر کو چھوڑ کر بیقراری کا راستہ اختیار کر لیا تو گویا اپنی تباہی کا آپ انتظام کر لیا اور پروردگار کی معیت سے بھی محروم ہو گیا کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ جزع و فزع کرنے والوں کے ساتھ نہیں رہتا ہے۔

۱۹۔ کس قدر غلط فہمی کا شکار ہے وہ انسان جو ہر آنے والے دن کو اپنی زندگی میں ایک اضافہ تصور کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ہمیں کسی طرح کا کوئی اضافہ نہیں ہے بلکہ ایک دن نے جا کر دوسرے دن کے لئے جگہ خالی ہے اور اس کی آمد کی زمین ہموار کی ہے تو اس طرح انسان کا حساب برابر ہی رہ گیا۔ ایک دن جیب میں داخل ہوا اور ایک دن جیب سے نکل گیا اور اسی طرح ایک دن زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

فَتَنَحْنُ أَعْوَانُ الْمُنُونِ، وَأَنْفُسُنَا نَضِبُ الْحُشُونِ، فَمَنْ أَيْنَ نَرْجُو النِّبَاءَ وَهَذَا
الْأَسِيلُ وَالنَّهَارُ لَمْ يَزِفْ قَدْ مِنْ شَيْءٍ شَرَفًا إِلَّا أَسْرَعَا الْكَرَّةَ فِي هَذِهِ مَا بَيْنَا
وَتَفْرِيقِ مَا جَمَعَا ۱۹۲

و قال ﴿۱۹۳﴾:

يَا بَيْنَ آدَمَ مَا كَسَبَتْ فَوْقَ قُورَتِكَ، فَأَنْتَ فِيهِ خَازِنٌ لِغَيْرِكَ.

۱۹۳

و قال ﴿۱۹۴﴾:

إِنَّ لِقُلُوبٍ شَهْوَةً وَإِفْبَالًا وَإِدْبَارًا، فَأَتَوْهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا وَإِفْبَالِهَا،
فَسَانَ الْقَلْبَ إِذَا أَكْرَهَ عَيْنِي.

۱۹۴

و كان ﴿۱۹۵﴾ يقول:

مَتَى أَتَشْفِي عَيْنِي إِذَا غَضِبْتُ؟ أَجَبْنِ أَعْجُزُ عَنِ الْإِسْتِقَامِ قِيْقَالُ لِي:
لَوْ صَبَرْتُ؟ أَمْ جَبْنٌ أَقْدِرُ عَلَيْهِ قِيْقَالُ لِي: لَوْ عَفَوْتُ (غفرت).

۱۹۵

و قال ﴿۱۹۶﴾:

و قد مر بقدر على منزلة: هَذَا مَا تَحِلُّ بِهِ الْبَاخِلُونَ.
وروي في خبر آخر أنه قال: هَذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَاقَسُونَ فِيهِ بِالْأَمْسِ

۱۹۶

و قال ﴿۱۹۷﴾:

لَمْ يَذْهَبْ يَمْنَنُ مَالِكَ مَا وَعَظَكَ.

۱۹۷

و قال ﴿۱۹۸﴾:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبُ تَمَلُّ كُلَّ مَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ،
فَاثْبَتُوا هَذَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ.

۱۹۸

و قال ﴿۱۹۹﴾:

لما سمع قول الخوراج:
«لَا حَكَمَ إِلَّا لِلَّهِ»: كَلِمَةً حَقَّ إِسْرَادُ بِهَا بَاطِلٌ.

۱۹۹

و قال ﴿۲۰۰﴾:

فِي صِفَةِ الْفَوَغَاءِ: هُمُ الَّذِينَ

مُنُون - موت

حُشُون - هلاکت

شَرَف - بلندی

مَرْزُوم - مرکز کثافت

غَوَغَا - ادب باش لوگ

اقبال - توجہ

ادب - بے رخی

شفی - تسکین دی

تنافس - مقابلہ

تَمَلُّ - آت جاتے ہیں

طرائف -

۱۹۲ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان مال

کی بربادی سے بہت سے تجربات

حاصل کر لیتا ہے اور مستقبل کے لئے

سامان عبرت فراہم کر لیتا ہے۔ ظاہر

ہے کہ ایسے حالات میں اسے مال کی

بربادی نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ

مال کا بہترین مصروف ہے کہ انسان

نے کچھ کھویا ہے تو کچھ پایا بھی ہے اور

جو مال تحصیل علم و تجربہ کی راہ میں

صرف ہو جائے وہ بہترین مصروف

ہے۔

مصادر حکمت ۱۹۲ المائۃ المختارہ جاحظ، انساب الاشراف ۱۱۱، الفرج بعد الشدة تنوہی ۱۱۱، مروج الذهب ۲، ۲۶۵، خصال صدوق ۱۱۱

ربیع الاربار، کامل مبرود ۱۱۱، عیون الاخبار ۶، ۳۴۱، ارشاد مغیہ ۱۱۱

مصادر حکمت ۱۹۳ المائۃ المختارہ، کامل مبرود ۲، ۵، غرر الحکم ۱۱۳

مصادر حکمت ۱۹۴ سراج الملوك ۱۵۹، غرر الحکم

مصادر حکمت ۱۹۵ انساب الاشراف ۱۳۴، مناقب ابن شہر آشوب ۲، ۱۰۲، روض الاخبار ۱۳۴

مصادر حکمت ۱۹۶ کامل مبرود ۱۱۱، انساب الاشراف ۱۳۴، سراج الملوك ۲۳۱، غرر الحکم ۲۵۶، ارشاد مغیہ ۱۳۱

مصادر حکمت ۱۹۷ قصار الحکم ۹

مصادر حکمت ۱۹۸ ذخائر العقبی ۱۱، دعائم الاسلام ۳۵۹

مصادر حکمت ۱۹۹ رسالۃ نفی التشبیہ جاحظ، ربیع الاربار ۳۱۳، العقد الفرید ۲، ۲۹۳، انساب الاشراف ۱۱۵

ہم موت کے مددگار ہیں اور ہمارے نفس ہلاکت کا نشانہ ہیں۔ ہم کہاں سے بقا کی امید کریں جب کہ شب و روز کسی عمارت کو اونچا نہیں کرتے ہیں مگر یہ کہ حملہ کے لیے مہمدم کر دیتے ہیں اور جسے بھی یکجا کرتے ہیں اسے بکھیر دیتے ہیں۔
 ۱۹۲۔ فرزند آدم! اگر تو نے اپنی غذا سے زیادہ کھایا ہے تو گویا اس مال میں دوسروں کا خزانچہ ہے۔
 ۱۹۳۔ دلوں کے لئے رغبت و خواہش۔ آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا بھی کچھ ہے لہذا جب میلان اور توجہ کا وقت ہو تو اس سے کام لے لو کہ دل کو مجبور کر کے کام لیا جاتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔
 ۱۹۴۔ مجھے غصہ آجائے تو میں اس سے تسکین کس طرح حاصل کروں؟ انتقام سے عاجز ہو جاؤں گا تو کہا جائے گا کہ صبر کرو اور انتقام کی طاقت پیدا کروں گا تو کہا جائے گا کہ کاش معاف کر دیتے (ایسی حالت میں غصہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔
 ۱۹۵۔ ایک مزملہ سے گزرتے ہوئے فرمایا۔ ”یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا۔“
 یا دوسری روایت کی بنا پر۔ ”جس کے بارے میں کل ایک دوسرے سے رشک کر رہے تھے۔“ (یہ ہے انجام دنیا اور انجام لذات دنیا)۔

۱۹۶۔ جو مال نصیحت کا سامان فراہم کر دے وہ برباد نہیں ہو لے (۱)
 ۱۹۷۔ یہ دل اسی طرح اگتا جاتے ہیں جس طرح بدن۔ لہذا ان کے لئے لطیف ترین حکمتیں فراہم کر دے۔
 ۱۹۸۔ جب آپ نے خوارج کا یہ نعرہ سنا کہ ”خدا کے علاوہ کسی کے لئے حکم نہیں ہے“ تو فرمایا کہ یہ کلمہ حق ہے لیکن اس سے باطل معنی مراد لئے گئے ہیں۔
 ۱۹۹۔ بازاری لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا کہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مجتمع ہو جاتے ہیں

لے یہ بات طے شدہ ہے کہ مالک کا نظام تقسیم غلط نہیں ہے اور اس نے ہر شخص کی طاقت ایک جیسی نہیں رکھی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ذخائر کائنات میں حصہ سب کا رکھا ہے لیکن سب میں انھیں حاصل کرنے کی یکساں طاقت نہیں ہے بلکہ ایک کو دوسرے کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا دیا ہے تو اگر تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے زیادہ مال آجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مالک نے تمہیں دوسروں کے حقوق کا خازن بنا دیا ہے اور اب تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کرو اور ہر ایک کو اس کا حصہ پہنچا دو۔
 لے آپ اس ارشاد گرامی کے ذریعہ لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرنا چاہتے ہیں کہ انتقام عام طور سے قابل تعریف نہیں ہوتا ہے۔ انسان مقام انتقام میں کمزور پڑ جاتا ہے تو لوگ ملامت کرتے ہیں کہ جب طاقت نہیں تھی تو انتقام لینے کی ضرورت ہی کیا تھی اور طاقتور ثابت ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ کمزور آدمی سے کیا انتقام لینا ہے۔ مقابلہ کسی برابر والے سے کرنا چاہئے تھا۔ ایسی صورت میں تقاضے عقل و منطق یہی ہے کہ انسان صبر و تحمل سے کام لے اور جب تک انتقام فرض شرعی نہ بن جائے اس وقت تک اس کا ارادہ بھی نہ کرے اور پھر جب مالک کائنات انتقام لینے والا موجود ہے تو انسان کو اس قدر رحمت برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ت - پیشہ
ج - بنائی کا کارخانہ
- سپر
نہر - محفوظ
- کچی

إِذَا اجْتَمَعُوا غَلَبُوا، وَإِذَا تَفَرَّقُوا أَمْ يُفْتَرَقُوا. وَقِيلَ:
بَلْ قَالِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُمُ الَّذِينَ إِذَا اجْتَمَعُوا ضُرُّوا، وَإِذَا
تَفَرَّقُوا نَفَعُوا، فَقِيلَ: قَدْ عَرَفْنَا مَضْرَةَ اجْتِمَاعِهِمْ، فَمَا مَنَفْعَةُ افْتِرَاقِهِمْ؟
فَقَالَ: يَرْجِعُ أَضْحَابُ الْمَهْنِ إِلَى مِهْنَتِهِمْ، فَيَنْتَفِعُ
النَّاسُ بِهِمْ: كَرُجُوعِ الْبَنَاءِ إِلَى بِنَائِهِ، وَالشَّجَاعِ
إِلَى مَنَاسِجِهِ، وَالْحَسْبَاءِ إِلَى تَخْضُّعِهِ.

۲۰۰

و قال ﴿۲۰۰﴾:

وَأُتِيَ بِجَمَانٍ وَمَعَهُ غُوغَاءٌ، فَقَالَ: لَا مَرْحَبًا بِوُجُوهٍ لَا تُرَى
إِلَّا عِنْدَ كُلِّ سَوَاءٍ.

۲۰۱

و قال ﴿۲۰۱﴾:

إِنَّ مَنَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ مَلَكَ يَخْلُطُ بِظَانِيهِ، فَإِذَا جَاءَ
الْقَدَرُ خَلَّتْ بَيْتُهُ وَبَيْتُهُ، وَإِنَّ الْأَجَلَ
جُنَّةٌ حَصِيئَةٌ.

۲۰۲

و قال ﴿۲۰۲﴾:

و قد قال له طلحة والزبير:

نَبَايَعَكَ عَلَى أَنَا شَرَكَاؤُكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ، لَا، وَلَكِنَّكَ شَرِيكَانِ
فِي الْقُوَّةِ وَالْإِنْسَانِيَّةِ، وَعَوْنَانِ عَلَى الْعَمَلِ
وَالْأَوْدِ.

۲۰۳

و قال ﴿۲۰۳﴾:

أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَإِنْ
أَضْمَرْتُمْ عَلِمَ، وَبَادَرُوا الْمَوْتَ الَّذِي إِنْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ،
وَإِنْ أَقْبَلْتُمْ أَخَذَكُمْ، وَإِنْ نَسِيتُمْ ذَكَرَكُمْ.

دل تو پروردگار نے ہر انسان
فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو اس کی
ماکی بھی نگرانی کرتے ہیں اور
کے اعمال کو بھی محفوظ کرتے رہنے
لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اس کی
کی واقعی محافظت مدت
ہے کہ جب تک یہ مدت باقی
نہ اسے گزند نہیں پہنچا سکتا ہے
مدت یہ مدت تمام ہو جائے گی
نہ یہ فرشتے بھی تحفظ کا کام انجام
گئے اور اپنا دفتر اعمال بند کر کے
بارگاہ میں پیش کریں گے۔

کتب منہ ۲ انساب الاشراف، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵، غرر الحکم ص ۳۵۴، محاضرات راغب ص ۳۰۶

ست ۲ طبقات ۳ ص ۳۳، الامامة والسياسة ۲ ص ۱۶۲، اصول کافی ص ۵۹،

ست ۲ الشانیه اسکانی متوفی ۲۳۳ھ، الامامة والسياسة ص ۱۵، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۶۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۵

ت ۲ مشکوٰۃ الانوار ص ۲۴۳، کامل مبردا ص ۲۲۳

تو غالب آجاتے ہیں اور منتشر ہو جاتے ہیں تو پہچانے بھی نہیں جلتے ہیں۔
 اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت نے اس طرح فرمایا تھا کہ۔ جب مجتمع ہو جاتے ہیں تو نقصان دہ ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تبھی فائدہ مند ہوتے ہیں۔ تو لوگوں نے عرض کی کہ اجتماع میں نقصان تو سمجھ میں آگیا لیکن انتشار میں فائدہ کے کیا معنی ہیں؟ تو فرمایا کہ سارے کاروبار والے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جس طرح معمار اپنی عمارت کی طرف چلا جاتا ہے۔ کپڑا بننے والا کارخانہ کی طرف چلا جاتا ہے اور روٹی پکانے والا تودہ کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

۲۰۰۔ آپ کے پاس ایک مجرم کو لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو فرمایا کہ "ان چہروں پر پٹھکار ہو جو صرف رائی اور رسوائی کے موقع پر نظر آتے ہیں۔"

۲۰۱۔ ہر انسان کے ساتھ دو محافظ فرشتے رہتے ہیں لیکن جب موت کا وقت آ جاتا ہے تو دونوں ساتھ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں (۱۵) گویا کہ موت ہی بہترین سپر ہے۔

۲۰۲۔ جب ظلم و ذیور نے یہ تقاضا کیا کہ ہم بیعت کر سکتے ہیں لیکن ہمیں شریک کار بنانا پڑے گا۔ تو فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ تم صرف قوت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک ہو سکتے ہو اور عاجزی اور سختی کے موقع پر مددگار بن سکتے ہو۔

۲۰۳۔ لوگو! اس خدا سے ڈرو جو تمہاری ہر بات کو سنتا ہے اور ہر راہِ زل کا جاننے والا ہے اور اس موت کی طرف سبقت کرو جس سے بھاگنا بھی جاہو تو وہ تمہیں پالے گی اور ٹھہر جاؤ گے تو گرفت میں لے لیگی اور تم اسے بھول بھی جاؤ گے تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔

۱۷۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عوامی طاقت بہت بڑی طاقت ہوتی ہے اور دنیا کا کوئی نظام اس طاقت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا ہے اور اسی لئے مولائے کائنات نے بھی مختلف مقامات پر ان کی اہمیت کی طرف اشارہ کیلئے اور ان پر خاص توجہ دینے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن عوام انسان کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کی اکثریت عقل و منطق سے محروم اور جذبات و غواطف سے معمور ہوتی ہے اور ان کے اکثر کام صرف جذبات و احساسات کی بنا پر انجام پاتے ہیں اور اس طرح جو نظام بھی ان کے جذبات و خواہشات کی ضمانت دے دیتا ہے وہ فوراً کامیاب ہو جاتا ہے اور عقل و منطق کا نظام پیچھے رہ جاتا ہے لہذا حضرت نے چاہا کہ اس کمزوری کی طرف بھی متوجہ کر دیا جائے تاکہ اربابِ حل و عقد ہمیشہ ان کے جذباتی اور ہنگامی وجود پر اعتماد نہ کریں بلکہ اس کی کمزوریوں پر بھی نگاہ رکھیں۔

۱۸۔ عام طور سے انسانوں کا مزاج یہی ہوتا ہے کہ جہاں کسی برائی کا منظر نظر آتا ہے فوراً اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ مسجد کے نمازیوں کا دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے لیکن قیدی کا تماشا دیکھنے والے ہزاروں نکل آتے ہیں اور اس طرح اس اجتماع کا کوئی مقصد بھی نہیں ہوتا ہے۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہ اجتماع عبرت حاصل کرنے کے لئے ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی مگر انہوں نے یہ صرف تماشا دیکھنے کے لئے ہوتا ہے اور انسان کے وقت کا اس سے کہیں زیادہ اہم مصروف موجود ہے لہذا اسے اسی مصروف میں صرف کرنا چاہئے۔

و قال ﴿۲۰۴﴾:

لَا يُزْهَدُ نَفْسُكَ فِي الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَشْكُرُهُ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُ
عَلَيْهِ مَنْ لَا يَسْتَتِغِ بِشَيْءٍ مِنْهُ، وَقَدْ تُذَرِّى مَنْ شُكِرَ
الشَّاكِرِ أَكْثَرَ مِمَّا أَضَاعَ الْكَافِرُ، «وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

و قال ﴿۲۰۵﴾:

كُلُّ وَعَاءٍ يَضِيقُ بِمَا جُعِلَ فِيهِ إِلَّا وَعَاءُ الْعِلْمِ، فَإِنَّهُ
يَسْتَعِ بِشَيْءٍ.

و قال ﴿۲۰۶﴾:

أَوَّلُ عِيُوضِ الْعَلِيمِ مِنْ جَلْبِهِ أَنَّ النَّاسَ أَنْصَارُهُ عَلَى الْجَاهِلِ.

و قال ﴿۲۰۷﴾:

إِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيمًا فَتَحَلَّمْ، فَإِنَّهُ قُلٌّ مَنْ تَثَبَّ بِقَوْمٍ
إِلَّا أَوْشَكَ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ.

و قال ﴿۲۰۸﴾:

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رِيحَ، وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَيْرَ، وَمَنْ خَافَ
أَمِنْ اغْتَبَرَ أَبْصَرَ، وَمَنْ أَبْصَرَ فَعِيَهُ، وَمَنْ فَعِيَهُ عَلِمَ.

و قال ﴿۲۰۹﴾:

لَا تَغْلِقَنَّ الدُّنْيَا عَنَّا بَعْدَ تَعَايُنِهَا عَطَفَ
الضُّرُوسِ عَلَيْنَا وَلَدِيهَا، وَتَلَا عَقِيبَ ذَلِكَ: «وَتُرِيدُ أَنْ تَمُنَّ

چشم کا شمار علم کی طرح نفسانی
میں ہوتا ہے اور اس کی دنیا
اندھے۔ لیکن عام طور سے
میدان احتجاج کا میدان ہوتا ہے
سان کو دوسروں کی زیادتیوں
ت برداشت کا اظہار کرنا
ہذا اس میدان میں آسان نہ
کہ انسان اندر سے مطمئن نہ
باہر سے غیظ و غضب کا اظہار
، اور قوت برداشت
، کہ جسے تا کہ نفس دھیر
س برداشت کا عادی ہو جائے
واقعا حلیم و بردبار ہو جائے

کر دے
ہے اس

۵

۶

۷

اختیار کر

۸

خون خد

اور فہم

۹

بر رحم آہ

روئے

لہ ادلائ

دلے افزا

سے مجبور

سے پوری

۲ علم کا ظار

ہے کہ جن

۲ یہ ایک

اور اس

دنیا کو

اور ظا

کوئی

- ت ۲۰۴ الفاضل سرمد باب الشکر ص ۹۳، المحاسن والمساوی ص ۱۲۳، امالی صدوق ص ۱۳۳، دیوان المعانی ص ۱۵۳، باب الآداب
اسامہ بن شوقہ ص ۳۳۵، عزرا حکم ص ۳۳۳، نہایت الادب ص ۲۴۵، ادب الدنيا والدين ماوردی ص ۱۴۱
ت ۲۰۵ غرا حکم ص ۲۳۹
ت ۲۰۶ عیون الاخبار ص ۲۸۵، العقد الفرید ص ۲۴۹، کنز الفوائد ص ۱۴۴، ربيع الاربار ص ۱۲۲، دستور معالم حکم ص ۲۵، نہایت الادب ص ۳
ص ۲۴۵، مطالب السؤل ص ۱۵۹، غرا حکم ص ۳۱۱، المستطون ص ۱۵۶
ت ۲۰۷ اعلام الدین فی صفات المؤمنین دہلی، بحار الانوار ص ۸، ص ۹۳، اصول کافی ص ۱۱۲، العقد الفرید ص ۲۴۴
ت ۲۰۸ غرا حکم ص ۲۶۶، کنز الفوائد ص ۲۵۵
ت ۲۰۹ مجمع البیان طبرستان ص ۲۳۴، التفسیر الکبیر ابن الکجّام، خصائص امیر المؤمنین ص ۳۹، تفسیر البرهان ص ۳۱۵، ربيع الاربار

۲۰۴۔ خیرا کسی شکر یہ ادا نہ کرنے والے کی نالائق تھیں کار خیر سے بد دل نہ بنادے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا شکر یہ وہ ادا کر دے جس نے اس نعمت سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا ہے اور جس قدر کفران نعمت کرنے والے نے تمہارا حق ضائع کیا ہے اس شکر یہ ادا کرنے والے کے شکر یہ سے برابر ہو جائے اور ویسے بھی اللہ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۰۵۔ ہر ظن اپنے سامان کے لئے تنگ ہو سکتا ہے لیکن علم کا ظرف علم کے اعتبار سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

۲۰۶۔ صبر کرنے والے کا اس کی قوت برداشت پر پہلا اجر ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلہ میں اس کے مددگار ہوجاتے ہیں۔

۲۰۷۔ اگر تم واقعتاً مجرب و بار نہیں بھی ہو تو بردباری کا اظہار کرو کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

۲۰۸۔ جو اپنے نفس کا حساب کرتا رہتا ہے وہی فائدہ میں رہتا ہے اور جو غافل ہو جاتا ہے وہی خسارہ میں رہتا ہے۔ خوف خدا رکھنے والا عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور عبرت حاصل کرنے والا صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ بصیرت والا فہیم ہوتا ہے اور فہیم ہی عالم ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۔ یہ دنیا منہذ ذری دکھلانے کے بعد ایک دن ہماری طرف مہر حال جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اوستی کو اپنے بچہ پر رحم آ جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ”ہم چاہتے ہیں کہ ان بندوں پر احسان کریں جنہیں روئے زمین میں گمراہ بنا دیا ہے

۱۔ اولاً تو کار خیر میں شکر یہ کا انتظار ہی انسان کے اخلاص کو مجروح نہ دیتا ہے اور اس کے عمل کا وہ مرتبہ نہیں رہ جاتا ہے جو صرف فی سبیل اللہ عمل کرنے والے افراد کا ہوتا ہے جس کی طرف قرآن مجید نے سورہ مبارکہ دہر میں اشارہ کیا ہے ”لَا تَزِدْ لَهُ مَنكَمْ جِزَاءً وَلَا تَشْكُرُوا“ اس کے بعد اگر انسان غفلت سے مجبور ہے اور فطری طور پر شکر یہ کا خواہشمند ہے تو مولائے کائنات نے اس کا بھی اشارہ دے دیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی دوسرے افراد کی طرف سے پوری ہو جائے اور وہ تمہارے کار خیر کی قدر دانی کر کے شکر یہ کی کمی کا تدارک کر دیں۔

۲۔ علم کا ظرف عقل ہے اور عقل غیر مادی ہونے کے اعتبار سے یوں بھی بے پناہ وسعت کی مالک ہے۔ اس کے بعد مالک نے اس میں یہ صلاحیت بھی رکھی ہے کہ جس قدر علم میں اضافہ ہوتا جائے گا اس کی وسعتوں میں اضافہ ہوتا جائے گا اور اس کی وسعت کسی مرحلہ پر تمام ہونے والی نہیں ہے۔

۳۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ظالم میں اگر ادنیٰ انسانیت پائی جاتی ہے تو اسے ایک دن مظلوم کی مظلومیت کا بہر حال احساس پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے حال پر مہربانی کا ارادہ کرنے لگتا ہے چاہے حالات اور مصالح اسے اس مہربانی کو منزل عمل تک لانے سے روک دیں۔ دنیا کوئی ایسی جلاوٹ اور ظالم نہیں ہے جسے دوسرے کو ہٹا کر اپنی جگہ بنانے کا خیال ہو لہذا اسے ایک نہ ایک دن مظلوم پر رحم کرنے لے اور ظالموں کو منظر تاریخ سے ہٹا کر مظلومیوں کو کرسی ریاست پر بٹھانا ہے یہی منشاء الہی ہے اور یہی وعدہ قرآنی ہے جس کے خلاف کا کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے۔

شمر - دامن میث کیا
 کش - جھکنے میں روزگارا دیا
 وجل - خوف
 موئل - بازگشت
 منبہ - اسخام
 مرج - عاقبت کار
 قدام - تسہ
 حدشان - سواخ روزگار
 جزع - فریاد
 کلول - جلدی رنجیدہ ہو جانے والا
 اغضض - تحمل کرو
 قدیمی - بھکا

عَلَى الَّذِينَ اسْتَطْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجَّيْنَاهُمْ إِلَى
 وَنَجَّيْنَاهُمْ الْوَارِثِينَ»

۲۱۰

وَقَالَ ﴿۲۱۰﴾:

إِثْقُوا أَلْسِنَتَكُمْ مِّنْ شَرِّ مَا تَعْبُرُونَ، وَجَدُ تَشْيِيعِ
 وَكَمَّسَ فِي مَهَلٍ، وَبَادَرَ عَنِّ وَجَلٍ، وَنَظَرَ فِي كَمَّ
 الْمَوْزِلِ وَغَابِطَةِ الْمُصَدِّرِ، وَمَنْبِئَةِ الْمَرْجِعِ.

۲۱۱

وَقَالَ ﴿۲۱۱﴾:

الْجُودُ حَارِسُ الْأَغْرَاضِ، وَالْحِلْمُ فَدَامُ الشَّيْءِ، وَالْفِ
 زَكَاةُ الظُّفْرِ، وَالسُّلُوكُ عِوَضُكَ بَيْنَ غَدَرٍ وَالْإِسْتِ
 عَيْنُ الْهِدَايَةِ، وَقَدْ خَاطَرُ مَنِ اسْتَفْتَى بِرَأْيِهِ، وَالْعِ
 يُنَاضِلُ الْمَدَنَانَ وَالْجَزَعَ مِّنْ أَعْوَانِ الزَّمَانِ، وَأَفْ
 السِّفَى تَرَكُ الْمُنَى، وَكَمَّ مِّنْ عَقْلِ أَيْبَرِ نَحْتِ مَوْجَى أَيْ
 وَمِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجَرِبَةِ، وَالْمُودَّةُ قَرَابَةُ مُنْتَفِ
 وَلَا تَأْمَنَنَّ مَلُولًا.

۲۱۲

وَقَالَ ﴿۲۱۲﴾:

عُجِبْتُ الْمَرْءَ بِتَفْقِيهِ أَحَدُ حُجَّادِ عَقْلِهِ.

۲۱۳

وَقَالَ ﴿۲۱۳﴾:

أَغْضِ عَلَى الْقَدْحِ وَالْأَكْمِ تَرْضُضْ أَبَدًا.

میں پیشوا قرار دیں اور ز
 ۲۱۰ - اللہ سے ڈرو اس
 دل کے لئے وقفہ بہلت
 اعمال کے نتیجہ اور اپنے ا
 ۲۱۱ - سخاوت عزت و ا
 راری کرنے والے کا بدل
 ل دیا۔ صبر حوادث کا مقنا
 ہے۔ کتنی ہی غلام عقلیں
 ست ایک کتابی قرابت
 ۲۱۲ - انسان کا خود پسند
 ۲۱۳ - آنکھوں کے خس و

ان امر کی طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ
 انسان کو مختلف مراحل سے گز
 یابیوں کی طرف تیز قدم بڑھا
 ہے۔ یہ سارے مراحل طے ہو جائی
 کہ حرکت میں مولائے کائنات نے
 ایک ایک فقرہ پر غور کرے اور ز
 ان کس طرح دنیا و آخرت کے
 امت امتیہ ہے کہ دنیا کے ہر ظلم کا
 بڑی مصیبت کا مقابلہ کر سکتا
 حال و مطمئن وہی رہتے ہیں جن

مصادر حرکت ۲۱۰ عیون الحکم والمواظظ الواسطی، بحار، ۲۲۳، تحت العقول ۲۱۰

مصادر حرکت ۲۱۱ تحت العقول ۲۱۱، روضۃ الکافی ۱۱، ادب الدین والدین ۱۱۲، سراج الملوک ۱۵۵، غرر الحکم آدمی، و
 نہایتہ الارب ۶۵۵، مطاب السؤل ۱۶۲، النہایتہ فی غریب الحدیث ۳۲۳، الآداب السلطانیہ ۱۵۵

مصادر حرکت ۲۱۲ تحت العقول ۲۱۲، ربیع الابرار، مطاب السؤل ۱۶۲، روض الاخیار ۲۱۲

مصادر حرکت ۲۱۳ غرر الحکم ۱۶۲

اور انھیں پیشوا قرار دیں اور زمین کا وارث بنادیں۔

۲۱۰۔ اللہ سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے دنیا چھوڑ کر دامن سمیٹ لیا ہو اور دامن سمیٹ کر کوشش میں لگ گیا ہو۔ اچھائیوں کے لئے وقفہ مہلت میں تیزی کے ساتھ چل پڑا ہو اور خطروں کے پیش نظر قدم تیز بڑھا دیا ہو۔ اور اپنی قرار گاہ۔ اپنے اعمال کے نتیجہ اور اپنے انجام کار پر نظر رکھی ہو۔

۲۱۱۔ سخاوت عزت و آبرو کی نگہبان ہے اور بردباری احق کے منہ کا قسم ہے۔ معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے اور بھول جانا غداری کرنے والے کا بدلہ ہے اور شورہ کرنا عین ہدایت ہے۔ جس نے اپنی رائے ہی پر اعتماد کر لیا اس نے اپنے کو خطرہ میں ڈال دیا۔ صبر حوادث کا مقابلہ کرتا ہے اور بیقراری زمانہ کی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بہترین دولت مندی تناؤں کا ترک کر دینا ہے۔ کتنی ہی غلام عقلیں ہیں جو دروازہ کی خواہشات کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ تجربات کو محفوظ رکھنا توفیق کی ایک قسم ہے اور محبت ایک اکتسابی قربت ہے اور خبردار کسی رنجیدہ ہو جانے والے پر اعتماد نہ کرنا۔

۲۱۲۔ انسان کا خود پسندی میں مبتلا ہو جانا خود اپنی عقل سے حد کرنا ہے۔

۲۱۳۔ آنکھوں کے خس و خاشاک اور رنج و الم پر چشم پوشی کر دہمیشہ خوش رہو گے۔

لے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ کسی زبانی جمع خرچ کا نام ہے اور نہ لباس و غذا کی سادگی سے عبارت ہے۔ تقویٰ ایک تہائی منزل شہاد ہے جہاں انسان کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلے دنیا کو خیر باد کہنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دامن عمل کو سمیٹ کر کام شروع کرنا ہوتا ہے اور اچھائیوں کی طرف تیز قدم بڑھانا پڑتے ہیں۔ اپنے انجام کار اور نتیجہ عمل پر نگاہ رکھنا ہوتی ہے اور خطرات کے دفاع کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ یہ سارے مراحل طے ہو جائیں تو انسان متقی اور پرہیزگار کہے جانے کے قابل ہوتا ہے۔

۳۔ اس کلمہ حکمت میں مولائے کائنات نے تیرہ مختلف نصیحتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان میں ہر نصیحت انسانی زندگی کا بہترین جوہر ہے۔ کاش انسان اس کے ایک ایک فقرہ پر غور کرے اور زندگی کی تجربہ گاہ میں استعمال کرے تو اسے اندازہ ہو گا کہ ایک مکمل زندگی گزارنے کا ضابطہ کیا ہوتا ہے اور انسان کس طرح دنیا و آخرت کے خیر کو حاصل کر لیتا ہے۔

۴۔ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا کے ہر ظلم کا ایک علاج اور دنیا کی ہر نصیبت کا ایک توڑ ہے جس کا نام ہے صبر و تحمل۔ انسان صرف یہ ایک جوہر پیدا کر لے تو بڑی سے بڑی نصیبت کا مقابلہ کر سکتا ہے اور کسی مرحلہ پر پریشان نہیں ہو سکتا ہے۔ رنجیدہ و غمزدہ وہی رہتے ہیں جن کے پاس یہ جوہر نہیں ہوتا ہے اور خوش حال و مطمئن وہی رہتے ہیں جن کے پاس یہ جوہر ہوتا ہے اور وہ اسے استعمال کرنا بھی جانتے ہیں۔

عُصَان - شافین

ال - عطاکی

ستطال - طلبکار بلندی پرگی

سُقم - کمزوری

صَف - انصاف

واصلون - دوست

۲۱۴ - و قال ﴿

مَنْ لَانَ عُمُودَهُ كَتَفَتْ أَغْصَانُهُ

۲۱۵

و قال ﴿

الْخِلَافُ يَنْهَدِمُ الرَّأْيَ

۲۱۶

و قال ﴿

مَنْ نَالَ انْشِطَالَ

۲۱۷

و قال ﴿

فِي ثَقَلْبِ الْأَخْوَالِ، عَلِمَ جَوَاهِرُ الرِّجَالِ

۲۱۸ - و قال ﴿

حَسَدُ الصَّدِيقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ

۲۱۹

و قال ﴿

أَكْثَرُ مَصَارِعِ الْمُتَوَلَّى تَحْتَ بُرُوقِ الْمَطَامِعِ

۲۲۰

و قال ﴿

لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَى الشَّقَةِ بِالظَّنِّ

۲۲۱

و قال ﴿

يَنْتَسِ الرِّأْدُ إِلَى الْمَعَادِ، الْمُتَذَوِّنُ عَلَى السَّيِّئَاتِ

۲۲۲

و قال ﴿

مَنْ أَشْرَفَ أَعْمَالِ (أَحْوَالِ) الْكَرِيمِ غَفَلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ

۲۲۳

و قال ﴿

مَنْ كَسَاءَ الْحِسَاءِ قِسْمَتُهُ، قَمِ يَسِرُ النَّاسُ عَيْنُهُ

۲۲۴ - و قال ﴿

بِكَثْرَةِ الصَّامِتِ تَكُونُ الْقِيَمَةُ، وَبِالنَّصِيقَةِ يَكْثُرُ التَّوَاصِلُونَ
وَبِالْإِفْضَالِ تَكْثُرُ الْأَقْسَادُ، وَبِالنَّوَاضِحِ تَكْثُرُ

صادر حکمت ۲۱۴ المائت المختاره جاذب

صادر حکمت ۲۱۵ سراج الملوك طوطشی ۳۸۳

صادر حکمت ۲۱۶ تحف العقول ۹۹، روضۃ الکافی ۲

صادر حکمت ۲۱۷ تحف العقول ۹۹، روضۃ الکافی ۲، دستور معالم الحکم ۲۹، سراج الملوك ۳۸۳، کنز الفوائد ۳۸۳

صادر حکمت ۲۱۸ ربیع الابرار، غرر الحکم ۱۱

صادر حکمت ۲۱۹ المائت المختاره جاذب، محاضرات راغب ۲۵۱

صادر حکمت ۲۲۰ ربیع الابرار

صادر حکمت ۲۲۱ تحف العقول ۹۱، ارشاد مفید ۱۳۲، غرر الحکم ۱۵، کنز الفوائد، من لای یخضره الفقیہ ۳۲۹، ۲۴۹، ۱۸۱ صدوق ۲۲

صادر حکمت ۲۲۲ دعوات راوندی، بحار الانوار ۳۹

صادر حکمت ۲۲۳ تحف العقول ۹۹، روضۃ الکافی ۲، ربیع الابرار باب السکوت، من لای یخضره الفقیہ ۳۲۹

صادر حکمت ۲۲۴ عیون الاخبار ۲۸۳، العقد الفرید ۲۹۹، ربیع الابرار، مطالب السؤل ۱۵۹، سراج الملوك ۵۸

- ۲۱۴۔ جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں (لہذا انسان کو نرم دل ہونا چاہئے)۔
- ۲۱۵۔ مخالفت صحیح رائے کو بھی برباد کر دیتی ہے۔
- ۲۱۶۔ جو منصب پالیتا ہے وہ دست درازی کرنے لگتا ہے۔
- ۲۱۷۔ لوگوں کے جوہر حالات کے انقلاب میں پہچانے جاتے ہیں۔
- ۲۱۸۔ دوست کا حد کرنا محبت کی کمزوری ہے۔
- ۲۱۹۔ عقلوں کی تباہی کی بیشتر منزلیں حرص و طمع کی بجلیوں کے نیچے ہیں۔
- ۲۲۰۔ یہ کوئی انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن و گمان کے اعتقاد پر فیصلہ کر دیا جائے۔
- ۲۲۱۔ روز قیامت کے لئے بدترین زاد سفر بندگان خدا پر ظلم ہے۔
- ۲۲۲۔ کریم کے بہترین اعمال میں جان کرانجمن بن جانا ہے (۱)۔
- ۲۲۳۔ جسے جیانے اپنا لباس اور ڈھادیا اس کے عیب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔
- ۲۲۴۔ زیادہ خاموشی بہت کاسبب بنتی ہے اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فضل و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے اور تواضع سے نعمت مکمل ہوتی ہے۔

اے کتنا حسین تجربہ حیات ہے جس سے ایک دیہاتی انسان بھی استفادہ کر سکتا ہے کہ اگر پروردگار نے درختوں میں یہ کمال رکھ لیا ہے کہ جن درختوں کی شاخوں کو گھٹنا بنایا ہے ان کی لکڑی کو نرم بنا دیا ہے تو انسان کو بھی اس حقیقت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ اگر اپنے اطراف مخلصین کا مجمع دیکھنا چاہتا ہے اور اپنے گمبے سایہ درخت نہیں بنانا چاہتا ہے تو اپنی طبیعت کو نرم بنا دے تاکہ اس کے سہارے لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور اس کی شخصیت ایک گھیرے درخت کی ہو جائے۔

اے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انسان پروردگار کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے کفران نعمت پر اتر آتا ہے اور اس کے دے ہوئے اقتدار کو دست درازی میں استعمال کرنے لگتا ہے حالانکہ شرافت و انسانیت کا تقاضا یہی تھا کہ جس طرح اس نے صاحب قدرت و قوت ہونے کے بعد اس کے حال پر رحم کیا ہے اسی طرح اقتدار پانے کے بعد یہ دوسروں کے حال پر رحم کرے۔

۳۔ حرص و طمع کی چمک دمک بعض اوقات عقل کی نگاہوں کو بھی خیرہ کر دیتی ہے اور انسان نیک و بد کے امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے۔ لہذا دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے کو حرص و طمع سے دور رکھے اور زندگی کا ہر قدم عقل کے زیر سایہ اٹھائے تاکہ کسی مرحلہ پر تباہ و برباد نہ ہونے پائے۔

الْغَمَّةُ، وَبِإِحْثَالِ الْمُؤْنِ يَجِبُ السُّؤْدُ، وَبِالسَّيْرِ
الْمَعَادِلَةِ يُفْهَرُ الْتَاوِيءُ، وَبِالْحِلْمِ عَنِ السَّيْرِ
تُكْتَرُ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِ.

۲۲۵

و قال ﴿﴾:

الْعَجَبُ لِفَقْلَةِ الْمُسَادِ، عَنْ سَلَامَةِ الْأَجْسَادِ

۲۲۶

و قال ﴿﴾:

الطَّلَامُ فِي وَثَاقِ الدَّلِّ.

۲۲۷

و سئل عن الإيمان فقال:

الْإِيمَانُ مَعْرِفَةُ الْقَلْبِ، وَإِقْرَارُ بِالسَّانِ،
وَعَمَلُ بِالْأَذْكَانِ.

۲۲۸

و قال ﴿﴾:

مَنْ أَضْحَجَ عَلَى الدُّنْيَا حَزِينًا فَقَدْ أَضْحَجَ لِقَضَاءِ اللَّهِ سَاطِئًا،
وَمَنْ أَضْحَجَ يَشْكُو مُصِيبَةً نَزَلَتْ بِهِ فَقَدْ أَضْحَجَ يَشْكُو رَبَّهُ،
وَمَنْ أَقَى غَنِيًّا فَتَوَاضَعَ لَهُ لِفِتْنَاهُ ذَهَبَ ثُلُكًا دِينِهِ، وَمَنْ
قَرَأَ الْقُرْآنَ ثَمَّاتٍ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ بِمَنْ كَانَ يَتَّخِذُ آيَاتِ اللَّهِ
هُزُوءًا، وَمَنْ لَهَجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا السَّاطِ قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ:
هَمْ لَا يَنْفِقُهُ وَحِرْصٍ لَا يَنْزُكُهُ، وَأَمَلٍ لَا يُدْرِكُهُ.

۲۲۹

و قال ﴿﴾:

كَفَى بِالْفَقَاةِ مُسْلَكًا، وَبِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِيمًا.

و سئل عليه السلام عن قوله تعالى: «فَلْيَخِشْهُ حَتَّىٰ طَبِيعُهُ».

ن۔ مصارت

و۔ ریاست

بہی۔ دشمن

ن۔ قید

ط۔ ناراض

ل۔ چپک گیا

قیقت امر یہ ہے کہ قناعت ایک

درا یک سلطنت ہے جو انسان

چیز سے بے نیاز بنا دیتی ہے اور

ن وہ شرف حاصل کر لیتا ہے جو

سلاطین کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔

لاطین نماز لاکھوں قسموں کی نعمتیں

کے بعد بھی دوسروں کے دست

ہیں اور خوشامدیا پریشانی میں

رہتے ہیں۔

حکمت ۲۲۵ غررا حکم ص ۲۱۹

حکمت ۲۲۶ المائت المختارہ جاحظ۔ ربيع الاربار

حکمت ۲۲۷ المالی صدوق ص ۱۶، عیون اخبار الرضا ص ۲۲، خصال صدوق ص ۱۳۳، تاریخ بغداد ص ۲۲۳، المالی طوسی ص ۳۴۹

حکمت ۲۲۸ تذکرۃ الخواص ص ۱۲۳، کنز العمال ص ۱۶

حکمت ۲۲۹ غررا حکم ص ۲۲۲، تفسیر علی بن ابراہیم ص ۳۹۰، التفسیر الکبیر فی رازی ص ۱۱۲، کشاف ص ۳۶۶، البرہان ص ۳۸۳، المالی طوسی

دوسروں کا بوجھ اٹھانے سے سرداری حاصل ہوتی ہے اور انصاف پسند کردار سے دشمن پر غلبہ حاصل کیا جاتا ہے۔ احمق کے مقابلہ میں بردباری کے مظاہر سے انصار و اعوان میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۲۵۔ حیرت کی بات ہے کہ حمد کرنے والے جموں کی سلامتی پر حمد کیوں نہیں کرتے ہیں (دولتمند کی دولت سے حمد ہوتا ہے اور مزدور کی صحت سے حمد نہیں ہوتا ہے حالانکہ یہ اس سے بڑی نعمت ہے)۔

۲۲۶۔ لالچ ہمیشہ ذلت کی قید میں گرفتار رہتا ہے (۱۰)

۲۲۷۔ آپ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایمان دل کا عقیدہ، زبان کا اقرار اور اعضا و جوارح کے عمل کا نام ہے۔

۲۲۸۔ جو دنیا کے بارے میں رنجیدہ ہو کر صبح کرے وہ درحقیقت فضائے الہی سے ناراض ہے اور جو صبح اٹھے ہی کسی نازل ہونے والی مصیبت کا شکوہ شروع کر دے اس نے درحقیقت پروردگار کی شکایت کی ہے۔ جو کسی دولت مند کے سامنے دولت کی بنا پر جھک جائے اس کا دو تہائی دین برباد ہو گیا۔ اور جو شخص قرآن پڑھنے کے باوجود مرکزِ جہنم واصل ہو جائے گا یا اس نے آیات الہی کا مذاق اڑایا ہے۔ جس کا دل محبت دنیا میں دافرتہ ہو جائے اس کے دل میں یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ وہ غم جو اس سے جدا نہیں ہوتا ہے، وہ لالچ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی ہے اور وہ امید جسے کبھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

۲۲۹۔ قناعت سے بڑی کوئی سلطنت اور حسن اخلاق سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ”ہم حیات طیبہ عنایت کریں گے“

لے اس نصیحت میں بھی زندگی کے سات مسائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ انسان ایک کامیاب زندگی کس طرح گزار سکتا ہے اور اسے اس دنیا میں باعزت زندگی کے لئے کن اصول و قوانین کو اختیار کرنا چاہئے۔

لے لالچ میں دو طرح کی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف انسان نفسیاتی ذلت کا شکار رہتا ہے کہ اپنے کو حقیر و فقیر تصور کرتا ہے اور اپنی کسی بھی دولت کا احساس نہیں کرتا ہے اور دوسری طرف دوسرے افراد کے سامنے حقارت و ذلت کا اظہار کرتا رہتا ہے کہ شاید اسی طرح کسی کو اس کے حال پر رحم آجائے اور وہ اس کے مدعا کے حصول کی راہ ہموار کر دے۔

لے علیؑ والوں کو اس جملہ کو بغور دیکھنا چاہئے کہ کل ایمان نے ایمان کو اپنی زندگی کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے کہ جس طرح آپ کی زندگی میں اقراء تصدیق اور عمل کے تینوں رخ پائے جاتے تھے ویسے ہی آپ ہر صاحب ایمان کو اسی کردار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے بغیر کسی کو صاحب ایمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ بے عمل اگر صاحب ایمان نہیں ہو سکتا ہے تو کل ایمان کا شیعہ اور ان کا مخلص کیسے ہو سکتا ہے۔

لے اس مقام پر چار عظیم نکات زندگی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہذا انسان کو ان کی طرف توجہ دینا چاہئے اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ نہ شکوہ و فریاد شروع کر دے اور نہ دولت کی غلامی پر آمادہ ہو جائے۔ قرآن پڑھے تو اس پر عمل بھی کرے اور دنیا میں رہے تو اس سے ہوشیار بھی رہے۔

فَقَالَ: هِيَ الْقَنَاعَةُ.

۲۳۰

وَقَالَ ﷺ:

شَارِكُوا الَّذِي قَدْ أَثْبَلَ عَلَيْكَ الرِّزْقَ، فَإِنَّهُ أَخْلَقَ لِنَفْسِي وَأَجْدَرُ بِإِثْبَالِ الْحَظِّ عَلَيْكَ.

۲۳۱

وَقَالَ ﷺ:

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ» الْعَدْلُ: الْإِنْصَافُ، وَالْإِحْسَانُ: التَّقْضُلُ.

۲۳۲

وَقَالَ ﷺ:

مَنْ يُسْغِطُ بِأَيْدِي الْقَصِيرَةِ يُسْغِطُ بِأَيْدِي الطَّوِيلَةِ.

قَالَ الرُّضِي: أَقُولُ: وَمَعْنَى ذَلِكَ أَنَّ مَا يَنْفَعُ الْمَرْءَ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ إِنْ كَانَ يَسِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَجْعَلُ الْجَزَاءَ عَلَيْهِ عَظِيمًا كَثِيرًا، وَالْيَدَانِ هَاهُنَا: عِبَارَةٌ عَنِ التَّعَمُّتَيْنِ، فَيُفَرِّقُ عَلَيْهِ السَّلَامَ بَيْنَ نِعْمَةِ الْعَمَلِ وَنِعْمَةِ الرَّبِّ تَعَالَى ذِكْرُهُ، بِالْقَصِيرَةِ وَالطَّوِيلَةِ فَيَجْعَلُ تِلْكَ قَصِيرَةً وَهَذِهِ طَوِيلَةً، لِأَنَّ نِعْمَ اللَّهَ أَبَدًا تَضَعُفٌ عَلَى نِعْمِ الْمَخْلُوقِ أَضْعَافًا كَثِيرَةً، إِذْ كَانَتْ نِعْمَ اللَّهِ أَصْلَ النِّعَمِ كُلِّهَا فَكُلُّ نِعْمَةٍ إِلَيْهَا تَرْجِعُ وَمِنْهَا تَنْتَفِعُ.

۲۳۳

وَقَالَ ﷺ:

لَا يَنْهَ الْحَسَنُ عَلَيْهَا السَّلَامَ: لَا تَدْعُوْنَ إِلَى مُسْتَبَازَرَةٍ، وَإِنْ دُعِيتَ إِلَيْهَا فَأَجِبْ، فَإِنَّ الدَّاعِيَ إِلَيْهَا بَاغٍ، وَالْبَاغِي مَطْرُوعٌ.

۲۳۴

وَقَالَ ﷺ:

خِيَارُ خِيَصَالِ النِّسَاءِ شِرَارُ خِيَصَالِ الرِّجَالِ: الزُّهْمُ، وَالْجُبْنُ، وَالْبُخْلُ، فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَرْهُوْمَةً لَمْ تُمْكِنْ مِنْ تَفْهِيمِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بِخِيلَةٍ حَافِظَتْ نَفْسَهَا وَمَالَ بَيْتِهَا، وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً قَسَرَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَغْرَضُ لَهَا.

۲۳۵

وَقِيلَ لَهُ: صِفْ لَنَا الْعَاقِلَ، فَقَالَ ﷺ:

هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ، فَيَقِيلُ: نَصَفَ لَنَا الْجَاهِلَ، فَقَالَ: قَدْ قَعَلْتُ.

عفت - دگنی ہو جاتی ہیں
مروغ - مغلوب، افتادہ
رزہ - مقابلہ
تکبر
وہ - متکبر
ت - ڈرتا ہے

علی اصلاح میں اسے مفہوم حق الفت
اجا آپ جہاں ایک حکم صراحتاً
ہوتا ہے اور دوسرا اس کے
م سے نکل آتا ہے اور اس کا راز
اسے کہ تیسری قسم نہیں ہے تو اگر
اس کا حکم ایسا ہوگا تو اس کی ضد
یقیناً اس کے خلاف ہوگا مثال
پر اگر عالم کے احترام کا حکم دیا
تو اس کا کھلا ہوا مفہوم یہ ہے
اہل قابل احترام نہیں ہے لیکن
اسے کائنات کے اس ارشاد میں
قابل توجه ہے کہ یہاں جاہل کو
کے مقابلہ میں نہیں بلکہ عاقل
قابل میں پیش کیا گیا ہے۔ گویا
اہل عاقل بھی شمار کئے جانے
نابل نہیں ہے۔

ار

قریہ

مراد

ہزار

جنگ

مغزو

ہر پشتر

عرض کی

لے حضرت

سے اس

ہدایت کا

لے اسلام

دعوت دی

نہ

لے یہ قہ

نہ بخلو

ہر مطلق

در حکمت ۲۳۱ غرر احکم ص ۲۲۰، ربیع الا برار

در حکمت ۲۳۱ عیون الاخبار ۳ ص ۱۹، معانی الاخبار صدوق ۲۵۴، تفسیر عیاشی ۲ ص ۲۶۴

در حکمت ۲۳۲ غرر احکم ص ۲۴۱، ربیع الا برار، المجازات النبویہ سید رضی ۵۹

در حکمت ۲۳۳ عیون الاخبار ۱ ص ۱۲۸، کامل میرد ۱ ص ۱۲۱، العقد الفرید ۱ ص ۱۰۲، محاضرات داغب ۲ ص ۵۴، باب الآداب ص ۲۲۲، تہذیب طوسی ۲ ص ۲۹

در حکمت ۲۳۴ قوت القلوب ۲ ص ۵۲۲، ربیع الا برار، غرر احکم ص ۱۴۲، بروضة الواعظین ص ۳۴۳

در حکمت ۲۳۵ غرر احکم ص ۲۸

اس آیت میں حیات طیبہ سے مراد کیا ہے؟ — فرمایا قناعت۔

۲۲۰۔ جس کی طرف روزی کا رخ ہوا اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ کہ یہ دولت مند ہی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور خوش نصیبی کا بہترین

قرینہ ہے۔

۲۲۱۔ آیت کریمہ ”ان الله يامر بالعدل“ میں عدل، انصاف ہے اور احسان فضل و کرم۔

۲۲۲۔ جو عاجز ہاتھ سے دیتا ہے اسے صاحب اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

سید رضیؒ۔ جو شخص کسی کار خیر میں مختصر مال بھی خرچ کرتا ہے پروردگار اس کی جزا کو عظیم و کثیر بنا دیتا ہے۔ یہاں دونوں ”ید“ سے مراد دونوں نعمتیں ہیں۔ بندہ کی نعمت کو یدِ قصیرہ کہا گیا ہے اور خدائی نعمت کو یدِ طویلہ۔ اس لئے کہ اللہ کی نعمتیں بندوں کے مقابلہ میں ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہیں۔ اور وہی تمام نعمتوں کی اصل اور سبب کا مرجع و منشاء ہوتی ہیں۔

۲۲۳۔ اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ تم کسی کو جنگ کی دعوت نہ دینا لیکن جب کوئی لٹکار دے تو فوراً جواب دے دینا کہ جنگ کی دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے اور باغی بہر حال ہلاک ہونے والا ہے۔

۲۲۴۔ عورتوں کی بہترین خصلتیں جو مردوں کی بدترین خصلتیں شمار ہوتی ہیں۔ ان میں غرور، بُزدلی اور بخل ہے کہ عورت اگر مغرور ہوگی تو کوئی اس پر قابو نہ پاسکے گا اور اگر بخیل ہوگی تو اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور اگر بُزدلی ہوگی تو ہر پیش آنے والے خطرہ سے خوفزدہ رہے گی۔

۲۲۵۔ آپؐ سے گزارش کی گئی کہ مرد عاقل کی توصیف فرمائیں۔ تو فرمایا کہ عاقل وہ ہے جو ہر شے کو اس کی جگہ پر رکھتا ہے۔! عرض کیا گیا پھر جاہل کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا یہ تو میں بیان کر چکا۔

لے حضرت عثمانؓ بن مظعون کا بیان ہے کہ میرے اسلام میں استحکام اس دن پیدا ہوا جب یہ آیت کہ یہ نازل ہوئی اور میں نے جناب ابوطالب سے اس آیت کا ذکر کیا اور انھوں نے فرمایا کہ میرا فرزند محمدؐ ہمیشہ بلند ترین اخلاق کی باتیں کرتا ہے لہذا اس کا اتباع اور اس سے ہدایت حاصل کرنا تمام قریش کا فریضہ ہے۔

لے اسلام کا تو از نِ عمل یہی ہے کہ جنگ میں پہل نہ کی جائے اور جہانناک ممکن ہو اس کو نظر انداز کیا جائے لیکن اس کے بعد اگر دشمن جنگ کی دعوت دیدے تو اسے نظر انداز بھی نہ کیا جائے کہ اس طرح اسے اسلام کی کمزوری کا احساس پیدا ہو جائے گا اور اس کے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے یہ محسوس کرادیا جائے کہ اسلام کمزور نہیں ہے لیکن پہل کرنا اس کے اخلاقی اصول و آئین کے خلاف ہے۔

لے یہ تفصیل اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں صفات انھیں بلند ترین مقاصد کی راہ میں محبوب ہیں ورنہ ذاتی طور پر نہ غرور محبوب ہو سکتا ہے اور نہ بخل و بُزدلی۔ ہر صفت اپنے مصروف کے اعتبار سے خوبی یا خرابی پیدا کرتی ہے اور عورت کے یہ صفات انھیں مقاصد کے اعتبار سے پسندیدہ ہیں مطلق طور پر یہ صفات کسی کے لئے بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

قال الرضي: يعني ان الجاهل هو الذي لا يضع الشيء مواضعه فكان تركه صفة له، إذ كان بخلاف وصف العاقل: ۲۳۶

و قال ﴿۲۳۶﴾:

وَاللّٰهُ لَدُنِّيَاكُمْ هَذُوْا فَوْنٌ فِيْ عَيْنِيْ مِنْ عِزِّي
خَيْرٌ يَّرِيْ يَدِيْ بِخُدُوْمِ ۲۳۷

و قال ﴿۲۳۷﴾:

اِنَّ قَسُوْمًا عَبَدُوْا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ
وَ اِنَّ قَسُوْمًا عَبَدُوْا اللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التَّقِيْدِ
وَ اِنَّ قَسُوْمًا عَبَدُوْا اللّٰهَ شُكْرًا فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْاَخْسَرِ ۲۳۸

و قال ﴿۲۳۸﴾:

الْمَرْءُ شَرُّ كُلِّهَا، وَ شَرُّ مَا فِيْهَا اَنَّهُ لَا يَسُدُّ مِنْهَا ۲۳۹

و قال ﴿۲۳۹﴾:

مَنْ اطَاعَ التَّوَاتِيَّ ضَيَّعَ الْحَقُّوقَ، وَ مَنْ اطَاعَ الْوَاتِيَّ ضَيَّعَ الصَّدِيْقَ ۲۴۰

و قال ﴿۲۴۰﴾:

الْحَسْبُ الْفَقِيْبُ فِي الدَّارِ رَهْمَنٌ عَلَيَّ خَسْرًا بِهَا
قال الرضي: ويرى هذا الكلام عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم، ولا عجب ان يشبه الكلامان، لان مستقاهما من قلب، ومفروضا من ذنوب. ۲۴۱

و قال ﴿۲۴۱﴾:

يَوْمَ الظُّلُمِ عَلَى الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُوْمِ ۲۴۲

و قال ﴿۲۴۲﴾:

اَتَّقِ اللّٰهَ بَغْضِ الشَّقَى وَ اِنَّ قُلَّ، وَ اجْعَلْ بَيْتَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ بَيْتًا وَ اِنَّ دَقَّ ۲۴۳

و قال ﴿۲۴۳﴾:

اِذَا ارْزَدَحَ الْجَوَابُ، خَبِيَ الصَّرَابُ ۲۴۴

و قال ﴿۲۴۴﴾:

اِنَّ لِّلّٰهِ فِي كُلِّ نَفْسٍ حَقًّا، قَسْرًا ۲۴۵

عراق - ہی
مجزوم - کوڑھی
غصیب - منصوب
قلیب - کنواں
ذُوب - ڈول
ارزدام - بھیر بھاڑ

۱۔ انسان کو اولاً تو پروردگار سے ڈرنا چاہئے تاکہ برائیوں کی جرأت نہ پیدا ہو سکے اس کے بعد اس کی گنجائش کہنی چاہئے کہ پروردگار اس کے گنہوں کی پردہ پوشی کر سکے ورنہ وہ گنہوں کے اعلان پر آباد ہو جائے تو انسان پر سے سماج میں کہیں نہ دکھانے کے لائق نہ رہ جائے گا۔ ایک باریک پردہ بندہ بھی باقی رکھے تاکہ ایک دین پروردگار پروردگار ڈال سکے اور اس طرح آبرو کا تحفظ کیا جاسکے ۲۔ بعض حضرات کا اشارہ ہے کہ یہ کسی خاص عورت کی طرف اشارہ ہے جس سے قرآنی رشتہ کی بنا پر چھٹکا لگے ممکن نہیں ہے

کودہ

عباد کی عباد

دوستوں

لے ایک

امیرالم

اور ع

کے قاب

۲۔ بعض

جائے ا

بغیر ذ

اور ا

سر

موت

اس

ہو

مصادر حکمت ۲۳۶، ۱۱۱ صدوق مشہور، غررا حکم ۱۱۱
مصادر حکمت ۲۳۷، کافی ۲، ۶۸، تحف العقول، تذکرۃ الخواص ۱۳۳، قصار احکام ۹۸
مصادر حکمت ۲۳۸، غررا حکم ۴۸
مصادر حکمت ۲۳۹، غررا حکم ۴۹
مصادر حکمت ۲۴۰، غررا حکم ۴۲، سراج الملوك ۳۸۸، زہر الآداب المحصری ۳۳
مصادر حکمت ۲۴۱، قصار احکام ۲۳۱
مصادر حکمت ۲۴۲، غررا حکم ۶۳، ربيع الارباب النجود والصلاح
مصادر حکمت ۲۴۳، غررا حکم ۱۳۹، ربيع الارباب ابواب المسکت، سراج الملوك ۳۴۲
مصادر حکمت ۲۴۴، تحف العقول ۲۰، غررا حکم ۱۰۱

سید رضی۔ مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو ہر شے کو بے محل رکھتا ہے اور اس کا بیان نہ کرنا ہی ایک طرح کا بیان ہے کہ وہ عاقل کی ضد ہے۔

۲۳۶۔ خدا کی قسم یہ تمہاری دنیا میری نظر میں کوڑھی کے ہاتھ میں سوڑھی کی ہڈی سے بھی بدتر ہے۔
۲۳۷۔ ایک قوم ثواب کی لالچ میں عبادت کرتی ہے تو یہ تاجروں کی عبادت ہے اور ایک قوم عذاب کے خوف سے عبادت کرتی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ اصل وہ قوم ہے جو شکر خدا کے عنوان سے عبادت کرتی ہے اور یہی آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

۲۳۸۔ عورت سراپا شر ہے اور اس کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس کے بغیر کام بھی نہیں چل سکتا ہے۔
۲۳۹۔ جو شخص کاہلی اور سستی سے کام لیتا ہے وہ اپنے حقوق کو بھی برباد کر دیتا ہے اور جو چغل خور کی بات مان لیتا ہے وہ دوستوں کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔

۲۴۰۔ گھر میں ایک پتھر بھی غصبی لگا ہو تو وہ اس کی بربادی کی ضمانت ہے۔

سید رضی۔ اس کلام کو رسول اکرمؐ سے بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ دونوں کا سرچشمہ علم ایک ہی ہے۔
۲۴۱۔ مظلوم کا دن (قیامت) ظالم کے لئے اس دن سے سخت تر ہوتا ہے جو ظالم کا مظلوم کے لئے ہوتا ہے۔

۲۴۲۔ اللہ سے ڈرتے رہو چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ رکھو چاہے باریک ہی کیوں نہ ہو۔

۲۴۳۔ جب جوابات کی کثرت ہو جاتی ہے تو اصل بات گم ہو جاتی ہے۔

۲۴۴۔ اللہ کا ہر نعمت میں ایک حق ہے۔ جو اسے ادا کر دے گا۔

۱۔ ایک تو سورجیے بخش العین جانور کی ہڈی اور وہ بھی کوڑھی انسان کے ہاتھ میں۔ اس سے زیادہ نفرت انگیز شے دنیا میں کیا ہو سکتی ہے۔
امیر المؤمنینؑ نے اس تعبیر سے اسلام اور عقل دونوں کے تعلیمات کی طرف توجہ کیا ہے کہ اسلام بخش العین سے اجتناب کی دعوت دیتا ہے اور عقل متحدی امرایں کے مریضوں سے بچنے کی دعوت دیتی ہے۔ ایسے حالات میں اگر کوئی شخص دنیا پر ٹوٹ پڑے تو نہ مسلمان کہے جانے کے قابل ہے اور نہ صاحب عقل۔

۲۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت کا یہ اشارہ کسی خاص عورت کی طرف ہے ورنہ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ عورت کی صف کو شر قرار دے دیا جائے اور اسے اس حقارت کی نظر سے دیکھا جائے۔ "لابد منها" اس رشتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے جسے توڑا نہیں جاسکتا ہے اور ان کے بغیر زندگی کو ادھورا اور نامکمل قرار دیا گیا ہے۔

اور اگر بات عمومی ہے تو عورت کا شر ہونا اس کی ذات یا اس کے کردار کے نقص کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد صرف اس کی ضرورت اور اس کے سراپا کا انسانی زندگی پر تسلط ہے کہ مرد کسی وقت بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور اس طرح اکثر اوقات اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مرد اس کے اندر پائے جانے والے جذبات اور احساسات کی سنگینی کی طرف متوجہ رہے اور یہ خیال رکھے کہ اس کے جذبات و خواہشات کے آگے سیر انداختہ ہو جانا پورے سماج اور معاشرہ کی تباہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کے شر ہونے میں ایک حصہ اس کے جذبات و خواہشات کا ہے اور ایک حصہ اس کے وجود کی ضرورت کا ہے جس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور کسی وقت بھی اس کے سامنے سیر انداختہ ہو سکتا ہے۔

نقار - فرار
رحم - قرابت
عزائم - اداوت
عقود - نیت محکم
تقریب - وسیلہ قرابت
منشاة - اضافہ کا ذریعہ

① لفظ تطہیر کا استعمال اس امر کی علامت ہے کہ شرک انسانی زندگی کی نجاست اور کثافت ہے اور اس کثافت کو دنیا کا کوئی صابون اور پاؤ ڈر صاف نہیں کر سکتا ہے اس کا صرف ایک ذریعہ ہے جس کا نام ہے ایان
اسلام بھی اس کثافت کو دور کرنے کے لئے مکمل طور پر کارآمد نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں نقائص کی گنجائش رہ جاتی ہے اور اندر رکھ کر ہوتے ہوئے باہر کا کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکتا۔

مصادر حکت ۲۳۵، غرر الحکم ۱۳۹
مصادر حکت ۲۳۶، ریاض الاخیار ۱۳۶، ربيع الاربار ۳۳، تذکرة الخواص ۱۳۵، مناقب خوارزمی ۲۴۳
مصادر حکت ۲۳۷، بکار الانوار ۳۵۴، ربيع الاربار باب الفتن والفراسد
مصادر حکت ۲۳۸، تذکرة الخواص ۱۳۵، غرر الحکم ۹۰
مصادر حکت ۲۳۹، خصال صدوق ص ۲۰۹، مناقب خوارزمی
مصادر حکت ۲۴۰، روضة الواعظین ص ۳۳۱، غرر الحکم ۱۶۸
مصادر حکت ۲۴۱، نہایت الادب ۸ ص ۱۸۲، مطاب السؤل ۱ ص ۱۸۲، غرر الحکم ۳۳، کشف الغماری ۲ ص ۱۰۵، علل الشرائع باب الشرائع
دلائل الامامة ۳۲، احتجاج طبرسی ۱۳۳

زَادَهُ مِنْهَا، وَمَنْ قَطَرَ فِيهِ خَاطِرٌ بِسِرِّهِ يَسْتَعْتِبُهُ

۲۴۵

وَقَالَ ﴿۲۴۵﴾:

إِذَا كَثُرَتْ الْفُتُورَةُ قَلَّتِ الشُّهُورَةُ

۲۴۶

وَقَالَ ﴿۲۴۶﴾:

اِخْذَرُوا بِفَارِ الثَّمَمِ قَاكُلْ شَارِدٍ يَمْرُدُ

۲۴۷

وَقَالَ ﴿۲۴۷﴾:

الْكُورُ أَغْطَفُ مِنَ الرَّجَمِ

۲۴۸

وَقَالَ ﴿۲۴۸﴾:

مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدَّقْ ظَنَّهُ

۲۴۹

وَقَالَ ﴿۲۴۹﴾:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ مَا أَكْرَمْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ

۲۵۰

وَقَالَ ﴿۲۵۰﴾:

عَرَفْتُ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بِفَتْحِ الْعَزَائِمِ، وَحَلَّ الْعُقُودِ، وَنَقَضِ الْحَيْثَمِ

۲۵۱

وَقَالَ ﴿۲۵۱﴾:

مَرَاةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ، وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَاةُ الْآخِرَةِ

۲۵۲

وَقَالَ ﴿۲۵۲﴾:

فَرَضَ اللَّهُ الْإِيمَانَ تَطَهُّراً مِنَ الشَّرِّ، وَالصَّلَاةَ تَهْذِيباً عَنِ الْكِبَرِ وَالزُّكَاةَ تَنْصِيباً لِلرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ أَبْتِلَاءً لِاخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَالْحَجَّ تَقَرُّباً لِلدِّينِ، وَالْجِهَادَ عِزّاً لِلْإِسْلَامِ، وَالْأَنْصَارَ بِالْمَقْرُوفِ مَخْلَصَةً لِلْعَوَامِّ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعاً لِلْمُفْسِدِ، وَصِلَةَ الرَّجَمِ مَنَافَةً لِلْعُقُودِ، وَالْقِيَصَاصَ حَقّاً لِلدِّمَاءِ، وَإِقَامَةَ الْحُدُودِ إِعْظَاماً لِلْمَحَارِمِ، وَتَرْكَ شَرْبِ الْخَمْرِ تَعْصِيباً لِلْعَقْلِ، وَتَجَنُّبَ الْبَهَائِمِ

۲۴۳، مناقب خوارزمی ۲۴۳

الشراس

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

کے لئے۔

امر بالمعروف

اضافہ کے۔

کے لئے حرا۔

لہ جب فطرت

دیا ہی ہونا

اس کی زندگی

لہ یہ انسانی ز

یہ خیال پیدا ہ

چاہئے حالانکہ

ان کے حسن

لہ انسان

رہے جہاں

گرفت میں!

اللہ اس کی نعمت کو بڑھادے گا اور جو کوتاہی کرے گا وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈال دے گا۔

۲۴۵۔ جب طاقت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔

۲۴۶۔ نعمتوں کے زوال سے ڈرتے رہو کہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز واپس نہیں آیا کرتی ہے۔

۲۴۷۔ جذبہ کرم قربت داری سے زیادہ مہربانی کا باعث ہوتا ہے۔

۲۴۸۔ جو تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھتا ہو اس کے خیال کو سچا کر کے دکھلا دو۔

۲۴۹۔ بہترین عمل وہ ہے جس پر تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

۲۵۰۔ میں نے پروردگار کو ارادوں کے ٹوٹ جانے، نعمتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہو جانے سے پہچانا ہے۔

۲۵۱۔ دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی۔

۲۵۲۔ اللہ نے ایمان کو لازم قرار دیا ہے شرک سے پاک کرنے کے لئے (۵) اور نماز کو واجب کیا ہے غور سے باز رکھنے

کے لئے۔ زکوٰۃ کو رزق کا وسیلہ قرار دیا ہے اور روزہ کو آزمائش اخلاص کا وسیلہ۔ جہاد کو اسلام کی عزت کے لئے رکھا ہے اور

امر بالمعروف کو عوام کی مصلحت کے لئے۔ نبی عن المنکر کو بیوقوفوں کو برائیوں سے روکنے کے لئے واجب کیا ہے اور صلہ رحمی حدیث

افراد کے لئے۔ قصاص خون کے تحفظ کا وسیلہ ہے اور حدود کا قیام محرمات کی اہمیت کے سمجھانے کا ذریعہ۔ شراب خواری کو عقل کی حفاظت

کے لئے حرام قرار دیا ہے اور چوری سے اجتناب کو عفت کی حفاظت کے لئے لازم قرار دیا ہے۔

۵۔ جب فطرت کا یہ نظام ہے کہ کمزور آدمی میں خواہش زیادہ ہوتی ہے اور طاقتور اس قدر خواہشات کا حامل نہیں ہوتا ہے تو سیاسی دنیا میں بھی انسان کا طرز عمل ویسا ہی ہونا چاہئے کہ جس قدر طاقت و قوت میں اضافہ ہوتا جائے اپنے کو خواہشات دنیا سے بے نیاز بناتا جائے اور اپنے کردار سے یہ ثابت کرے کہ اس کی زندگی نظام فطرت سے الگ اور جدا گانہ نہیں ہے۔

۶۔ یہ انسانی زندگی کا انتہائی حساس نکتہ ہے کہ انسان عام طور سے لوگوں کو حسن ظن میں مبتلا پا کر اس سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اسے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ جب لوگ شراب خانہ میں دیکھ کر بھی یہی تصور کریں گے کہ تبلیغ مذہب کے لئے گئے تھے تو شراب خانہ سے فائدہ اٹھالینا چاہئے حالانکہ تقاضائے عقل و دانش اور مقتضائے شرافت و انسانیت یہ ہے کہ لوگ جس قدر شریف تصور کرتے ہیں۔ اتنی شرافت کا اثبات کرے اور ان کے حسن ظن کو سو وطن میں تبدیل نہ ہونے دے۔

۷۔ انسان تمام اعمال کو نفس کی خواہش کے مطابق انجام دے گا تو ایک دن نفس کا غلام ہو کر رہ جائے گا لہذا ضرورت ہے کہ ایسے اعمال انجام دیتا رہے جہاں نفس پر جبر کرنا پڑے اور اسے اس کی اوقات سے آشنا بناتا رہے تاکہ اس کے حوصلے اس قدر بلند نہ ہو جائیں کہ انسان کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے لے اور پھر نجات کا کوئی راستہ نہ رہ جائے۔

شہادت - گواہیاں
استنباط - تحقیق حال
مجاہدات - صرخی انکار
توڑ م - پسند کرتے ہو
رواج - شام کے وقت سفر
ادلج - رات کا سفر

① عام حالات میں اسلام نے
اس طرح کی قسم کو ناجائز قرار دیا
ہے کہ اس میں عذاب کے نازل
ہونے اور اسلام نے برخواست ہو جانے
کا خطرہ ہے لیکن ظالموں کے حق
میں ایسی ہی قسم کو رکھنا ہے کہ ان کے
بارے میں عذاب سے بچانے کا کوئی
تصور ہے اور نہ ان کے اسلام سے
نکل جانے کی کوئی پرواہ ہے بلکہ ان کا
دائرہ اسلام سے نکل جانا ہی مسافر
کی تطہیر کا بہترین ذریعہ ہے۔!

الشَّرْقِيَّةَ إِجَابًا لِلْعَقَّةِ، وَتَرْكُ الرَّفْقِ تَحْصِينًا لِلنَّسَبِ، وَتَرْكُ اللَّسَانِ
تَكْثِيرًا لِلنَّسْلِ، وَالشَّهَادَاتُ أَسْطُفَارٌ عَلَى الْمَجَاهِدَاتِ، وَتَرْكُ
الْكُذِبِ تَشْرِيفٌ لِلصَّدَقِ، وَالسَّلَامُ أَمَانًا مِنَ السَّخَاوِفِ، وَالْأَمْسَاةُ
نِظَامًا لِلأَمَّةِ، وَالطَّاعَةُ تَعْظِيمًا لِلْإِمَامَةِ

۲۵۳

و کان ﴿﴾ يقول:

أَخْلَقُوا الظَّالِمَ إِذَا أَرَدْتُمْ بَيِّنَةً
يَأْتِيهِ بِسَرِيٍّ مِنْ حَوْلِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ: فَإِنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِهَا كَذَابًا عَوجِلَ
الْعُقُوبَةُ، وَإِذَا حَلَفَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجِلْ. إِنَّهُ
قَدْ وَحَّدَ اللَّهَ تَعَالَى.

۲۵۴

و قال ﴿﴾:

يَا بَنِي آدَمَ، كُنْ وَحْيِي نَفْسِكَ فِي مَالِكَ، وَأَعْمَلْ فِيهِ مَا تُؤَيِّزُ أَنْ يُعْمَلَ فِيهِ مِنْ بَعْدِكَ.

۲۵۵

و قال ﴿﴾:

الْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُونِ، لِأَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَإِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَعْمِلٌ

۲۵۶

و قال ﴿﴾:

صِحَّةُ الْجَسَدِ، مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ.

۲۵۷

و قال ﴿﴾ لَكَيْلُ بْنُ زِيَادٍ النَّخَعِي:

يَا كَيْلُ، مَرَّ أَهْلُكَ أَنْ يَرُدُّوهُ فِي كَسْبِ الْكَارِمِ، وَيُذِلُّوهُ فِي حَاجَتِهِ
مَنْ هُوَ نَائِمٌ. فَوَالَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، مَا مِنْ أَحَدٍ أَدْعَى قَلْبًا مُرَوِّدًا
إِلَّا وَخَلَقَ اللَّهُ لَهُ مِنْ ذَلِكَ الشُّرُورِ لُطْفًا. فَإِذَا تَرَكْتَ بِسِيَرَتِكَ

یہ اسلام کا
دراؤ کہ روک
اس کا صنف
سان میں جب
کسی مقدار
لے ہیں۔ اپنی
یہ اور اس ط
ہے اور ہزار
امقابلہ کرنے
کورت کا جو
افسوس
ی کا الزام

مصادر حکت ۲۵۳: اصول کافی ۶، ۳۳۵، مقاتل الطالبین ۲۴۵، مروج الذهب ۳، ۳۵۵، تاریخ بغداد ۱۳، ۱۳۵، ارشاد مفید ۲۴۵، الخراج ما مجروح
مصادر حکت ۲۵۴: امالی صدوق ۱۶۹، تہذیب طوسی ۱۶۹، تنبیہ الخواطر ۵۳۲، غرر الحکم ۲۳۶،
مصادر حکت ۲۵۵: غرر الحکم ۵۲، الحکم المنثورہ ۵۶۳،
مصادر حکت ۲۵۶: المائتہ المختارہ، العقد الفرید، دستور معالم الحکم قضای، غرر الحکم، مطالب السؤل
مصادر حکت ۲۵۷: غرر الحکم ۳۱۳، المستطرف الشیبی ۱۱۵، ربيع الابرار ج ۱ ورقہ ۲۰۶

رک زنا کا لزوم نسب کی حفاظت کے لئے ہے اور ترک لوہا کی ضرورت نسل کی بقا کے لئے ہے۔ گواہیوں کو انکار کے مقابلہ میں ثبوت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور ترک کذب کو صدق کی شرافت کا وسیلہ ٹھہرا دیا گیا ہے۔ قیام امن و خطوط کے تحفظ کے لئے رکھا گیا ہے اور امامت کو ملت کی تنظیم کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے اور پھر اطاعت کو عظمت امامت کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

۲۵۳۔ کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس طرح قسم لو کہ وہ پروردگار کی طاقت اور قوت سے بیزار ہے (۱) اگر اس کا بیان صحیح نہ ہو۔ کہ اگر اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو فوراً مبتلائے عذاب ہو جائے گا اور اگر خدائے وحدہ لا شریک کے نام کی قسم کھائی تو عذاب میں عملت نہ ہوگی کہ بہر حال توجید پروردگار کا اقرار کر لیا ہے۔

۲۵۴۔ فرزند آدم! اپنے مال میں اپنا وحی خود بن اور وہ کام خود انجام دے جس کے بارے میں امید رکھتا ہے کہ لوگ تیرے بعد انجام دے دیں گے۔

۲۵۵۔ غصہ جنون کی ایک قسم ہے کہ غصہ در کہ بعد میں پیشان ہونا پڑتا ہے اور پیشان نہ ہو تو واقعاً اس کا جنون مستحکم ہے۔

۲۵۶۔ بدن کی صحت کا ایک ذریعہ حد کی قلت بھی ہے۔

۲۵۷۔ اے کیل! اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ اچھی خصلتوں کو تلاش کرنے کے لئے دن میں نکلیں اور سوجائے والوں کی حاجت روائی کے لئے رات میں قیام کریں۔ قسم ہے اس ذات کی جو ہر آواز کی سننے والی ہے کہ کوئی شخص کسی دل میں سرور وارد نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ درد و دگر اس کے لئے اس سرور سے ایک ٹھٹھ پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے بعد اگر اس پر کوئی نصیبت نازل ہوتی ہے۔ تو

یہ اسلام کا عالم انسانیت پر عمومی احسان ہے کہ اس نے اپنے قوانین کے ذریعہ انسانی آبادی کو بڑھانے کا انتظام کیا ہے اور پھر حرام زادوں کی برآمد کو روک دیا ہے تاکہ عالم انسانیت میں شریف افراد پیدا ہوں اور یہ عالم ہر قسم کی بربادی اور تباہ کاری سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد اس کا صنف نسوان پر خصوصی احسان یہ ہے کہ اس نے عورت کے علاوہ جنسی تسکین کے ہر راستہ کو بند کر دیا ہے کھلی ہوئی بات ہے کہ سان میں جب جنسی ہیجان پیدا ہوتا ہے تو اسے عورت کی ضرورت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور کسی بھی طریقہ سے جب وہ ہیجانی مادہ نکل جاتا ہے کسی مقدار میں سکون حاصل ہو جاتا ہے اور جذبات کا طوفان رک جاتا ہے۔ اہل دنیا نے اس مادہ کے اخراج کے مختلف طریقہ ایجاد کئے ہیں۔ اپنی جنس کا کوئی مل جاتا ہے تو ہم جنسی سے تسکین حاصل کر لیتے ہیں اور اگر کوئی نہیں ملتا ہے تو خود کاری کا عمل انجام دے بیٹے یا اور اس طرح عورت کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج آزاد معاشروں میں عورت عضو معطل ہو کر رہ گئی ہے اور ہزار وسائل اختیار کرنے کے بعد بھی اس کے طلب گاروں کی فہرست کم سے کم رہتی جا رہی ہے۔ اسلام نے اس خطرناک صورت حال سے مقابلہ کرنے کے لئے مجامعت کے علاوہ ہر وسیلہ تسکین کو حرام کر دیا ہے تاکہ مرد عورت کے وجود سے بے نیاز نہ ہونے پائے اور رت کا وجود معاشرہ میں غیر ضروری نہ قرار پائے۔

افسوس کہ اس آزادی اور عیاشی کی ماری ہوئی دنیا میں اس پاکیزہ تصور کا قدر دان کوئی نہیں ہے اور سب اسلام پر عورت کی ناقدری کا الزام لگاتے ہیں۔ گویا ان کی نظر میں اسے کھلونا بنالینا اور کھیلنے کے بعد پھینک دینا ہی سب سے بڑی قدر دانی ہے۔

اخذار - ڈھال کی طرف بہنا

الماق - نفروفاۃ

غدر - غداری

مستدرج - جسے بیٹھیں لے لیا جائے

مغرور - غریب خوردہ

مفتون - دھوکہ کیں مبتلا

المار - ہمت

جَرَى إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي الْحِدَارِ حَتَّى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَسْرِيَّةٌ
الْأَبْلَسُ

۲۵۸

و قال ﴿﴾

إِذَا أَمْسَلَقْتُمْ فَلَنَا جُرُؤَ اللَّهِ بِالْصَّدَقَةِ

۲۵۹

و قال ﴿﴾

الْوَقَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللَّهِ، وَالْغَدْرُ بِأَهْلِ الْغَدْرِ
وَقَاءٌ عِنْدَ اللَّهِ

۲۶۰

و قال ﴿﴾

كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِخْتَانِ إِلَيْهِ، وَمَغْرُورٍ بِالسَّخَرِ عَلَيْهِ، وَمُسْتَفْتُونٍ
بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ، وَمَا أَبْغَى اللَّهُ شُبْحَانَهُ أَحَدًا بِمِثْلِ الْإِنْسَانِ لَمَّا

قال الرضي: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم، إلا أن فيه ما هنا زيادة جيدة مفيدة

۵۱) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
صدقہ مال کی بربادی یا اس کا ہاتھ
سے نکل جانا نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح
کی تجارت ہے اور تجارت بھی کسی
فقیر اور مسکین سے نہیں ہے کہ انسان
کو یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ یہ بیچارہ
کیا قیمت ادا کرے گا بلکہ یہ تجارت
مالک کا ثبات سے ہے اور اس سے
تجارت کرنے میں کسی طرح کے خسارہ
کا کوئی امکان نہیں ہے۔ خصوصیت
ایسی صورت میں جب اس نے ہر کام پر
پر کم سے کم دس گنا اجر کا وعدہ کر لیا ہے
اور اس کے بعد بے حساب اضافہ
کا کوئی اشارہ دیا ہے۔ اس کے بعد
انسان کسی خسارہ کا تصور کرے کہ
اس سے بڑا بے ایمان اور بے اعتماد
کوئی نہیں ہے۔

مصادر و ترمیم ۲۵۵ مناقب خوارزمی ص ۲۴۲، المائۃ المختارہ جاخط

فصل نذر فیہ شیئا من غریب کلامہ المحتاج الر التفسیر

۱

و فی حدیث ﴿﴾

فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ ضَرْبَ يَسُوبٍ الدِّينِ بِذَنبِهِ، فَيَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَرْعُ الْحَرِيفِ

قال الرضي: اليسوب: السيد العظيم المالك لأُمُور الناس يومئذ، والقَرْع: قطع النسيم التي
لا ماء فيها.

۲

و فی حدیثہ ﴿﴾

۵۲) یہ بظاہر امام جہدی کے ظہور کی
طرف اشارہ ہے کہ اس کا مصداق
اس کے علاوہ کسی دور میں نہیں
پیدا ہو سکا ہے۔

۵۳) شاید اولویت سے مراد یہ ہو کہ
ماں اور باپ کے قریب تاروں میں
اختلاف ہو جائے تو باپ کے قریب تار
کاٹے کیا ہوا رشتہ زیادہ اولیٰ ہے
اگرچہ یہ بات اپنے مقام پر قابل بحث
ہے کہ عورت خود مستقل ہے یا بلوغ
کے بعد بھی ولی کی پابندی ہے

وہ لطف اس کے
اجنبی اونٹ ہے
- ۲۵۸

- ۲۵۹
وفاداری ہے
- ۲۶۰

بڑے ہوئے ہیں
کسی ذریعہ سے
سید رضی

لطف پروردگار
اجتہاد برآری
علاص میں اضافہ
اصل ہوتی ہے کہ
کار خیر کی لذت
عام طور سے یہ
حالانکہ ایسا نہیں
ہی امیر کے اعتبار
س کا فرض ہے کہ
بنا زیادہ اہمیت
کے خدا جانتا
کسی کے سرور جلال
اور انسان بھی علو
عیب کا فوری
اور کسی میں

فصل

اس فصل میں حضرت کے ان کلمات کو نقل کیا گیا ہے جو محتاج تفسیر تھے اور پھر ان کی تفسیر و توضیح کو بھی نقل کیا گیا ہے:

۱۔ جب وہ وقت آئے گا تو دین کا یعسوب اپنی جگہ پر قرار پائے گا اور لوگ اس کے پاس اس طرح جمع ہوں گے جس طرح موسم خریف کے قزع۔

سید رضیؒ۔ یعسوب اس مردار کو کہا جاتا ہے جو تمام امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور قزع بادلوں کے ان ٹکڑوں کا نام ہے جن میں پانی نہ ہو۔

۲۔ یہ خطیب شمش (صعصعہ بن صوحان عبدی) خطیب اس خطیب کو کہتے ہیں جو خطابت میں ماہر ہوتا ہے اور زبان آدری یا رفتار میں تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر شمش بخیل اور کنجوس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ لڑائی جھگڑے کے نتیجے میں فتح ہوتے ہیں۔

فتح سے مراد تباہیاں ہیں۔ کہ یہ لوگوں کو ہلاکتوں میں گرا دیتی ہیں اور اسی سے لفظ "قحۃ الاعراب" نکلا ہے۔ جب ایسا قحط پڑ جاتا ہے کہ جانور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتے ہیں اور گویا یہ اس بلا میں ڈھکیل دئے جاتے ہیں۔ یا دوسرے اعتبار سے قحط سالی ان کو صحراؤں سے نکال کر شہروں کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔

۴۔ جب لڑائیاں نقص الحقائق تک پہنچ جائیں تو ددھیالی قرابتدار زیادہ اولویت رکھتے ہیں۔

نقص۔ آخری منزل کو کہا جاتا ہے۔

٥- غريب الحديث المصحح بين الغريبين.

نهاية ابن اثير ٢٤١، الطبع

ابو نصر السراج، قوت القلوب

٢٤٥

٦- غريب الحديث ابو عبيد بن عامر

عليه الدابة. و تقول: نصصت الرجل عن الأمر، إذا استقصيت مسأله عنه لتستخرج ما عنده فيه. فنص الحقائق يريد به الإدراك، لأنه منتهى الصغر، والوقت الذي يخرج منه الصغير إلى حد الكبير، وهو من أفصح الكنايات عن هذا الأمر وأغربها. يقول: فإذا بلغ النساء ذلك فالمصبة أولى بالمرأة من أمها. إذا كانوا محرماً، مثل الإخوة والأعمام، و بترويجها إن أرادوا ذلك. والحقاق: محاكاة: الأم للمصبة في المرأة، وهو الجدال والخصومة، وقول كل واحد منهما للآخر: «أنا أحق منك بهذا» يقال منه: حاقته حقائقاً، مثل جادلته جدالاً. وقد قيل: إن «نص الحقائق» بلوغ العقل، وهو الإدراك، لأنه عليه السلام إنما أراد منتهى الأمر الذي تجب فيه الحقوق والأحكام، ومن رواه «نص الحقائق» فإنما أراد جمع حقيقة.

هذا معنى ما ذكره أبو عبيد القاسم بن سلام، والذي عندي أن المراد بنص الحقائق هنا بلوغ المرأة إلى الحد الذي يجوز فيه تزويجها وتصرفها في حقوقها، تشبيهاً بالحقاق من الإبل، وهي جمع حقة وحق وهو الذي استكمل ثلاث سنين ودخل في الرابعة، وعند ذلك يبلغ إلى الحد الذي يتمكن فيه من ركوب ظهره، ونصه في السير، والحقاق أيضاً: جمع حقة. فالروايتان جميعاً ترجعان إلى معنى واحد، وهذا أشبه بطريقة العرب من المعنى المذكور أولاً.

٥

و في حديث «اللب»

إِنَّ الْإِيمَانَ يَبْدُو لُظَةً فِي الْقَلْبِ، كُلَّمَا زَادَ الْإِيمَانُ
ازْدَادَتِ اللَّظَةُ.

و اللمظة مثل النكتة أو نحوها من البياض. ومنه قيل: فرب المظ، إذا كان بجحفتك شيء من البياض.

٦

و في حديثه «اللب»

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهُ الدَّيْنُ الظُّنُونُ، يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَرْكَبَهُ، لِمَا مَضَى، إِذَا قَبَضَهُ.

بج
جانب
ركبته
كهاجا
فرائض
باتين
حقه
حقه

كعبه
٢

نصبت الرجل — یعنی جہاں تک ممکن تھا اس سے سوال کر لیا۔ نص الحقائق سے مراد منزل ادراک ہے جو پہنچنے کی آخری حد ہے اور یہ اس سلسلہ کا بہترین کنایہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جب لڑکیاں حد بلوغ تک پہنچ جائیں تو دوھیالی رشتہ دار جو محرم بھی ہوں جیسے بھائی اور چچا وغیرہ وہ اس کا رشتہ کرنے کے لئے مال کے مقابلہ میں زیادہ اولیت رکھتے ہیں۔ اور حقائق سے مال کا ان رشتہ داروں سے جھگڑا کرنا اور ہر ایک کا اپنے کو زیادہ حق دار ثابت کرنا مراد ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے ”حافظتہ حقائقاً“۔ ”جادلتہ جدالاً“۔

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نص الحقائق کمال عقل ہے جب لڑکی ادراک کی اس منزل پر ہوتی ہے جہاں اس کے ذمہ فرائض و احکام ثابت ہو جاتے ہیں اور جن لوگوں نے نص الحقائق نقل کیا ہے۔ ان کے یہاں حقائق حقیقت کی جمع ہے۔ یہ ساری باتیں ابو عبد القاسم بن سلام نے بیان کی ہیں لیکن میرے نزدیک عورت کا قابل شادی اور قابل تصرف ہو جانا مراد ہے کہ حقائق حقہ کی جمع ہے اور حقہ وہ اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو جائے اور اس وقت سواری کے قابل ہو جاتی ہے۔ اور حقائق بھی حقہ ہی کے جمع کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہ مفہوم عرب کے اسلوب کلام سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

۵۔ ایمان ایک لفظ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر ایمان کے ساتھ یہ لفظ بھی بڑھتا رہتا ہے۔ (لفظ سفید نقطہ ہوتا ہے جو گھوٹے کے ہونٹ پر ظاہر ہوتا ہے۔)

۶۔ جب کسی شخص کو دین ظنون مل جائے تو جتنے سال گزر گئے ہوں ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔

اغذوا - کن رہ کر رہو

فت - شکست

معاقد الغزیه - مستحکم ارادے

عدو - دوز

یاسرون - جواری

یتضاربون بالقداح - حصّہ کیلئے

جسے کا پانسہ پھینکتے ہیں

جزور - ذبح شدہ ناک

عضاض الحرب - جنگ کی کاٹ

نزغ - پناہ لیتے تھے

تجلی - شدت حرارت

تجملد - مصدر ہے - جدال

(۱) یہ بات صرف آداب جنگ میں

شامل ہے کہ انسان اپنے جذبات پر

کنٹرول کرنے کے قابل نہ ہوگا تو دشمن

پر کس طرح قبضہ حاصل کر سکے گا

ورد عام حالات میں اسلام نے

عورت کی محبت کو ایمان کا ایک حصّہ

قرار دیا ہے اور اس سے علیحدگی کی

موت کو بدترین موت قرار دیا ہے۔

فالظنون: الذي لا يعلم صاحبه أيقضه من الذي هو عليه أم لا، فكانه الذي يظن به، فمرة يرجوه ومرة لا يرجوه. وهذا من أفصح الكلام، وكذلك كل أمر تطلبه ولا تدري على أي شيء أنت منه فهو ظنون، وعلى ذلك قول الأعمش:

مَا يَسْعَلُ الْجَدُّ الظُّنُونُ الَّذِي جُسِبَ صَوْبُ اللَّجَنِ الْمَاطِرِ مِثْلَ الْفَرَّافِ إِذَا مَاطًا يَفْقِدُ بِالتَّوْحِي وَالْمَاهِرِ

والجد: البثر العادية في الصحراء، والظنون: التي لا يعلم هل فيها ماء أم لا

۷

و فی حدیثہ ﴿۱۱﴾

أنه شيع جيشاً بغزوة فقال: اغذوا عَنِ النِّسَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ

ومعناه: اصدفوا عن ذكر النساء وشغل القلب بهن، وامتنعوا من المقاربة لهن، لأن ذلك يفت في عضد الحمية، ويقدر في معاهد العزيمة، ويكسر عن العدو ويلفت عن الإبعاد في الغزو، وكل من امتنع من شيء فقد عذب عنه. والعاذب والمذوب: الممتنع من الأكل والشرب.

۸

و فی حدیثہ ﴿۱۲﴾

كالباسر الفالج ينتظر أول فوذة من قدامه.

كَالْبَاسِرِ الْفَالَجِ يَنْتَظِرُ أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَامِهِ

الباسرون هم الذين يتضاربون بالقداح على الجزور والفالج: الفاجر والغالب. يقال: فجع عليهم وفلجهم، وقال الرازي: لما رأيت فالجاً قد فلجا

۹

و فی حدیثہ ﴿۱۳﴾

كُنَّا إِذَا أَحْمَرَ الْبَاسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنِّي

و معنى ذلك أنه إذا عظم الخوف من العدو، واشتد عضاض الحرب، فزع المسلمون إلى قتال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنفسه، فيزل الله عليهم النصر به، ويأمنون مما كانوا يخافونه بمكانه.

وقوله: «إذا أحمر البأس» كناية عن اشتداد الأمر، وقد قيل في ذلك أقوال أحسنها: أنه شبه حمي الحرب بالنار التي تجمع الحرارة والمرة بفعلها ولونها. وما يقوى ذلك قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: وقد رأى يُحْتَلَدُ النَّاسُ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَهِيَ

حدیث ۱۳ غریب الحدیث ۲ ص ۱۸۳، الجمع بین الغزیین، نہایت ابن اثیر ص ۱۹

حدیث ۱۴ خطبہ ۲۳

حدیث ۱۵ غریب الحدیث ۲ ص ۱۸۵، نہایت ابن اثیر ص ۸۹، تاریخ طبری ۲ ص ۱۳۵

ظن

پیدا ہوتے

جب کہ وہ

جد

۷

سے دور

میں سستی

اور جوان

بھی کہا جا

۸

وہ لوگ ہر

ہے۔ "ذ

شاعر نے

۹

سے قریب

اس

کی پناہ تلاش

اح

ہے کہ جنگ کا

کہ آپ نے

آپ نے میر

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

ظنون اس قرض کا نام ہے جس کے قرضدار کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ وصول بھی ہو سکے گا یا نہیں اور اس طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اسی بنیاد پر ہر ایسے امر کو ظنون کہا جاتا ہے جیسا کہ اعلیٰ نے کہا ہے :

”وہ جو ظنون جو گرج کر بسنے والے ابر کی بارش سے بھی محروم ہو۔ اسے دریائے فرات کے مانند نہیں قرار دیا جاسکتا ہے جب کہ وہ ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور کشتی اور تیراک دونوں کو ڈھکیل کر باہر پھینک رہا ہو۔“

جہ کے پڑنے کوئی نہیں کہہ جاتا ہے اور ظنون اس کو کہا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔
۷۔ آپ نے ایک لشکر کو میدان جنگ میں بھیجتے ہوئے فرمایا : جہاں تک ممکن ہو عورتوں سے عاذب نہ ہو (یعنی ان کی یاد سے دور رہو۔ ان میں دل مرت لگاؤ اور ان سے مقاربت مت کرو کہ یہ طریقہ کار بازوئے حیت میں کمزوری اور عزم کی جنگی میں سستی پیدا کر دیتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں کمزور بنا دیتا ہے اور جنگ میں کوشش و سعی سے روگرداں کر دیتا ہے اور جو ان تمام چیزوں سے الگ رہتا ہے اسے عاذب کہا جاتا ہے۔ عاذب یا عذوب کھانے پینے سے دور رہنے والے کو بھی کہا جاتا ہے۔

۸۔ وہ اس یا سفر فالج کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی مرحلہ پر کامیابی کی امید لگالیتا ہے۔ ”یا سرون“ وہ لوگ ہیں جو خمر کی ہوئی اودھنی پر جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینکتے ہیں اور فالج ان میں کامیاب ہو جانے والے کو کہا جاتا ہے۔ ”فلج علیہم“ یا ”فلجہم“ اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کوئی غالب آجاتا ہے جیسا کہ رجز خواں شاعر نے کہا ہے :

”جب میں نے کسی فالج کو دیکھا کہ وہ کامیاب ہو گیا“

۹۔ ”جب احمر اباس ہوتا تھا تو ہم لوگ رسول اکرمؐ کی پناہ میں رہا کرتے تھے اور کوئی شخص بھی آپ سے زیادہ دشمن سے قریب نہیں ہوتا تھا۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن کا خطرہ بڑھ جاتا تھا اور جنگ کی کاٹ شدید ہو جاتی تھی تو مسلمان میدان میں رسول اکرمؐ کی پناہ تلاش کیا کرتے تھے اور آپ پر نصرت الہی کا نزول ہو جاتا تھا اور مسلمانوں کو امن و امان حاصل ہو جاتا تھا۔

احمر اباس در حقیقت سختی کا کنایہ ہے جس کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں اور سب سے بہتر قول یہ ہے کہ جنگ کی تیزی اور گرمی کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں گرمی اور سرخی دونوں ہوتی ہیں اور اس کا موبد سرکار دو عالم کا یا ارشاد ہے کہ آپ نے حنین کے دن قبیلہ بنی ہواذن کی جنگ میں لوگوں کو جنگ کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اب و طیس گرم ہو گیا ہے۔ یعنی آپ نے میدان کارزار کی گرم بازاری کو آگ کے بھڑکنے اور اس کے شعلوں سے تشبیہ دی ہے

۱۰۔ پیغمبر اسلامؐ کا کمال احترام ہے کہ حضرت علیؑ جیسے اشجع عرب نے آپ کے بارے میں یہ بیان دیا ہے اور آپ کی عظمت و ہیبت و شجاعت کا اعلان کیا ہے۔ دوسرا کوئی ہوتا تو اس کے برعکس بیان کرتا کہ میدان جنگ میں سرکار ہمارے پناہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نہ ہوتے تو آپ کا خاتمہ ہو جاتا لیکن امیر المؤمنینؑ جیسا صاحب کردار اس انداز کا بیان نہیں دے سکتا ہے اور نہ یہ سوچ سکتا ہے۔ آپ کی نظر میں انسان کتنا ہی بلند کردار اور صاحب طاقت و ہیبت کیوں نہ ہو جائے سرکار دو عالم کا اُمتی ہی شمار ہو گا اور اُمتی کا مرتبہ پیغمبرؐ سے بلند تر نہیں ہو سکتا ہے۔

حرب هوازن: وَالْآنَ حَيِّي الْوُطَيْسَ فَاَلْوَيْسَ: مستوقد النار، فشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما استحر من جلاذ القوم باحتدام النار وشدۃ التہابہا۔
انقضیٰ هذا الفصل، ورجعنا إلى سنن الغرض الأول فی هذا الباب۔

۲۶۱

و قال ﴿﴾:

لما بلغه اغارة أصحاب معاوية على الأنبار، فخرج بنفسه ما شياً حتى أتى النخيلة فأدركه الناس، وقالوا: يا أمير المؤمنين نحن نكفيكهم، فقال:
مَا تَكْفُونَنِي أَنفُسُكُمْ، فَكَيْفَ تَكْفُونَنِي غَيْرُكُمْ؟
إِنْ كُنَّا نَتِي الرِّعَايَا قَبْلِي لَسْتُ شَكُو حَتِيفَ رُعَايَتِهِ،
وَإِنِّي أَلْمِزُومٌ لَأَشْكُو وَحْدِي رَعِيَّتِي، كَأَنِّي
الْمَقُودُ وَهُمْ الْقَادَةُ، أَوِ الْمَزُوعُ وَهُمْ الْمَوْزَعَةُ

فلما قال عليه السلام هذا القول، في كلام طويل قد ذكرنا مختاره في جملة الخطب،
تقدم إليه رجلان من أصحابه فقال أحدهما: اني لا أملك إلا نفسي وأخي، فمر بأمرك
يا أمير المؤمنين تنقذ له، فقال عليه السلام:

وَأَيْسَنَ تَقَعَانِي بِمَا أُرِيدُ؟

۲۶۲

وقيل: إن الحارث بن حَظُوطَ أَنَاهُ فقال ﴿﴾:

أتراني أظن أصحاب الجمل كانوا على صلاة؟
فقال عليه السلام: يَا حَارِثُ، إِنَّكَ نَظَرْتَ تَحْتَكَ وَلَمْ تَنْظُرْ
فَوَقَكَ فَحِزْتَ! إِنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ مَنْ أَنَا،
وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلَ فَتَعْرِفَ مَنْ أَنَا.

فقال الحارث: فإني أعتزل مع سعيد بن مالك و عبد الله بن عمر، فقال عليه السلام:
إِنَّ سَعِيداً وَعَبْدَ اللَّهِ بَنَ عُمَرَ لَمْ يَنْصُرَا الْحَقَّ، وَلَمْ يَخْذُوا الْبَاطِلَ

۲۶۳

و قال ﴿﴾:

صَاحِبُ السُّلْطَانِ كَرَائِبِ الْأَسَدِ: يُغْبِطُ بِمَوْجِعِهِ. وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَوْجِعِهِ

۲۶۴

و قال ﴿﴾:

أَخْبِسُونَا فِي عَقِبِ غَيْرِكُمْ نَحْفَظُوا فِي عَقِبِكُمْ لَهُ

استحر - شدید ہو جائے
نخیلہ - عراق میں ایک مقام ہے
مقود - جسے کھینچا جائے
قَادَہ - جمع قائم
وزعہ - جمع وازع - حاکم
أترانی - کیلئے ایسا خیال کرتے ہو
حیرت - متحیر ہو گئے
عقب - نسل

(۱۵) یہ دنیا مجازات اور مکافات کی
دنیا ہے۔ اس کا سارا کاروبار عمل
اور رد عمل پر چل رہا ہے لہذا انسان
کو اس نکتہ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنا
چاہئے کہ دوسرے کے ساتھ جو بھی
اچھا یا برا سلوک کرے گا وہ ایک
دن بہر حال اس کے سامنے آئے والا
ہے۔ دوسروں کی آبروسے کھیلنے والے
کو ایک دن اپنی آبروریزی کو برداشت
کرنا پڑے گا اور دوسروں کی افلاہ
پر رحم کرنے والے کو اپنی اولاد پر رحم
کرنے والے ضرور مل جائیں گے۔

کر و طیس ۱

۶۱

اور کچھ لوگ

نے فرمایا کہ

اور آج یہ

جس

افراد آگے

آپ نے فرما

۶۲

لوں کا؟ تو

ہو۔ تم حق

حارث

عبد اللہ بن

۶۳

کو بہتر پہچان

۲۶۴

لہ یہ بات اس شخص

انسان کی نگاہ سے

اور طلحہ وزیر کی

کو گھر میں بیٹھنے کی

اور زور جو لوٹا

لہ حقیقت امر یہ

بیشیت کیا ہوتی

رب کریم

مصادر حکمت ۲۶۱ الفارقات ابن ہلال عسکری، البیان والتبيين ۱ ص ۱۳، الکامل للمبرد ۱ ص ۱۳

مصادر حکمت ۲۶۲ الامالی طوسی ص ۳۳، البیان والتبيين ۲ ص ۱۱، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۲، انساب الاشراف ص ۲۳۵

مصادر حکمت ۲۶۳ غرر الحکم، سراج الملوك ص ۲۲۳

مصادر حکمت ۲۶۴ الدعوات راوندی، بحار الانوار ۵ ص ۱۳، تاریخ دمشق حالات امیر المومنین

کہ دطیس اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں آگ بھڑکائی جاتی ہے۔

یہ فصل تمام ہو گئی اور پھر گزشتہ باب کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

۲۶۱۔ جب آپ کو اطلاع دی گئی کہ معاویہ کے اصحاب نے نابا پر حملہ کر دیا ہے تو آپ نے نفس نفیس نکل کر نخلہ تک تشریف لے گئے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ آپ تشریف رکھیں۔ ہم لوگ ان دشمنوں کے لئے کافی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لئے کافی نہیں ہو تو دشمن کے لئے کیا کافی ہو سکتے ہو۔ تم سے پہلے رعایا حکام کے ظلم سے فریادی تھی اور آج میں رعایا کے ظلم سے فریاد کر رہا ہوں۔ جیسے کہ یہی لوگ قائم ہیں اور میں رعیت ہوں۔ میں حلفہ گوش ہوں اور یہ فرمان روا۔ جس وقت آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا جس کا ایک حصہ خطبوں کے ذیل میں نقل کیا جا چکا ہے تو آپ کے اصحاب میں سے ڈو افراد آگے بڑھے جن میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں۔ آپ حکم دیں ہم تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ چاہتا ہوں تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔

۲۶۲۔ کہا جاتا ہے کہ حادث بن جو طنے آپ کے پاس آ کر یہ کہا کہ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اصحاب جبل کو گمراہ مان لوں گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے حادث! تم نے اپنے نیچے کی طرف دیکھا ہے اور اوپر نہیں دیکھا ہے اسی لئے حیران ہو گئے ہو۔ تم حق ہی کو نہیں پہچانتے ہو تو کیا جانو کہ حقدار کون ہے اور باطل کی کو نہیں جانتے ہو تو کیا جانو کہ باطل پرست کون ہے۔ حادث نے کہا کہ میں سعید بن مالک اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ گوشہ نشین ہو جاؤں گا تو آپ نے فرمایا کہ سعید اور عبد اللہ بن عمر نے نہ حق کی مدد کی ہے اور نہ باطل کو نظر انداز کیا ہے (نہ اُدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے)۔

۲۶۳۔ بادشاہ کا مصاحب شیر کا سواہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کے حالات پر رشک کرتے ہیں اور وہ خود اپنی حالت کو بہتر پہچانتا ہے۔

۲۶۴۔ دوسروں کے پس ماندگان سے اچھا برتاؤ کرو تا کہ لوگ تمہارے پس ماندگان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کریں (۱)۔

لے یہ بات اس شخص سے کہی جاتی ہے جس کی نگاہ انتہائی محدود ہوتی ہے اور اپنے زیر قدم اشیاء سے زیادہ دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے ورنہ انسان کی نگاہ بلند ہو جائے تو بہت سے حقائق کا ادراک کر سکتی ہے۔ حادث کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس نے صرف ام المومنین کی زوجیت پر نگاہ کی ہے اور طلحہ و زبیر کی صحابیت پر۔ اور ایسی محدود نگاہ رکھنے والا انسان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتا ہے۔ حقائق کا معیار قرآن و سنت ہے جس میں زوجہ کو گھر میں بیٹھنے کی تلقین کی گئی ہے اور انسان کو بیعت شکنی سے منع کیا گیا ہے۔ حقائق کا معیار کسی کی زوجیت یا صحابیت نہیں ہے، ورنہ زوجہ فروع اور زوجہ لوط کو قابلِ مذمت نہ قرار دیا جاتا اور اصحاب موسیٰ کی صریحی مذمت نہ کی جاتی۔

۱۔ حقیقت امر یہ ہے کہ صحابہ کی زندگی دیکھنے میں انتہائی حسین دکھائی دیتی ہے کہ سارا امر وہی کا نظام بظاہر مصاحب کے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن اس کی واقعی حیثیت کیا ہوتی ہے یہ اسی کا دل جانتا ہے کہ نہ صاحب اقتدار کے مزاج کا کوئی بھروسہ ہوتا ہے اور نہ مصاحبت کے عہدہ اقتدار کا۔ رب کہیم ہر انسان کو ایسی بلاؤں سے محفوظ رکھے جن کا ظاہر انتہائی حسین ہوتا ہے اور واقع انتہائی سنگین اور خطرناک۔ !

يَقُفُّ - پکڑ لیتا ہے
ہون - مختصر
وجیبہ - صاحب منزلت

۲۶۵

وَقَالَ ﴿۲۶۵﴾:

إِنَّ كَلَامَ الْمُشْكَاةِ إِذَا كَانَ صَوَابًا كَانَ دَوَاءً وَإِذَا كَانَ خَطَا
كَانَ دَاءً.

۲۶۶

وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَنْ يَعْرِفَهُ الْإِيمَانَ فَقَالَ ﴿۲۶۶﴾: إِذَا كَانَ الْغَدُ فَأَتَنِي حَتَّى
أُخْبِرَكَ عَلَى أَسْمَاعِ النَّاسِ: فَإِنْ نَسِيتَ مَقَالَتِي حَفِظَهَا عَلَيْكَ غَيْرُكَ.
فَإِنَّ الْكَلَامَ كَالشَّارِدَةِ، يَنْقُطُهَا هَذَا وَيُحْطِئُهَا هَذَا.

و قد ذکرنا ما أجاب به فيما تقدم من هذا الباب و هو قوله: «الإيمان على أربع
شعب».

۲۶۷

وَقَالَ ﴿۲۶۷﴾:

يَسْأَلُنْ أَدَمَ، لَا تَحْتَمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِي لَمْ يَأْتِكَ عَلَى يَوْمِكَ الَّذِي
قَدْ أَتَاكَ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ مِنْ غَمْرِكَ يَأْتِ اللَّهُ فِيهِ بِرَزْقِكَ.

۲۶۸

وَقَالَ ﴿۲۶۸﴾:

أَخْبِيبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَّا، عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَّا، وَأَبْغِضْ
بَغِيضَكَ هَوْنًا مَّا، عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَّا.

۲۶۹

وَقَالَ ﴿۲۶۹﴾:

النَّاسُ فِي الدُّنْيَا عَامِلَانِ: عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِدُنْيَا، قَدْ شَقَّقَتْهُ
دُنْيَاهُ عَنْ آخِرَتِهِ، يَحْتَسِبُ عَلَى مَنْ يَحْلِفُهُ الْفَقْرَ، وَيَأْتِيهِ عَلَى تَلْبِيسٍ،
فَيُفْنِي غَمْرَهُ فِي مَسْتَقْبَلِهِ غَيْرِهِ، وَعَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا،
فَجَاءَهُ الَّذِي لَهُ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ عَمَلٍ، فَأَخْرَزَ الْحَظَّيْنِ مَعًا، وَكَانَ
الذَّارِئِينَ جَمِيعًا، فَأَضْبَحَ وَجِيبًا عِنْدَ اللَّهِ، لَا يَسْأَلُ اللَّهُ حَاجَةً فَيَقْتَنِمَهُ.

۲۷۰

و روي أنه ذكر عند عمر بن الخطاب في أيامه حلي الكعبة و كثرته، فقال قوم من
أخذته فجهزت به جيوش المسلمين كان أعظم للأجر، و ما تصنع الكعبة بالحلي
عمر بذلك، و سأل عنه أمير المؤمنين عليه السلام فقال ﴿۲۷۰﴾:
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَ الْأَشْوَالُ

(۱) بات یہ ہے کہ حکماء اور دانشوروں
کا کلام عوام انسان کی نظر میں ایک
دستور زندگی کی حیثیت رکھتا ہے
اور وہ اسے آنکھ بند کر کے قبول
کر لیتے ہیں لیکن حکماء کا فرض ہے کہ
ایسی بات کو جس جو غلط اور بے بنیاد
نہ ہو کہ یہ ایک متعدی مرض ہو گا جو
شاید نسلوں میں پھیل جائے اور انھیں
ساری گراہیوں کا جواب دہ بن جائے
(۲) اس ارشاد میں حضرت نے مستقبل
کے ہم و غم کے بارے میں منع کیا ہے
اور مستقبل کے بارے میں عمل کرنے
سے نہیں روکا ہے کہ یہ انسان کے
فرائض اور لوازم زندگی میں شامل
ہے

اس کلام میں اشارہ ان لوگوں
کی طرف ہے جن کا رزق سامنے رکھا
ہے اور کل کے اندیشے میں مرے
جار ہے ہیں۔

مصادر حکمت ۲۶۵ غرر الحکم آدمی
مصادر حکمت ۲۶۶ تحف العقول ص ۱۰۰، اصول کافی ۲ ص ۳۹، ذیل الامالی ابو علی قال ص ۱۰۱، قوت القلوب ص ۲۸۲، طیر الاولین ص ۱۰۱
خصال صدوق ص ۱۰۸، مناقب خوارزمی ص ۲۶۶، دستور معالم الحکم قضاوی
مصادر حکمت ۲۶۷ عیون الاخبار ص ۳۰۵، کامل سرمد ص ۹۲، الفرج بعد الشدة ص ۳۰۵
مصادر حکمت ۲۶۸ انوار و النفاذ ارشاد ص ۳۰۵، تحف العقول ص ۲۰۱، الصمدین و الصدقات توحیدی ص ۲۰۱، قوت القلوب ص ۲۰۱
مصادر حکمت ۲۶۹ الجمع بین الفریقین، جہرۃ الامثال ص ۱۸۳، انساب الاشراف ص ۹۵، مجمع الامثال ص ۱۰۱
مصادر حکمت ۲۷۰ اعلام الدین
مصادر حکمت ۲۷۰ صحیح البخاری ص ۱۰، سنن ابی داؤد ص ۳۱، سنن ابن ماجہ ص ۲۶۹، سنن بیہقی ص ۱۱۹، فتوح الباری ص ۱۰۱
الریاض النضر ص ۲، ریح الارباب باب ص ۵۵، فتح الباری ص ۳۵۸، کنز العمال ص ۱۳۵

تور
جا:

ار

حر

دنیا
ہےاور
میں

ذکر

ان

قرآن

لہ

زندہ

تقار

اس

۲

تا

عاز

چا

- ۲۶۵۔ حکماء کا کلام درست ہوتا ہے تو دو ابن جاتا ہے اور غلط ہوتا ہے تو بیماری بن جاتا ہے^(۱)۔
- ۲۶۶۔ ایک شخص نے آپ سے مطالبہ کیا کہ ایمان کی تعریف فرمائیں۔ تو فرمایا کہ کل آنا تو میں مجمع عام میں بیان کروں گا تاکہ تم بھول جاؤ تو دوسرے لوگ محفوظ رکھ سکیں۔ اس لئے کہ کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے کہ ایک پکڑ لیتا ہے اور ایک کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ (مختل جواب اس سے پہلے ایمان کے شعبوں کے ذیل میں نقل کیا جا چکا ہے)۔
- ۲۶۷۔ فرزندِ آدم! اُس دن کا غم جو ابھی نہیں آیا ہے اس دن پرست ڈالو جو آچکا ہے کہ اگر وہ تمہاری عمر میں شامل ہو گا تو اس کا رزق بھی اس کے ساتھ ہی آئے گا۔
- ۲۶۸۔ اپنے دوست سے ایک محدود حد تک دوستی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن دشمن ہو جائے اور دشمن سے بھی ایک حد تک دشمنی کرو شاید ایک دن دوست بن جائے (تو شرمندگی نہ ہو)۔
- ۲۶۹۔ دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو دنیا میں دنیا ہی کے لئے کام کرتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے غافل بنا دیا ہے۔ وہ اپنے بعد والوں کے فقر سے غور نہ رہتا ہے اور اپنے بارے میں بالکل مطمئن رہتا ہے۔ نتیجہ ہوتا ہے کہ ساری زندگی دوسروں کے فائدہ کے لئے فنا کر دیتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہوتا ہے جو دنیا میں اس کے بعد کے لئے عمل کرتا ہے اور اسے دنیا بغیر عمل کے مل جاتی ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں کو پالیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک ہو جاتا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو جاتا ہے اور کسی بھی حاجت کا سوال کرتا ہے تو پروردگار اسے پورا کر دیتا ہے۔
- ۲۷۰۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ عمر بن الخطاب کے سامنے ان کے دور حکومت میں خانہ کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر کیا گیا اور ایک قوم نے یہ تقاضا کیا کہ اگر آپ ان زیورات کو مسلمانوں کے لشکر پر صرف کر دیں تو بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا، کعبہ کو ان زیورات کی کیا ضرورت ہے؟ تو انھوں نے اس رائے کو پسند کرتے ہوئے حضرت امیر سے دریافت کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قرآن پیغمبر اسلام پر نازل ہوا ہے اور آپ کے دور میں اموال کی چار قسمیں تھیں۔

۱۔ یہ ایک انتہائی عظیم معاشرتی نکتہ ہے جس کا اندازہ ہر اس انسان کو ہے جس نے معاشرہ میں آنکھ کھول کر زندگی گزاری ہے اور اندھوں جیسی زندگی نہیں گزاری ہے۔ اس دنیا کے سر و گرم کا تقاضا یہی ہے کہ یہاں افراد سے ملنا بھی پڑتا ہے اور کبھی الگ بھی ہونا پڑتا ہے لہذا تقاضائے عقل مندی یہی ہے کہ زندگی میں ایسا اعتدال رکھے کہ اگر الگ ہونا پڑے تو سارے اسرار دوسرے کے قبضہ میں نہ ہوں کہ اس کا غلام بن کر رہ جائے اور اگر ملنا پڑے تو ایسے حالات نہ ہوں کہ شرمندگی کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہ آئے۔

۲۔ دورِ قدیم میں اس کا نام دورِ اندیشی رکھا جاتا تھا جہاں انسان صبح و شام محنت کرنے کے باوجود نہ مال اپنی دنیا پر صرف کرتا تھا اور نہ آخرت پر۔ بلکہ اپنے وارثوں کے لئے ذخیرہ بنا کر چلا جاتا تھا۔ اس غریب کو یہ احساس بھی نہیں تھا کہ جب اسے خود اپنی عاقبت بنانے کی فکر نہیں ہے تو ورثہ کو اس کی عاقبت سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ وہ تو ایک مال غنیمت کے مالک ہو گئے ہیں اور جس طرح چاہیں گے اسی طرح صرف کریں گے۔

عروض - جس مال

مذاحض - لغزش کے مقامات

کر حکیم - قرآن مجید

سند راج - جسے ہلک دیدی جاے

سبتلی - جس کا امتحان لیا جائے

لہ اس لفظ سے اس اجر و ثواب

ل طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا

سرخی تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے

در جس کا وعدہ ہر عمل کرنے والے

سے کیا گیا جلس میں کسی طاقت اور

معت کی تفریق نہیں ہے انسان

تناہی طاقتور کیوں نہ ہو اس کے

جر و ثواب میں اضافہ نہیں ہو سکتا

ہے اور کتنا ہی ضعیف و ناتواں

ہوں نہ ہو اس کے ثواب میں کمی

میں ہو سکتی ہے۔

مال دنیا کہیں ہاتھ آکر بلاؤں کا

بیہ بن جاتا ہے اور کہیں ہاتھ سے

ساکر اجر و ثواب کا وسیلہ قرار پا جاتا ہے

مذا ضرورت سے زیادہ رزق کے لئے

ن دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

أَرْبَعَةٌ: أَسْوَالُ الْمُسْلِمِينَ فَتَسْمَحُ بَيْنَ الْوَرْتَةِ فِي الْفَرَائِضِ، وَالْقِيَاءِ فَتَسْمَحُ
عَلَى مُسْتَحِقِّهِ، وَالْحُسُوسِ فَتَوْضَعُهُ اللَّهُ حَيْثُ وَضَعَهُ، وَالصَّدَقَاتِ فَتَجْعَلُهَا اللَّهُ
حَيْثُ جَعَلَهَا، وَكَانَ حَلُّ الْكُفَّةِ فِيهَا يُؤْتِنُهُ. فَتَرْكُهُ اللَّهُ عَلَى خَالِهِ، وَلَمْ
يَتْرُكْهُ نِسْيَانًا، وَلَمْ يُخْشَفْ عَلَيْهِ نَكْثًا، فَأَقْرَهُ حَيْثُ أَقْرَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ.
فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَوْلَاكَ لَا فَتَضْحَكُنَا. وَتَرَكَ الْحَلِيَّ بِجَالِدٍ.

۲۷۱

و روي أنه ﷺ رفع إليه رجلان سرقا من مال الله، أحدهما عبد من مال الله،
والآخر من عروض الناس.

فقال ﷺ:

أَنَا هَذَا فَهُوَ مِنْ مَالِ اللَّهِ وَلَا حَدَّ عَلَيْهِ، مَالُ اللَّهِ أَكَلَتْ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَأَنَا
الْآخَرُ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ الشَّدِيدُ. فَقَطَعَ يَدَهُ.

۲۷۲

و قال ﷺ:

لَوْ قَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَايَ مِنْ هَذِهِ الْمَذَاحِضِ لَغَيَّرْتُ أَشْيَاءَ.

۲۷۳

و قال ﷺ:

إِغْلَمُوا عِلْمًا يَقِينًا أَنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ لِعَبْدٍ - وَإِنْ عَظُمَتْ حَيْثُ
وَأَشْتَدَّتْ طَلِبَتُهُ، وَقَوِيَتْ مَكِيدَتُهُ - أَكْثَرُ مِمَّا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ
الْحَكِيمِ، وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَ الْعَبْدِ فِي ضَعْفِهِ وَقِلَّةِ حِيلَتِهِ، وَبَيْنَ أَنْ
يَسْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ، وَالْعَارِفِ هَذَا، الْعَايِلُ بِهِ
أَعْظَمَ النَّاسِ رَاحَةً فِي مُنْفَعَةٍ، وَالشَّارِكُ لَهُ الشَّائِ فِيهِ، أَعْظَمَ النَّاسِ شُغْلًا
فِي ضَرَرَةٍ. وَرُبَّ مُنْعَمٍ عَلَيْهِ مُسْتَنْدَرَجٍ بِالشُّغْلِ، وَرُبَّ مُسْبِتٍ مَصْنُوعٍ
لَهُ بِالشُّغْلِ، فَزِدْ أَيْهَا الْمُسْتَنْفَعُ فِي شُكْرِكَ، وَقَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ
وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَهَى رِزْقِكَ.

۲۷۴

و قال ﷺ:

لَا تَجْعَلُوا عِلْمَكُمْ جَهْلًا، وَبِقِيَّتِكَ

مسلمان کا ذاتی مال مظلوم
فحس تھا جسے اس کے عقد
رات اس وقت بھی موجود
و آپ سے پوشیدہ تھا۔
آپ نہ ہوتے تو میں رسوا ہ
۲۷۱۔ کہا جاتا ہے کہ اگر
مال کی ملکیت تھا اور
ہے کہ مال خدا کے ایک
کاٹ دے گئے۔

۲۷۲۔ اگر ان پھسلنے وا
جن کا سنت پیغمبر سے کوئی تھا
۲۷۳۔ یہ بات یقین کے
یا گیا ہے چاہے اس کی تدبیر
شدہ تک اس کا مقصود ہو نیچے
اور اس کے مطابق عمل کرتا
میں شک کرتا ہے، وہی س
عذاب کی پیٹ میں لے لیا
شہر کرکت بن جاتا ہے۔ لہا
دول پر ٹھہر جاؤ۔
۲۷۴۔ خبردار اپنے علم کو

مورت حال بظاہر غمان کعبہ کے راہ
دیکھیں تو ان کا تحفظ بھی ضرور
صرف میں لگا دینا چاہئے۔ بقول
قدس مقام کے دیگر ضروریات

مادر حکمت ۱۷۱ فروغ کافی، ۲۶۳، دعائم الاسلام ۲ ص ۳۷۱

مادر حکمت ۱۷۲ غرر الحکم

مادر حکمت ۱۷۳ کافی باب الجہاد ۵ ص ۱۵۴، تحف العقول ص ۱۵۴، امالی طوسی ص ۱۶۵، مجالس مفید ص ۱۲

مادر حکمت ۱۷۴ غرر الحکم ص ۳۳، تاریخ ابن عساکر

ایک مسلمان کا ذاتی مال تھا جسے حسب فرائض و زنا میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک بیت المال کا مال تھا جسے مستحقین میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک شخص تھا جسے اس کے ہتھکڑوں کے حوالہ کر دیتے تھے اور کچھ صدقات تھے جنہیں انہیں کے محل پر صرف کیا کرتے تھے۔ کعبہ کے زیورات اس وقت بھی موجود تھے اور پروردگار نے انہیں اسی حالت میں چھوڑ رکھا تھا۔ نہ رسول اکرم انہیں بھولے تھے اور نہ ان کا وجود آپ سے پوشیدہ تھا۔ لہذا آپ انہیں اسی حالت پر رہنے دیں جس حالت پر خدا و رسول نے رکھا ہے۔ یہ سنا تھا کہ عمرؓ نے کہا آج اگر آپ نہ ہوتے تو میں رسوا ہو گیا ہوتا اور یہ کہہ کر زیورات کو ان کی جگہ چھوڑ دیا۔

۲۷۱۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنہوں نے بیت المال سے مال چڑایا تھا۔ ایک ان میں سے غلام اور بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو بیت المال کی ملکیت ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے کہ مال خدا کے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کو کھالیا ہے۔ لیکن دوسرے پر خدا کا حصہ جیسا کہ جائے گی۔ جس کے بعد اس کے ہاتھ کاٹ دئے گئے۔

۲۷۲۔ اگر ان پھسلنے والی جگہوں پر میرے قدم جم گئے تو میں بہت سی چیزوں کو بدل دوں گا جنہیں پیشرو خلفائے اجماع نے ایجاد کیا ہے اور جن کا سنت پیغمبرؐ کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۷۳۔ یہ بات یقین کے ساتھ جان لو کہ پروردگار نے کسی بندہ کے لئے اس سے زیادہ نہیں قرار دیا ہے جتنا کتاب حکیم میں بیان کر دیا گیا ہے چاہے اس کی تدبیر کتنی ہی عظیم، اس کی جستجو کتنی ہی شدید اور اس کی ترکیبیں کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔ اور اسی طرح وہ بندہ تک اس کا مقصود پہنچنے کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوتا ہے چاہے وہ کتنا ہی کمزور اور بیچارہ کیوں نہ ہو۔ جو اس حقیقت کو جانتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہی سب سے زیادہ راحت اور فائدہ میں رہتا ہے اور جو اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اس میں شک کرتا ہے، وہی سب سے زیادہ نقصان میں مبتلا ہوتا ہے۔ کتنے ہی افراد ہیں جنہیں نعمتیں دی جاتی ہیں اور انہیں کے ذریعہ عذاب کی لپیٹ میں لے لیا جاتا ہے۔ اور کتنے ہی افراد ہیں جو مبتلائے مصیبت ہوتے ہیں لیکن یہی ابتلا ان کے حق میں باعث برکت بن جاتا ہے۔ لہذا اسے فائدہ کے طلبکارو! اپنے شکر میں اضافہ کرو اور اپنی جلدی کم کر دو اور اپنے رزق کی حدود پر ٹھہر جاؤ۔

۲۷۴۔ خبردار اپنے علم کو جہل نہ بناؤ اور اپنے یقین کو شک نہ قرار دو۔

لے یہ صورت حال بظاہر خانہ کعبہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مقدس مقامات کا یہی حال ہے کہ ان کے زینت و آرائش کے اسباب اگر ضروری ہیں تو ان کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر ان کی کوئی افادیت نہیں ہے تو ان کے بارے میں ذمہ داران شریعت سے رجوع کر کے صحیح مصرف میں لگا دینا چاہئے۔ بقول شخصے بجلی کے دور میں موم بتی اور خوشبو کے دور میں اگر بتی کے تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہی پیسہ اسی مقدس مقام کے دیگر ضروریات پر صرف کیا جاسکتا ہے۔

شَكَرًا. إِذَا عَمِلْتُمْ فاعْمَلُوا، وَإِذَا تَقَنَّنْتُمْ فَأَقْدِمُوا.

۲۷۵

و قال ﴿﴾:

إِنَّ الطَّمَعَ مُورِدُ غَيْرِ مُصْطَدِرٍ، وَضَامِنُ غَيْرِ وَفٍ، وَرَبُّمَا
شَرَقَ شَارِبُ الْمَاءِ قَبْلَ رَبِّهِ، وَكُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّيْءِ التَّنَافُسُ
فِيهِ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ لِفَقْدِهِ، وَالْأَمَانِيُّ تَعْمِي أَعْيُنَ الْبَصَائِرِ.
وَالْحَسْبُ يَأْتِي مَنْ لَا يَأْتِيهِ.

۲۷۶

و قال ﴿﴾:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ تُحَسِّنَ فِي لَامِعَةِ الْعُيُونِ عَمَلِيَّ
وَتُثَبِّحَ فِيهَا أَبْطُنُ لَكَ سِرِّي مَخَافًا عَلَى رِثَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِي
بِحَسْبِ مَا أَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهِ مِنِّي، فَأُبْدِي لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِي، وَأُفْضِي
إِلَيْكَ بِسُوءِ عَمَلِي، تَقَرُّبًا إِلَى عِبَادِكَ، وَتَبَاعُدًا مِنْ مَرَضَاتِكَ.

۲۷۷

و قال ﴿﴾:

لَا وَالَّذِي أَمَّنَّا بِهِ فِي غَيْرِ لَيْلَةٍ دَهْشَاءُ، تَكْثِيرُ عَنْ يَوْمٍ أَغْرَ،
مَا كَانَ كَذًا وَكَذَا.

۲۷۸

و قال ﴿﴾:

قَلِيلٌ تَدُومُ عَلَيْهِ أَرْجَى مِنْ كَثِيرٍ تَمْلُؤُ مِنْهُ.

۲۷۹

و قال ﴿﴾:

إِذَا أَضْرَبَتِ النَّوَافِلُ بِالْقَرَائِضِ قَارَ قُضُوهَا.

۲۸۰

و قال ﴿﴾:

مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ الشَّفَرِ اشْتَعَدَّ.

دارد مگر نه دانی

میر - دین سخن دانی

ق - پھونک گیا

بقیہ

دہما - اندھیری رات

مر - انہار

ر - روشن

در حقیقت کسی انسان کے

ن ترید ہے جس نے کوئی ناشنا

لہ دی تھی اور آپ اس کی تردید

بستے تھے اور حقیقت حال کی

ت کرنا چاہتے تھے - تفصیلات

روایات میں نہیں کیا گیا ہے -

بات ہر جہت باطل کے مقابلہ

جاسکتی ہے اور سب کا

دراز سے جواب دیا جاسکتا

پانی پینے

ہوتا ہے

۹

ہوں وہ

ادبیری،

۷

ظاہر ہوگا

۸

۹

۸۰

لے امام علیہ

نہیں ہے اور

ہے کہ انسان

کے قابل نہ

لے لالچ انسان

ہوتا ہے کہ

انسان لالچ -

لے عام طور سے

ہے کہ ایک دن

مولائے

اور اپنا پیغام

ساتھ جانے کا

لے تقدس آ

ایسی ذمہ داری

ہیں کہ واجبار

ہو جائیں اور

نت ۲۷۵، غرالحکم، مطاب السؤل ۱۶۴، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴، نہایہ الادب ۳ ص ۳۳۶

نت ۲۷۶، العقد الفرید ۳ ص ۲۲۲

نت ۲۷۷

نت ۲۷۸، غرالحکم ص ۲۳۴، روض الاخیار ص ۲۰۲

نت ۲۷۹، سحت العقول ص ۱۶۴، قصار احکم ص ۳۹

نت ۲۸۰، سحت العقول ص ۱۶۴، غرالحکم

جب جان لو تو عمل کرو اور جب یقین ہو جائے تو قدم آگے بڑھاؤ۔

۲۷۵۔ لالچ جہاں وارد کر دیتی ہے وہاں سے نکلنے نہیں دیتی ہے اور یہ ایک ایسی ضمانت دار ہے جو وفادار نہیں ہے۔ کبھی کبھی تو پانی پینے والے کو سیرانی سے پہلے ہی اچھو لگ جاتا ہے اور جس قدر کسی مرغوب چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اس کے کھوجانے کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ آرزو میں دیدہ بھیت کو اندھا بنا دیتی ہیں اور جو کچھ نصیب میں ہوتا ہے وہ بغیر کوشش کے بھی مل جاتا ہے۔

۲۷۶۔ خدایا میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی ظاہری نگاہ میں میرا ظاہر حسین ہو اور جو باطن تیرے لئے چھپائے ہوئے ہوں وہ قبیح ہو۔ میں لوگوں کے دکھاوے کے لئے ان چیزوں کی نگہداشت کروں جن پر تو اطلاع رکھتا ہے۔ کہ لوگوں پر جن ظاہر کا مظاہرہ کروں اور تیری بارگاہ میں بدترین عمل کے ساتھ حاضری دوں۔ تیرے بندوں سے قربت اختیار کروں اور تیری مرضی سے دور ہو جاؤں۔

۲۷۷۔ اس ذات کی قسم جس کی بدولت ہم نے شب تاریک کے اس باقی حصہ کو گذا دیا ہے جس کے ٹھٹھے ہی روزِ درخشاں ظاہر ہوگا ایسا اور ایسا نہیں ہوا ہے (۱)۔

۲۷۸۔ تھوڑا عمل جسے پابندی سے انجام دیا جائے اس کثیر عمل سے بہتر ہے جس سے آدمی اکتا جائے۔

۲۷۹۔ جب فوافل فرائض کو نقصان پہنچانے لگیں تو انھیں چھوڑ دو۔

۲۸۰۔ جو دوری سفر کو یاد رکھتا ہے وہ تیار ہی بھی کرتا ہے۔

۱۔ امام علیہ السلام کی نظر میں علم اور یقین کے ایک مخصوص معنی میں جن کا اظہار انسان کے کردار سے ہوتا ہے۔ آپ کی نگاہ میں علم صرف جاننے کا نام نہیں ہے اور نہ یقین صرف اطمینان قلب کا نام ہے بلکہ دونوں کے وجود کا ایک فطری تقاضا ہے جس سے ان کی واقعیت اور اصالت کا موازنہ ہوتا ہے کہ انسان واقعا صاحب علم ہے تو باعمل بھی ہوگا اور واقعا صاحب یقین ہے تو قدم بھی آگے بڑھائے گا۔ ایسا نہ ہو تو علم جہل کہے جانے کے قابل ہے اور یقین شک سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔

۲۔ لالچ انسان کو ہزاروں چیزوں کا یقین و لادیتی ہے اور اس سے وعدہ بھی کر لیتی ہے لیکن وقت پروفانہیں کرتی ہے اور برا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سیراب ہونے سے پہلے ہی اچھو لگ جاتا ہے اور سیراب ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی ہے۔ لہذا تقاضائے عقل و دانش یہی ہے کہ انسان لالچ سے اجتناب کرے اور بقدر ضرورت پر اکتفا کرے جو بہر حال اسے حاصل ہونے والا ہے۔

۳۔ عام طور سے لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس کے سامنے آنے کے لئے اپنے ظاہر کو پاک پاکیزہ اور حسین و جمیل بنالیتے ہیں اور یہ خیال ہی نہیں رہ جاتا ہے کہ ایک دن اس کا بھی سامنا کرنا ہے جو ظاہر کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ باطن پر نگاہ رکھتا ہے اور اسرار کا بھی حساب کرنے والا ہے۔

مولائے کائنات نے عالم انسانیت کو اسی کمزوری کی طرف توجہ کرنے کے لئے اس دعا کا لہجہ اختیار کیا ہے جہاں دوسروں پر براہ راست تنقید بھی نہ ہو اور اپنا پیغام بھی تمام افراد تک پہنچ جائے۔ شاید انسانوں کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ عوام الناس کا سامنا کرنے سے زیادہ اہمیت مالک کے سامنے جانے کی ہے اور اس کے لئے باطن کا پاک و صاف رکھنا بوجہ ضروری ہے۔

۴۔ تقدس آب حضرات کے لئے یہ بہترین نسخہ ہدایت ہے جو اجتماعی اور عوامی فرائض سے غافل ہو کر مستحبات پر جان دے پڑے رہتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے ہیں اور اسی طرح یہ ان صاحبان ایمان کے لئے سامان تنبیہ ہے جو مستحبات پر اتنا وقت اور سرمایہ صرف کر دیتے ہیں کہ واجبات کے لئے نہ وقت بچتا ہے اور نہ سرمایہ۔ جب کہ قانونی اعتبار سے ایسے مستحبات کی کوئی حیثیت نہیں ہے جن سے واجبات متاثر ہو جائیں اور انسان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا شکار ہو جائے۔

۲۸۱

و قال ﴿۲۸۱﴾:

لَسِيْتَ الرَّوِيَّةُ كَالْمَعَايَةِ مَعَ الْأَبْصَارِ؛ فَسَقَدَ تَكْذِيبُ الْعَيْنِ
أَهْلَهَا، وَلَا يَغْنُ السَّعْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهُ.

۲۸۲

و قال ﴿۲۸۲﴾:

بَسِيْثُكُمْ وَبَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِّنَ الْغُرُو.

۲۸۳

و قال ﴿۲۸۳﴾:

جَاهِلُكُمْ مُرْدَادٌ، وَعَالِمُكُمْ مُسَوِّفٌ.

۲۸۴

و قال ﴿۲۸۴﴾:

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِينَ.

۲۸۵- و قال ﴿۲۸۵﴾:

كُلُّ مُعَاجِلٍ يَنْتَالُ الْإِنْظَارَ، وَكُلُّ مُؤَجِّلٍ يَسْتَعْلِلُ بِالتَّسْوِيفِ.

۲۸۶

و قال ﴿۲۸۶﴾:

مَا قَالَ النَّاسُ لِسَيِّءٍ «طَوَّبَ لَهُ» إِلَّا وَقَدْ خَبَأَ لَهُ
الدَّهْرُ يَوْمَ سَوَاءٍ.

۲۸۷

و سئل عن القدر، فقال:

طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ، وَبَحْرٌ عَمِيقٌ فَلَا تَلِجُوهُ، وَبِرُّ اللَّهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ.

۲۸۸

و قال ﴿۲۸۸﴾:

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عِبْدًا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ.

۲۸۹

و قال ﴿۲۸۹﴾:

كَانَ لِي فِتْنًا مَضَى أَخٌ فِي اللَّهِ، وَكَانَ

تیتہ - غور و فکر

ہ - غفلت

داد - زیادہ سے زیادہ کرنے والا

توت - ٹانسنے والا

ظاہر - مہلت

جیل - عمر دراز

تویف - تاخیر اجل

ذل - ردیل بنادے

ظہر - ممنوع قرار دیدیتا ہے

حاصل

گہرا سنا

لہ انسان

وحی الہی

میں خطا

ادرا س

ہے ادرا

لہ اگر از

ادریا

کہے جا

لہ اس

مطلب

ہو۔ اس

۲۸۱ غرا حکم

۲۸۲ تحف العقول ص ۱۶۶ ، غرا حکم ص ۲۳۸

۲۸۳ صادر حکم

۲۸۴ غرا حکم

۲۸۵ تحف العقول ص ۱۶۶ ، قصار احکم ص ۲۸۵

۲۸۶ تذکرۃ النواص ص ۱۵۶ ، غرا حکم ص ۳۱۵ ، ربيع الاررار ، الفراء العرم ص ۵۴ ، المستطرت ص ۶۶

۲۸۷ توحید صدوق ص ۳۵۴ ، فقر الرضا ، بحار الانوار ص ۱۲۳ ، تذکرۃ النواص ص ۱۵۹ ، تاریخ الخلفاء ص ۱۸۴

۲۸۸ غرا حکم آدمی

۲۸۹ اصول کافی ص ۲۹۳ ، تحف العقول ص ۲۴۳ ، بیون الاخبار ص ۲۲۴ ، تاریخ بغداد ص ۳۱۵ ، ربيع الاررار باب الخیر والصلح والادب

۱۲۵۵ ، مرآۃ العقول ج ۲ ص ۲۱۳ ، مشکوٰۃ الانوار ص ۲۱۳

۲۸۱۔ آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا شمار نہیں ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آنکھیں اپنے اشخاص کو دھوکے دیتی ہیں لیکن عقل نصیحت حاصل کرنے والے کو فریب نہیں دیتی ہے۔

۲۸۲۔ تمہارے اور نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک پردہ مائل رہتا ہے۔

۲۸۳۔ تمہارے جاہلوں کو دولت فراواں لے دی جاتی ہے اور عالم کو صرف مستقبل کی امید دلائی جاتی ہے۔

۲۸۴۔ علم ہمیشہ بہانہ بازوں کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

۲۸۵۔ جس کی موت جلدی آجاتی ہے وہ مہلت کا مطالبہ کرتا ہے اور جسے مہلت مل جاتی ہے وہ ٹال مٹول کرتا ہے۔

۲۸۶۔ جب بھی لوگ کسی چیز پر واہ واہ کرتے ہیں تو زمانہ اس کے واسطے ایک بُرا دن چھپا کر رکھتا ہے۔

۲۸۷۔ آپ سے تضاد قدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ یہ ایک تاریک راستہ ہے اس پر مت چلو اور ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو اور ایک راز الہی ہے لہذا اسے معلوم کرنے کی زحمت نہ کرو۔

۲۸۸۔ جب پروردگار کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے علم و دانش سے محروم کر دیتا ہے۔

۲۸۹۔ گزشتہ زمانہ میں میرا ایک بھائی تھا۔ جس کی عظمت میری نگاہوں میں اس لئے تھی کہ

لے انسانی علم کے تین وسائل ہیں۔ ایک اس کا ظاہری احساس و ادراک ہے اور ایک اس کی عقل ہے جس پر تمام عقلا و بشر کا اتفاق ہے اور تیسرا راسخ و وحی الہی ہے جس پر صاحبان ایمان کا ایمان ہے اور بے ایمان اس وسیلہ ادراک سے محروم ہیں۔ ان تینوں میں اگرچہ وحی کے بارے میں خطا کا کوئی امکان نہیں ہے اور اس اعتبار سے اس کا مرتبہ سب سے افضل ہے لیکن خود وحی کا ادراک بھی عقل کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اس اعتبار سے عقل کا مرتبہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں کتاب العقل کو سب سے پہلے قرار دیا گیا ہے اور اس طرح اس کی بنیادی حیثیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

۳۔ اگر انسان واقعتاً عالم ہے تو علم کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کرے اور کسی طرح کی بہانہ بازی سے کام نہ لے جس طرح کہ دوباری اور سیاسی علماء دیدہ و دانستہ حقائق سے انحراف کرتے ہیں اور دنیاوی مفادات کی خاطر اپنے علم کا ذبیحہ کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ قاتل اور رہزن کہے جانے کے قابل ہیں۔ عالم اور فاضل کہے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

۴۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام کسی بھی موضوع کے بارے میں جہالت کا طرفدار ہے اور نہ جاننے ہی کو افضلیت عطا کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اکثر لوگ ان حقائق کے متحمل نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا انسان کو انھیں چیزوں کا علم حاصل کرنا چاہئے جو اس کے لئے قابل تحمل و برداشت ہو۔ اس کے بعد اگر مدد و تحمل سے باہر ہو تو پڑھ لکھ کر بہک جانے سے ناواقف رہنا ہی بہتر ہے۔

يُغْطِئُهُ فِي عَيْتِي صَغَرْتُ لَكَ فِي عَيْتِي. وَكَانَ خَارِجاً مِنْ سُلْطَانِ
بَطْنِهِ. فَلَا يَثْبُتُ مَا لَا يَجِدُ، وَلَا يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ. وَكَانَ أَكْثَرَ
دَهْرِهِ صَابِئاً، فَإِنْ قَالَ بَدْءُ السَّائِلِينَ، وَنَقَعَ غَلِيلُ السَّائِلِينَ. وَكَانَ
ضَعِيفاً مُنْتَظِعاً فَإِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثٌ غَابَ. وَصِلُ وَادٍ لَا يُدَلِّي
بِحُجَّةٍ حَتَّى يَأْتِيَ قَاضِياً وَكَانَ لَا يَلُومُ أَحَدًا عَلَى مَا يَجِدُ الْعُدُوَّ
فِي مِثْلِهِ، حَتَّى يَسْمَعَ اعْتِذَارَهُ، وَكَانَ لَا يَشْكُو وَجَعاً إِلَّا عِنْدَ بُرْزُوهِ
وَكَانَ يَقُولُ مَا يَفْعَلُ وَلَا يَقُولُ مَا لَا يَفْعَلُ. وَكَانَ إِذَا غَلِبَ عَلَى
النَّكَلِ لَمْ يَغْلِبْ عَلَى الشُّكُوتِ، وَكَانَ عَلَى مَا يَسْمَعُ أَخْرَصَ مِنْهُ عَلَى
أَنْ يَسْتَكَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا بَدَهُهُ أَمْسِرَانِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمَا أَقْرَبَ إِلَى الْمَوْتِ
فَيُخَالِفُهُ، فَعَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْخَلَائِقِ فَالزُّمُوهَا وَتَنَافَسُوا فِيهَا، فَإِنْ لَمْ
تَسْتَطِيعُوهَا فَاعْلَمُوا أَنَّ أَخَذَ الْقَلِيلَ خَيْرٌ مِنْ تَرْكِ الْكَثِيرِ.

۲۹۰

وَقَالَ ﴿۲۹۰﴾:

لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللَّهُ عَلَى مَغْفِرَتِهِ لَكَانَ يَجِبُ أَلَّا يُغْفَرَ شُكْرُ رُسُلِهِ.

۲۹۱

وَقَالَ ﴿۲۹۱﴾:

وَقَدْ عَزَى الْأَنْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ ابْنِ لَه:

يَا أَشْعَثُ، إِنْ تَحْزَنَ عَلَى ابْنِكَ فَقَدْ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذَلِكَ الرَّحْمَةُ، وَإِنْ
تَضَيَّرَ قَسِي اللَّهُ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ خَلَفَ. يَا أَشْعَثُ، إِنْ صَبَرْتَ جَرَى عَلَيْكَ
الْقَدَرُ وَأَنْتَ مَا جَوْرُ، وَإِنْ جَرِغْتَ جَرَى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَأَنْتَ مَا زَوْرُ.
يَا أَشْعَثُ، ابْنُكَ سَرَّكَ وَهُوَ بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ، وَحَزَنُكَ وَهُوَ ثَوَابٌ وَرَحْمَةٌ.

۲۹۲

وَقَالَ ﴿۲۹۲﴾:

عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَاعَةَ دَفْنِهِ.

بَدَءَ - رُوك دیا
نَقَعَ الْغَلِيلَ - پیاس بھاری
لَيْثٌ - اسد
غَابَ - بیش، بھاری
صِلٌ - سانپ
یُدَلِّي - پیش کرتا ہے
بَدَهُ - اچانک پیش آگیا
تَوَعَّدَ - ڈرانا
مَازُور - گتھکار
حَزَن - رنجیدہ کر دیا

① اولاد دنیا کے اعتبار سے بھار
ہوتی ہے کہ ماں باپ کو ان کی زندگی
اور تربیت کے لئے بے پناہ زحمت
برداشت کرنا پڑتا ہے اور آخرت
کے اعتبار سے امتحان و آزمائش ہوتی
ہے کہ ذرا غفلت ہوگئی اور آخرت برباد
ہوگئی۔ رب کریم ہر مومن کو اس منزل
آزمائش میں کامیابی عطا فرمائے اور
سب کی اولاد کو صالح و نیک کردار
قرار دے۔

مصادر حکمت ۲۹۰ - تذکرۃ الخواص ص ۱۳۵، غرر الحکم ص ۲۹۲

مصادر حکمت ۲۹۱ - کافی ۲ ص ۲۶۱، البیان والتبیین ۳ ص ۱۵۵، تحت العقول ص ۲۰۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۸۵، العقد الفرید ۲ ص ۳۳۳، البدیع اسامہ

بن منقذ، عیون الاخبار ص ۶۱، تصارح حکم ص ۹۹

مصادر حکمت ۲۹۲ - دستور معالم الحکم ص ۱۹۸، غرر الحکم ص ۱۰۳، نہایتہ نویری ۵ ص ۱۹۱

دنیا اس کی نگاہوں میں حقیر تھی اور اس پر پیٹ کی حکومت نہیں تھی۔ جو چیز نہیں ملتی تھی اس کی خواہش نہیں کرتا تھا اور جو مل جاتی تھی اسے زیادہ استعمال نہیں کرتا تھا۔ اکثر اوقات خاموش رہا کرتا تھا اور اگر بولتا تھا تو تمام بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا۔ سائلوں کی پیاس کو بجھا دیتا تھا اور بظاہر عاجز اور کمزور تھا لیکن جب جہاد کا موقع آ جاتا تھا تو ایک شیر بیشہ شجاعت اور اثر و ادوی ہو جایا کرتا تھا۔ کوئی دلیل نہیں پیش کرتا تھا جب تک فیصلہ کن نہ ہو اور جس بات میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی اس پر کسی کی ملامت نہیں کرتا تھا جب تک عذر سن نہ لے۔ کسی درد کی شکایت نہیں کرتا تھا جب تک اس سے صحت نہ حاصل ہو جائے۔ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کر سکتا تھا وہ کہتا بھی نہیں تھا۔ اگر بولنے میں اس پر غلبہ حاصل بھی کر لیا جائے تو سکوت میں کوئی اس پر غالب نہیں آ سکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا۔ جب اس کے سامنے دو طرح کی چیزیں آتی تھیں اور ایک خواہش سے قریب تر ہوتی تھی تو اسی کی مخالفت کرتا تھا۔ لہذا تم سب بھی انہیں اخلاق کو اختیار کرو اور انہیں کی فکر کرو اور اگر نہیں کر سکتے ہو تو یاد رکھو کہ قلیل کا اختیار کر لینا کثیر کے ترک کر دینے سے بہر حال بہتر ہوتا ہے۔

۲۹۰۔ اگر خدا نافرمانی پر عذاب کی وعید نہ بھی کرتا جب بھی ضرورت تھی کہ شکر نعمت کی بنیاد پر اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔

۲۹۱۔ اشعث بن قیس کو اس کے فرزند کا پڑوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اشعث! اگر تم اپنے فرزند کے غم میں محزون ہو تو یہ اس کی قرابت کا حق ہے لیکن اگر صبر کرو تو اللہ کے یہاں ہر مصیبت کا ایک اجر ہے۔

اشعث! اگر تم نے صبر کر لیا تو قضا و قدر الہی اس عالم میں جاری ہوگی کہ تم اجر کے حقدار ہو گے اور اگر تم نے فریاد کی تو قدر الہی اس عالم میں جاری ہوگی کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہوگا۔

اشعث! تمہارے لئے بیاسرت کا سبب تھا جب کہ وہ ایک آزمائش اور امتحان تھا اور حزن کا باعث ہو گیا ہے جب کہ اس میں ثواب اور رحمت ہے۔

۲۹۲۔ پیغمبر اسلام کے دفن کے وقت قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا :

اے بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ واقعہ کسی شخصیت کی طرف اشارہ ہے جس کے حالات و کیفیات کا اندازہ نہیں ہو سکا ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ ایک آئیڈیل اور مثالیہ کی نشاندہی ہے کہ صاحب ایمان کو اسی کردار کا حامل ہونا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسی راستہ پر چلنے کی کوشش کرنا چاہئے تاکہ اس کا شمار واقعاً صاحبان ایمان و کردار میں ہو جائے۔

اے ضرورت نہیں ہے کہ انسان صرف عذاب کے خوف سے محرمات سے پرہیز کرے بلکہ تقاضائے شرافت یہ ہے کہ نعمت پروردگار کا احساس پیدا کرے اس کی دی ہوئی نعمتوں کو حرام میں صرف کرنے سے اجتناب کرے۔

اے یہ اس بات کی علامت ہے کہ بیٹے کے ملنے پر مسرت بھی ایک فطری امر ہے اور اس کے چلے جانے پر حزن و الم بھی ایک فطری تقاضا ہے لیکن انسان کی عقل کا تقاضا یہ ہے کہ مسرت میں امتحان کو نظر انداز نہ کرے اور غم کے ماحول میں اجر و ثواب سے غافل نہ ہو جائے۔

ل۔ معمول۔ آسان

نق۔ احمق

ف۔ بچھے بیٹھے والا

عن۔ نیزہ مارنے والا

ہر۔ عبرت کی جمع ہے

نیار۔ عبرت حاصل کرنا

مومت۔ جھگڑا

إِنَّ الصَّبْرَ بِمَسِيلٍ إِلَّا عَنكَ، وَإِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيحٌ إِلَّا عَلَيْكَ، وَإِنَّ
الضَّابَّ بِكَ لَجَلِيلٌ، وَإِنَّهُ قَبْلَكَ وَبَعْدَكَ لَجَلِيلٌ

۲۹۳

و قال ﴿﴾

لَا تَضَعِ الْمَانِقَ فَإِنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ، وَيَسُوذُ أَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ.

۲۹۴

وقد سئل عن مسافة ما بين المشرق والمغرب، فقال ﴿﴾

مَسِيرَةُ يَوْمٍ لِشَتَّى.

۲۹۵

و قال ﴿﴾

أَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ، وَأَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ، فَأَصْدِقَاؤُكَ: صَدِيقُكَ،
وَصَدِيقُ صَدِيقِكَ، وَعَدُوُّ عَدُوِّكَ، وَأَعْدَاؤُكَ: عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ
صَدِيقِكَ، وَصَدِيقُ عَدُوِّكَ.

۲۹۶

و قال ﴿﴾

لرجل رآه يسعى على عدو له، بما فيه إضرار بنفسه: إِنَّمَا أَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِيَقْتُلَ رِدْقَهُ

۲۹۷

و قال ﴿﴾

مَا أَكْثَرَ الْعَبْرَ وَأَقْلَ الْأَعْيَانِ

۲۹۸

و قال ﴿﴾

مَنْ بَالَعَ فِي الْخُصُومَةِ أَهْمًا، وَمَنْ قَصَرَ فِيهَا ظَلَمًا، وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ مَنْ خَاصَمَ.

۲۹۹

و قال ﴿﴾

مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أَتَيْتُهُ بَعْدَهُ حَتَّى أَصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَأَسْأَلَ اللَّهَ الْعَافِيَةَ.

۳۰۰

و سئل عليه السلام: كيف يحاسب الله الخلق على كثرتهم؟ فقال ﴿﴾: كَمَا
يَزُرُّهُمْ عَلَى كَثْرَتِهِمْ. فقيل: كيف يحاسبهم ولا يروونه؟
فقال عليه السلام: كَمَا يَزُرُّهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ.

لمت ۲۹۳ عيون الاخبار ۳ ص ۵، تحت العقول ص ۳۵

مت ۲۹۴ عيون الاخبار ۲ ص ۲، العقد الفريد ۲ ص ۲۶، الفارات ابن هلال، بحار الانوار ۵ ص ۹۳، البيان والتبيين ۳ ص ۱، امالي سيد رضي ۱ ص ۲۴

مت ۲۹۵ العقد الفريد ۲ ص ۳۰

مت ۲۹۶ تاريخ طبري ۵

مت ۲۹۷ تذكرة الخواص ۱ ص ۱۳۳، غرر الحکم ۳ ص ۳۹، امالي رضي ۱ ص ۱۵۳

مت ۲۹۸ ارشاد مفيد ۱ ص ۱۴، مجمع الاشغال ۲ ص ۳۵، غرر الحکم ۳ ص ۳۵، نهج الادب ۳ ص ۶، الحکمة الخالدة ۱ ص ۱۴، اختصاص مفيد ۲ ص ۳۹

مت ۲۹۹ سراج الملوك ۳ ص ۳، غرر الحکم ۳ ص ۳۱

مت ۳۰۰ امالي رضي ۱ ص ۱۴، العقد الفريد ۳ ص ۳۰

صبر عام طور سے بہترین چیز ہے مگر آپ کی مصیبت کے علاوہ۔ اور پریشانی و مقراری بڑی چیز ہے لیکن آپ کی وفات کے علاوہ آپ کی مصیبت بڑی عظیم ہے اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔
۲۹۳۔ بیوقوف کی صحبت مت اختیار کرنا کہ وہ اپنے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور تم سے بھی ویسے ہی عمل کا تقاضا کرے گا۔

۲۹۴۔ آپ سے مشرق و مغرب کے فاصلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آفتاب کا ایک دن کا راستہ۔
۲۹۵۔ تمہارے دوست بھی تین طرح کے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے ہیں۔ دوستوں کی قسمیں یہ ہیں کہ تمہارا دوست۔ تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور اسی طرح دشمنوں کی قسمیں یہ ہیں۔ تمہارا دشمن۔ تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارا دشمن کا دوست۔

۲۹۶۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمن کو نقصان پہونچانے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس میں خود اس کا نقصان بھی ہے۔ تو فرمایا کہ تیری مثال اس شخص کی ہے جو اپنے سینے میں نیزہ چھو لے تاکہ پیچھے بیٹھنے والا ہلاک ہو جائے۔
۲۹۷۔ عبرتیں کتنی زیادہ ہیں اور اس کے حاصل کرنے والے کتنے کم ہیں۔

۲۹۸۔ جو لڑائی جھگڑے میں حد سے آگے بڑھ جائے وہ گناہگار ہوتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور اس طرح جھگڑا کرنے والا تقویٰ کے راستے پر نہیں چل سکتا ہے (لہذا مناسب یہی ہے کہ جھگڑے سے پرہیز کرے)
۲۹۹۔ اس گناہ کی کوئی عمر نہیں ہے جس کے بعد اتنی ہمت مل جائے کہ انسان دو رکعت نماز ادا کر کے خدا سے عافیت کا سوال کر سکے (لیکن سوال یہ ہے کہ اس ہمت کی ضمانت کیا ہے)

۳۰۰۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ پروردگار اس قدر بے پناہ مخلوقات کا حساب کس طرح کرے گا؟ تو فرمایا کہ جس طرح ان سب کو رزق دیتا ہے۔ دوبارہ سوال کیا گیا کہ جب وہ سامنے نہیں آئے گا تو حساب کس طرح لے گا؟ فرمایا کہ جس طرح سامنے نہیں آتا ہے اور روزی کا رہا ہے۔

۱۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صبر یا جوع و فزع کی دو قسمیں ہیں اور وہ کبھی جیل ہوتا ہے اور کبھی غیر جیل۔ بلکہ یہ مصیبت پیغمبر اسلام کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کہ اس موقع پر صبر کا امکان ہی نہیں ہے جس طرح دوسرے مصائب میں جوع و فزع کا کوئی جواز نہیں ہے اور انسان کو اسے برداشت ہی کر لینا چاہئے۔
۲۔ یہ اس موقع کے لئے کہا گیا ہے کہ دونوں کی دوستی کی بنیاد ایک ہو ورنہ اگر ایک شخص ایک بنیاد پر دوستی کرتا ہے اور دوسرا دوسری بنیاد پر محبت کرتا ہے تو دوست کا دوست ہرگز دوست شمار نہیں کیا جاسکتا ہے جس طرح کہ دشمن کے دشمن کے لئے بھی ضروری ہے کہ دشمنی کی بنیاد وہی ہو جس بنیاد پر یہ شخص دشمنی کرتا ہے ورنہ اپنے اپنے مفادات کے لئے کام کرنے والے کبھی ایک رشتہ محبت میں منسلک نہیں کئے جاسکتے ہیں۔
۳۔ انسان کے ذہن میں یہ خیالات اور شبہات اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اس کی رزاقیت سے غافل ہو گیا ہے ورنہ ایک مسئلہ رزق سمجھ میں آجائے تو مسئلہ موت بھی سمجھ میں آسکتا ہے اور مسئلہ حساب و کتاب بھی۔ جو موت لے سکتا ہے وہ روزی بھی دے سکتا ہے اور جو روزی کا حساب رکھ سکتا ہے وہ اعمال کا حساب بھی کر سکتا ہے۔

تکمل - اولاد کا سر جانا
حرب - مال کا چھین جانا

۳۰۱

• قال •

رَسُولُكَ تَلْعَزِمُكَ عَقْلُكَ. وَكِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ

۳۰۲

• قال •

مَا الْمُبْتَلَى الَّذِي قَدْ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلَاءُ. بِأَخْوَجَ إِلَى الدُّعَاءِ الَّذِي لَا يَأْمَنُ الْبَلَاءُ

۳۰۳

• قال •

الْإِنْسَانُ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا. وَلَا يَلَامُ الرَّجُلَ عَلَى حُبِّ أُمِّهِ

۳۰۴

• قال •

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ رَسُولُ اللَّهِ. فَكُنْ مَتَّعًا فَقَدْ مَتَّعَ اللَّهُ. وَمَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللَّهُ

۳۰۵

• قال •

۳۰۶

• قال •

۳۰۷

• قال •

يَتَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى التُّكْلِ. وَلَا يَتَنَامُ عَلَى الْمَرْبِ

قال الرضي ومعنى ذلك ۹۹ يعبر على قتل الأولاد، ولا يعبر على سلب الأموال.

۳۰۸

• قال •

مَسْوَدَةُ الْأَجْبَاءِ قَرَابَةُ بَيْنِ الْأَنْبَاءِ. وَالْقَرَابَةُ إِلَى الْمَوَدَّةِ أَخْوَجُ

۳۰۹

• قال •

اَتَّقُوا ظُلْمَ الْمُؤْمِنِينَ. فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى

ایک انسان کو کتنے وقت اپنے اسلوب
کلام پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے کہ اسلوب
کلام سے اس کی طبیعت کا اندازہ کیا
جاتا ہے اور خطہ صحیحہ وقت نامہ بر کا
انتخاب بھی صحیح کر لیا ہے کہ اس سے
اس کی عقل کا اندازہ کیا جاتا ہے اور
یہی وجہ ہے کہ مالک کا کُنات نے
اپنے بیانات کے لئے ایسے افسر اور
کا انتخاب کیا ہے جو ہر اعتبار سے
کامل و اکمل تھے تاکہ انہوں کو یہ
اندازہ ہو سکے کہ وہ صاحب عقل نہیں
بلکہ خالق عقل ہے اور عقل اس کا دیا
ہوا ایک تحفہ ہے جسے اس کی راہ میں
صرف ہونا چاہیے۔

- صادر حکمت ۱۸۳۱ رسالہ کلینی، کشف المحجوب ابن طاووس ۱۸۳۱، دستور معالم الحكم ۱۸۳۱، سراج الملوك ۱۸۳۱، كنز الغوائد، بحار ۱۸۳۱، مجمع الامثال ۱۸۳۱
مطالب السؤل ۱۸۳۱، غرر الحكم ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ امالی صدوق ۱۸۳۱، غرر الحكم ۱۸۳۱، دستور معالم الحكم ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ التمشيل والمحاضرہ الثعالبي ۱۸۳۱، محاضرات راجب ۱۸۳۱، مجمع الامثال ۱۸۳۱، العقد الفرید ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ دعائم الاسلام ۱۸۳۱، غرر الحكم ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ مجمع الامثال ۱۸۳۱، غرر الحكم ۱۸۳۱، المستدرک حاکم ۱۸۳۱، معانی الاخبار ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ توحید صدوق ۱۸۳۱، تحف العقول ۱۸۳۱، حبیۃ الاولیاء ۱۸۳۱، اصول کافی ۱۸۳۱، تاریخ اخلاص ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ کامل مسرود ۱۸۳۱، غرر الحكم ۱۸۳۱، مجمع الامثال ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ مطالب السؤل ۱۸۳۱
صادر حکمت ۱۸۳۱ غرر الحكم ۱۸۳۱، ربيع الاربار، روض الاخيار

- ۳۰۱۔ تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہوتا ہے اور تمہارا خط تمہارا بہترین ترجمان ہوتا ہے۔^(۱)
- ۳۰۲۔ شدید ترین بلاؤں میں مبتلا ہو جانے والا اس سے زیادہ محتاج دعا نہیں ہے جو فی الحال عافیت میں ہے لیکن نہیں معلوم ہے کہ کب مبتلا ہو جائے۔
- ۳۰۳۔ لوگ دنیا کی اولاد میں اور ماں کی محبت پر اولاد کی ملامت نہیں کی جاسکتی ہے۔
- ۳۰۴۔ فقیر و مسکین در حقیقت خدا کی فرستادہ ہے لہذا جس نے اس کو منع کر دیا گو یا خدا کو منع کر دیا اور جس نے اسے عطا کر دیا گو یا قدرت کے ہاتھ میں دے دیا۔
- ۳۰۵۔ غیرت دار انسان کبھی زنا نہیں کر سکتا ہے (کہ یہی مصیبت اس کے گھر بھی آسکتی ہے)۔
- ۳۰۶۔ موت سے بہتر محافظ کوئی نہیں ہے۔
- ۳۰۷۔ انسان اولاد کے مرنے پر سو جاتا ہے لیکن مال کے لٹ جانے پر نہیں سوتا ہے۔
- سید رضیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ اولاد کے مرنے پر صبر کر لیتا ہے لیکن مال کے چھپنے پر صبر نہیں کرتا ہے۔
- ۳۰۸۔ بزرگوں کی محبت بھی اولاد کے لئے قربت کا درجہ رکھتی ہے اور محبت قربت کی اتنی محتاج نہیں جتنی قربت محبت کی محتاج ہوتی ہے۔
- (مقصد یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں محبت اور الفت رکھو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے دوستوں کو اپنا قربت دار تصور کرے)۔
- ۳۰۹۔ یومنین کے گمان سے ڈرتے رہو کہ پروردگار حق کو صاحبان ایمان ہی کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے۔

۱۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو دعائیں کرنے لگتا ہے اور دوسروں سے دعاؤں کی التماس کرنے لگتا ہے اور جیسے ہی بلا ٹل جاتی ہے دعاؤں سے غافل ہو جاتا ہے اور اس نکتہ کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے کہ اس عافیت کے پیچھے بھی کوئی بلا ہو سکتی ہے اور موجودہ بلا سے بالاتر ہو سکتی ہے۔ لہذا تقاضائے دانشمندی یہی ہے کہ ہر حال میں دعا کرتا رہے اور کسی وقت بھی آنے والی مصیبتوں سے غافل نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں یا بد خدا سے غافل ہو جائے۔

۲۔ انسان جس خاک سے بنتا ہے اس سے ہر حال محبت کرتا ہے اور جس ماحول میں زندگی گزارتا ہے اس سے ہر حال مافوس ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں کسی انسان کی ذمت اور ملامت نہیں کی جاسکتی ہے لیکن محبت جب حد سے گزر جاتی ہے اور اصول و قوانین پر غالب آجاتی ہے تو ہر حال قابل ملامت و ذمت ہو جاتی ہے اور اس کا لحاظ رکھنا ہر فرد بشر کا فریضہ ہے ورنہ اس کے بغیر انسان قابل معافی نہیں ہو سکتا ہے۔

۳۔ اس کا مقصد طعن و طنز نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ موت کا تعلق قضا و قدر الہی سے ہے لہذا اس پر صبر کرنا انسان کا فریضہ ہے۔ لیکن مال کا چھین جانا ظلم و ستم اور غضب و نہب کا نتیجہ ہوتا ہے لہذا اس پر سکوت اختیار کرنا اور سکون سے سوچنا کسی قیمت پر مناسب نہیں ہے اور یہ انسانی غیرت و شرافت کے خلاف ہے لہذا انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔

لقلب - نشاط عمل

رقلب - عدم بچھی

بجر - اینٹ کا جواب پتھر سے دینا

ل - لقمہ (صرت) ڈالاکرد

ن - نوک

لہ - فاصلہ تک رکھنا

جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ

۳۱۰

وَقَالَ ﴿۳۱۰﴾:

لَا يَصْنَعُ إِنْسَانٌ عَبِيدَ، حَتَّىٰ يَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ أَوثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ.

۳۱۱

وَقَالَ ﴿۳۱۱﴾:

لَأَنْسَ بَنِي مَالِكٍ، وَقَدْ كَانَ بَعَثَهُ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ لَمَّا جَاءَ إِلَى الْبَصْرَةِ يَذْكُرُهَا شَيْئًا مِمَّا سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْنَاهَا، فَلَوَى عَنْ ذَلِكَ، فَرَجَّ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي أَنْسَيْتُ ذَلِكَ الْأَمْرَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَضَرْبُكَ اللَّهُ بِهَا بَيْضَاءَ لَا مِيعَةَ لَا تُوَارِيهَا الْعِيَامَةُ.

قال الرضي: يعني البرص، فأصاب أنسا هذا الداء فيما بعد في وجهه، فكان لا يرى إلا مبرقعا.

۳۱۲

وَقَالَ ﴿۳۱۲﴾:

إِنَّ لِقُلُوبٍ إِنْجَالًا وَإِدْبَارًا؛ فَإِذَا أَقْبَلَتْ فَاسْخَلُوهَا عَلَى السَّوَابِلِ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاسْتَصِرُّوا بِهَا عَلَى الْفَرَائِضِ.

۳۱۳

وَقَالَ ﴿۳۱۳﴾:

«وَفِي الْقُرْآنِ نَبَأًا مَّا قَبْلَكُمْ، وَخَبَرٌ مَّا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمٌ مَّا بَيْنَكُمْ».

۳۱۴

وَقَالَ ﴿۳۱۴﴾:

رُدُّوا الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ، فَإِنَّ الشَّرَّ لَا يَدْفَعُهُ إِلَّا الشَّرُّ.

۳۱۵

وَقَالَ ﴿۳۱۵﴾:

لَكَاتِبُهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ: أَلْقِ دَوَاتَكَ، وَأَطْلُ جِلْفَةَ قَلْبِكَ، وَفَرِّجْ بَيْنَ الشُّطُورِ، وَقَرِّضْ

نقطہ ایک محاورہ ہے درندہ شر

ب شر نہیں ہوتا ہے بلکہ خیر

ہے - شر اور خیر کا رشتہ تضاد

نابلکہ ہے اور دو متضاد

ن کو ایک نام نہیں دیا جاسکتا

اس محاورہ کا مقصد صرت

ہے کہ انسان جس طرح کا

لے اسے ویسا ہی جواب

دو تاکہ اسے اندازہ ہو کہ ظلم

کتنے ہیں اور اسے برداشت

میں مظلوم پر کیا گذرتی ہے -

حکمت ۳۱۰ تذکرۃ الخواص ص ۱۱۸، مروج الذهب ۴ ص ۳۳۵

حکمت ۳۱۱ المسترشد ص ۱۹۳، المعاری ابن قتیبة ص ۲۵۱، خصال صدوق ص ۲۰۸، ارشاد مفید ص ۱۶۵، حلیۃ الاولیاء ص ۲۱۶

حکمت ۳۱۲ قصار الحکم ۹۱

حکمت ۳۱۳ مروج الذهب ۳ ص ۱۰۴، تفسیر رازی ۲ ص ۵۴، عجایز القرآن باقلائی ص ۵۸، عیون الاخبار ص ۱۳۲، العقد الفید ص ۱۳۸، دولة القرآن طہ عبد الباقی ص ۶۴

حکمت ۳۱۴ ربيع الاربار، غرر الحکم ص ۱۸۶، نہایت الادب ۶ ص ۶۵، مجمع الامثال ص ۳۰۶

حکمت ۳۱۵ الحوزۃ و الکتاب جہ شیری ص ۵۴، محاضرات الادباء ص ۴۵، اجمل مفید ص ۱۳۸

۳۱۰۔ کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہو سکتا ہے جب تک خدائی خزانہ پر اپنے ہاتھ کی دولت سے زیادہ اعتبار نہ کرے۔

۳۱۱۔ حضرت نے بصرہ پہنچنے کے بعد انس بن مالک سے کہا کہ جا کر طلحہ و زبیر کو وہ ارشادات رسول اکرم بناؤ جو حضرت نے میرے بارے میں فرمائے ہیں۔ تو انھوں نے پہلو تہی کی اور پھر آکر یہ عذر کر دیا کہ مجھے وہ ارشادات یاد نہیں رہے! تو حضرت نے فرمایا اگر تم جھوٹے ہو تو پروردگار تمہیں ایسے چکدار داغ کی مار مارے گا کہ اسے دستار بھی نہیں چھپا سکے گی۔

میدرہنی؟ اس داغ سے مراد برص ہے جس میں انس مبتلا ہو گئے اور تاحیات چہرہ پر نقاب ڈالے رہے۔

۳۱۲۔ دل بھی کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اُچاٹ ہو جاتے ہیں۔ لہذا جب مائل ہوں تو انھیں مستحبات پر آمادہ کرو ورنہ صرف واجبات پر اکتفا کرو (کہ زبردستی عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک اخلاص عمل نہ ہو)

۳۱۳۔ قرآن میں تمہارے پہلے کی خبر، تمہارے بعد کی پیشگوئی اور تمہارے درمیان حالات کے احکام سب پائے جاتے ہیں۔

۳۱۴۔ جدھر سے پتھر آئے اُدھر ہی پھینک دو کہ شر کا جواب شر ہی ہوتا ہے (۱۵)

۳۱۵۔ آپ نے اپنے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع سے فرمایا۔ اپنی روایت میں صوف ڈالا کرو اور اپنے قلم کی زبان لمبی رکھا کرو! سطروں کے درمیان فاصلہ رکھو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو

۱۷۔ جناب شیخ محمد عبدہ کا بیان ہے کہ اس سے اس ارشاد پیغمبر کی طرف اشارہ تھا جس میں آپ نے براہ راست طلحہ و زبیر سے خطاب کے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ علیؑ سے جنگ کرو گے اور ان کے حق میں ظالم ہو گے۔ اور ابن ابی النجدید کا کہنا ہے کہ یہ اس موقع کی طرف اشارہ ہے جب پیغمبر نے میدانِ غدیر میں علیؑ کی مولائیت کا اعلان کیا تھا اور انس اس موقع پر موجود تھے لیکن جب حضرت نے گواہی طلب کی تو اپنی ضعیفی اور قلتِ حافظہ کا بہانہ کر دیا جس پر حضرت نے یہ بددعا دی اور انس اس مرضِ برص میں مبتلا ہو گئے جیسا کہ ابن قتیبہ نے معارف میں نقل کیا ہے۔

۱۸۔ انسانی اعمال کے دو درجات ہیں۔ پہلا درجہ وہ ہوتا ہے جب عمل صحیح ہو جاتا ہے اور تکلیف شرعی ادا ہو جاتی ہے لیکن نگاہِ قدرت میں قابلِ قبول نہیں ہوتا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس میں جملہ شرائط و واجبات جمع ہو جاتے ہیں لیکن اخلاص نیت اور اقبالِ نفس نہیں ہوتا ہے لیکن دوسرا درجہ وہ ہوتا ہے جس میں اقبالِ نفس بھی ہوتا ہے اور عمل قابلِ قبول بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فریضہ بہر حال ادا کرنا ہے لیکن مستحبات کا واقعی ماحول اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اقبالِ نفس کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور واقعی عبادتِ الہی کی رغبت پیدا کر لیتا ہے۔

قصہ - عیب
ضلع - مشکل

بَيْنَ الْمُرُوفِ: فَإِنَّ ذَلِكَ أَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ.

۳۱۶

وَقَالَ ﷺ:

أَنَا يَفْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَفْسُوبُ الشُّجَّارِ.

قال الرضي: ومعنى ذلك أن المؤمنين يتبعونني، والفجار يتبعون المال كما تتبع النحل يمسوها، وهو ريشها.

۳۱۷

وقال له بعض اليهود: ما دفنتم نبيكم حتى اختلفتم فيه! فقال ﷺ: له: إِنَّمَا اخْتَلَفْنَا عَنْهُ لَا فِيهِ، وَلَكِنْ كُنْتُمْ مَا جَعَلْتُ أَرْجُلَكُمْ مِنَ النَّبْرِ حَتَّى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ: «اجْعَلْ لَنَا إِمَامًا كَمَا كُنْتُمْ آيَةً قَالُوا إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ».

۳۱۸

وقيل له: يَا أَيُّ شَيْءٍ غَلَبْتَ الْقُرْآنَ؟ فقال ﷺ: مَا لَقِيتُ رَجُلًا إِلَّا أَعْسَانِي عَلَى نَفْسِي.

قال الرضي: يومئذ يمكن إلى تمكنه في القلوب.

۳۱۹

وَقَالَ ﷺ:

لَا بَنِي مُحَمَّدَ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ: يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ، فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْهُ، فَإِنَّ الْفَقْرَ مَنْقُصَةٌ لِلدِّينِ: مَذْمُونَةٌ لِلْعَقْلِ، دَاعِيَةٌ لِلنَّفْسِ.

۳۲۰

وَقَالَ ﷺ:

لِسَائِلٍ سَأَلَهُ عَنْ مَعْضَلَةٍ: سَلْ تَقْتَمُهَا، وَلَا تَسْأَلْ تَعْتَمُهَا، فَإِنَّ الْجَاهِلَ الْمُسْتَعْلَمَ شَرِّ نَبِيٍّ بِالسَّعَالِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ الْمُسْتَعْلَمَ شَرِّ نَبِيٍّ بِالْجَاهِلِ الْمُسْتَعْلَمِ.

۳۲۱

وَقَالَ ﷺ:

لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَقَدْ أَشَارَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ لَمْ يوافق رَأْيَهُ: لَكَ أَنْ تُبَيِّرَ عَلَيَّ وَارْأَى، فَإِنَّ عَصِيَّتَكَ فَأْطِئْنِي.

۳۲۲

وروي أنه ﷺ، لما ورد الكوفة قادماً من صفين مر بالشبابيين، فسمع بكاء النساء على قتلى صفين، وخرج إليهم حرب بن شرحبيل السبامي وكان من

نجام - قبیلہ کا نام ہے
بکیر سرکار دو عالم کے ارشاد کی
تائید ہے کہ علیؑ یسویب المؤمنین
اور مال یسویب المنافقین ہے
باکرا بن حجر نے اصابع، مثلاً
ابن اثیر نے اسد الغابہ ۵ ص ۲۸
نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید
بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا
اور اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے
ما جان ایان اسی طرح علیؑ کے
اشاروں پر چلیں گے جس طرح
ابن مرسل اعظم حق علیؑ کے ساتھ
مراد مراد جاتا ہے جدھر جدھر
مراد جاتا ہے۔

مادریکت ۳۱۶ حلیۃ الاولیاء، الریاض النضرہ ۲ ص ۱۷۹، اصابع ۴ ص ۱۷۹، اسد الغابہ ۵ ص ۲۸، مجمع الزوائد ۹ ص ۱۷۹، کنز العمال ۶ ص ۲۹۵، نہایت ابن اثیر ۵ ص ۲۹۵، النحل المفید ۱۳ ص ۱۵، احتصاص مفید ۱۵ ص ۱۵، معانی الاخبار صدوق باب ۳۳۵ ص ۳۳۵، مادریکت ۳۱۷ الی سید مرتضیٰ ۲ ص ۲۵۴، کشف ۲ ص ۱۵، ریح الارباب ابوالجوابات المسکت، تذکرۃ الخواص ص ۱۷۹، نہایت الادب ۸ ص ۱۷۹، ارض لا یقدر البصار والذخائر ابوجان توحیدی ص ۱۱۱، ریح الارباب، غرر الخصال الراضی ص ۲۱۱، غرر الحکم ص ۱۱۱، مادریکت ۳۱۹ خصال صدوق ص ۱۹۸، علل الشرائع ص ۳۹۹، البرهان بقرآن ۳ ص ۳۵، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۳، مادریکت ۳۲۱ تاریخ طبری ۶ ص ۳۸۹، مروج الذهب ۲ ص ۳۶۵، مادریکت ۳۲۲ کتاب صفین ص ۵۳، تاریخ طبری ۶ ص ۳۳۸

کرا

مکمل

فرمایا

خشنک

جس

کرتا

تم ان

بھی

رائے

عورتیں

حاضر

لے یا

ہوتا

جوا

تھے

ان

کہ اس طرح خط زیادہ دیدہ زیب ہو جاتا ہے۔

۳۱۶۔ میں مومنین کا سردار ہوں اور مال فاجروں کا سردار ہوتا ہے ①

سید رضیؒ۔ یعنی صاحبان ایمان میرا اتباع کرتے ہیں اور فاسق و فاجروں کے اشاروں پر چلا کرتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب (سردار) کا اتباع کرتی ہیں۔

۳۱۷۔ ایک یہودی نے آپ پر طنز کر دیا کہ آپ مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کے دفن کے بعد ہی جھگڑا شروع کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کی جانشینی میں اختلاف کیا ہے۔ ان سے اختلاف نہیں کیا ہے۔ لیکن تم یہودیوں کے تو پیر نیل کے پانی سے خشک نہیں ہونے پائے تھے کہ تم نے اپنے پیغمبر ہی سے کہہ دیا کہ ”ہمیں بھی ویسا ہی خدا چاہئے جیسا ان لوگوں کے پاس ہے“ جس پر پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ جاہل قوم ہو۔

۳۱۸۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ بہادروں پر کس طرح غلبہ پالیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں جس شخص کا بھی سامنا کرتا ہوں وہ خود ہی اپنے خلاف میری مدد کرتا ہے۔

سید رضیؒ۔ یعنی اس کے دل میں میری ہیبت بیٹھ جاتی ہے۔

۳۱۹۔ آپ نے اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا۔ فرزند! میں تمہارے بارے میں فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہذا اس سے تم اللہ کی پناہ مانگو کہ فقر دین کی کردری، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۲۰۔ ایک شخص نے ایک مشکل مسئلہ دریافت کر لیا تو آپ نے فرمایا سمجھنے کے لئے دریافت کر دو الجھنے کے لئے نہیں کہ جاہل بھی اگر سیکھنا چاہے تو وہ عالم جیسا ہے اور عالم بھی اگر صرف الجھنا چاہے تو وہ جاہل جیسا ہے۔

۳۲۱۔ عبداللہ بن عباس نے آپ کے نظریہ کے خلاف آپ کو مشورہ دے دیا تو فرمایا کہ تمہارا کام مشورہ دینا ہے۔ اس کے بعد رائے میری ہے لہذا اگر میں تمہارے خلاف بھی رائے قائم کر لوں تو تمہارا فرض ہے کہ میری اطاعت کرو۔

۳۲۲۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ صفین سے واپسی پر کوفہ وارد ہوئے تو آپ کا گذر قبیلہ شام کے پاس سے ہوا جہاں عورتیں صفین کے مفتولین پر گریہ کر رہی تھیں۔ اور اتنے میں حوب بن شرجیل شبامی جو سردار قبیلہ تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے

لے یہ امیر المومنین کی بلندی کو دار ہے کہ آپ نے یہودیوں کے مقابلہ میں عزت اسلام و مسلمین کا تحفظ کر لیا اور فوراً جواب دے دیا ورنہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس کی اس طرح توجہ کر دیتا کہ جن لوگوں نے پیغمبر کی خلافت میں اختلاف کیا ہے وہ خود بھی مسلمان نہیں تھے بلکہ تمہاری برادری کے یہودی تھے جو اپنے مخصوص مفادات کے تحت اسلامی برادری میں شامل ہو گئے تھے۔

تھے یہ پردہ نگار کی وہ امداد ہے جو آج تک علیؑ والوں کے ساتھ ہے کہ وہ طاقت، کثرت اور اسلحہ میں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی دہشت تمام عالم کفر و شرک کے دلوں پر بیٹھی ہوئی ہے اور ہر ایک کو ہر انقلاب اقدام میں انھیں کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

زمین - صدائے گریہ و شیون
تذکرہ - باعثِ ذلت
پوس - تباہی
آمانی - آرزوئیں
اِقتحام - کود پڑنا
خلوات - تنہائیاں
بغیض - دشمن
اعذر الشفیہ - معذور قرار دیا
اقوات - جمع قوت - روزی

۱۵ روایت ہے کہ پروردگار سن رسیدہ انسان کو صبح و شام دیکھ کر آواز دیتا ہے کہ دیکھ تیرا سن زیادہ ہو گیا۔ تیری ہڈیاں نرم ہو گئی ہیں۔ تیری کھال ہلکی ہو گئی ہے اور تیری اہل قریب آگئی ہے لہذا اب تو تجھے شرم آنی چاہیے اور گنہوں سے اجتناب کرنا چاہیے!

وجوہ قومہ، فقال ﴿۳۲۲﴾ لہ:

أَتَفْلِكُكُمْ نِسَاؤُكُمْ عَلَىٰ مَا أَسْمَعُ؟ أَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هَذَا الزِّنِيِّ؟
وَأَقْبَلَ حَرْبَ يَمْشِي مَعَهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاكِبٌ، فَقَالَ ﴿۳۲۳﴾:
از چپ، فَإِنَّ مَشْيِي مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِي فَمِثْلُهُ لِنَوَالِي،
وَمِثْلُ ذَلِكَ لِنُؤْمِينِ.

۳۲۳

وَقَالَ ﴿۳۲۴﴾:

وَقَدْ مَرَّ بِقَتْلِ الْخَوَارِجِ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ: بُؤْسًا لَّكُمْ، لَقَدْ ضَرَّكُمْ
مَنْ غَرَّكُمْ، فَقِيلَ لَهُ: مَنْ غَرَّهُمْ يَا أَيْرَاءَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ:
الشَّيْطَانُ الْمُضِلُّ، وَالْأَنْفُسُ الْأَنْفَارَةُ بِالسُّوءِ، غَرَّتْهُمْ
بِالْأَمَانِيِّ، وَفَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِي، وَوَعَدَتْهُمْ بِالْإِظْهَارِ،
فَنَاقَتْهُمْ بِهِمُ النَّارَ.

۳۲۴

وَقَالَ ﴿۳۲۵﴾:

إِتَّقُوا مَعَاصِيَ اللَّهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْمَنَاسِكُ.

۳۲۵

وَقَالَ ﴿۳۲۶﴾:

لَمَّا بَلَغَهُ قَتْلَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ:
إِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلَىٰ قَدَرِ سُوءِهِمْ بِهِ، إِلَّا أَنَّهُمْ نَقَصُوا بَغِيضًا، وَنَقَصْنَا حَسِبًا.

۳۲۶

وَقَالَ ﴿۳۲۷﴾:

الْمُعْتَرِ الَّذِي أَعْذَرَ اللَّهُ فِيهِ إِلَىٰ ابْنِ آدَمَ يَسْتُونَ سَنَةً.

۳۲۷

وَقَالَ ﴿۳۲۸﴾:

مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْإِنَّمِ بِهِ، وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَفْلُوبٌ.

۳۲۸

وَقَالَ ﴿۳۲۹﴾:

إِنَّ اللَّهَ سُجَّانُهُ فَرَضَ فِي أَمْوَالِ الْأَغْنِيَاءِ أَقْوَاتَ الْفُقَرَاءِ: قَتَا جَاعَ فَقِيرٍ إِلَّا
بِمَا مُتَّعَ بِهِ غَنِيٌّ، وَاللَّهُ تَعَالَى سَائِلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ.

مصادر حکمت ۳۲۳ تذکرۃ الخواص ۱۵۵، قصار احکم ۱۸۵

مصادر حکمت ۳۲۴ ربیع الامار باب النحر والصلاح

مصادر حکمت ۳۲۵ تاریخ طبری ۶ مشن ۳۳۱، الفارات ابن ہلال، الموقیات زبیر بن بکار مشن ۳۳۲، مروج الذهب ۲ مشن ۳۲۲

مصادر حکمت ۳۲۶ غرر احکم مشن ۳۵

مصادر حکمت ۳۲۷ قصار احکم مشن ۲۵

مصادر حکمت ۳۲۸ دعائم الاسلام قاضی نعمان مشن ۲۳۵، غرر احکم مشن ۱۸۵، تاریخ بغداد مشن ۳۲، روض الاخیار ابن قاسم مشن ۶۸

تو آہ

ہو۔

چلنا

ہے

دیا

کہ

کہ غنی۔

لے اسلامی

داخل

موصولہ

لے اس کا

اس طرح

عین

لے جب

فائدہ

اسی میں

تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں پر تمہارا بس نہیں چلتا ہے جو میں یہ آوازیں سن رہا ہوں اور تم انہیں اس طرح کی فریاد سے منع کیوں نہیں کرتے ہو۔ یہ کہہ کر حضرت لگے بڑھ گئے تو جب بھی آپ کی رکاب میں ساتھ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ واپس جاؤ۔ حاکم کے ساتھ اس طرح پیدل چلنا حاکم کے حق میں فتنہ ہے اور مومن کے حق میں باعث ذلت ہے۔

۳۲۳۔ ہمدان کے موقع پر آپ کا گزر خوارج کے مقتولین کے پاس سے ہوا تو فرمایا کہ تمہارے مقدر میں صرف تباہی اور بربادی ہے جس نے تمہیں ورغلا یا تھا اس نے دھوکہ ہی دیا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ دھوکہ انہیں کس نے دیا ہے؟ فرمایا اگر اہل کن شیطان اور نفس اتار دے۔ اس نے انہیں تباہی میں الجھا دیا اور گناہوں کے راستے کھول دئے اور ان سے غلبہ کا وعدہ کر لیا جس کے نتیجے میں انہیں جہنم میں جھونک دیا۔

۳۲۴۔ تنہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا ہے وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

۳۲۵۔ جب آپ کو محمد بن ابی بکر کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا کہ میرا غم محمد پر اتنا ہی ہے جتنی دشمن کی خوشی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ دشمن کا ایک دشمن کم ہوا ہے اور میرا ایک دوست کم ہو گیا ہے۔

۳۲۶۔ جس عمر کے بعد پروردگار اولاد آدم کے کسی عذر کو قبول نہیں کرتا ہے۔ وہ ساٹھ سال (۶۰) ہے۔

۳۲۷۔ جس پر گناہ غلبہ حاصل کر لے وہ غالب نہیں ہے کہ شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا بھی مغلوب ہی ہوتا ہے۔

۳۲۸۔ پروردگار نے مالداروں کے اموال میں غریبوں کا رزق قرار دیا ہے لہذا جب بھی کوئی فقیر بھوکا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ غنی نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور پروردگار روز قیامت اس کا سوال ضرور کرنے والا ہے۔

لے اسلامی روایات کی بنا پر مردہ پر گریہ کرنا یا بلند آواز سے گریہ کرنا کوئی ممنوع اور حرام عمل نہیں ہے بلکہ گریہ سرکارِ دو عالم اور نبی اکرام کی سیرت میں داخل ہے لہذا حضرت کی ممانعت کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح گریہ نہیں ہونا چاہیے جس سے دشمن کو کمزوری اور پریشانی کا احساس ہو جائے اور اس کے حوصلے بلند ہو جائیں یا گریہ میں ایسے الفاظ اور انداز شامل ہو جائیں جو رضی پروردگار کے خلاف ہوں اور جن کی بنا پر انسان عذابِ آخرت کا مستحق ہو جائے۔ لے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر حاکم کے مغرور و متکبر ہو جائے اور محکوم کے مبتلائے ذلت ہو جائے یا خطرہ ہے تو یہ انداز یقیناً صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر حاکم اس طرح کے اعتقاد جذبات سے بالاتر ہے اور محکوم بھی صرف اس کے علم و تقویٰ کا احترام کرنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ عالم اور متقی انسان کا احترام عین اسلام اور عین دیانتداری ہے۔

لے جب یہ طے ہے کہ روز قیامت فیصلہ کرنے والا اور عذاب دینے والا پروردگار ہے تو مخلوقات کی نگاہوں سے چھپ کر گناہ کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ فائدہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب خالق کی نگاہ سے چھپ سکے یا فیصلہ مالک کے علاوہ کسی اور کے اختیار میں ہو جس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہذا عافیت اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں گناہ سے پرہیز کرے اور علی الاعلان یا خفیہ طریقہ سے گناہ کا ارادہ نہ کرے۔

اکیاس - جمع کیتس - ہوشمند
عجربہ - جمع عاجز
تفریط - کوتاہی
دزرعہ - جمع دازع - حاکم
بشیر - بشارت
مغمور - ڈوبا ہوا
ضنین - سخیل
خلد - حاجت
خلیقہ - طبیعت
عریکہ - نفس
صلہ - سخت تھمر

۳۲۹

و قال ﴿۳۲۹﴾:

الْإِسْتِغْنَاءُ عَنِ الْمُنْذِرِ أَعَزُّ مِنَ الصَّدَقِ بِهِ.

۳۳۰

و قال ﴿۳۳۰﴾:

أَقْلُ مَا يَلْزَمُكُمْ إِلَهُ إِلَّا تَسْتَعِينُوا بِنِعْمِهِ عَلَى مَعَاصِيهِ.

۳۳۱

و قال ﴿۳۳۱﴾:

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ جَمَلَ الطَّاعَةِ غَنِيمَةُ الْاُكْنِاسِ عِنْدَ تَلْرِيطِ الْعَجَزَةِ.

۳۳۲

و قال ﴿۳۳۲﴾:

السُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ.

۳۳۳

و قال ﴿۳۳۳﴾:

فِي صِفَةِ الْمُؤْمِنِ: الْمُؤْمِنُ بِشْرُهُ فِي وَجْهِهِ، وَحُزْنُهُ فِي قَلْبِهِ، أَوْسَعُ شَيْءٍ
صَدْرًا، وَأَذَلُّ شَيْءٍ نَفْسًا. يَكْبَرُ الرُّفْعَةُ، وَيَسْنَأُ السُّفْعَةَ. طَوِيلُ غَمُّهُ بَعِيدُ
هَمِّهِ كَثِيرُ مَشْفُوقٍ وَقْتُهُ شُكُورٌ صَبُورٌ، مُعْمُورٌ بِفُكْرَتِهِ، ضَنْبٌ بِحُلَّتِيهِ،
سَهْلُ الْحَقْلِيَّةِ، لَيِّنُ الْفَرِيكَةِ نَفْسُهُ أَضَلُّ مِنَ الصُّلْدِ، وَهُوَ أَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ.

۳۳۴

و قال ﴿۳۳۴﴾:

لَوْ رَأَى الْعَبْدُ الْأَجَلَ وَصَبِيرَهُ، لَأَبْغَضَ الْأَمَلَ وَغُرُورَهُ.

۳۳۵

و قال ﴿۳۳۵﴾:

يَكُلُّ امْرِئٌ فِي مَالِهِ شَرِيكَانِ:

۳۲۹ مصادرجکت

۳۳۰ مصادرجکت

۳۳۱ مصادرجکت

۳۳۲ مصادرجکت

۳۳۳ مصادرجکت

۳۳۴ مصادرجکت

۳۳۵ مصادرجکت

عین الادب والیاس ابن ہریر

دنا

ناپ

ہوتا

لے

اس

لے

کرا

زیاد

ایک

لے

غور

بلند

رکھتا

کے

۱۴

۴

ہیں

۳۲۹۔ عذر و معذرت سے بے نیازی سچے عذر پیش کرنے سے بھی زیادہ عزیز تر ہے۔
 ۳۳۰۔ خدا کا سب سے مختصر حق یہ ہے کہ اس کی نعمت کو اس کی معصیت کا ذریعہ نہ بناؤ۔
 ۳۳۱۔ پروردگار نے ہوشمندوں کے لئے اطاعت کا وہ موقع بہترین قرار دیا ہے جب کاہل لوگ کوتاہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں (مثلاً نماز شب)۔

۳۳۲۔ بادشاہ روئے زمین پر اللہ کا پاسبان ہوتا ہے۔
 ۳۳۳۔ مومن کے چہرہ پر ہلاکت ہوتی ہے اور دل میں رنج و اندوہ۔ اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور متواضع۔ بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم طویل ہوتا ہے اور ہمت بڑی ہوتی ہے اور خاموشی زیادہ ہوتی ہے اور وقت مشغول ہوتا ہے۔ وہ شکر کرنے والا۔ صبر کرنے والا۔ فکر میں ڈوبا ہوا۔ دست طلب دراز کرنے میں بخیل، خوش اخلاق اور نرم مزاج ہوتا ہے۔ اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور وہ خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔
 ۳۳۴۔ اگر بندہ خدا موت اور اس کے انجام کو دیکھ لے تو امیدوار اس کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔
 ۳۳۵۔ ہر شخص کے اس کے مال میں دو طرح کے شریک ہوتے ہیں۔

۱۔ معذرت کرنے میں ایک طرح کی ندامت اور ذلت کا احساس بہر حال ہوتا ہے لہذا انسان کے لئے افضل اور بہتر یہی ہے کہ اپنے کو اس ندامت سے بے نیاز بنائے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس کے لئے بعد میں معذرت کرنا پڑے۔
 ۲۔ دنیا میں کوئی کریم اور ہر مان سے ہر مان انسان بھی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ مہربانی کرے اور دوسرا انسان اسی مہربانی کو اس کی نافرمانی کا ذریعہ بنالے اور جب مخلوقات کے بارے میں اس طرح کی احسان فراموشی روا نہیں ہے تو خالق کا حق انسان پر یقیناً مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے اور ہر شخص کو اس کرامت و شرافت کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب اس کا سارا وجود نعمت پروردگار ہے تو اس وجود کا کوئی ایک حصہ بھی پروردگار کی معصیت اور مخالفت میں صرف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اس مقام پر مومن کے جو وہ صفات کا ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ سکے اور اپنے ایمان کا فیصلہ کر سکے:
 (۱) وہ اندر سے محزون ہوتا ہے لیکن باہر سے بہر حال ہلاکت پر ہلاکت رہتا ہے (۲) اس کا سینہ اور دل کشادہ ہوتا ہے (۳) اس کے نفس میں غرور و تکبر نہیں ہوتا ہے (۴) وہ بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ہے (۵) خوفِ خدا سے رنجیدہ رہتا ہے (۶) اس کی ہمت ہمیشہ بلند رہتی ہے (۷) ہمیشہ خاموش رہتا ہے اور اپنے فرائض کے بارے میں سوچتا رہتا ہے (۸) اپنے شب و روز کو فرائض کی ادائیگی میں مشغول رکھتا ہے (۹) معصیتوں میں صبر اور نعمتوں پر شکر پروردگار کرتا ہے (۱۰) فکر قیامت و حساب و کتاب میں غرق رہتا ہے (۱۱) لوگوں پر اپنی ضروریات کے اظہار میں بخل کرتا ہے (۱۲) مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بالکل نرم ہوتا ہے (۱۳) حق کے معاملہ میں پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے (۱۴) خضوع و خشوع میں غلاموں جیسی کیفیت کا حامل ہوتا ہے۔

۴۔ یہ اشارہ ہے کہ انسان کو ایک تیسرے شریک کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور وہ ہے فقیر اور مسکین کو مذکورہ دونوں شریک اپنا حق خود لے لیتے ہیں اور تیسرے شریک کو اس کا حق دینا پڑتا ہے جو امتحانِ نفس بھی ہے اور وسیلہٴ اجر و ثواب بھی ہے۔

اَلْوَارِثُ وَالْمَوَدَّةُ ۳۳۶

وَقَالَ ﴿۳۳۶﴾:

اَلْمَسْتُوْلُ حُسْرٌ حَتَّى يَسْعِدَ

۳۳۷

وَقَالَ ﴿۳۳۷﴾:

اَلدَّاعِي بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِي بِلَا وَتَرٍ

۳۳۸

وَقَالَ ﴿۳۳۸﴾:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: مَطْبُوعٌ وَمَسْمُوعٌ، وَلَا يَنْفَعُ الْمَسْمُوعُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَطْبُوعُ

۳۳۹

وَقَالَ ﴿۳۳۹﴾:

صَوَابُ الرَّأْيِ بِالدُّوَلِ: يُقْبَلُ بِإِقْبَالِهَا، وَيَذْهَبُ بِذَهَابِهَا

۳۴۰

وَقَالَ ﴿۳۴۰﴾:

اَلْعَقَابُ رِبْسَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ رِبْسَةُ الْغِنَى

۳۴۱

وَقَالَ ﴿۳۴۱﴾:

يَوْمُ الْعَدْلِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الْجَوْرِ عَلَى الْمَظْلُومِ

۳۴۲

وَقَالَ ﴿۳۴۲﴾:

اَلْغِنَى الْاَكْبَرُ الْيَأْسُ عَمَّا فِي اَيْدِي النَّاسِ

۳۴۳

وَقَالَ ﴿۳۴۳﴾:

اَلْاِتِّخَاوِيلُ مَحْفُوظَةٌ، وَالسَّرَائِرُ مَبْلُوءَةٌ وَ «كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ»، وَالنَّاسُ مَنفُوضُونَ
مَدْخُولُونَ اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللهُ: سَائِلُهُمْ مُسْتَعْتَبٌ، وَمُجِيبُهُمْ مُسْتَكَلِفٌ، يَكَادُ اَفْضَلُهُمْ

وتر - کمان

مطبوع - راسخ فی القلب

دول - جمع دولت

عقبات - پاکدامنی

مبلوۃ - آزمائے ہوئے

منقوص - نقص بدن والے

مدخول - ضعف عقل والے

ظاہر ہے کہ جب ایک ایک لفظ

کے کچھ کے لئے دو دو فرشتے

معین کر دیے جائیں تو کسی لفظ کے

ضلع اور گہ ہونے کا کیا سوال ہے اور

جب کوئی لفظ ضائع نہیں ہوتا ہے تو ہر

کلمہ خیر پر اجر و ثواب کا استحقاق بھی ہے

اور ہر کلمہ بد پر عذاب و عقاب کا خطرہ

بھی ہے - !

ایک

سنا

دیکر

اور لو

جواب

لے دور

بات ہے

اندر کی

لے یعنی

اس قدر

ہو گئی ہے

لے حقیقت

ہے کہ انسا

کسی طرز

لے یہ عز

کو نشانہ

جو جسم کے

مصادر حکمت ۳۳۶ المائۃ المختارۃ الحکیمۃ الخالده ص ۱۱۲

مصادر حکمت ۳۳۷ خصال صدوق ۲ ص ۱۶۳، تحت العقول ص ۱۵۸، حلیۃ الاولیاء ص ۱۹۵، دستور معالم الحکم ص ۲۵، غرر الحکم ص ۲۵

مصادر حکمت ۳۳۸ کشف الغمہ اربلی ۳ ص ۱۳۹، قوت القلوب ۲ ص ۳۲۳، الغرر والعزیر ص ۵۵

مصادر حکمت ۳۳۹ غرر الحکم ص ۲۹۲، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۳

مصادر حکمت ۳۴۰ تحت العقول ص ۵۵، کشف الغمہ جلد سوم، کنز القوائد ص ۱۳۵، دستور معالم الحکم ص ۱۱، مطاب السکون ص ۵۶، مجمع الامثال ص ۱۳۱

مصادر حکمت ۳۴۱ کشف الغمہ حالات الامام جواد، الغرر والعزیر ص ۳۰، غرر الحکم ص ۲۲۱

مصادر حکمت ۳۴۲ حلیۃ الاولیاء ص ۸ ص ۳۰۵

مصادر حکمت ۳۴۳ غرر الحکم ص ۵۴

ایک وارث اور ایک حواث۔

- ۳۳۶۔ جس سے سوال کیا جاتا ہے وہ اس وقت تک آزاد رہتا ہے جب تک وعدہ نہ کر لے۔
- ۳۳۷۔ بغیر عمل کے دوسروں کو دعوت دینے والا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بغیر چلنے کے تیر چلانے والا۔
- ۳۳۸۔ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ ہوتا ہے جو طبیعت میں ڈھل جاتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جو صرف سن لیا جاتا ہے اور سنا سنا یا اس وقت تک کام نہیں آتا ہے جب تک مزاج کا جزو نہ بن جائے۔
- ۳۳۹۔ رائے کی درستی دولت اقبال سے وابستہ ہے۔ اسی کے ساتھ آتی ہے اور اسی کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ (لیکن دولت بھی مفت نہیں آتی ہے اس کے لئے بھی صحیح رائے کی ضرورت ہوتی ہے)۔
- ۳۴۰۔ پاک دامانی فیکری کی زینت ہے اور شکر مالدار کی زینت ہے۔
- ۳۴۱۔ مظلوم کے حق میں ظلم کے دن سے زیادہ شدید ظالم کے حق میں انصاف کا دن ہوتا ہے۔
- ۳۴۲۔ لوگوں کے ہاتھ کی دولت سے مایوس ہو جانا ہی بہترین مالدار کی ہے (کہ انسان صرف خدا سے لولگتا ہے)۔
- ۳۴۳۔ باتیں سب محفوظ رہتی ہیں اور دلوں کے رازوں کا امتحان ہونے والا ہے۔ ہر نفس اپنے اعمال کے ہاتھوں گر رہے۔ اور لوگوں کے جسم میں نقص اور عقول میں کمزوری آنے والی ہے مگر یہ کہ اللہ ہی بچائے۔ ان میں کے سائل الجھانے والے ہیں اور جواب دینے والے بلاوجہ زحمت کر رہے ہیں۔ قریب ہے کہ ان کا بہترین رائے والا بھی صرف خوشنودی یا غضب کے

لے دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک علم انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اور ایک علم باہر سے حاصل ہوتا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب تک فطرت کے اندر وجدان سلیم اور اس کی صلاحیتیں نہ ہوں، باہر کے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور اس سے استفادہ اندر کی صلاحیت ہی پر موقوف ہے۔

۳۴۴۔ یعنی دنیا کا میاں و صواب و خطا یہ ہے کہ جس کے پاس دولت کی فراوانی دیکھ لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس کے پاس یقیناً فکر سلیم بھی ہے ورنہ اس قدر دولت کس طرح حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے بعد جب دولت چلی جاتی ہے تو اندازہ کرتے ہیں کہ یقیناً اس کی رائے میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے ورنہ اس طرح کی غربت سے کس طرح دوچار ہو سکتا تھا۔

۳۴۵۔ حقیقت امر یہ ہے کہ نہ فیکری کوئی عیب ہے اور نہ مالدار کی کوئی تحسن اور ہنس۔ عیب و ہنس کی دنیا اس سے ذرا ماورا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان فیکری میں عفت سے کام لے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے اور مالدار کی میں شکر پروردگار ادا کرے اور کسی طرح کے غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے۔

۳۴۶۔ یہ عزت نفس کا بہترین مظاہرہ ہے جہاں انسان غربت کے باوجود دوسروں کی دولت کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا ہے اور ہمیشہ اس نکتہ نگاہ میں رکھتا ہے کہ فقر و فاقہ سے صرف جسم کمزور ہوتا ہے لیکن ہاتھ پھیلا دینے سے نفس میں ذلت اور حقارت کا احساس پیدا ہوتا ہے جسم کے فاقہ سے یقیناً بدتر اور شدید تر ہے۔

رَأْيًا يَرْوِدُهُ عَنْ قَضَلِ رَأْيِهِ الرِّضَى وَالْخَطُ، وَيَكَادُ أَضْلِكُهُمْ عُوداً
تَنْكُوهُ اللَّخْطَةُ، وَتَنْشِجِلُهُ الْكَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ.

۳۴۴

وَقَالَ ﴿۳۴۴﴾:

مَعَايِرَ النَّاسِ، اتَّقُوا اللَّهَ، فَكَمْ مِنْ مُؤْمِلٍ مَا لَا يَسْلُفُهُ، وَبَانٍ مَا لَا
يَنْكُتُهُ، وَجَمَاعٍ مَا سَوَّفَ يَنْزُكُهُ، وَلَعْلُهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمْعُهُ، وَمِنْ حَقٍّ
مُسْتَعْتَبُهُ، أَصَابَهُ خَرَاماً، وَاحْتَمَلَ بِهِ أَقَاماً، قَبَاءَ يَوْرُوهُ، وَقَدَمَ عَلَى
رَبِّهِ، أَيْسَافاً لَا يَفْأُ، قَدْ «خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ، ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ».

۳۴۵

وَقَالَ ﴿۳۴۵﴾:

مِنْ الْمِصْنَةِ تَعَذَّرُ الْمَعَاصِي.

۳۴۶

وَقَالَ ﴿۳۴۶﴾:

مَاءٌ وَجْهَكَ جَائِدٌ يَنْطِرُهُ السُّؤَالُ، فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُنْطِرُهُ.

۳۴۷

وَقَالَ ﴿۳۴۷﴾:

النَّشَاءُ بِأَكْثَرِ مِنَ الْأَشْتِخَاقِ مَلَقٌ، وَالْتَفْصِيرُ عَنِ الْأَشْتِخَاقِ عِيٌّ أَوْ حَسَدٌ.

۳۴۸

وَقَالَ ﴿۳۴۸﴾:

أَقْسَدُ الذُّنُوبِ مَا اشْتَبَاهَ بِهِ صَاحِبُهُ.

۳۴۹

وَقَالَ ﴿۳۴۹﴾:

مَنْ نَظَرَ فِي عَيْبِ نَفْسِهِ اشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ، وَمَنْ رَضِيَ بِرِزْقِ اللَّهِ
لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مَا قَاتَهُ، وَمَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قَتَلَ بِهِ، وَمَنْ كَانَتْ
الْأُمُورُ عَطِيبَ، وَمِنْ أَفْتَحَمَ اللَّجَجِ غَرِقَ، وَمَنْ دَخَلَ مَدَاحِلَ الشُّرُوءِ أَهْمَ،
وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطْوُهُ، وَمَنْ كَثُرَ خَطْوُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ
قَلَّ وَزَعُهُ، وَمَنْ قَلَّ وَزَعُهُ مَاتَ قَلْبُهُ، وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ، وَمَنْ نَظَرَ
فِي عُيُوبِ النَّاسِ، فَأَنْكَرَهَا، ثُمَّ رَضِيَ بِهَا لِنَفْسِهِ، فَذَلِكَ الْأَخْمَقُ بِعَيْنَيْهِ،
وَالْقَتَاعَةُ مَا لَا يَنْقُذُ، وَمَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالنَّبِيِّينَ.

اصطلم عوداً - سختی سے پابندی
کرنے والا

تنکوہ - خون بہا دے - زخمی کر دے

نکطہ - ایک نظر

تسجیل - بدل ڈالے

ملق - خوشامد

کایدہ - زحمت برداشت کی بلا سبب

عطبت - ہلاک ہو گیا

مکج - گہرائیاں

ورع - احتیاط

اقتحام - کود پڑنا

مداخل - مراکز

ورع - تقویٰ

۱) انسان ضعیف کر۔ درادرمحتاج

پیدا ہوا ہے تو وہ سارے عالم سے

بے نیاز بہر حال نہیں ہو سکتا ہے

لیکن تقاضائے عقلندی یہ ہے کہ جب

ہاتھ پھیلانے اور مد لینے کا وقت

آجائے تو ایسے افراد کے سامنے

عرض عاکر جن میں شرافت نفس

پائی جاتی ہو اور جو دوسرے کی عزت

و آبرو کے بارے میں بھی کوئی تصور

رکھتے ہوں

مصادر حکمت ۳۴۴ تذکرۃ الخواص ص ۱۳۵

مصادر حکمت ۳۴۵ غرر الحکم ص ۱۱

مصادر حکمت ۳۴۶ ربیع الاربار

مصادر حکمت ۳۴۷ محاضرات الادب ص ۱۵۵

مصادر حکمت ۳۴۸ ربیع الاربار باب الخطایا والذنوب، روض الاخیار ص ۳۶

مصادر حکمت ۳۴۹ روضۃ الکافی ص ۱۹۱، العقد الفرید ص ۲۲۱، قصار الحکم ص ۵۷

تصور سے اپنی رائے سے پٹا دیا جائے اور جو انتہائی مضبوط عقل و ارادہ والا ہے اس کو بھی ایک نظر متاثر کر دے یا ایک کلمہ اس میں انقلاب پیدا کر دے۔

۳۴۴۔ ایہا الناس! اللہ سے ڈرو کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی امیدیں پوری نہیں ہوتی ہیں اور کتنے ہی گھر بنانے والے ہیں جن میں جنس رہنا نصیب نہیں ہوتا ہے کتنے مال جمع کرنے والے ہیں جو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ باطل سے جمع کیا ہو یا کسی حق سے انکار کر دیا ہو یا حرام سے حاصل کیا ہو اور گناہوں کا بوجھ لاد لیا ہو۔ تو اس کا وبال لے کر واپس ہو اور اسی عالم میں پروردگار کے حضور حاضر ہو جائے جہاں صرت رنج اور افسوس ہو اور دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہو جو درحقیقت کھلا ہوا خسارہ ہے۔

۳۴۵۔ گناہوں تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک طرح کی پاکدامنی ہے۔

۳۴۶۔ تمہاری آبرو محفوظ ہے اور سوال اسے مٹا دیتا ہے لہذا یہ دیکھتے رہو کہ کس کے سامنے ہاتھ پھیلا رہے ہو اور آبرو کا سودا کر رہے ہو۔ (۵)

۳۴۷۔ استحقاق سے زیادہ تعریف کرنا خوشامب ہے اور استحقاق سے کم تعریف کرنا عاجزی ہے یا حد۔

۳۴۸۔ سب سے سخت گناہ وہ ہے جسے گناہگار ہلکا قرار دیدے۔

۳۴۹۔ جو اپنے عیب پر نگاہ رکھتا ہے وہ دوسروں کے عیب سے غافل ہو جاتا ہے اور جو رزقِ خدا پر راضی رہتا ہے وہ کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر رنجیدہ نہیں ہوتا ہے۔ جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے خود اسی سے مارا جاتا ہے اور جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ لہذا میں پچاند پڑنے والا ڈوب جاتا ہے اور غلط جگہوں پر داخل ہونے والا بنام ہو جاتا ہے۔ جس کی باتیں زیادہ ہوتی ہیں اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اس کی حیا کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے اس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو لوگوں کے عیب کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کرے اور پھر اسی عیب کو اپنے لئے پسند کر لے تو اسی کو احق کہا جاتا ہے۔

قناعت ایک ایسا سرمایہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

جو موت کو برابر یاد کرتا رہتا ہے وہ دنیا کے مختصر حصہ پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔

۱۰ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گناہوں کے بارے میں شریعت کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ انسان ان سے اجتناب کرے اور ان میں مبتلا نہ ہونے پائے چاہے اس کا سبب اس کا تقدس ہو یا مجبوری۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اپنے اختیار سے گناہوں کا ترک کر دینے والا حقِ اجر و ثواب بھی ہو سکتا ہے اور مجبوراً ترک کر دینے والا کسی اجر و ثواب کا حقدار نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۱ غیر معصوم انسان کی زندگی کے بارے میں گناہوں کے امکانات تو ہر وقت رہتے ہیں لیکن انسان کی شرافت نفس یہ ہے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے گناہ تصور کرے اور اس کی تلافی کی فکر کرے ورنہ اگر اسے خفیت اور ہلکا تصور کر لیا تو یہ دوسرا گناہ ہو گا جو پہلے گناہ سے بدتر ہو گا کہ پہلا گناہ نفس کی کمزوری سے پیدا ہوا تھا اور یہ ایمان اور عقیدہ کی کمزوری سے پیدا ہوا ہے۔

وَمَنْ عَلِمَ أَنَّ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَغْنِيهِ

۳۵۰

وَقَالَ ﴿۳۵۱﴾:

لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثٌ عَلَامَاتٍ: يَظْلِمُ مَنْ قُوَّتُهُ بِالْمَعْصِيَةِ،
وَمَنْ دُونَهُ بِالْعَلْبِيَّةِ، وَيُظَاهِرُ السُّقُومَ الظُّلْمَةَ.

۳۵۱

وَقَالَ ﴿۳۵۲﴾:

عِنْدَ تَنَاهِي الشَّدَةِ تَكُونُ الْفَرْجَةُ. وَعِنْدَ تَضَائِقِ حَلْقِ الْبَلَاءِ يَكُونُ الرَّخَاءُ.

۳۵۲

وَقَالَ ﴿۳۵۳﴾:

لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: لَا تَجْعَلَنَّ أَكْثَرَ شُغْلِكَ بِأَهْلِكَ وَوَلَدِكَ: فَإِنْ يَكُنْ أَهْلُكَ
وَوَلَدُكَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَوْلِيَاءَهُ، وَإِنْ يَكُونُوا أَعْدَاءَ اللَّهِ:
فَأَهْلُكَ وَشُغْلُكَ بِأَعْدَاءِ اللَّهِ؟!

۳۵۳

وَقَالَ ﴿۳۵۴﴾:

أَكْبَرُ (أَكْثَرُ) الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ بِمِثْلِهِ.

۳۵۴

وَهُنَا بِحَضْرَتِهِ رَجُلٌ رَجُلًا بِغِلَامٍ وَلَدَ لَهُ فَسَقَالَ لَهُ: لَسَيْتُكَ الْقَارِسُ:
فَسَقَالَ ﴿۳۵۵﴾: لَا تَقُلْ ذَلِكَ، وَلَكِنْ قُلْ: شَكَّوْتَ الْوَاهِبَ،
وَبُودَكَ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ، وَبَلَغَ أَشُدَّهُ، وَزُوِّفَتْ بِرَّه.

۳۵۵

وَبَنَى رَجُلٌ مِنْ عَمَالِهِ بِنَاءً فَخْهًا، فَقَالَ ﴿۳۵۶﴾: أَطْلَعْتَ الْوَرِقَ زُؤُوسَهَا
إِنَّ الْبِنَاءَ يَصِفُ لَكَ الْبُغْيَ.

۳۵۶

وَقِيلَ لَهُ ﴿۳۵۷﴾: لَوْ شُدَّ عَلَى رَجُلٍ بَابُ بَيْتِهِ: وَتُرِكَ فِيهِ،
مِنْ أَيْنَ كَانَ يَأْتِيهِ رِزْقُهُ؟ فَقَالَ ﴿۳۵۸﴾: مِنْ حَيْثُ يَأْتِيهِ أَجَلُهُ.

۳۵۷

وَعَزَّى قَوْمًا عَنْ مِيتِ مَاتَ لَهُمْ فَقَالَ ﴿۳۵۹﴾: إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَيْسَ لَكُمْ
بَدَأٌ، وَلَا إِلَيْكُمْ أَنْتَهَى، وَقَدْ كَانَ صَاحِبُكُمْ هَذَا يُسَافِرُ:
فَعُدُّوهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ (سَفَرَاتِهِ)، فَإِنْ قَدِمَ عَلَيْكُمْ وَإِلَّا
قَدِمْتُمْ عَلَيْهِ.

نظامہر - مدد کرتا ہے

ظلمہ - جمع ظالم

فرجہ - کشائش حال

فخم - عظیم

ورق - چاندی

ہذا الامر - موت

① قرآن مجید کے رزق اور موت

کے مسئلہ کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے

تاکہ ایک کے ذریعہ دوسرے کے

شکلات کو حل کیا جاسکے مگر حیرت

کی بات ہے کہ دوسروں کی موت کو

دیکھ کر انسان کو موت کا یقین آجائے

ہے اور خود اپنی زندگی میں شک ہوا

سے مسلسل تجربہ کرنے کے بعد بھی

پروردگار کی رزاقیت کا یقین نہیں

پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ اوہم کا فکا

رہتا ہے اور بے یقینی کی زندگی

گزارتا ہے۔

مصادر حکمت ۳۵۰: معدن الجواہر ۲۳۳

مصادر حکمت ۳۵۱: الفرج بعد الشدة ۳۳۳ غرالحکم ۳۱۶

مصادر حکمت ۳۵۲: ربيع الاربار، غرالحکم ۳۳۳

مصادر حکمت ۳۵۳: غرالحکم ۶۵

مصادر حکمت ۳۵۴: کمال مبرور ۲۱۴، تحف العقول ۱۶۶، العقد الفرید ۳۹۶

مصادر حکمت ۳۵۵:

مصادر حکمت ۳۵۶: ربيع الاربار باب الیاس والقناع

مصادر حکمت ۳۵۷: غرالحکم ۷۷

اور جسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلام بھی عمل کا ایک حصہ ہے وہ ضرورت سے زیادہ کلام نہیں کرتا ہے۔
 ۳۵۰۔ لوگوں میں ظالم کی تین علامات ہوتی ہیں۔ اپنے سے بالاتر پر معصیت کے ذریعہ ظلم کرتا ہے۔ اپنے سے کمتر پر غلبہ و قہر کے ذریعہ ظلم کرتا ہے اور پھر ظالم قوم کی حمایت کرتا ہے۔
 ۳۵۱۔ سختیوں کی انتہا، اسی پر کشائش حال پیدا ہوتی ہے اور بلاؤں کے حلقوں کی تنگی ہی کے موقع پر آسائش پیدا ہوتی ہے۔
 ۳۵۲۔ اپنے بعض اصحاب سے خطاب کے فرمایا۔ زیادہ حصہ بیوی بچوں کی فکر میں مت رہا کرو کہ اگر یہ اللہ کے دوست ہیں تو اللہ انھیں برباد نہیں ہونے دے گا اور اگر اس کے دشمن ہیں تو تم دشمنانِ خدا کے بارے میں کیوں فکر مند ہو۔
 (مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے دائرہ سے باہر نکل کر سماج اور معاشرہ کے بارے میں بھی فکر کرے۔ صرف کنویں کا مینڈک بن کر نہ رہ جائے)۔

۳۵۳۔ بدترین عیب یہ ہے کہ انسان کسی عیب کو برکے اور پھر اس میں وہی عیب پایا جاتا ہو۔
 ۳۵۴۔ حضرت کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کو فرزند کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ شہسوار مبارک ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ تم نے دینے والے کا شکریہ ادا کیا ہے لہذا تمہیں یہ تحفہ مبارک ہو۔ خدا کرے کہ یہ منزلِ کمال تک پہنچے اور تمہیں اس کی نیکی نصیب ہو۔
 ۳۵۵۔ آپ کے عالم میں سے ایک شخص نے عظیم عمارت تعمیر کرنی تو آپ نے فرمایا کہ چاندی کے سکوں نے سرنکال لیا ہے۔ یقیناً یہ تعمیر تمہاری مالدار کی غمازی کرتی ہے۔
 ۳۵۶۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اسے تنہا چھوڑ دیا جائے تو اس کا رزق کہاں سے آئے گا؟ فرمایا کہ جہاں سے اس کی موت آئے گی (۱)۔
 ۳۵۷۔ ایک جماعت کو کسی مرنے والے کی تعزیت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ بات تمہارے یہاں کوئی نئی نہیں ہے اور نہ تمہیں پر اس کی انتہا ہے۔ تمہارا یہ ساتھی سرگرم سفر رہا کرتا تھا تو سمجھو کہ یہ بھی ایک سفر ہے۔ اس کے بعد یا وہ تمہارے پاس وارد ہو گا یا تم اس کے پاس وارد ہو گے۔

۱۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صرف ظلم کرنا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ ظالم کی حمایت بھی ایک طرح کا ظلم ہے لہذا انسان کا فرض ہے کہ اس ظلم سے بھی محفوظ رہے اور مکمل عادلانہ زندگی گزارے اور ہر شے کو اسی مقام پر رکھے جو اس کا محل اور موقع ہے۔
 ۲۔ مقصود یہ ہے کہ انسان کو سختیوں اور تنگیوں میں مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ حوصلوں کو بلند رکھنا چاہئے اور سرگرم عمل رہنا چاہئے کہ قرآن کریم نے سہولت کو تنگی اور زحمت کے بعد نہیں رکھا ہے بلکہ اسی کے ساتھ رکھا ہے "ان مع الیسر یسر"۔
 ۳۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے انسان اہل دعیال کی طرف سے یکسر غافل ہو جائے اور انھیں پروردگار کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔ پروردگار کا رحم و کرم ماں باپ سے یقیناً زیادہ ہے لیکن ماں باپ کی اپنی بھی ایک ذمہ داری ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بقدر واجب خدمت کے باقی مسامحت کو پروردگار کے حوالہ کر دے اور ان کی طرف سے سراپا تو جہنم کو پروردگار سے غافل نہ ہو جائے۔

۳۵۸

و قال ﴿۳۵۸﴾:

أَيُّهَا النَّاسُ، لِيَرْكُمُ اللَّهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِينَ، كَمَا يَرَاكُمْ مِنْ
النِّعْمَةِ فَرِيقَيْنِ: إِنَّهُ مَنْ وَضَعَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرِ
ذَلِكَ اسْتِزْجَاجاً فَقَدْ آمَنَ تَخَوُّفاً، وَمَنْ ضَيَّقَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ
فَلَمْ يَرِ ذَلِكَ اخْتِياراً فَقَدْ ضَيَّقَ مَأْمُولاً.

۳۵۹

و قال ﴿۳۵۹﴾:

يَا أَشْرَى (اساری) الرِّغْبَةِ أَقْصِرُوا، فَإِنَّ الْمَرْجَ عَلَى الدُّنْيَا
لَا يَسْرُوعُ مِنْهَا إِلَّا صَرِيفُ أَنْيَابِ الْحِدَتَانِ أَيُّهَا النَّاسُ، تَوَلَّوْا
مِنْ أَنْفُسِكُمْ تَأْوِيلاً بِهَا، وَاعْبُدُوا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا.

۳۶۰

و قال ﴿۳۶۰﴾:

لَا تَطْنَنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ أَحَدٍ سُوءاً، وَأَنْتَ تَجِدُهَا
فِي الْخَبْرِ مُخْتَلِلاً.

۳۶۱

و قال ﴿۳۶۱﴾:

إِذَا كَانَتْ لَكَ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَةٌ حَاجَةٌ فَابْدَأْ بِسَآئِلِ الصَّلَاةِ عَلَى
رَسُولِهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ، فَإِنَّ اللَّهَ أَكْرَمُ
مَنْ أَنْ يُسْأَلَ حَاجَتَيْنِ، فَيَنْقِضِي إِحْدَاهُمَا وَيَتِمَّعَ الْآخَرَى.

۳۶۲

و قال ﴿۳۶۲﴾:

مَنْ ضَنَّ بِمِرْضِيهِ فَلْيَدْعِ الْمِرْءَا.

۳۶۳

و قال ﴿۳۶۳﴾:

يَنْ الْخُزْقِي الْمَاجِلَةُ قَبْلَ

وجل - خوفزدہ

فرق - ہراساں

استدراج - لپیٹ لینا

اختبار - امتحان

مامل - جس کی امید رکھیں جائے

رغبت - خواہش

مُعْرِج - ٹوٹ پڑنے والا

صدشان - حادثہ روزگار

صریعت - پیر ڈان

توقا - ذمہ داری سنبھالو

قصق - بچا کر رکھا

مراء - لڑائی جھگڑا

خرق - حماقت

مصادر حکت ۳۵۸، تحف العقول ص ۱۳۶

مصادر حکت ۳۵۹، نہایت ابن اثیر ۳ ص ۳۵۹، غرالحکم ص ۳۵۹

مصادر حکت ۳۶۰، اصول کافی ۲ ص ۳۶۲، قصارالحکم ص ۳۵۹، محاسن برقی ص ۲۲

مصادر حکت ۳۶۱، جامع الاخبار ص ۱۳۵، ثواب الاعمال ص ۱۳۵، خصال صدوق ۲ ص ۴۲، امالی طوسی ص ۱۴۵، بشارۃ المصطفیٰ طبری ص ۲۹۲

مصادر حکت ۳۶۲

مصادر حکت ۳۶۳، مجمع الاشغال ۲ ص ۲۵۳

۳۵۸۔ لوگو! اللہ نعمت کے موقع پر بھی تمہیں دیے ہی خوفزدہ دیکھے جس طرح عذاب کے معاملہ میں ہر اس آدمی کو دیکھتا ہے کہ جس شخص کو فراخ دستی حاصل ہو جائے اور وہ اسے عذاب کی لپیٹ نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے بھی اپنے کو مطمئن سمجھ لیا ہے اور جو تنگ دستی میں مبتلا ہو جائے اور اسے امتحان نہ سمجھے اس نے اس ثواب کو بھی ضائع کر دیا جس کی امید کی جاتی ہے۔

۳۵۹۔ اے حرص و طمع کے اسیرو! اب باز آجاؤ۔ کہ دنیا پر ٹوٹ پڑنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے کے علاوہ کوئی خوفزدہ نہیں کر سکتا ہے۔

اے لوگو! اپنے نفس کی اصلاح کی ذمہ داری خود سنبھال لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے منہ موڑ لو۔

۳۶۰۔ کسی کی بات کے غلط معنی نہ لو جب تک صحیح معنی کا امکان موجود ہے۔

۳۶۱۔ اگر پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اس کی طلب کا آغاز رسول اکرمؐ پر صلوٰت سے کرو اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو کہ پروردگار اس بات سے بالاتر ہے کہ اس سے دو باتوں کا سوال کیا جائے اور وہ ایک کو پورا کر دے اور ایک کو نظر انداز کر دے۔

۳۶۲۔ جو اپنی آبرو کو بچانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے۔

۳۶۳۔ کسی بات کے امکان سے پہلے جلدی کرنا اور وقت آجانے پر دیر کرنا دونوں ہی حماقت ہے۔

۱۔ مقصد یہ ہے کہ زندگی کے دونوں طرح کے حالات میں دونوں طرح کے احتمالات پائے جاتے ہیں۔ راحت و آرام میں امکان فضل و کرم بھی ہے اور احتمال ہمت و اتمام حجت بھی ہے اور اسی طرح مصیبت اور پریشانی کے ماحول میں احتمال عتاب و عقاب بھی ہے اور احتمال امتحان و اختبار بھی ہے لہذا انسان کا فرض ہے کہ راحتوں کے ماحول میں اس خطرہ سے محفوظ نہ ہو جائے کہ اس طرح بھی قوموں کو عذاب کی لپیٹ میں لے لیا جاتا ہے اور پریشانیوں کے حالات میں اس رخ سے غافل نہ ہو جائے کہ یہ امتحان بھی ہو سکتا ہے اور اس میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کر کے اجر و ثواب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مقصد یہ ہے کہ خواہشات کے اسیر نہ بنو اور دنیا کا اعتبار نہ کرو۔ انجام کار کی زحماتوں سے ہوشیار رہو اور اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھو تاکہ بیجا رسوم اور ہزل عادات کا اتباع نہ کرو۔

۳۔ کاش ہر شخص اس تعلیم کو اختیار کر لیتا تو سماج کے بیشمار مفاسد سے نجات مل جاتی اور دنیا میں فتنہ و فساد کے اکثر راستے بند ہو جاتے مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا ہے اور ہر شخص دوسرے کے بیان میں غلط پہلو پہلے تلاش کرتا ہے اور صحیح رخ کے بارے میں بعد میں سوچتا ہے۔

۴۔ یہ صحیح ہے کہ رسول اکرمؐ ہماری صلوٰت اور دعائے رحمت کے محتاج نہیں ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنے اداے شکر سے غافل ہو جائیں اور ان کی طرف سے ملنے والی نعمت ہدایت کا کبھی شکل میں کوئی بدلہ نہ دیں۔ ورنہ پروردگار بھی ہماری عبادتوں کا محتاج نہیں ہے تو ہر انسان عبادتوں کو نظر انداز کر کے چین سے ہو جائے۔ صلوٰت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پروردگار کی نظر عنایت کا مستحق رہتا ہے اور اس طرح اس کی دعائیں قابل قبول ہو جاتی ہیں۔

الْإِنْسَانِ، وَالْأُنْثَىٰ بِمَعْدِ الْمَرْصَدِ

۳۶۴

وَقَالَ ﴿۳۶۴﴾:

لَا تَسْأَلْ عَمَّا لَا يَكُونُ، فَبِی الَّذِي قَدْ كَانَ لَكَ شُغْلُ

۳۶۵

وَقَالَ ﴿۳۶۵﴾:

الْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ، وَالْإِعْتِبَارُ مُنْذَرٌ نَاصِحٌ. وَكَفَىٰ أَدْبَابَ لِنَفْسِكَ تَحْيِيكَ
مَّا كَرِهَتْهُ لِبَغْيِكَ.

۳۶۶

وَقَالَ ﴿۳۶۶﴾:

أَلْعِلْمُ مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ: فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ، وَالْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ، فَإِنْ
أَجَابَهُ وَإِلَّا ازْتَحَلَ عَنْهُ.

۳۶۷

وَقَالَ ﴿۳۶۷﴾:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُّوَبِّئٌ فَتَجَبَّوْا مَرْعَاهُ، اقْلَعْتُهَا أَخْطَىٰ
مِنْ طُمَأْنِينَتِهَا، وَبُلَغْتُهَا أَزْكَىٰ مِنْ ثُرْوَتِهَا. حُكِمَ عَلَىٰ مُكْثَرِ مِنْهَا بِالْقَافَةِ،
وَأُعِينَ مَنْ غَشِيَ عَنْهَا بِالرَّاحَةِ. مَنْ رَاقَهُ زَبْرُجُهَا أَغْقَبَتْ نَاطِرَتُهُ كَمَهَا،
وَمَنْ اسْتَشْفَرَ الشَّعْفَ بِهَا مَلَأَتْ ضَمِيرَهُ أَشْجَانًا، لَمَْنْ رَفِصْ عَلَىٰ سُوءِئَاءِ
قَلْبِهِ: هُمْ يَشْفَلُهُ، وَغَمٌّ يَحْزَنُهُ، كَذَلِكَ حَتَّىٰ يُؤْخَذَ بِكُظْمِيهِ فَيُلْقَىٰ بِالقَضَاءِ
مُنْقَطِعًا أَنَّهُ رَأَىٰ هَيِّئًا عَلَى اللَّهِ فَنَآوَهُ، وَعَلَى الْإِخْوَانِ

انما - جلت - تاخیر

فرصت - موع

اعتبار - عبرت حاصل کرنا

منذر - ڈرانے والا

تجنب - پرہیز

یہتف - آواز دیتا ہے

حطام - بھوسہ

موبی - سڑا ہوا

مرعی - چراگاہ

قلعہ - چل چلاؤ

اخطلی - زیادہ مناسب

بلغہ - بقید ضرورت

زبرج - آرائش

کہہ - اندھا پن

اشجیان - رنج و غم

سویدار - نقطہ قلب

کظم - کلا

ابہران - گردن کی دونوں رگیں

مصادرت ۳۶۴ غرا حکم ۲۵

مصادرت ۳۶۵ تحف العقول ۱۳۳، الامالی طوسی ۱۱۷، کنز القوائد ۱۲۸، غرا حکم ۲۳۳، دستور معالم الحکم ۱۵

مصادرت ۳۶۶ اصول کافی ۴، البدایہ والنہایہ ۱۲ منہ ۱۵، غرا حکم ۲۹

مصادرت ۳۶۷ تحف العقول ۱۵۵، بحار الانوار ۳۳ منہ ۱۳

۳۶۴۔ جو بات ہونے والی نہیں ہے۔ اس کے بارے میں سوال مت کر دو کہ جو ہو گیا ہے وہی تمہارے لئے کافی ہے۔
 ۳۶۵۔ فکر ایک شفاف آئینہ ہے اور عبرت حاصل کرنا ایک انتہائی مخلص متنہ کرنے والا ہے۔ تمہارے نفس کے ادب کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس چیز کو دوسروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کر دو۔
 ۳۶۶۔ علم کا مقدر عمل سے جڑا ہوا ہے اور جو واقعی صاحب علم ہوتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ علم عمل کے لئے آواز دیتا ہے اور انسان سن لیتا ہے تو خیر ورنہ خود بھی رخصت ہو جاتا ہے۔
 ۳۶۷۔ ایسا انسان دنیا کا سرمایہ ایک سڑا بھوسہ ہے جس سے وہ بار پھیلنے والی ہے لہذا اس کی چراگاہ سے ہوشیار رہو۔ اس دنیا سے چل چلاؤ سکون کے ساتھ رہنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اور یہاں کا بقدر ضرورت سامان ثروت سے زیادہ برکت والا ہے۔ یہاں کے دولت مند کے بارے میں ایک دن احتیاج لکھ دی گئی ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والے کو راحت کا سہارا دے دیا جاتا ہے جسے اس کی زینت پسند آگئی اس کی آنکھوں کو انجام کار یہ اندھا کر دیتی ہے اور جس نے اس سے شغف کو شعار بنالیا اس کے ضمیر کو رنج و اندوہ سے بھر دیتی ہے اور یہ نگرین اس کے نقطہ قلب کے گرد چکر لگاتی رہتی ہیں بعض اسے مشغول بنا لیتی ہیں اور بعض محزون بنا دیتی ہیں اور یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا کلا گھونٹ دیا جائے اور اسے فضاء (قبر) میں ڈال دیا جائے جہاں دل کی دونوں رگیں کٹ جائیں۔ خدا کے لئے اس کا فنا کر دینا بھی آسان ہے اور بھائیوں کے لئے اسے قبر میں ڈال دینا بھی مشکل نہیں ہے۔

۱۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فکر ایک شفاف آئینہ ہے جس میں باسانی مجہولات کا چہرہ دیکھ لیا جاتا ہے اور اہل منطق نے اس کی یہی تعریف کی ہے کہ معلومات کو اس طرح مرتب کیا جائے کہ اس سے مجہولات کا علم حاصل ہو جائے۔ لیکن صرف مستقبل کا چہرہ دیکھ لینا ہی کوئی ہنر نہیں ہے۔ اصل ہنر اور کام اس سے عبرت حاصل کرنا ہے کہ انسان کے حق میں عبرت سے زیادہ مخلص نصیحت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور یہی عبرت ہے جو اسے ہر برائی اور مصیبت سے بچا سکتی ہے ورنہ اس کے علاوہ کوئی یہ کار خیر انجام دینے والا نہیں ہے۔
 ۲۔ بلاشبہ علم ایک کمال ہے اور مجہولات کا حاصل کر لینا ایک ہنر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اسے باکمال اور صاحب ہنر کس طرح کہا جاسکتا ہے جو یہ توفیق کرنے کے فلاں چیز میں زہر ہے مگر اس سے اجتناب نہ کرے۔ ایسے شخص کو تو مزید احمق اور نالائق تصور کیا جاتا ہے۔
 ۳۔ علم کا کمال یہی ہے کہ انسان اس کے مطابق عمل کرے تاکہ صاحب علم اور صاحب کمال کہے جانے کا حقدار ہو جائے ورنہ علم ایک بال ہو جائے گا اور اپنی ناقدری سے ناراض ہو کر رخصت بھی ہو جائے گا صرف نام علم باقی رہ جائے گا اور حقیقت علم ختم ہو جائے گی۔

القار۔ قبریں ڈان

اعتبار۔ عبرت

بطن الاضطراب۔ بقد ضرورت

مقت۔ ناراضگی

اثری۔ المداہرہ

اکدی۔ محتاج ہو گیا

یلسون۔ مایوس ہو جائیں گے

زیادہ۔ روک تھام کر لے جانا

حیاشہ۔ گھیر کر لے جانا

یلہوا۔ لہو لعب میں مبتلا ہو جائے

یلغوا۔ لغو کام کرے

خلعت۔ بدل

سہمہ۔ حصہ

مقل۔ پناہ گاہ

ورع۔ احتیاط و پرہیز

انج۔ زیادہ کامیاب

شفیع۔ سفارش کرنے والا

إِنْفَاؤُهُ، وَإِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ إِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الْإِعْتِبَارِ، وَيَقْتَاتُ
مِنْهَا بِبَطْنِ الْإِضْطِرَارِ، وَيَسْمَعُ فِيهَا بِأَذْنِ الْكُفِّ وَالْإِبْغَاضِ، إِنْ قِيلَ
أَنْتَرَى قِيلَ أَكْدَى، وَإِنْ فُرحَ لَهُ بِالْبَقَاءِ حُزِنَ لَهُ بِالْفَنَاءِ،
هَذَا وَلَمْ يَأْتِهِمْ يَوْمٌ فِيهِ يُبْلِسُونَ.

۳۶۸

وَقَالَ ﴿۳۶۸﴾:

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَضَعَ الثَّوَابَ عَلَى طَاعَتِهِ، وَالْعِقَابَ عَلَى
مَعْصِيَتِهِ، زِيَادَةً لِعِبَادَةٍ عَنْ زَمَّتِهِ، وَحَيَاةً لَهُمْ إِلَى جَنَّتِهِ.

۳۶۹

وَقَالَ ﴿۳۶۹﴾:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى فِيهِمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رِسْمُهُ،
وَمِنْ الْأَنْشِلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، وَمَسَاجِدُهُمْ يَوْمَتِيذٍ عَامِرَةٌ مِنَ الْبِنَاءِ،
خَرَابٌ مِنَ الْهَدْيِ، سَكَّانُهَا وَعُمَارُهَا شَرُّ أَهْلِ الْأَرْضِ: مِنْهُمْ تَخْرُجُ
الْفِتْنَةُ، وَإِلَيْهِمْ تَأْوِي الْخَطِيئَةُ، يَرُدُّونَ مَنْ شَذَّ عَنْهَا فِيهَا،
وَيَسْوُقُونَ مَنْ تَأَخَّرَ مِنْهَا إِلَيْهَا، يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: قَبِي
خَلَفْتُ لِأُبْعَثَنَّ عَلَى أَوْلِيكَ فِتْنَةً تَتْرُكُ الْحَلِيمَ فِيهَا حَيْرَانَ
وَقَدْ قَلَّ، وَتَحْنُنُ نَسْتَقِيلُ اللَّهُ عَثْرَةَ الْغَفْلَةِ.

۳۷۰

وَرَوَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَلِمًا اعْتَدَلَ بِهِ الْمَنْبَرُ إِذَا قَالَ أَمَامَ الْخُطْبَةِ: أَيُّهَا النَّاسُ،
أَتَقُولُ اللَّهُ قَسَا خُلِقَ امْرُؤٌ عَبْتًا فَيَلْهُوُ وَلَا تُرِكَ سُدًى فَيَلْفُو،
وَمَا دُنْيَاهُ إِلَّا تَحْتَسَنَتْ لَهُ بِخَلْفٍ مِنَ الْآخِرَةِ الَّتِي قَبَّلَهَا
سُوءُ النَّظَرِ عِنْدَهُ، وَمَا الْمَغْرُورُ الَّذِي ظَفِرَ مِنَ الدُّنْيَا بِأَعْلَى
هَيْئَتِهِ كَالْآخِرِ الَّذِي ظَفِرَ مِنَ الْآخِرَةِ بِأَدْنَى سَهْمَتِهِ.

۳۷۱

وَقَالَ ﴿۳۷۱﴾:

لَا شَرَفَ أَعْلَى مِنَ الْأَنْشِلَامِ، وَلَا عِزَّ أَعَزُّ مِنَ الثَّقَوَى،
وَلَا مَسْقِلَ أَخْسَنُ مِنَ الْوَرَعِ، وَلَا شَفِيعَ أَنْجَحُ مِنَ

مصادر حکت ۳۶۸، قصار الحکم ۲۵۲

مصادر حکت ۳۶۹، میزان الاعتدال ذہبی ۳۷۱، رسالہ اصول الایمان محمد بن عبد الوہاب ۲۵، ثواب الیکمال صدوق، روضہ الکافی ۱۹۳

مصادر حکت ۳۷۰، دستور معالم الحکم ۳۷۱، ربیع البرار، اعجاز القرآن باقلا ۱۹۳

مصادر حکت ۳۷۱، روضہ الکافی ۱۵۱، تحف العقول ۶۷، امالی صدوق ۱۹۳

مومن وہی ہے جو دنیا کی طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور پیٹ کی ضرورت بھر سامان پر گزارا کر لیتا ہے۔ اس کی باتوں کو عداوت و نفرت کے کانوں سے سنتا ہے۔ کہ جب کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مالدار ہو گیا ہے تو فوراً آواز آتی ہے کہ نادار ہو گیا ہے۔ اور جب کسی کو بقا کے تصور سے سرور کیا جاتا ہے تو فنا کے خیال سے رنجیدہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب اس وقت ہے جب ابھی وہ دن نہیں آیا ہے جس دن اہل دنیا یا کسی کا شکار ہو جائیں گے۔

۳۶۸۔ پروردگار عالم نے اطاعت پر ثواب اور معصیت پر عقاب اسی لئے رکھا ہے تاکہ بندوں کو اپنے غضب سے دور رکھ سکے اور انھیں گھیر کر جنت کی طرف لے آئے۔

۳۶۹۔ لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جب قرآن میں صرف نقوش باقی رہ جائیں گے اور اسلام میں صرف نام باقی رہ جائے گا مسجد میں تعمیرات کے اعتبار سے آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے برباد ہوں گی۔ اس کے رہنے والے اور آباد کرنے والے سب بدترین اہل زمانہ ہوں گے۔ انھیں سے فتنہ باہر آئے گا اور انھیں کی طرف غلطیوں کو پناہ ملے گی۔ جو اس سے بچ کر جانا چاہے گا اسے اس کی طرف پلٹا دیں گے اور جو دور رہنا چاہے گا اسے ہٹا کر لے آئیں گے۔

پروردگار کا ارشاد ہے کہ میری ذات کی قسم میں ان لوگوں پر ایک ایسے فتنہ کو مسلط کر دوں گا جو صاحب عقل کو بھی حیرت زدہ بنا دے گا اور یہ یقیناً ہو کر رہے گا۔ ہم اس کی بارگاہ میں غفلتوں کی لغزشوں سے پناہ چاہتے ہیں۔

۳۷۰۔ کہا جاتا ہے کہ آپ جب بھی منبر پر تشریف لے جاتے تھے تو خطبہ سے پہلے یہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے: لوگو! اللہ سے ڈرو۔ اس نے کسی کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے کہ کھیل کو دین لگ جائے اور نہ آزاد چھوڑ دیا ہے کہ لغو تیں کرنے لگے۔ یہ دنیا جو انسان کی نگاہ میں آراستہ ہو گئی ہے یہ اس آخرت کا بدل نہیں بن سکتی ہے جسے بڑی نگاہ نے قبیح بنا دیا ہے۔ جو فریب خوردہ دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے وہ اس کا جیسا نہیں ہے جو آخرت میں ادنیٰ حصہ بھی حاصل کر لے۔

۳۷۱۔ اسلام سے بلند تر کوئی شرف نہیں ہے اور تقویٰ سے زیادہ باعزت کوئی عزت نہیں ہے۔ پرہیزگاری سے بہتر کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

اے شائد کہ ہمارا دور اس ارشاد گرامی کا بہترین مصداق ہے جہاں مساجد کی تعمیر بھی ایک فیشن ہو گئی ہے اور اس کا اجتماع بھی ایک فنکشن ہو کر رہ گیا ہے۔ روح مسجد فنا ہو گئی ہے اور مساجد سے وہ کام نہیں لیا جا رہا ہے جو مولائے کائنات کے دور میں لیا جا رہا تھا جہاں اسلام کی ہر تحریک کا مرکز مسجد تھی اور باطل سے ہر مقابلہ کا منصوبہ مسجد میں تیار ہوتا تھا۔ لیکن آج مسجدیں صرف حکومتوں کے لئے دعوئے خیر کا مرکز ہیں اور ان کی شخصیتوں کے پرہیزگندہ کا بہترین پلیٹ فارم ہیں۔ رب کریم احم صورت حال کی اصلاح فرمائے۔ !

التَّوْبَةُ، وَلَا كُنْزُ أَغْنَىٰ مِنَ الْقَنَاعَةِ، وَلَا مَالٌ أَذْهَبَ
لِلْفَقَاةِ مِنَ الرِّضَىٰ بِالثَّوْبِ، وَمَنْ افْتَضَرَ عَلَىٰ بُلْفَةِ الْكَفَافِ
فَقَدْ انْتَضَمَ الرَّاحَةُ، وَتَبَوَّأَ خَفْضَ الدَّعَاةِ، وَالرَّغْبَةُ مِفْتَاحُ
النَّصَبِ، وَمَطِيَّةُ الثَّعْبِ وَالْحِرْصُ وَالْكَبَرُ وَالْمَسَدُ دَوَاعِ
إِلَى الثَّقَمِ فِي الذُّنُوبِ، وَالشَّرُّ جَامِعٌ مَسَاوِيءِ الْعُيُوبِ.

۳۷۲

و قال ﴿﴾:

لمبار ابن عبد الله الأنصاري: يَا جَابِرُ، قَوَامُ الدِّينِ وَالدُّنْيَا بِأَرْبَعَةٍ،
عَالِمٍ مُنْتَعِلٍ عِلْمُهُ، وَجَاهِلٍ لَا يَسْتَكْفِ أَنْ يَتَعَلَّمَ، وَجَوَادٍ
لَا يَبْخُلُ بِمَعْرِفِهِ، وَفَقِيرٍ لَا يَبِيعُ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا، فَإِذَا ضَيَّعَ
الْعَالِمُ عِلْمَهُ اسْتَكْفَى الْجَاهِلُ أَنْ يَتَعَلَّمَ، وَإِذَا بَخِلَ الْفَقِيرُ
بِمَعْرِفِهِ بَاعَ الْفَقِيرُ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا.

يَا جَابِرُ، مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ،
فَمَنْ قَامَ اللَّهُ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرْضَهَا لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ، وَمَنْ لَمْ يَقُمْ
فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرْضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ.

۳۷۳

وروى ابن جرير الطبري في تاريخه عن عبد الرحمن ابن أبي ليلى الفقيه وكان ممن خرج
لقتال الحجاج مع ابن الأشعث أنه قال فيما كان يحض به الناس على الجهاد: إِنِّي سَمِعْتُ عَلِيًّا
رَفَعَ اللَّهُ دَرَجَتَهُ فِي الصَّالِحِينَ، وَأَثَابَهُ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّادِقِينَ يَقُولُ يَوْمَ لَقِينَا أَهْلَ الشَّامِ
أَتَيْتُمَا الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ مَنْ رَأَى عُدُوَّنَا يُعْمَلُ بِهِ وَمُنْكَرًا يُدْعَى
إِلَيْهِ فَأَنْكَرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِيَ، وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِلِسَانِهِ
فَقَدْ أُجِرَ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ، وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِالسَّيْفِ لِيَتَكُونَ
كَسَلِمَةِ اللَّهِ هِيَ السُّلْطَانُ وَكَسَلِمَةِ الظَّالِمِينَ هِيَ السُّفْلَى فَذَلِكَ الَّذِي
أَصَابَ سَبِيلَ الْهُدَى وَقَامَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَنَوَّزَ فِي قَلْبِهِ الْيَقِينُ.

انتظم - حاصل کریا

تبوؤ - جگہ بنالی

دعہ - راحت

رغبہ - خواہش

نصب - رنج و تکلیف

مطیہ - سواری

استنکاف - انکار

عرضہا - پیش کردیا

بری - بری ہو گیا

① استعمال علم کا ایک طریقہ یہ ہے
کہ انسان ذاتی طور پر اپنے علم پر عمل
کے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے
کو اپنے علم سے مستفید کرے اور علم کو
تحصیل مال کا ذریعہ بنائے —
ورنہ اگر عالم اپنے علم کو تحصیل مال کا
ذریعہ بنائے گا تو جاہل علم حاصل کرنے
کا ارادہ بھی نہ کرے گا۔ اور اس طرح
اگر مالدار سخاوت نہ کرے گا تو محتاج
اور فقیر اپنی آخرت بیچ کر دنیا حاصل
کرنے کا کاروبار شروع کرے گا اور
اس طرح دین و دنیا دونوں برباد
ہو جائیں گے۔

مصادر حکت ۳۷۲ تفسیر امام عسکری، بحار الانوار ۱۷۸، خصال صدوق ۱۷۹، تحت العقول ۱۵۹، مناقب خوارزمی ۱۷۸، مناقب
مشکوٰۃ الانوار ۱۷۵، تذکرۃ النخاس ۱۶۸، مجمع الامثال ۲۵۳، الحکمۃ الخالده منہ، الامالی صدوق مجلس
توحید صدوق ۳۲۱

مصادر حکت ۳۷۳ تاریخ طبری حوادث ۸۲

قناعت سے زیادہ مالدار بنانے والا کوئی خزانہ نہیں ہے اور روزی پر راضی ہو جانے سے زیادہ فقر و فاقہ کو دور کرنے والا کوئی مال نہیں ہے جس نے بقدر کفایت سامان پر گزارا کر لیا اس نے راحت کو حاصل کر لیا اور سکون کی منزل میں گھر بنالیا۔ خواہش رنج و تکلیف کی کنجی اور تکان و زحمت کی سواری ہے۔

حوص، تکبر اور حسد گناہوں میں کو دپڑنے کے اسباب و محرکات ہیں اور شہرام برائیوں کا جامع ہے۔

۳۷۲۔ آپ نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا کہ جابر دین و دنیا کا قیام چار چیزوں سے ہے۔ وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال بھی کرے اور وہ جاہل جو علم حاصل کرنے سے انکار نہ کرے۔ وہ سخی جو اپنی نیکیوں میں بخل نہ کرے۔

اور وہ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرے۔

لہذا (یاد رکھو) اگر عالم اپنے کو برباد کر دے گا تو جاہل بھی اس کے حصول سے اکڑ جائے گا اور اگر غنی اپنی نیکیوں میں بخل کرے گا تو فقیر بھی آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

جابر! جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اس کی طرف لوگوں کی احتیاج بھی زیادہ ہوتی ہے لہذا جو شخص اپنے مال میں اللہ کے فرائض کے ساتھ قیام کرتا ہے وہ اس کی بقا و دوام کا سامان فراہم کر لیتا ہے اور جو ان واجبات کو ادا نہیں کرتا ہے وہ اسے زوال و فنا کے راستہ پر لگا دیتا ہے۔

۳۷۳۔ ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ہے جو حجاج سے مقابلہ کرنے کے لئے ابن اشعث سے نکلا تھا اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کر رہا تھا کہ میں نے حضرت علیؑ (خدا صالحین میں ان کے درجات کو کا ثواب عنایت کرے) سے اس دن سنا ہے جب ہم لوگ شام والوں سے مقابلہ کر رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا:

ایمان والو! جو شخص یہ دیکھے کہ ظلم و تعدی پر عمل ہو رہا ہے اور برائیوں کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور اپنے دل سے اس کا انکار کر دے تو گویا کہ محفوظ رہ گیا اور برائی ہو گیا۔ اور اگر زبان سے انکار کر دے تو اجر کا حقدار بھی ہو گیا کہ یہ صرف قلبی انکار سے بہتر صورت ہے اور اگر کوئی شخص تلوار کے ذریعہ اس کی روک تھام کرے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے اور ظالمین کی بات پست ہو جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کے راستہ کو پایا ہے اور سیدھے راستہ پر قائم ہو گیا ہے اور اس کے دل میں یقین کی روشنی پیدا ہو گئی ہے

لے اس فقرہ میں سلامتی اور برادرت کا مفہوم یہی ہے کہ منکرات کو برا سمجھنا اور اس سے راضی نہ ہونا انسان کی فطرت سلیم کا حصہ ہے جس کا تقاضا احمد سے برابر جاری رہتا ہے لہذا اگر اس نے بیزاری کا اظہار کر دیا تو گویا فطرت کے سلیم ہونے کا ثبوت ہے دیا اور اس فریضہ سے سبکدوش ہو گیا جو فطرت سلیم نے اس کے ذمہ عائد کیا تھا۔ ورنہ اگر ایسا بھی نہ کرتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ فطرت سلیم پر خارجی عناصر غالب آ گئے ہیں اور انھوں نے الٰہی ہونے سے روک دیا ہے۔

نفسہ - لعاب دہن کے ریزے

بچی - گہرا

تغلبون - مغلوب ہو جاوے

مرئی - خوشگوار

وبی - وبا پیدا کرنے والا

روح القدس - رحمہ خدا

۱۔ کہا جاتا ہے کہ انسانی زندگی میں

حیات کا سراغ اس کے حرکات سے

لگتا ہے اور حرکات کا سبب اس کا

علم اور ارادہ ہوتا ہے لہذا اگر انسان

اس منزل پر پہنچ جائے جہاں علمی

اعتبار سے اس قدر جاہل ہو جائے

کہ برائی کے برے ہونے کے اور اراک

سے بھی محروم ہو جائے اور ارادہ

کے اعتبار سے اس قدر کمزور ہو جائے

کہ برائی کو دیکھنے کے بعد بھی کسی

طرح کی حرکت نہ پیدا ہو اور نیز ارا

کا کوئی خیال بھی نہ آئے تو یہ انسان

کسی جہت سے زندہ بلکہ انسان کے

جانے کے قابل نہیں ہے اور اس کا

شمار مردوں ہی میں ہونا چاہیے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

مولائے کائنات کے اس ارشاد کو

اور عقل و منطق کے اس فیصلہ کے

بعد دور حاضر کے معاشروں کو معاشرہ

کا نام دیا جائے گا یا اسے عمومی قبرستان

سے تعبیر کیا جائے گا؟

۳۷۴

و فی کلام آخر له یجری هذا المجرى: فَمِنْهُمْ الْمُنْكَرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ
وَقَلْبِهِ فَذَلِكَ الْمُنْكَرُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ وَمِنْهُمْ الْمُنْكَرُ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ
وَالْتَّارِكُ بِيَدِهِ فَذَلِكَ مُمْتَلِكٌ بِخِصَالِ الْخَيْرِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَمُضَيِّعٌ خَطْلُهُ
وَمِنْهُمْ الْمُنْكَرُ بِقَلْبِهِ وَالتَّارِكُ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَذَلِكَ الَّذِي ضَيَّعَ أَشْرَفَ
الْمُضْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَتَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ وَمِنْهُمْ تَارِكٌ لِإِنْكَارِ الْمُنْكَرِ
بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَيَدِهِ فَذَلِكَ مُثَبِّتٌ الْأَخْيَارِ وَمَا أَغْنَى الْبِرُّ كُلُّهَا
وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عِنْدَ الْأَنْسَرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالتَّنْهِي عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا
كَتَفَتْنِي فِي بَخْسٍ لِّجَنِّي وَإِنَّ الْأَنْسَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالتَّنْهِي عَنِ الْمُنْكَرِ
لَا يُقَرَّبَانِ مِنْ أَجَلٍ، وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَأَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ
عَدَلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.

۳۷۵

و عن أبي جحيفة قال: سمعت أمير المؤمنين عليه السلام يقول: أَوَّلُ مَا تُغْلَبُونَ
عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ الْجِهَادُ بِأَيْدِيكُمْ ثُمَّ بِاللِّسَانِ ثُمَّ بِقُلُوبِكُمْ.
فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ بِقَلْبِهِ مَعْرُوفًا وَلَمْ يُنْكَرْ مُنْكَرًا قُلُوبًا فَجُعِلَ أَغْلَاةً
أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَغْلَاةً.

۳۷۶

و قال ﴿۱۱۱﴾:

إِنَّ الْحَقَّ ثَقِيلٌ مَرِيءٌ، وَإِنَّ الْبَاطِلَ خَفِيفٌ وَبِئْسَ

۳۷۷

و قال ﴿۱۱۲﴾:

لَا تَأْمَنَنَّ عَلَى خَيْرِ هَذِهِ الْأُمَمَةِ عَذَابُ اللَّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: (قَالَ
يَا مَعْزَنُ مَكَرًا اللَّهُ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ) وَلَا يَتَأَسَّرَنَّ لَشَرِّ هَذِهِ الْأُمَمَةِ
مِنْ رَوْحِ اللَّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: (إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا
الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ).

۳۷۸

و قال ﴿۱۱۳﴾:

الْبُخْلُ جَمَاعٌ لِمَا وَى الْمُتَوَاتِرُ

مصادر حكمة ۳۷۴ قوت القلوب ۳۷۵، خطبة ۱۵۴

مصادر حكمة ۳۷۵ تفسیر علی بن ابراہیم، دستور معالم الحكم ۱۵۴، امالی ابوطالب سحی بن الحسین الحسنی ۲۹۵، احیاء العلوم غریابی ۲، ۳۷۵، ۳۷۶

مصادر حكمة ۳۷۶ انساب الاشراف ۵، ۳۷۵، انتوح ابن اعثم کوئی ۲، ۱۸۹

مصادر حكمة ۳۷۷ العقد الفرید ۲، ۳۷۵، باب الآداب اسامہ بن منقذ ۳۹۳

مصادر حكمة ۳۷۸ سراج الملوك ۳۸۴، تحت العقول ۳۸۴

۳۷۴۔ (اسی موضوع سے متعلق دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا) بعض لوگ منکرات کا انکار دل۔ زبان اور ہاتھ سب سے کرتے ہیں تو یہ خیر کے تمام شعبوں کے مالک ہیں اور بعض لوگ صرف زبان اور دل سے انکار کرتے ہیں اور ہاتھ سے روک تھام نہیں کرتے ہیں تو انھوں نے نیکی کی دو خصلتوں کو حاصل کیا ہے اور ایک خصلت کو برباد کر دیا ہے۔ اور بعض لوگ صرف دل سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہاتھ استعمال کرتے ہیں اور نہ زبان۔ تو انھوں نے دو خصلتوں کو ضائع کر دیا ہے اور صرف ایک کو بکڑ لیا ہے۔

۳۷۵۔ اور بعض وہ بھی ہیں جو دل۔ زبان اور ہاتھ کسی سے بھی بُرائیوں کا انکار نہیں کرتے ہیں تو یہ زندوں کے درمیان مُردہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یاد رکھو کہ جملہ اعمال خیر مع جہاد راہ خدا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو گھر سے سمندر میں لعاب دہن کے ذرات کی حیثیت ہوتی ہے۔

اور ان تمام اعمال سے بلند تر عمل حاکم ظالم کے سامنے کلمہ انصاف کا اعلان ہے۔

۳۷۵۔ ابو جحیفہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امیر المومنین کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے تم ہاتھ کے جہاد میں مغلوب ہو گے اس کے بعد زبان کے جہاد میں اور اس کے بعد دل کے جہاد میں۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ اگر کسی شخص نے دل سے اچھائی کو اچھا اور بُرائی کو بُرا نہیں سمجھا تو اسے اس طرح الٹ پلٹ دیا جائے گا کہ پست بلند ہو جائے اور بلند پست ہو جائے۔

۳۷۶۔ حق ہمیشہ سنگین ہوتا ہے مگر خوشگوار ہوتا ہے اور باطل ہمیشہ آسان ہوتا ہے مگر مہلک ہوتا ہے۔

۳۷۷۔ دیکھو اس امت کے بہترین آدمی کے بارے میں بھی عذاب سے مطمئن نہ ہو جانا کہ عذاب الہی کی طرف سے صرف خسارہ والے ہی مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اسی طرح اس امت کے بدترین کے بارے میں بھی رحمت خدا سے مایوس نہ ہو جانا کہ رحمت خدا سے مایوسی صرف کافروں کا حصہ ہے۔

(واضح رہے کہ اس ارشاد کا تعلق صرف ان گنہگاروں سے ہے جن کا عمل انھیں سرحد کفر تک نہ پہنچا دے ورنہ کافر تو ہر حال رحمت خدا سے مایوس رہتا ہے)۔

۳۷۸۔ بخل عیوب کی تمام بُرائیوں کا جامع ہے۔

۱۔ تاریخ اسلام میں اس کی بہترین مثال ابن السکیت کا کردار ہے جہاں ان سے متوکل نے سردبار یہ سوال کر لیا کہ تمہاری نگاہ میں میرے دونوں فرزند مستزاد اور مویہ بہتر ہیں یا علی کے دونوں فرزند حسن اور حسین۔ تو ابن السکیت نے سلطان ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا کہ حسن و حسین کا کیا ذکر ہے تیرے فرزند اور تو دونوں علی کے غلام قنبر کی جوتیوں کے قسم کے برابر نہیں ہیں۔

جس کے بعد متوکل نے حکم دے دیا کہ ان کی زبان کو گدی سے کھینچ لیا جائے اور ابن السکیت نے نہایت درجہ سکون قلب کے ساتھ اس قربانی کو پیش کر دیا اور اپنے پیشرو پیشم تار۔ حجر بن عدی۔ عمرو بن الحمق۔ ابوذر۔ عمار اسرار و مختار سے ملحق ہو گئے۔

وَهُوَ زِمَامٌ يُفَادُّ بِهِ إِلَى كُلِّ سُورَةٍ

۳۷۹

وَقَالَ ﴿۳۷۹﴾:

يَا بَنِي آدَمَ، الرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ، فَإِنْ لَمْ تَأْتِهِ
أَتَاكَ، فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلَى هَمِّ يَوْمِكَ، كَفَاكَ كُلُّ يَوْمٍ عَلَى مَا فِيهِ؛
فَإِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمْرِكَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَيُؤْتِيكَ فِي كُلِّ غَدٍ جَدِيدَ مَا
قَسَمَ لَكَ؛ وَإِنْ لَمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمْرِكَ فَمَا تَصْنَعُ بِأَهْلِهِمْ فِيمَا لَيْسَ لَكَ؛
وَلَنْ يَسْبِقَكَ إِلَى رِزْقِكَ طَالِبٌ: وَلَنْ يَغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ، وَلَنْ يُبْطِلَ
عَمَلَكَ مَا قَدْ قُدِّرَ لَكَ.

قال الرضي: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم من هذا الباب، إلا أنه ما هنا أوضح و
أشرح، فلذلك كررناه على القاعدة المقررة في أول الكتاب.

۳۸۰

وَقَالَ ﴿۳۸۰﴾:

رُبُّ مَنْ تَقَبَّلَ يَكُونُ مَا لَيْسَ بِمُسْتَدِيرٍ، وَمُسْبُوطٌ فِي أَوَّلِ لَيْلِهِ؛ قَامَتْ
بِوَاكِئِهِ فِي آخِرِهِ.

۳۸۱

وَقَالَ ﴿۳۸۱﴾:

الْكَلَامُ فِي وَثَاقِكَ مَا لَمْ تَسْأَلْهُ بِهِ؛ فَإِذَا تَكَلَّمْتَ بِهِ صِرْتَ فِي وَثَاقِهِ
فَاخْزَنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزَنُ ذَهَبَكَ وَوَرَقَكَ، فَزَبْ كَلِمَةً سَلَبَتْ نِعْمَةً وَجَلَبَتْ نِقْمَةً.

۳۸۲

وَقَالَ ﴿۳۸۲﴾:

لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ، بَلْ لَا تَقُلْ كُلَّ مَا تَعْلَمُ، فَإِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَى جَوَارِحِكَ
كُلَّهَا فَرَائِضَ يَسْتَجِبُ بِهَا عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۳۸۳

وَقَالَ ﴿۳۸۳﴾:

إِخْذَرْ أَنْ يَرَاكَ اللَّهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهِ، وَيَفْقِدَكَ عِنْدَ طَاعَتِهِ، فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ
وَإِذَا قَوَيْتَ قَافُوْا عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ، وَإِذَا ضَعُفَتْ قَاضَعَتْ عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ.

۳۸۴

وَقَالَ ﴿۳۸۴﴾:

الرُّكُوءُ إِلَى الدُّنْيَا مَعَ مَا تُقَامِرُ

مستدبر۔ پیٹھ پھرانے والا

مقبوط۔ جس پر رشک کیا جائے۔

وثاق۔ قید

اخزن۔ اپنے قابو میں رکھو

ورق۔ چاندی

تعاين۔ دیکھ رہے ہو

۱) یعنی انسان اس دن کو آتے ہوئے

دیکھتا ہے اور پھر جاتے ہوئے نہیں دیکھ

پاتا ہے اور شام سے پہلے ہی مالک کی

بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

۲) اسلام کے گنہگار کے بھی آئین میں

ہیں اور ہر بات کا زبان سے نکال

دینا کوئی ہنر نہیں ہے بلکہ بسا اوقات

یہ بدترین عیب بن جاتا ہے لہذا حضرت

نے اس نکتہ کی طرف اس حسین لفظ

سے اشارہ فرمایا ہے کہ تمہارا دہن لفظوں

کا قید خانہ ہے اور تمہارے الفاظ تمہاری

زنجیریں ہیں لہذا خود قید ہوں گے بہتر

یہ ہے کہ اپنے زبان کو قابو میں رکھو

اور الفاظ کو ایک قیمتی خزانہ تصور کرو

جس کا ضائع کر دینا کسی صاحب عقل

کا کام نہیں ہے۔

مصادر حکمت ۳۷۹ قوت القلوب ۱ ص ۳۱، العقد الفرید ۳ ص ۱۵۷، من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص ۲۷۶، کنز الفوائد ص ۲۰۹، غرر الحکم ص ۱۵۰

مصادر حکمت ۳۸۰ الفقیہ ۴ ص ۲۷۶، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۵، غرر الحکم ص ۱۵۱

مصادر حکمت ۳۸۱ اختصاص مفید ص ۱۲۹، الفقیہ ۴ ص ۲۷۷

مصادر حکمت ۳۸۲ اختصاص مفید ص ۱۳۱، الفقیہ ۴ ص ۲۸۱، قصار الحکم ص ۱۵۱

مصادر حکمت ۳۸۳ غرر الحکم ص ۱۵۱

مصادر حکمت ۳۸۴ مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۳، تحف العقول ص ۶۶، سراج الملوک ص ۳۸۳

اور یہی وہ زمام ہے جس کے ذریعہ انسان کو ہر بُرائی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔
 ۳۷۹۔ ابن آدم! رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ پہنچو گے تو وہ تمہارے پاس آجائے گا۔ لہذا ایک سال کے ہم دغم کو ایک دن برابر نہ کر دو۔ ہر دن کے لئے اسی دن کی فکر کافی ہے۔ اس کے بعد اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی رہ گیا ہے تو ہر آنے والا دن اپنا رزق اپنے ساتھ لے کر آئے گا اور اگر سال باقی نہیں رہ گیا ہے تو سال بھر کی فکر کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تمہارے رزق کو تم سے پہلے کوئی پا نہیں سکتا ہے اور تمہارے حصہ پر کوئی غالب آ نہیں سکتا ہے بلکہ جو تمہارے حق میں مقدر ہو چکا ہے وہ دیر سے بھی نہیں آئے گا۔

میدر رضیؒ۔ یہ ارشاد گرامی اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے مگر یہاں زیادہ واضح اور مفصل ہے لہذا دوبارہ ذکر کر دیا گیا ہے۔
 ۳۸۰۔ بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرنے والے ہیں جس سے پیٹھ پھرانے والے نہیں ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی قسمت پر سرشام رشک کیا جاتا ہے اور صبح ہوتے ہوتے ان پر رونے والیوں کا ہجوم لگ جاتا ہے۔
 ۳۸۱۔ گفتگو تمہارے قبضہ میں ہے جب تک اس کا اظہار نہ ہو جائے۔ اس کے بعد پھر تم اس کے قبضہ میں چلے جاتے ہو۔ لہذا اپنی زبان کو دیے ہی محفوظ رکھو جیسے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ بعض کلمات نعمتوں کو سلب کر لیتے ہیں اور عذاب کو جذب کر لیتے ہیں۔

۳۸۲۔ جو بات نہیں جانتے ہو اسے زبان سے مت نکالو بلکہ ہر وہ بات جسے جانتے ہو اسے بھی مت بیان کرو کہ اللہ نے ہر عضو بدن کے کچھ فرائض قرار دے دیے ہیں اور انہیں کے ذریعہ روز قیامت حجت قائم کرنے والا ہے۔
 ۳۸۳۔ اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں معصیت کے موقع پر حاضر دیکھے اور اطاعت کے موقع پر غائب پائے کہ اس طرح خسارہ والوں میں شمار ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو اس کا اظہار اطاعت خدا میں کرو اور اگر کمزوری دکھانا ہے تو اسے معصیت کے موقع پر دکھلاؤ۔
 ۳۸۴۔ دنیا کے حالات دیکھنے کے باوجود اس کی طرف رجحان اور میلان صرف جہالت ہے۔

لے اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ انسان محنت و مشقت چھوڑ دے اور اس امید میں بیٹھ جائے کہ رزق کی دوسری قسم بہر حال حاصل ہو جائے گی اور اسی پر قناعت کر لے گا۔ بلکہ یہ درحقیقت اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں محنت و مشقت بہر حال کرنا ہے اور یہ انسان کے فرائض انسانیت و عبدیت میں شامل ہے لیکن اس کے بعد بھی رزق کا ایک حصہ ہے جو انسان کی محنت و مشقت سے بالاتر ہے اور وہ ان اسباب کے ذریعہ پہنچ جاتا ہے جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا ہے جس طرح کہ آپ گھر سے نکلیں اور کوئی شخص راستہ میں ایک گلاس پانی یا ایک پیالی چائے پلاوے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانی یا چائے نہ آپ کے حساب رزق کا کوئی حصہ ہے اور نہ آپ نے اس کے لئے کوئی محنت کی ہے۔ یہ پروردگار کا ایک کرم ہے جو آپ کے شامل حال ہو گیا ہے اور اس نے اس نکتہ کی وضاحت کر دی کہ اگر زندگانی دنیا میں محنت ناکام بھی ہو جائے تو رزق کا سلسلہ بند ہونے والا نہیں ہے۔ پروردگار کے پاس اپنے وسائل موجود ہیں وہ ان وسائل سے رزق فراہم کر دے گا۔ وہ سبب الاسباب ہے۔ اسباب کا پابند نہیں ہے۔

غبین - گھانا

محکور - حقیر

فاقہ - فقر

میرم - انتظام کرتا ہے

معاد - آخرت

۱۔ کاش ہر انسان کی زندگی اوقات

اسی طرح تقسیم ہو جائے اور ہر شخص

زندگی کا ایک حصہ مالک کی اطاعت

مناجات، دعا، تفکر، معرفت،

تلاوت کلام اللہ وغیرہ میں گزارے

اور دوسرے حصہ میں اپنے اور اپنے

متعلقین کے آرزو کا انتظام کے اور

اس کے بعد راحت و آرام کے ساتھ

اپنے گھر والوں اور دوست احباب

کے ساتھ معاشرتی حقوق کو ادا کرتا

مگر افسوس کہ اکثریت اس تقسیم سے

محروم ہے اور آزاد و بیکار افراد بھی

اس تقسیم کا لحاظ نہیں کرتے ہیں۔

مجبور اور مبتلائے دنیا داری افراد

کا کیا ذکر ہے !

مِنْهَا جَهْلٌ، وَ التَّصْمِيرُ فِي حُسْنِ الْعَمَلِ إِذَا وَنَفَتْ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ غَبْنٌ،
وَ الطَّمَانِينَةُ إِلَى كُلِّ أَحَدٍ قَبْلَ الْأَخْتِيَارِ لَهُ عَجْزٌ.

۳۸۵

و قال ﴿۳۸۵﴾:

مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ أَنَّهُ لَا يُغْنِي إِلَّا فِيهَا، وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا.

۳۸۶

و قال ﴿۳۸۶﴾:

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا نَالَهُ أَوْ بَغِضَهُ.

۳۸۷

و قال ﴿۳۸۷﴾:

مَا خَيْرٌ بَعْدَ بَعْدِ النَّارِ، وَمَا شَرٌّ بَعْدَ الْجَنَّةِ، وَكُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ
فَهُوَ مَحْقُورٌ، وَكُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ عَاقِبَةٌ.

۳۸۸

و قال ﴿۳۸۸﴾:

أَلَا وَإِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَقَاةَ، وَأَشَدُّ مِنَ الْفَقَاةِ مَرَضُ الْبَدَنِ، وَأَشَدُّ
مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ، أَلَا وَإِنَّ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

۳۸۹

و قال ﴿۳۸۹﴾:

«مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ». وَ فِي رَوَايَةِ أُخْرَى: مَنْ قَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ
لَمْ يَنْتَفِعْ حَسَبُ آبَائِهِ. ۳۹۰

و قال ﴿۳۹۰﴾:

لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ، وَ سَاعَةٌ يَرْمُ مَعَاشَهُ،
وَ سَاعَةٌ يُحَلِّي بَيْنَ نَفْسِهِ وَ بَيْنَ لَذَّتِهَا فَيَا يَحِلُّ وَ يَحْجُلُ، وَ لَيْسَ
لِلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ شَاخِصًا إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: مَرِيَّةٍ لِمَعَاشِهِ، أَوْ خُطْوَةٍ فِي مَعَادٍ،
أَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مَحْرَمٍ. ۳۹۱

و قال ﴿۳۹۱﴾:

إِزْمَازٌ فِي الدُّنْيَا يُبْصِرُكَ اللَّهُ عَمَّا تَرَاهُ.

مصادر حکمت ۳۸۵، غرر الحکم ۳۰۳، البیان والتبیین ج ۱

مصادر حکمت ۳۸۶، مجمع الامثال ۲، ۳۵۳، دستور معالم الحکم ۲۵

مصادر حکمت ۳۸۷، تحت العقول ص ۱، روضۃ الکافی، الفقیہ ۳، ۲۴۹، توحید صدوق ص ۵۱

مصادر حکمت ۳۸۸، الامالی طوسی ۱، ۱۳۵، محاسن برقی ۳۳۵

مصادر حکمت ۳۸۹، قصار الحکم ص ۲۲

مصادر حکمت ۳۹۰، روضۃ الکافی ص ۱، قصار الحکم ص ۳۸۸، تحت العقول ص ۲۰۳، الامالی طوسی ص ۱۳۲

مصادر حکمت ۳۹۱، خبہ ۱۴۳، ۱۸۶

اور ثواب کے یقین کے بعد بھی نیک عمل میں کوتاہی کرنا خوارہ ہے۔ امتحان سے پہلے ہر ایک پر اعتبار کر لینا عاجزی اور کمزوری ہے۔
۳۸۵۔ خدا کی نگاہ میں دنیا کی حقارت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی معصیت اسی دنیا میں ہوتی ہے اور اس کی اصلی نعمتیں اس کو چھوڑنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

۳۸۶۔ جو کسی شے کا طلبگار ہوتا ہے وہ کل یا جزو بہر حال حاصل کر لیتا ہے۔

۳۸۷۔ وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام جہنم ہو۔ اور وہ بُرائی بُرائی نہیں ہے جس کی عاقبت جنت ہو۔ جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم سے بچ جانے کے بعد ہر مصیبت عاقبت ہے۔

۳۸۸۔ یاد رکھو کہ فقر و فاقہ بھی ایک بلا ہے اور اس سے زیادہ سخت مصیبت بدن کی بیماری ہے اور اس سے زیادہ دشوار گزار دل کی بیماری ہے۔ مالدار یقیناً ایک نعمت ہے لیکن اس سے بڑی نعمت صحت بدن ہے اور اس سے بڑی نعمت دل کی پرہیزگاری ہے۔

۳۸۹۔ جس کو عمل پیچھے ہٹا دے اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔ یا (دوسری روایت میں) جس کے ہاتھ سے اپنا کردار نکل جائے اسے آبار و اجداد کے کارندے فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

۳۹۰۔ مومن کی زندگی کے تین اوقات ہوتے ہیں۔ ایک ساعت میں وہ اپنے رب سے راز و نیاز کرتا ہے اور دوسرے وقت میں اپنے معاش کی اصلاح کرتا ہے اور تیسرے وقت میں اپنے نفس کو ان لذتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے جو حلال اور پاکیزہ ہیں۔

کسی عقلمند کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ اپنے گھر سے دور ہو جائے مگر یہ کہ تین میں سے کوئی ایک کام ہو۔ اپنے معاش کی اصلاح کرے، آخرت کی طرف قدم آگے بڑھائے، حلال اور پاکیزہ لذت حاصل کرے۔
۳۹۱۔ دنیا میں زہد اختیار کرو تا کہ اللہ تمہیں اس کی بُرائیوں سے آگاہ کر دے۔

یہ نکتہ ان غریب اور فقراء کے سمجھنے کے لئے ہے جو ہمیشہ غربت کا مرثیہ پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی صحت کا شکر یہ نہیں ادا کرتے ہیں جب کہ تجربات کی دنیا میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امراض کا اوسط دو تین دنوں میں غریبوں سے کہیں زیادہ ہے اور ہارٹ اٹیک کے بیشتر مریض اسی اپنے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو امیروں کی زندگی میں غذاؤں سے زیادہ حصہ دواؤں کا ہوتا ہے اور وہ بیشمار غذاؤں سے بیکر محروم ہو جاتے ہیں۔

صحت بدن پروردگار کا ایک مخصوص کرم ہے جو وہ اپنے بندوں کے شامل حال کر دیتا ہے لیکن غریبوں کو بھی اس نکتہ کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر انھوں نے اس صحت کا شکریہ نہ ادا کیا اور صرف غربت کی شکایت کرتے رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جسانی اعتبار سے صحت مند ہیں لیکن روحانی اعتبار سے بہر حال مریض ہیں اور یہ مرض ناقابل علاج ہو چکا ہے۔ رب کریم ہر مومن و مومنہ کو اس مرض سے نجات عطا فرمائے۔

وَلَا تَسْقُلْ فَمَنْ لَسْتَ بِمَقُولٍ عَنْكَ

۳۹۲

وَقَالَ ﴿۳۹۲﴾:

تَكَلَّمُوا تُغَرِّقُوا، فَإِنَّ الْمَرْءَ مَغْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ

۳۹۳

وَقَالَ ﴿۳۹۳﴾:

خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَا أَتَاكَ، وَتَبَوَّلْ عَنْ يَسَوَىٰ عَنْكَ،
فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَسْقُلْ فَأَجْرُكَ فِي الطَّلَبِ

۳۹۴

وَقَالَ ﴿۳۹۴﴾:

رُبَّ قَسْوٍ أَتَقَدَّرُ مِنْ صَوْلٍ

۳۹۵

وَقَالَ ﴿۳۹۵﴾:

كُلُّ مُقْتَصِرٍ عَلَيْهِ كَافٍ

۳۹۶

وَقَالَ ﴿۳۹۶﴾:

الْمُسِنَّةُ وَلَا الدَّيْنِيَّةُ وَالسَّقْلُ وَلَا التَّسْوِيلُ، وَمَنْ لَمْ يُعْطِ قَاعِدًا
لَمْ يُعْطِ قَائِمًا، وَالْأَهْلُ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ، وَيَوْمٌ عَلَيْكَ، فَإِذَا كَانَ
لَكَ فَلَا تَبْطُرْ، وَإِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ

۳۹۷

وَقَالَ ﴿۳۹۷﴾:

نِعْمَ الطَّيِّبُ الْمِنْكَ، خَفِيفٌ تَحْمِلُهُ، عَطِيزٌ رِيحُهُ

۳۹۸

وَقَالَ ﴿۳۹۸﴾:

ضَعَّ قَسْرُكَ، وَاحْطَطَّ كِبْرُكَ، وَادْكُرْ قَبْرُكَ

۳۹۹

وَقَالَ ﴿۳۹۹﴾:

إِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقًّا، وَإِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقًّا، فَحَقُّ
الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ أَنْ يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ،
وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَيُحَسِّنَ

اجل - میان روی اختیار کرو

صول - حلہ

مقتصر - قناعت کرنے والا

دنیۃ - ذلت

مینیۃ - موت

تقلل - قناعت

توسل - لوگوں سے وسائل تلاش کرنا

قائم - دوڑ دھوپ کرنے والا

لا تبطر - مغرور نہ ہو جاؤ

۱۔ یہ درحقیقت ان لوگوں کے لئے

ہے جن کے پاس کوئی جو ہر قابل

ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں

اور صحیح معنوں میں قدر دانی نہیں

کر رہے ہیں ورنہ جہالتوں کا ذخیرہ

اور خباثتوں کا ڈھیر ہے تو بولنے سے

بہتر ہے کہ خاموش رہے تاکہ راز

راز رہ جائے اور رسوائی کا سبب

نہ بن سکے۔

مستدبر

مغبوط

وفاق

اخزن

ورق

تعاين

۱۔ ۲۔

دیکھتا

پاتا

بارگاہ

۲۔

ہم

و

:

مصادر حکمت ۳۹۲، قصار احکام ۱۳۸

مصادر حکمت ۳۹۳، غرر احکام ۱۱

مصادر حکمت ۳۹۴، مجمع الامثال حوت الرء، غرر احکام ۱۳۳، الفاخر ابن عاصم ۲۶۵، استقصی زنجیری ۲۵۹

مصادر حکمت ۳۹۵، مجمع الامثال ۲۵۴

مصادر حکمت ۳۹۶، تحف العقول ۲۵۴، روضۃ الکافی ۲۱، البصار والذخائر ۱۵۵، ارشاد مفید ۱۳۱، مجمع الامثال ۳۳۳

مصادر حکمت ۳۹۷، شرح ابن ابی الحدید ۳۲۱

مصادر حکمت ۳۹۸، تحف العقول ۱۵۶، مجموعہ ورام ۴۴

مصادر حکمت ۳۹۹، محاضرات راغب ۱۵۴، تیسیر المطالب فی امالی ابی طایب ۳۰۴

مصادر حکمت ۳۹۴، مجمع الامثال ۱۰

اور خردار غافل نہ ہو جاؤ کہ تمہاری طرف سے غفلت نہیں برتی جائے گی۔

۳۹۲۔ بولو نا کہ پہچانے جاؤ اس لئے کہ انسان کی شخصیت اس کی زبان کے نیچے چھپی رہتی ہے۔

۳۹۳۔ جو دنیا میں حاصل ہو جائے اسے لے لو اور جو چیز تم سے منہ موڑ لے تم بھی اس سے منہ پھیر لو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو طلب میں میانہ روی سے کام لو۔

۳۹۴۔ بہت سے الفاظ حلوں سے زیادہ اثر رکھنے والے ہوتے ہیں۔

۳۹۵۔ جس پر ارتقا کر لی جائے وہی کافی ہو جاتا ہے۔

۳۹۶۔ موت ہو لیکن خردار ذلت نہ ہو۔

۳۹۷۔ کم ہو لیکن دوسروں کو وسیلہ نہ بنانا پڑے۔

۳۹۸۔ جسے بیٹھ کر نہیں مل سکتا ہے اسے کھڑے ہو کر بھی نہیں مل سکتا ہے۔

۳۹۹۔ زمانہ دو دونوں کا نام ہے۔ ایک دن تمہارے حق میں ہوتا ہے تو دوسرا تمہارے خلاف ہوتا ہے لہذا اگر تھکے حق میں ہو تو مغرور نہ ہو جانا اور تمہارے خلاف ہو جائے تو صبر سے کام لینا۔

۴۰۰۔ بہترین خوشبو کا نام مشک ہے جس کا وزن انتہائی ہلکا ہوتا ہے اور خوشبو نہایت درجہ جھک دار ہوتی ہے۔

۴۰۱۔ فخر و سر بلندی کو چھوڑ دو اور تکبر و غرور کو فنا کر دو اور پھر اپنی قبر کو یاد کرو۔

۴۰۲۔ فرزند کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا فرزند پر ایک حق ہوتا ہے۔ باپ کا حق یہ ہے کہ بیٹا ہر مسئلہ میں اس کی اطاعت کرے معصیت پر دروغ گوئی کے علاوہ۔ اور فرزند کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا اچھا سا نام تجویز کرے اور اسے بہترین ادب سکھائے۔

۴۰۳۔ اے اسی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دونوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ حملوں کا اثر محدود علاقوں پر ہوتا ہے اور حملوں کا اثر ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے جس کا مشاہدہ اس دور میں بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ حملے تمام دنیا میں بند پڑے ہیں لیکن حملے اپنا کام کر رہے ہیں اور میڈیا ساری دنیا میں زہر پھیلا رہا ہے اور سارے عالم انسانیت کو ہر جہت اور ہر اعتبار سے تباہی اور بربادی کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

۴۰۴۔ حوصلہ دہموس وہ بیماری ہے جس کا علاج قناعت اور کفایت شعاری کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ دنیا ایسی ہے کہ اگر انسان اس کی لالچ میں پڑ جائے تو ملک فرعون اور افتخار یزید و حجاج بھی کم پڑ جاتا ہے اور کفایت شعاری پر آجائے تو جو کی روٹیاں بھی اس کے کردار کا ایک حصہ بن جاتی ہیں اور وہ نہایت درجہ بے نیازی کے ساتھ دنیا کو طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور بھرجورع کرنے کا بھی ارادہ نہیں کرتا ہے۔

۴۰۵۔ یہاں بیٹھنے سے مراد بیٹھ جانا نہیں ہے ورنہ اس نصیحت کو سن کر ہر انسان بیٹھ جائے گا اور محنت و مشقت کا سلسلہ ہی موقوف ہو جائے گا بلکہ اس بیٹھنے سے مراد بقدر ضرورت محنت کرنا ہے جو انسانی زندگی کے لئے کافی ہو اور انسان اس سے زیادہ جان دینے پر آمادہ نہ ہو جائے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور فضول محنت سے کچھ زیادہ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

أَدَبَهُ، وَيُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ

۴۰۰

وَقَالَ ﴿۴۰۰﴾:

الْعَيْنُ حَقٌّ، وَالرَّقَى حَقٌّ، وَالسَّحَرُ حَقٌّ، وَالْقَالَ حَقٌّ، وَالطَّيْرَةُ لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَالْعَذْوَى لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَالطَّيْبُ نُشْرَةٌ، وَالْعَقْلُ نُشْرَةٌ وَالرُّكُوبُ نُشْرَةٌ، وَالنَّظَرُ إِلَى الْمُضْطَرَّةِ نُشْرَةٌ.

۴۰۱

وَقَالَ ﴿۴۰۱﴾:

مُقَارَبَةُ النَّاسِ فِي أَخْلَاقِهِمْ أُنْسٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ.

۴۰۲

وَقَالَ ﴿۴۰۲﴾:

بَعْضُ مَخَاطِيئِهِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يَسْتَصْفِرُ مِثْلَهُ عَنْ قَوْلٍ مِثْلِهَا: لَقَدْ طَلَرْتُ شَكِيرًا، وَهَذَرْتُ سَقْبًا.

قال الرضي: والشكيرها هنا: أول ما ينبت من ريش الطائر، قبل أن يقوى ويستحصف. والسقب: الصغير من الإبل، ولا يهدر إلا بعد أن يستفعل.

۴۰۳

وَقَالَ ﴿۴۰۳﴾:

مَنْ أَوْثَمًا إِلَى مُتَقَابَاتٍ خَذَلَتْهُ الْحَيْلُ.

۴۰۴

وَقَالَ ﴿۴۰۴﴾:

وَقَدْ سُئِلَ عَنْ مَعْنَى قَوْلِهِمْ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» إِنَّمَا لَا تَمْلِكُ مَعَ اللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَمْلِكُ إِلَّا مَا مَلَكْنَا: قَتَلْنَا مَلَكْنَا مَا هُوَ أَمْلَكُ بِدِينِنَا كَلَفْنَا، وَمَتَّى أَخَذَهُ مِنَّا وَضَعَ تَكْلِيْفَهُ عَلَيْنَا.

فَال - فگن نیک

طیره - بدشگون

نشره - غم و اندوه سے نجات

غوائل - مہلکات

اوا - طلب کی

متفاوت - مختلف اشیا

حیل - تدبیریں

① متفاوت ان چیزوں کا نام ہے

جو خود آپس میں تضاد رکھتی ہیں لیکن

انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دونوں

کو جمع کر سکتا ہے اور اس کی دوڑ

میں لگ جاتا ہے اور آخر کار یہ احساس

ہوتا ہے کہ ساری تدبیریں بیکار چلی

گئیں اور کوئی فائدہ نہیں ہوا

مثال کے طور پر بہت سے لوگوں

کا خیال یہ ہے کہ وہ رضائے الہی

اور مصیبت کو جمع کر سکتے ہیں اور

اس طرح ایک طرف گناہوں کی دوڑ

میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری طرف

عبادتوں میں جان دیے پڑے ہیں

حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان دونوں

کا اجتماع نہیں ہو سکتا ہے اور اس

طرح عبادتیں بھی بیکار ہی جا رہی

ہیں کہ پروردگار صرف صاحبانِ

تقویٰ کے عمل کو قبول کرتا ہے اور بس - !

مصادر حکمت ۱۵۳، حلیۃ الاولیاء ۴، ۴، مستدرک حاکم ۲۵۲، محاضرات راغب ۱۵۳، تفسیر رازی ۶، ۳۰۶

مصادر حکمت ۱۵۳، غرر الحکم ۱۴۱

مصادر حکمت ۱۵۳، غرر الحکم ۱۸۳

مصادر حکمت ۱۵۳، تحف العقول ۱۴۳

مصادر حکمت ۱۵۳، تحف العقول ۲۳۵

اور قرآن مجید کی تعلیم دے۔

۴۰۰۔ چشم بد۔ فسوں کاری۔ جادوگری اور فال نیک یہ سب واقعیت رکھتے ہیں لیکن بدشگونئی کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور بیماری کی چھوت چھات بھی بے بنیاد امر ہے۔

خوشبو، سواری، شہداد و سبزہ دیکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے۔

۴۰۱۔ لوگوں کے ساتھ اخلاقیات میں قربت رکھنا ان کے شر سے بچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

۴۰۲۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے اپنی اوقات سے اونچی بات کہہ دی۔ تو فرمایا۔ تم تو پر نکلنے سے پہلے ہی اڑنے لگے اور جوانی آنے سے پہلے ہی بلبلانے لگے۔

سید رضیؒ۔ شکریہ زندہ کے ابتدائی پروں کو کہا جاتا ہے اور مقب چھوٹے اونٹ کا نام ہے جب کہ بلبلانے کا سلسلہ جوانی کے بعد شروع ہوتا ہے۔

۴۰۳۔ جو مختلف چیزوں پر نظر رکھتا ہے اس کی تدبیریں اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔

۴۰۴۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کے معنی کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے ہیں اور جو کچھ ملکیت ہے سب اسی کی دی ہوئی ہے تو جب وہ کسی ایسی چیز کا اختیار دیتا ہے جس کا اختیار اس کے پاس ہم سے زیادہ ہے تو ہمیں ذمہ داریاں بھی دیتا ہے اور جب واپس لے لیتا ہے تو ذمہ داریوں کو اٹھا لیتا ہے۔

لے کاش کوئی شخص ہمارے معاشرہ کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیتا اور اسے باور کرا دیتا کہ بدشگونئی ایک وہی امر ہے اور اس کی کوئی حقیقت و واقعیت نہیں ہے اور مرد و عورت حقان اور واقعات پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ مگر افسوس کہ معاشرہ کا سارا کاروبار صرف اوہام و خیالات پر چل رہا ہے اور شگون نیک کی طرف کوئی شخص متوجہ نہیں ہوتا ہے اور بدشگونئی کا اعتبار ہر شخص کر لیتا ہے اور اسی پر بیشمار ساجی اثرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں اور معاشرتی فساد کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

اے جو نیک ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ برا بھلا نہ کریں اور وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے لہذا اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ لوگوں سے تعلقات قائم کرے اور ان سے رسم و رواج بڑھائے تاکہ وہ شر پھیلانے کا ارادہ ہی نہ کریں۔ کہ معاشرہ میں زیادہ حصہ شرائط اور دوری سے پیدا ہوتا ہے ورنہ قربت کے بعد کسی نہ کسی مقدار میں تکلف ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔

اے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس علم و فضل اور کمال و ہنر کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن اونچی محفلوں میں بولنے کا شوق ضرور رکھتے ہیں جس طرح کہ بعض خطباء کمال جہالت کے باوجود ہر بڑی سے بڑی مجلس سے خطاب کرنے کے امیدوار رہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس طرح اپنی شخصیت کا رعب قائم کر لیں گے اور یہ احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہی سہی عزت بھی چلی جائے گی اور مجمع عام میں رسوا ہو جائیں گے۔

امیر المؤمنینؑ نے ایسے ہی افراد کو تنبیہ کی ہے جو قبل از وقت بالغ ہو جاتے ہیں اور بلوغ فکری سے پہلے ہی بلبلانے لگتے ہیں۔

۴۰۵

و قال ﴿۴۰۵﴾:

لعمار بن ياسر: وقد سمعته يراجع المغيرة ابى شعبة كلاماً:
دَعَا يَاعَمَّارُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قَارَبَهُ
مِنَ الدُّنْيَا، وَعَلَى عَمْدٍ لَيْسَ عَلَى نَفْسِهِ، لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ
عَازِراً لِنَسَقَاتِهِ.

۴۰۶

و قال ﴿۴۰۶﴾:

مَا أَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْأَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَباً لِيَا عِنْدَ اللَّهِ! وَأَحْسَنُ مِنْهُ
تَبَهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ أَتْكَالاً عَلَى اللَّهِ.

۴۰۷

و قال ﴿۴۰۷﴾:

مَا اسْتَوْدَعَ اللَّهُ امْرَأً عَثْلاً إِلَّا اسْتَفْقَدَهُ بِوَيْوَمًا مَا

۴۰۸

و قال ﴿۴۰۸﴾:

مَنْ صَارَ الْحَقُّ صَرَعَةً.

۴۰۹

و قال ﴿۴۰۹﴾:

الْقَلْبُ مُضْحَكُ الْبَصَرِ.

۴۱۰

و قال ﴿۴۱۰﴾:

الَّتَى زَيْسُ الْأَخْلَاقِ.

۴۱۱

و قال ﴿۴۱۱﴾:

لَا تَجْعَلَنَّ ذَرْبَ لِسَانِكَ عَلَى مَنْ أَنْطَقَكَ، وَبَلَاغَةَ قَوْلِكَ عَلَى مَنْ سَدَّدَكَ.

۴۱۲

و قال ﴿۴۱۲﴾:

كَفَاكَ أَدْبَابُ لِنْفَيْكَ اجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ.

۴۱۳

و قال ﴿۴۱۳﴾:

مَنْ صَبَرَ صَبَرَ الْأَخْرَارُ، وَإِلَّا سَلَّوْا الْأَغْبَارَ.

نبتس - وهو كرسى دال دیا

مصحف - صحیفہ

تقی - تقویٰ

ذرب - تیزری

سدوک - سکھایا ہے

سلا - تسلی حاصل کرے گا

اغمار - سادہ لوح

① مصحف وہ ورق ہوتا ہے جس پر

انسان اپنے معلومات کو درج کر دیتا ہے

قلب انسان کی آنکھوں کے لئے جیسی حیثیت

رکتا ہے کہ آنکھیں معلومات کے حاصل

کرنے کا ذریعہ ہیں اور دل انہیں

محفوظ کرنے کا مرکز اور مخزن ہے لہذا

آنکھوں کو چاہئے کہ ایسے مناظر کا علم

حاصل نہ کریں جن کا جمع کرنا فتنہ و فساد

کا باعث بن جائے اور بعد میں شرمندگی

اور زحمت کا سامنا کرنا پڑے۔

مصادر حکمت ۳۵۱، الامامۃ والسیاستہ ۳۵۵، تاریخ دمشق ج ۵، المجالس مفیدہ ص ۱۱۶

مصادر حکمت ۳۵۲، قوت القلوب ۲ ص ۱۰، تاریخ بغداد ۱۲ ص ۳۸۶، مناقب خوارزمی ص ۲۶۹، مروج الذهب ۳ ص ۲۶۳، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۳

مصادر حکمت ۳۵۳، غرر الحکم ص ۲۳۲

مصادر حکمت ۳۵۴، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۴، ارشاد مفیدہ ص ۱۴۱، ربیع الابرار ص ۱۹، دستور عالم الحکم

مصادر حکمت ۳۵۵، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۵

مصادر حکمت ۳۵۶، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۶

مصادر حکمت ۳۵۷، غرر الحکم ص ۲۵۷

مصادر حکمت ۳۵۸، روضۃ الکافی ص ۲۲، شتف العقول ص ۳۶۵، قصار الحکم ص ۳۶۵

مصادر حکمت ۳۵۹، قصار الحکم ص ۹۹

۴۰۵۔ آپ نے دیکھا کہ عمار یا سر مغیرہ بن شعبہ سے بحث کر رہے ہیں تو فرمایا عمار! اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس نے دین میں سے اتنا ہی حصہ لیا ہے جو اسے دنیا سے قریب تر بنا سکے اور جان بوجھ کر اپنے لئے امور کو مشتبہ بنا لیا ہے تاکہ انھیں شبہات کو اپنی لغزشوں کا بہانہ قرار دے سکے۔

۴۰۶۔ کس قدر اچھی بات ہے کہ مالدار لوگ ابراہیمی کی خاطر فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں لیکن اس سے اچھی بات یہ ہے کہ فقراء خدا پر بھروسہ کر کے دولت مندوں کے ساتھ تمکنت سے پیش آئیں۔

۴۰۷۔ پروردگار کسی شخص کو عقل عنایت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ ایک دن اسی کے ذریعہ اسے ہلاکت سے نکال لیتا ہے۔

۴۰۸۔ جو حق سے ٹکرائے گا حق بہر حال اسے پچھاڑ دے گا۔

۴۰۹۔ دل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

۴۱۰۔ تقویٰ تمام اخلاقیات کا راس و رئیس ہے۔

۴۱۱۔ اپنی زبان کی تیزی اس کے خلاف استعمال نہ کرو جس نے تمھیں بولنا سکھا یا ہے اور اپنے کلام کی فصاحت کا مظاہرہ اس پر نہ کرو جس نے راستہ دکھایا ہے۔

۴۱۲۔ اپنے نفس کی تربیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کرو جنہیں دوسروں کے لئے برا سمجھتے ہو۔

۴۱۳۔ انسان جو اندروں کی طرح صبر کرے گا ورنہ سادہ لوحوں کی طرح چپ ہو جائے گا۔

ابن ابی الحدید نے مغیرہ کے اسلام کی یہ تاریخ نقل کی ہے کہ یشمنص ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں جا رہا تھا۔ ایک مقام پر سب کو شراب پلا کر یہوش کر دیا اور پھر قتل کر کے سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد جب یہ خطرہ پیدا ہوا کہ ورنہ انتقام لیں گے اور جان کا بچانا مشکل ہو جائے گا تو بھاگ کر مدینہ آگیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا کہ اس طرح جان بچانے کا ایک راستہ نکل آئے گا۔

یشمنص اسلام و ایمان دونوں سے بے بہرہ تھا۔ اسلام جان بچانے کے لئے اختیار کیا تھا اور ایمان کا یہ عالم تھا کہ برسر منبر کل ایمان "کو کھالیا دیا کرتا تھا اور اسی بدترین کردار کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

۲۔ تکبر اور تمکنت کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن جہاں تواضع اور خاکساری میں فتنہ و فساد پایا جاتا ہو ورنہ تکبر اور تمکنت کا اظہار یہی ضروری ہو جاتا ہے۔ فقراء کے تکبر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا اظہار کریں اور بے بنیاد تمکنت کا سہارا لیں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اغنیاء کے بجائے پروردگار پر بھروسہ کریں اور اسی کے بھروسہ پر اپنی بے نیازی کا اظہار کریں تاکہ ایمان و عقیدہ میں استحکام پیدا ہو اور اغنیاء بھی تواضع اور انکسار پر مجبور ہو جائیں اور اس تواضع سے انھیں بھی کچھ اجر و ثواب حاصل ہو جائے۔

ارحملوا۔ کرج کر مائیں گے

حقیق۔ سزاوار

علیین۔ جنت کا بلند ترین مقام

① دنیا کے بارے میں یہ دونوں سائل قابل توجہ ہیں

۱۔ یہ ٹھہرنے والی چیز نہیں ہے

اگر اسے سکون، استقرار حاصل ہوتا

تو انسان کم سے کم یہی سوچ لیتا کہ

اگر ہم کو دھوکہ دے گی یا نقصان

پہنچائے گی تو ایک نہ ایک دن اس

بدام ضرور لے لیں گے مگر شکل یہ ہے کہ

یہ ٹھہرنے والی شے نہیں ہے اور

اپنا کام مکمل فوراً آگے بڑھ جاتی

ہے لہذا انسان کی ہنرمندی یہی ہے

کہ اس کے دھوکہ میں نہ آئے اور ہرگز

سے چرکنا ہو کر قدم آگے بڑھائے

۲۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہ

ادبیا خدا کے ثواب و اجر کی منزل

کیا بنایا جائے گا۔ اسے مالک نے

اپنے دشمنوں کے مذاب کی منزل بھی

نہیں بنایا ہے لہذا اس سے دل لگانا

یا اس کے خطرہ کو اہمیت دینا دونوں

غلط ہیں۔ دل لگانا ہے تو انسان اگر

سے دل لگائے اور خطرات سے تحفظ

کرنا ہے تو آخرت کے خطرے سے تحفظ کرے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

۴۱۴

و فی خبر آخر أنه ﴿۴۱۴﴾ قال للأشعث بن قيس معزياً عن ابن له: إن صبرت صبر الأكارم، وإلا سلوت سلو البهائم.

۴۱۵

و قال ﴿۴۱۵﴾:

في صفة الدنيا: تَغُرُّ وَ تَطُورُ وَ تَمُوتُ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَرْضَهَا نَوَاباً لِأَوْلِيَائِهِ، وَ لَا عِقَاباً لِأَعْدَائِهِ، وَإِنَّ أَهْلَ الدُّنْيَا كَرَكِبَ بَيْتاً هُمْ حَلُّوا إِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ فَارْتَحَلُوا.

۴۱۶

و قال لابنه الحسن ﴿۴۱۶﴾:

لَا تَحْمِلَنَّ وِزَاءَكَ شَيْئاً مِنَ الدُّنْيَا، فَإِنَّكَ تَحْمِلُهُ لِأَحَدٍ رَجُلَيْنِ: إِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِيهِ بِطَاعَةِ اللَّهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيتَ بِهِ، وَ إِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِيهِ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ فَشَقِيتَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ، فَكُنْتَ عَوْناً لَهُ عَلَى مَعْصِيَتِهِ، وَلَيْسَ أَحَدٌ هَذَيْنِ حَقِيقاً أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى نَفْسِكَ.

قال الرضي: ويروي هذا الكلام على وجه آخر وهو:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الَّذِي فِي يَدِكَ مِنَ الدُّنْيَا قَدْ كَانَ لَهُ أَفْلٌ قَبْلَكَ، وَ هُوَ صَارَ إِلَى أَفْلٍ بَعْدَكَ، وَ إِنَّمَا أَنْتَ جَامِعٌ لِأَحَدٍ رَجُلَيْنِ: رَجُلٌ عَمِلَ فِيهَا جَمْعَتُهُ بِطَاعَةِ اللَّهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيتَ بِهِ، أَوْ رَجُلٌ عَمِلَ فِيهِ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ، فَشَقِيتَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ هَذَيْنِ أَهْلاً أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى نَفْسِكَ، وَ لَا أَنْ تَحْمِلَ لَهُ عَلَى ظَهْرِكَ، فَارْجُ لِمَنْ مَضَى رَحْمَةَ اللَّهِ، وَلِمَنْ بَقِيَ رِزْقَ اللَّهِ.

۴۱۷

و قال ﴿۴۱۷﴾:

لَقَائِلُ قَالَ بِحَضْرَتِهِ: «أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ: تَكِلْتُكَ أَتُذِرِي مَا الْإِنْسَانُ يَتَفَقَرُ؟ الْإِنْسَانُ يَتَفَقَرُ دَرَجَةً السَّعِيدِينَ، وَ هُوَ أَشَمُّ وَ أَقْسَعُ عَلَى سَبِّهِ مَعَانٍ أَوْ كَمَا التَّدْمُ عَلَى مَا مَضَى، وَ الثَّانِي السَّعْزُ عَلَى تَرْكِ الْعَوْدِ إِلَيْهِ أَبَدًا، وَ الثَّالِثُ أَنْ تُؤْثِرِي إِلَى الْخُلُوقِ حُقُوقَهُمْ حَتَّى تَلْقَى اللَّهَ أَنْ مَلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ، وَ الرَّابِعُ أَنْ تَعْمِدَ إِلَى كُلِّ

مصادر حکت ۳۱۳، قصار الحکم ۹۹

مصادر حکت ۳۱۵، محاضرات راغب ۲ ص ۳۹، ادب الدنیا والدین ماوردی ص ۲۱۳، غرر الحکم ص ۳۲، مطالب السؤل اصلاً، مجمع الامثال ص ۲۵۳، مشکوٰۃ ص ۱۱۲

مصادر حکت ۳۱۶، خصال صدوق ص ۵۹، تاریخ دمشق حالات امیر المومنین غرر الحکم ص ۲۵۴، روضة الکافی ص ۵۹

مصادر حکت ۳۱۷، تحف العقول ص ۱۳۸، ارشاد و مفید ص ۴۴، فلاح السائل ابن طاووس، تفسیر کبیر ص ۳۴

۴۱۴۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اشعث بن قیس کو اس کے بیٹے کی تعزیت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ بزرگوں کی طرح صبر کرو ورنہ جانوروں کی طرح ایک دن ضرور بھول جاؤ گے۔

۴۱۵۔ آپ نے دنیا کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دھوکہ دیتی ہے۔ نقصان پہنچاتی ہے اور گزر جاتی ہے۔ اللہ نے اسے نہ اپنے اولیاء کے ثواب کے لئے پسند کیا ہے اور نہ دشمنوں کے عذاب کے لئے۔ اہل دنیا ان سواروں کے مانند ہیں جنہوں نے جیسے ہی قیام کیا ہٹانے والے نے لٹکا دیا کہ کوچ کا وقت آگیا ہے اور پھر روانہ ہو گئے ﴿۱﴾

۴۱۶۔ اپنے فرزند حسنؑ سے بیان فرمایا۔ خبردار دنیا کی کوئی چیز اپنے بعد کے لئے چھوڑ کر مت جانا کہ اس کے وارث دو ہی طرح کے لوگ ہوں گے۔ یا وہ ہوں گے جو نیک عمل کریں گے تو جو مال تمہاری بدبختی کا سبب بنا ہے وہی ان کی نیک بختی کا سبب ہو گا اور اگر انہوں نے معصیت میں لگا دیا تو وہ تمہارے مال کی وجہ سے بدبخت ہوں گے اور تم ان کی معصیت کے بدکار شمار ہو گے اور ان دونوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے تم اپنے نفس پر ترجیح دے سکتے ہو۔

سید رضیؒ۔ اس کلام کو ایک دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے کہ۔ ”یہ دنیا جو آج تمہارے ہاتھ میں ہے کل دوسرے اس کے اہل رہ چکے ہیں اور کل دوسرے اس کے اہل ہوں گے اور تم اسے دو میں سے ایک کے لئے جمع کر رہے ہو یا وہ شخص جو تمہارے جمع کئے ہوئے کو اطاعتِ خدا میں صرف کرے گا تو جمع کرنے کی زحمت تمہاری ہوگی اور نیک بختی اس کے لئے ہوگی۔ یا وہ شخص ہو گا جو معصیت میں صرف کرے گا تو اس کے لئے جمع کر کے تم بدبختی کا شکار ہو گے اور ان میں سے کوئی اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اسے اپنے نفس پر مقدم کر سکے اور اس کے لئے اپنی پشت کو گراں بار بنا سکے لہذا جو گزر گئے ان کے لئے رحمتِ خدا کی امید کرو اور جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے رزقِ خدا کی امید کرو۔“

۴۱۷۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے استغفار کیا ”استغفر اللہ“ تو آپ نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھ۔ یہ استغفار بلند ترین لوگوں کا مقام ہے اور اس کے مفہوم میں چھ چیزیں شامل ہیں: (۱) ماضی پر شرمندگی (۲) آئندہ کے لئے نہ کرنے کا عزمِ محکم (۳) مخلوقات کے حقوق کا ادا کر دینا کہ اس کے بعد یوں پاکدامن ہو جائے کہ کوئی مواخذہ نہ رہ جائے (۴) جس فریضہ کو ضائع کر دیا ہے اسے پورے طور پر ادا کر دینا

۱۔ امام حسنؑ سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے کہ اتنی عظیم بات کا سمجھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے ورنہ امام حسنؑ جیسی شخصیت کا انسان ان نکات کی طرف توجہ دلانے کا محتاج نہیں ہے اور ان کا کام خود ہی عالمِ انسانیت کو ان حقائق سے باخبر کرنا اور ان نکات کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

بہر حال مسئلہ انتہائی اہم ہے کہ انسان کو اپنی عاقبت کے لئے جو کچھ کرنا ہے وہ اپنی زندگی میں کرنا ہے۔ مرنے کے بعد دوسروں سے امید لگانا ایک دوسرے شیطانی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر مال بھی پروردگار نے دیا ہے تو اس کا فیصلہ بھی خود ہی کرنا ہے۔ چاہے زندگی میں صرف کرے یا اس کے مصروفِ کالین کرے ورنہ فائدہ دوسرے افراد اٹھائیں گے اور وبال اسے برداشت کرنا پڑے گا۔!

پسند

۴۴۵

و قال ﴿۴۴۵﴾:

إِذَا كَانَ فِي رَجُلٍ خَلَّةٌ رَائِقَةٌ فَاسْتَظْهِرُوا أَخَوَاتِهَا.

۴۴۶

و قال ﴿۴۴۶﴾:

لغالب بن صعصعة أبي الفرزدق، في كلام دار بينهما:
مَا فَعَلْتُ إِلَّا لَكَ الْكَثِيرَ؟ قَالَ: دَغَدَغْتُهَا الْمُتَقَوُّ
بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ذَلِكَ أَخَذُ سُبُلَهَا.

۴۴۷

و قال ﴿۴۴۷﴾:

مَنِ اتَّجَرَ بِغَيْرِ فِتْنَةٍ فَقَدْ ارْتَبَطَ فِي الرِّبَا.

۴۴۸

و قال ﴿۴۴۸﴾:

مَنْ عَظَّمَ صِفَارَ الْمَصَائِبِ ابْتِلَاءُ اللَّهِ بِكِبَارِهَا.

۴۴۹

و قال ﴿۴۴۹﴾:

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فَانْتِ عَلَيْهِ شَهَوَاتُهُ.

۴۵۰

و قال ﴿۴۵۰﴾:

مَا مَرَحَ امْرُؤٌ مَرَحَةً إِلَّا جَنَّ مِنْ عَقْلِهِ جَنَّةٌ.

۴۵۱

و قال ﴿۴۵۱﴾:

وَهُذَلِكَ فِي رَاغِبٍ فَبِكَ نَفْصَانِ حَظُّهُ وَرَغْبَتِكَ فِي زَاهِدٍ فَبِكَ ذُلُّ نَفْسِي.

۴۵۲

و قال ﴿۴۵۲﴾:

الْخَفِيُّ وَالْفَقْرُ بَعْدَ الْفَرَضِ عَلَى اللَّهِ.

خَلَّة - عادت

دغدغت منتشر کر دیا

ارتطم - مبتلا ہو گیا

مُجَّ - الگ کر دیا

عرض - پیشی

① انسانی زندگی میں دو طرح کے

عیب پائے جاتے ہیں -

بعض لوگ ان سے کنارہ کش

رہتے ہیں جو ان کی طرف رغبت رکھتے

ہیں تو یہ لوگ بلا سبب اپنا نقصان

کرتے ہیں اور بعض ان کی طرف رغبت

پیدا کرتے ہیں جو ان سے کنارہ کش

رہنا چاہتے ہیں - تو یہ لوگ بلا وجہ

اپنی عزت کو برباد کرتے ہیں اور

دوسروں کی نگاہ میں حقیر و ذلیل

بن جاتے ہیں -

صحیح اجتماعی زندگی یہ ہے کہ

رغبت کرنے والے کی قدر کی جائے

اور کن رہ کشی کرنے والے سے

بے نیازی کا اظہار کیا جائے -

مصادر حکمت ۳۳۵ مجمع الاشغال ۲ ص ۲۵۳

مصادر حکمت ۳۳۶ ہدایت ابن ایشر ۲ ص ۱۶۲

مصادر حکمت ۳۳۷ فردغ کافی ۵ ص ۱۵۳، الفقیہ ۳ ص ۱۲، دعائم الاسلام ۲ ص ۱۳۱

مصادر حکمت ۳۳۸ مجمع الاشغال ۲ ص ۲۵۳، مطالب السؤل ۱ ص ۱۶۱

مصادر حکمت ۳۳۹ مجمع الاشغال ۲ ص ۲۵۳، دستور معالم الحکم ۲ ص ۲۰، القدر الفرید ۳ ص ۱۶۳

مصادر حکمت ۳۴۰ عیون الاخبار ۱ ص ۳۱۹، غرر الحکم ۳ ص ۱۳۲

مصادر حکمت ۳۴۱ غرر الحکم ۳ ص ۱۳۵

مصادر حکمت ۳۴۲ غرر الحکم ۳ ص ۱۳۲

- ۴۴۵۔ اگر کسی انسان میں کوئی اچھی خصلت پائی جاتی ہے تو اس سے دوسری خصلتوں کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔
- ۴۴۶۔ غالب بن صعصعہ (پدر فرزدق) سے گفتگو کے دوران فرمایا۔ تمہارے پیشواؤں کا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا کہ حقوق کی ادائیگی نے منتشر کر دیا۔ فرمایا کہ یہ بہترین اور قابل تعریف راستہ ہے۔
- ۴۴۷۔ جماحکام کو دریافت کئے بغیر تجارت کرے گا وہ کبھی نہ کبھی سود میں ضرور مبتلا ہو جائے گا۔
- ۴۴۸۔ جو چھوٹے مصائب کو بھی بڑا خیال کرے گا اسے خدا بڑے مصائب میں بھی مبتلا کر دے گا۔
- ۴۴۹۔ جسے اس کا نفس عزیز ہوگا اس کی نظر میں خواہشات بے قیمت ہوں گی (کہ انھیں سے عزت نفس کی تباہی پیدا ہوتی ہے)۔
- ۴۵۰۔ انسان جس قدر بھی مزاح کرتا ہے اسی قدر اپنی عقل کا ایک حصہ الگ کر دیتا ہے۔
- ۴۵۱۔ جو تمہاری طرف رغبت کرے اس سے کنارہ کشی خواہ ہے اور جو تم سے کنارہ کش ہو جائے اس کی طرف رغبت ذلت نفس ہے۔
- ۴۵۲۔ مالدار اور غربت کا فیصلہ پروردگار کی بارگاہ میں پیشی کے بعد ہوگا۔

۱۔ چونکہ اچھی خصلت شرافت نفس سے پیدا ہوتی ہے لہذا ایک خصلت کو بھی دیکھ کر یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس شخص میں شرافت نفس پائی جاتی ہے اور یہ شرافت نفس جس طرح اس ایک خصلت پر آمادہ کر سکتی ہے اسی طرح دوسری خصلتیں بھی پیدا کر سکتی ہے کہ ایک درخت میں ایک ہی میوہ نہیں پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ غالب فرزدق کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اونٹوں کے بارے میں بھی سوال کیا اور فرزدق کے بارے میں بھی سوال کیا تو غالب نے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے ادا سے میں نے شعر و ادب کی تعلیم دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے کاش تم نے قرآن مجید کی تعلیم دی ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات دل کو لگ گئی اور انھوں نے اپنے پیروں میں زنجیریں ڈال لیں اور انھیں اس وقت تک نہیں کھولاجب تک سارا قرآن حفظ نہیں کر لیا۔

۳۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ فقہ کی ضرورت صرف صلوٰۃ و صیام کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کی ضرورت زندگی کے ہر شعبہ میں ہے تاکہ انسان برائیوں سے محفوظ رہ سکے اور فقر و حلال پر زندگی گزار سکے ورنہ فقہ کے بغیر تجارت کرتے ہیں بھی سود کا اندیشہ ہے اور سود سے بدتر اسلام میں کوئی مال نہیں ہے جس کا ایک پیسہ بھی حلال نہیں کیا گیا ہے۔

۴۔ انسان کا ہنر ہے کہ ہمیشہ مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہے اور بڑی سے بڑی مصیبت بھی آجائے تو اسے حقیر اور ٹھوکی ہی سمجھے تاکہ دیگر مصائب کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے ورنہ ایک مرتبہ اپنی کمزوری کا اظہار کر دیا تو مصائب کا ہجوم عام ہو جائے گا اور انسان ایک لمحہ کے لئے بھی نجات حاصل نہ کر سکے گا۔

۵۔ خواہش اس قید کا نام ہے جس کا قیدی تاحیات آزاد نہیں ہو سکتا ہے کہ ہر قید کا تعلق انسان کی بیرونی زندگی سے ہوتا ہے اور خواہش انسان کو اندر سے جکڑ لیتی ہے جس کے بعد کوئی آزاد کرانے والا بھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرد حکم سے پوچھا گیا کہ دنیا میں تمہاری خواہش کیا ہے؟ تو اس نے رستہ ہی جواب دیا کہ بس یہی کہ کسی چیز کی خواہش نہ پیدا ہو۔

۶۔ مزاح ایک بہترین چیز ہے جس سے انسان خود بھی خوش ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی خوش حال بناتا ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ مزاح بیکار مزاح ہو اور غلامی یا غلامی فریب کاری، ایذا دہن، توہین مسلمان کا پہلو نہ پیدا ہونے پائے اور حد سے زیادہ بھی نہ ہو ورنہ حرام اور باعثِ ہلاکت و بربادی ہو جائے گا۔

۴۵۳

و قال ﴿۴۵۳﴾:

مَا زَالَ الرَّبُّ يُزِيرُ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى تَشَأْ ابْنَةُ الْمُشْرُومِ عَبْدُ اللَّهِ

۴۵۴

و قال ﴿۴۵۴﴾:

مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ: أَوَّلُهُ نُطْفَةٌ، وَآخِرُهُ جِيفَةٌ، وَلَا يَزُوقُ نَفْسَهُ، وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ

۴۵۵

و سئل: من أشعر الشعراء؟ فقال ﴿۴۵۵﴾:

إِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَخْرُوا فِي حَلْبَةٍ تُعْرِفُ الْغَايَةَ عِنْدَ قَصَبَتِهَا، فَإِنْ كَانَ
وَلَا بُدَّ قَالَمَلِكُ الضَّلِيلِ

۴۵۶

و قال ﴿۴۵۶﴾:

أَلَا حُرٌّ يَدْعُ هَذِهِ اللَّسَاطَةَ لِأَهْلِهَا؟ إِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ عَنْ إِلَّا الْجَنَّةَ،
فَلَا تَسْبِعُوها إِلَّا بِهَا

۴۵۷

و قال ﴿۴۵۷﴾:

مَنْهُمَا لَا يَشْتَبَهُانِ: طَالِبُ عِلْمٍ وَطَالِبُ دُنْيَا

۴۵۸

و قال ﴿۴۵۸﴾:

الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْتِيَ الصَّدَقَ حَيْثُ يَطْرُقُكَ، عَلَى الْكَذِبِ
حَيْثُ يَنْتَفِعُكَ، وَالْأَيُّ يَكُونُ فِي حَدِيثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ،
وَأَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ فِي حَدِيثِ غَيْرِكَ

۴۵۹

و قال ﴿۴۵۹﴾:

يَغْلِبُ الْفِدَاؤُ عَلَى التَّقْدِيرِ

جیفہ - مردار

طلبہ - میدان

قصہ - انعام

ضلیل - گمراہ

لُطْفہ - چایا ہوا لقمہ

منہوم - خواہشمند

تقدیر - تقدیر

تقدیر - اندازہ

① افسوس کہ دنیا کی لذت سے سب

آشنا ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کوئی سیر

ہونے کا نام نہیں لیتا ہے لیکن علم

کی لذت سے کوئی آشنا نہیں ہے۔

لہذا اس کے لئے کوئی پیچیدہ نہیں

ہے اور سب علم کو بھی حصول دنیا

ہی کے لئے اختیار کر رہے ہیں ورنہ

لذت علم کا احساس پیدا ہو جاتا تو

لذت دنیا کی کوئی اوقات نہ رہ جاتی۔

- مصادر حکمت ۴۵۳: العقد القریب ۳ ص ۹۶، استیعاب ۲ ص ۲۹۲، اسد الغابہ ۱ ص ۱۶۳، تاریخ طبری ۵ ص ۲۰۴، الجمل شیخ مفید ۱ ص ۱۹۲، تذکرہ ابن الجوزی ۱ ص ۱۰۰
- مصادر حکمت ۴۵۴: علل الشرائع صدوق ۲ ص ۲۵۲، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۲
- مصادر حکمت ۴۵۵: العمدة ابن رشتین ۱ ص ۳۱
- مصادر حکمت ۴۵۶: مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۲، غرر الحکم ۵ ص ۵۹
- مصادر حکمت ۴۵۷: خصال صدوق ۱ ص ۲۶، اصول کافی ۱ ص ۶۲، العقد القریب ۱ ص ۲۶، نقلاً عن الرسول الاکرم
- مصادر حکمت ۴۵۸: الآداب شمس الخلافہ ۲ ص ۲۶
- مصادر حکمت ۴۵۹: قصار الحکم ۱ ص ۱۵

۴۵۳۔ زیرِ ہمیشہ ہم اہلبیت کی ایک فرد شمار ہوتا تھا یہاں تک کہ اس کا منحوس فرزند عبداللہ نمودار ہو گیا۔

۴۵۴۔ آخر فرزندِ آدم کا غرورِ مہابت سے کیا تعلق ہے جب کہ اس کی ابتدا نطفہ ہے اور انتہا مُردار۔ وہ نہ اپنی روزی کا اختیار رکھتا ہے اور نہ اپنی موت کو طال سکتا ہے۔

۴۵۵۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون تھا؟ تو فرمایا کہ سارے شعراء نے ایک میدان میں قدم نہیں رکھا کہ بقیۃِ عمل سے ان کی انتہائے کمال کا فیصلہ کیا جاسکے لیکن اگر فیصلہ ہی کرنا ہے تو بادشاہِ گمراہ (یعنی امر القیس)۔

۴۵۶۔ کیا کوئی ایسا آزادِ مرد نہیں ہے جو دنیا کے اس چبائے ہوئے لقمہ کو دوسروں کے لئے چھوڑ دے؟ یاد رکھو کہ تمہارے نفس کی کوئی قیمتِ جنت کے علاوہ نہیں ہے لہذا اسے کسی اور قیمت پر بیچنے کا ارادہ مت کرنا۔

۴۵۷۔ دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایک طالبِ علم اور ایک طالبِ دنیا (۵۱)

۴۵۸۔ ایمان کی علامت یہ ہے کہ سچ نقصان بھی پہنچائے تو اسے فائدہ پہنچانے والے جھوٹ پر مقدم رکھو۔ اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسروں کے بارے میں بات کرتے ہوئے خدا سے ڈرتے رہو۔

۴۵۹۔ (کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ) قدرت کا مقرر کیا ہوا مقدر انسان کے اندازوں پر غالب آجاتا ہے یہاں تک کہ یہی تدبیر بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

۱۔ انسانی زندگی کے تین دور ہوتے ہیں: ابتداء۔ انتہاء۔ وسط۔ اور انسان کا حال یہ ہے کہ وہ ابتداء میں ایک قطرہِ بخش ہوتا ہے اور انتہاء میں مُردار ہو جاتا ہے۔ درمیانی حالات یقیناً طاقت و قوت اور طہارت و پاکیزگی کے ہوتے ہیں لیکن اس کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ نہ اپنا رزق اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نہ اپنی موت اپنے اختیار میں ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں انسان کے لئے تکبر و غرور کا جواز کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ تقاضائے شرافت و دیانت یہ ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اسی کا شکریہ ادا کرے اور اسی کی اطاعت میں زندگی گزار دے تاکہ مرنے کے بعد خود بھی پاکیزہ رہے اور وہ زمین بھی پاکیزہ ہو جائے جس میں دفن ہو گیا ہے۔

۲۔ دنیا وہ ضعیفہ ہے جو لاکھوں کے تصرف میں رہ چکی ہے اور وہ لقمہ ہے جسے کروڑوں آدمی چبا چکے ہیں۔ کیا ایسی دنیا بھی اس لائق ہوتی ہے کہ انسان اس سے دل لگائے اور اس کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کا تو سب سے بہترین مصرف یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے حوالے کر کے اپنی جنت کا انتظام کر لے جہاں ہر چیز نئی ہے اور کوئی نعمت استعمال شدہ نہیں ہے۔

۳۔ یقیناً ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ سچ کو جھوٹ پر مقدم رکھا جائے اور معمولی مفادات کی راہ میں اس عظیم نعمتِ صدق کو قربان نہ کیا جائے لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع آسکتے ہیں جب سچ کا نقصان ناقابلِ برداشت ہو جائے تو ایسے موقع پر عقل اور شرع دونوں کی اجازت ہے کہ کذب کا راستہ اختیار کر کے اس نقصان سے تحفظ کا انتظام کر لیا جائے جس طرح کہ قاتل کسی بنی برحق کی تلاش میں ہو اور آپ کو اس کا پتہ معلوم ہو تو آپ کے لئے شرعاً جائز نہیں ہے کہ پتہ بتا کر بنی برحق کے قتل میں حصہ دار ہو جائیں۔!

حَتَّى تَكُونَ الْآفَةُ فِي الثَّذِيرِ

قال الرضي: وقد مضى هذا المعنى فيما تقدم برواية تخالف هذه الالفاظ

٤٦٠

و قال ﴿٤٦٠﴾:

الْمِلْمُ وَالْأَنَاءُ تَوَاتَمَانِ يَسْتَجُفُّمَا عَلَوُ الْمِلْمَةِ

٤٦١

و قال ﴿٤٦١﴾:

الْفَيْتَةُ جُفَاءُ الْعَاجِزِ

٤٦٢

و قال ﴿٤٦٢﴾:

رُبَّ مَفْتُونٍ يَحْسِنُ الْقَوْلَ فِيهِ

٤٦٣

و قال ﴿٤٦٣﴾:

الدُّنْيَا خُلِقَتْ لِقَرِّهَا، وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا

٤٦٤

و قال ﴿٤٦٤﴾:

إِنَّ لِي بَنِي أُمِّيَّةٍ يَزِيدُونَ فِيهِ، وَلَوْ قَدْ
اخْتَلَفُوا فِي بَيْنِهِمْ ثُمَّ كَادَتْهُمْ الضُّبَاعُ لَقَلْبَتُهُمْ

قال الرضي: و المردود هنا مفعول من الإرواد، و هو الإمهال و الإظهار، و هذا من
أفصح الكلام و أغرب، فكانه عليه السلام شبه المهلة التي هم فيها بالمضمار الذي
يجرون فيه إلى الغاية، فإذا بلغوا منقطعها انتقض نظامهم بعدها.

٤٦٥

و قال ﴿٤٦٥﴾:

فِي مَدْحِ الْأَنْصَارِ: فَمَنْ وَاللَّهِ رَبَّوْا الْإِسْلَامَ كَمَا يُرَبِّي الْفُلُ
مَعَ غَتَانِهِمْ، بِأَيْدِيهِمُ السُّبَاطُ، وَالْأَيْدِيَّتُهُمُ السُّلَاطُ.

علم - بردباری

انابة - صبر

توأم - جڑواں

غيب - پیچھے پیچھے برائی کرنا

جہد - آخری کوشش

یرود - ہلکے کا میدان

ضباع - بچو

ربوا - پالانے

فلو - سچے کیسا

غنا - استغناء

سباط - جمع سبط - سخی

سلط - جمع سبط - تیز

﴿٤٦٤﴾ کہا جاتا ہے کہ بنی امیہ کا اتحاد

ہشام بن عبد الملک کے دور تک

برقرار رہا اور بنی ان کا دور عروج

تھا۔ اس کے بعد آپس میں اختلاف

شروع ہوا۔ قتل و غارت کی فتن

آئی۔ لاشوں کو قبروں سے نکال کر

سولی پر لٹکایا گیا۔ گھروں کو آگ لگائی گئی۔

عورت و آبرو پر حملہ کیا گیا اور اس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ ابوسلم خراسانی جیسے

کمزور ترین آدمی نے بھی ان کا تختہ

الٹ دیا اور ان کا چراغ خاموش

کر دیا۔

مصادر حکمت ۳۶۱، سراج الملوک ۱۵۴، غر الخصاص الراضہ ۲۵۴، البدیع علی العشر ۲۱، الصنائع عسکری ۲۷۷

مصادر حکمت ۳۶۱، مجمع الاشغال ۲ ص ۳۵۴

مصادر حکمت ۳۶۲، تحت العقول ۱۴۳، مجمع الاشغال ۲ ص ۳۵۴

مصادر حکمت ۳۶۳، غر الحکم

مصادر حکمت ۳۶۴

مصادر حکمت ۳۶۵، ربيع الابرار ورقہ ص ۳۶۴

سید رضیؒ۔ یہ بات دوسرے انداز سے اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

۴۶۰۔ بُرد باری اور صبر دونوں جڑواں ہیں اور ان کی پیداوار کا سرچشمہ بلند ہمتی ہے۔

۴۶۱۔ غیبت کرنا کمزور آدمی کی آخری کوشش ہوتی ہے۔

۴۶۲۔ بہت سے لوگ اپنے بارے میں تعریف ہی سے مبتلائے فتنہ ہو جاتے ہیں۔

۴۶۳۔ دنیا و دوسروں کے لئے پیدا ہوئی ہے اور اپنے لئے نہیں پیدا کی گئی ہے۔

۴۶۴۔ بنی امیہ میں سب کا ایک خاص میدان ہے جس میں دوڑ لگا رہے ہیں ورنہ جس دن ان میں اختلاف ہو گیا تو اس کے بعد بچو بھی ان پر حملہ کرنا چاہے گا تو غالب آجائے گا۔

سید رضیؒ۔ مسرود۔ ارداد سے مفعول کے وزن پر ہے اور ارداد کے معنی فرہت اور ہمت دینے کے ہیں۔ جو فصیح ترین اور عجیب ترین تعبیر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کا میدان عمل یہی ہمت خداوندی ہے جس میں سب بھاگے چلے جا رہے ہیں ورنہ جس دن یہ ہمت ختم ہو گئی سارا نظام درہم و برہم ہو کر رہ جائے گا۔

۴۶۵۔ انصارِ مدینہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے اسلام کو اسی طرح پالا ہے جس طرح ایک سالہ بچہ ناکہ کو پالا جاتا ہے اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ۔

لے یہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ مجبوری کا نام صبر ہے۔ صبر مجبوری نہیں ہے۔ صبر بلند ہمتی ہے۔ صبر انسان کو مصائب سے مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ صبر انسان میں عزائم کی بلندی پیدا کرتا ہے۔ صبر پچھلے حالات پر افسوس کرنے کے بجائے اگلے حالات کے لئے آمادگی کی دعوت دیتا ہے۔ "انا الیہ راجعون"

لے غیبت کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اس عیب کا تذکرہ کیا جائے جسے وہ خود پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے اور اس کے اظہار کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اسلام نے اس عمل کو فساد کی اشاعت سے تعبیر کیا ہے اور اسی بنا پر حرام کر دیا ہے۔ لیکن اگر کسی موقع پر عیب کے اظہار نہ کرنے ہی میں سماج یا مذہب کی بربادی کا خطرہ ہو تو بیان کرنا جائز بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے جس طرح کہ علم رجال میں نادہوں کی تحقیق کا مسئلہ ہے کہ اگر ان کے عیوب پر پردہ ڈال دیا گیا تو مذہب کے تباہ و برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور ہر چھوٹا شخص روایات کا انبار لگا سکتا ہے۔

لے دنیا کی تخلیق مقصود بالذات نہیں ہے ورنہ برد و دغا اس کو دائمی اور بادی بنا دیتا۔ دنیا کو فنا کر کے آخرت کو منظر عام پر لے آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی تخلیق آخرت کے مقدمہ کے طور پر ہوئی ہے۔ ایسا اگر کوئی شخص لے قربان کر کے آخرت کا لیتا ہے تو گویا اس نے صحیح مصروف میں لگا دیا ورنہ اپنی زندگی بھی برباد کی اور موت کو بھی صحیح راستہ پر نہیں لگایا۔

جران - سینہ

عضوض - کاٹ کھانے والا

موسر - غنی

تہند - اونچے ہو جاتے ہیں

بیع - جمع بیعہ - تجارت کی ایک قسم

باہت - جھوٹا

مفترا - افترا پرداز

غالب - حد سے آگے بڑھ جانے والا

قال - عناد رکھنے والا

توہم - وہم و خیال سے تصویر بنانا

اتہام - افعال کو ظلمات حکمت قرار

دینا -

باہت اس بے حیا جھوٹے کو

کہا جاتا ہے جو آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر بھی جھوٹ بول سکتا ہے

لیکن افترا پرداز میں ایسی بیبیائی

کی شرط نہیں ہے وہ ڈھکے چھپے

بھی غلط بیانی سے کام لے سکتا ہے

اور توہم میں فتنے پھیلا سکتا ہے -

۷۶۶

و قال ﴿﴾:

«الْعَيْنِ وَكَأَنَّ السَّيِّءَ»

قال الرضي: وهذه من الاستعارات المعجبة، كأنه يشبه السه بالوعاء، والعين بالوكاء، فإذا أطلق الوكاء لم ينضبط الوعاء. وهذا القول في الأشهر الأظهر من كلام النبي صلى الله عليه وآله وسلم، وقد رواه قوم لأئمة المؤمنين عليه السلام، وذكر ذلك المبرد في كتاب «المقتضب» في باب «اللفظ بالحروف». وقد تكلما على هذه الاستعارة في كتابنا الموسوم: «بمجازات الآثار النبوية».

۷۶۷

و قال ﴿﴾:

في كلام له: وَلَوْلَا أَنَّهُمْ وَالْفَأَقَامَ وَأَشْتَقَامَ، حَتَّى ضَرَبَ الدِّينُ بِجِرَائِهِ.

۷۶۸

و قال ﴿﴾:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ، يَعْضُ الْمُسِيرُ فِيهِ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ سُبحَانَهُ: «وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ». تَنْهَدُ فِيهِ الْأَشْرَارُ، وَتُسْتَدَلُّ الْأَخْيَارُ، وَيُبَايَعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّينَ.

۷۶۹

و قال ﴿﴾:

يَهْلِكُ فِي رَجُلَانِ: مَحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَكَاهِلٌ مُفْتَرٍ. قال الرضي وهذا مثل قوله عليه السلام: هلك في رجلان: محب غال، ومبغض قال:

۷۷۰

وسئل عن التوحيد والعدل: فقال ﴿﴾:

الَّتَوْحِيدُ إِلَّا تَتَوَهَّمُهُ، وَالْعَدْلُ إِلَّا تَسْتَدْلُهُ.

۷۷۱

و قال ﴿﴾:

لَا خَيْرَ فِي الصَّنِيعَةِ عَنِ الْخَيْرِ، كَمَا

مصادر حکت ۳۶۶ کتاب المقتضب مبرور ص ۳۳، المجازات النبویہ سید رضی ص ۲۰۸

مصادر حکت ۳۶۷ قصار احکم ص ۱۱

مصادر حکت ۳۶۸ کافی ۵ ص ۱۱، عیون اخبار الرضا ۲ ص ۲۵، کتاب عامر الطائی المعروف بابی الجحد ص ۱۲

مصادر حکت ۳۶۹ کتاب القاضی ابو بکر بن سالم التیمی - قصار احکم ص ۱۱

مصادر حکت ۳۷۰ غرر احکم ص ۱۲، مفردات راغب ص ۲۹، الطراز السید لیبانی ۲ ص ۱۵۱

مصادر حکت ۳۷۱ قصار احکم ص ۱۸

۴۶۶۔ آنکھ عقب کا تسہ ہے۔

سید رضیؒ۔ یہ ایک عجیب و غریب استعارہ ہے جس میں انسان کے عقب کو ظرف کو تشبیہ دی گئی ہے اور اس کی آنکھ کو تسہ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جب تسہ کھول دیا جاتا ہے تو برتن کا سامان محفوظ نہیں رہتا ہے۔ عام طور سے شہرت یہ ہے کہ یہ پیغمبر اسلام کا کلام ہے لیکن امیر المؤمنین سے بھی نقل کیا گیا ہے اور اس کا ذکر مبرد نے اپنی کتاب المقتضب میں باب اللفظ بالحروف میں کیا ہے اور ہم نے بھی اپنی کتاب المجازات النبویہ میں اس سے مفصل بحث کی ہے۔

۴۶۷۔ لوگوں کے امور کا ذمہ دار ایک ایسا حاکم بنا جو خود بھی سیدھے راستے پر چلا اور لوگوں کو بھی اسی راستے پر چلایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔

۴۶۸۔ لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آنے والا ہے جس میں موسراپنے مال میں انتہائی بخل سے کام لے گا حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور پروردگار نے فرمایا ہے کہ ”خبردار آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کر دینا“ اس زمانہ میں اشرار اونچے ہو جائیں گے اور اخیار کو ذلیل سمجھ لیا جائے گا۔ مجبور و بیکس لوگوں کی خرید و فروخت کی جائے گی حالانکہ رسول اکرمؐ نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔

۴۶۹۔ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ حد سے آگے بڑھ جانے والا دوست اور غلط بیانی اور افتراء پر دازی کرنے والا دشمن۔

سید رضیؒ۔ یہ ارشاد مثل اس کلام سابق کے ہے کہ ”میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو گئے۔ غلو کرنے والا دوست اور عناد رکھنے والا دشمن۔“

۴۷۰۔ آپ سے توحید اور عدالت کے مفہوم کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اس کی وہی تصویر بنائی جائے اور عدالت یہ ہے کہ اس کے حکیمانہ افعال کو متہم نہ کیا جائے۔

۴۷۱۔ حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی بخوبی نہیں جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

۱۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کی آنکھ ہی اس کے تحفظ کا ذریعہ ہے چاہے سامنے سے ہو چاہے پیچھے سے۔ لہذا انسان کا فرض ہے کہ اس نعمت پر درودگار کی قدر کرے اور اس بات کا احساس کرے کہ یہ ایک آنکھ نہ ہوتی تو انسان کا راستہ چھٹا بھی دشوار ہو جاتا۔ حملوں سے تحفظ تو بہت دور کی بات ہے۔

۲۔ شیخ محمد عبیدہ کا خیال ہے کہ یہ سرکارِ دو عالمؐ کے کردار کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ کا اقتدار قائم ہو گیا تو آپ نے تمام لوگوں کو حق کے راستے پر چلانا شروع کیا اور اس کا نتیجہ ہوا کہ اسلام نے اپنا سینہ ٹیک دیا اور اسے استقرار و استقلال حاصل ہو گیا۔

۳۔ یہاں مجبور و بیکس سے مراد وہ افراد ہیں جن کو خرید و فروخت پر مجبور کر دیا جائے کہ اسلام نے اس طرح کے معاملہ کو غلط قرار دیا ہے اور اس بیع و شراء کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ لیکن اگر انسان کو معاملہ پر مجبور نہ کیا اور وہ حالات سے مجبور ہو کر معاملہ کرنے پر تیار ہو جائے تو فقہی اعتبار سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس میں انسان کی رضامندی شامل ہے چاہے وہ رضامندی حالات کی مجبوری ہی سے پیدا ہوئی ہو۔

أَلَّهُ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ

۴۷۲

وَقَالَ ﷺ:

فِي دَعَاءِ اسْتَسْقَى بِهِ:

اللَّهُمَّ اشْفِقْنَا ذَلَّلَ السَّحَابَ دُونَ صَعَابِهَا.

قال الرضي: وهذا من الكلام المعجيب الفصاحة، وذلك أنه عليه السلام شبه السحاب ذوات الرعود والبراق والرياح والصواعق بالإبل الصعاب التي تقمص برحالتها وتقص بركبائها، وشبه السحاب خالية من تلك الروائع بالإبل الذلل التي تحتلب طيعة وتقتعد مسحة.

۴۷۳

وَقِيلَ لَهُ ﷺ: لَوْ غَيَّرْتَ شَيْئَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ ﷺ:

الْحِطَابُ زَيْنَةٌ وَنَحْنُ قَوْمٌ فِي مُصِيبَةٍ (يُرِيدُ وَفَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ).

۴۷۴

وَقَالَ ﷺ:

مَا الْمُجَاهِدُ الشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَعْظَمَ أَجْرًا يَمُنُّ قَدَرُ قَعْفٍ لَكَادَ الْعَفِيفُ أَنْ يَكُونَ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

۴۷۵

وَقَالَ ﷺ:

«الْمُقْتَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْقُذُ».

قال الرضي: وقد روى بعضهم هذا الكلام لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

۴۷۶

وَقَالَ ﷺ:

لِزِيَادِ بْنِ أَبِيهِ

وَقَدْ اسْتَخْلَفَهُ لَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْعَبَّاسِ عَلَى فَارَسٍ وَأَعْمَالِهَا، فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ كَانَ بَيْنَهَا، نَهَاهُ فِيهِ عَنْ تَقَدُّمِ الْخُرَاجِ: اسْتَغْنَى الْوَعْدَلُ، وَاخْتَذَرَ الْعَفْشَ وَالْحَمِيفَ، فَإِنَّ الْعَفْشَ يَسُودُ بِالْجَلَاءِ، وَالْحَمِيفَ يَسُدُّ إِلَى السَّيْفِ.

قص - پیرپکن

رجال - سازو سامان

وقص - پک دینا

روائع - خوفناک اشیا

ذلل - رام شدہ

تحتلب - دودھ نکالنا جائے

طیعم - اطاعت گزار

تقتعد - سواری کی جائے

مسموح - سہولت کے ساتھ

تقدم الخراج - اضافہ خراج

عصف - ناحق زور لگانا

حیث - ظلم

۱ ظاہر ہے کہ زیاد جیسے دنیا دار

کو تمام تر فکر مال خراج کی تھی اور

امیر المؤمنین جیسے محافظ دین و دنیا

کو تمام تر فکر اسلام و ایمان کی تھی

لہذا دونوں کے افکار میں فکر اُدھونا

چاہئے اور حضرت کو اس سخت ہجہ

میں گفتگو کرنی چاہئے۔

مصادر حکت ۴۷۲ نہایت ابن اثیر ۱۶۶

مصادر حکت ۴۷۳ مکارم الاخلاق ۸۳

مصادر حکت ۴۷۴

مصادر حکت ۴۷۵ تصارح الحکم ۵۷

۴۷۲۔ بارش کے سلسلہ میں دعا کرتے ہوئے فرمایا "خدا یا ہمیں فرمانبردار بادلوں سے سیراب کرنا کہ دشوار گزار ابروں سے۔ سید رضیؒ۔ یہ انتہائی عجیب و غریب نصیح کلام ہے جس میں حضرت نے گرج۔ چمک اور آندھیوں سے بھرے ہوئے بادلوں کو سرکش اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو پیر پکلتے رہتے ہیں اور سواروں کو پٹنگ دیتے ہیں اور اسی طرح ان تمام خطرات سے خالی بادلوں کو فرمانبردار اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو دوسرے میں مطیع اور سواری میں فرمانبردار ہوں۔

۴۷۳۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ اپنے سفید بالوں کا رنگ بدل دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا؟ فرمایا کہ خضاب ایک زینت ہے لیکن ہم لوگ حالات مصیبت میں ہیں (کہ سرکارِ دو عالم کا انتقال ہو گیا ہے)۔

۴۷۴۔ راہِ خدا میں جہاد کر کے شہید ہو جانے والا اس سے زیادہ اجر کا حقدار نہیں ہوتا ہے۔ جتنا اب اس کلمہ ہے جو اختیارات کے باوجود عفت سے کام لے کر عقیقت و پاکدامن انسان قریب ہے کہ ملائکہ آسمان میں شمار ہو جائے۔

۴۷۵۔ قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

سید رضیؒ۔ بعض حضرات نے اس کلام کو رسول اکرمؐ کے نام سے نقل کیا ہے۔

۴۷۶۔ جب عبداللہ بن عباس نے زیاد بن ابیہ کو فارس اور اس کے اطراف پر قائم مقام بنا دیا تو ایک مرتبہ پیشی خراج وصول کرنے سے روکتے ہوئے زیاد سے فرمایا کہ خبردار۔ عدل کو استعمال کرو اور بیجا دباؤ اور ظلم سے ہوشیار رہو کہ دباؤ و عوام کو غریب الوطنی پر آمادہ کر دے گا اور ظلم تلوار اٹھانے پر مجبور کر دے گا۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خضاب بھی سرکارِ دو عالم کی سنت کا ایک حصہ تھا اور آپ اسے استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت نے سرکار سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اجازت ہے کہ میں بھی آپ کے اتباع میں خضاب استعمال کروں۔ تو فرمایا نہیں اس وقت کا انتظار کرو جب تمہارے محاسن تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوں گے اور تم سجدہ پروردگار میں ہو گے۔

یہ سن کر آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس حادثہ میں میرا دین تو سلامت رہے گا؟ فرمایا بیشک!۔ جس کے بعد آپ مستقل اس وقت کا انتظار کرنے لگے اور اپنے کو راہِ خدا میں قربان کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

لے یہ بات طے شدہ ہے کہ راہِ خدا میں قربانی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور سرکارِ دو عالم نے بھی اس شہادت کو تمام نیکیوں کے لئے سرفہرست قرار دیا ہے لیکن عفت ایک ایسا عظیم خزانہ ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے خصوصیت کے ساتھ دورِ حاضر میں جب کہ عفت کا تصور ہی ختم ہو گیا ہے اور دامانِ کردار کے داغوں ہی کو سببِ زینت تصور کر لیا گیا ہے ورنہ عفت کے بغیر انسانیت کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور وہ انسان، انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہے جس میں عفت کو دارِ نہ پائی جاتی ہو۔

عقیقت الحیوۃ انسان ملائکہ میں شمار کئے جانے کے قابل اسی لئے ہے کہ عفت کو دارِ ملائکہ کا ایک امتیازی کمال ہے اور ان کے یہاں ترداسی کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن اس کے بعد بھی اگر بشر اس کو دارِ کو پیدا کر لے تو اس کا مرتبہ ملائکہ سے افضل ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ملائکہ کی عفت قہری ہے اور اس کا راز ان جذبات اور خواہشات کا نہ ہونا ہے جو انسان کو خلاف عفت زندگی پر آمادہ کرتے ہیں اور انسان ان جذبات و خواہشات سے معمور ہے لہذا وہ اگر عفت کو دار اختیار کر لے تو اس کا مرتبہ یقیناً ملائکہ سے بلند تر ہو سکتا ہے۔

۴۷۷

و قال ﴿۴۷۷﴾:

أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَخَفَّ بِهِ صَاحِبُهُ

۴۷۸

و قال ﴿۴۷۸﴾:

مَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى أَهْلٍ لَهْلَهٍ أَنْ يَتَعَلَّمُوا حَتَّى
أَخَذَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُعَلَّمُوا.

۴۷۹

و قال ﴿۴۷۹﴾:

شَرُّ الْإِخْوَانِ مَنْ تَكَلَّفَ لَهُ

قال الرضي: لأن التكليف مستلزم للمشقة، وهو شر لازم عن الأخ المتكلف له، فهو شر الإخوان.

۴۸۰

و قال ﴿۴۸۰﴾:

إِذَا اخْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ أَخْبَاهُ فَقَدْ قَارَقَهُ.

قال الرضي. يقال: حشمه وأحشمه إذا أغضبه، وقيل: أخجله، وأو احتشمه، طلب ذلك له، وهو مظنة مفارقتة.

وهذا حين انتهاء الغاية بنا إلى قطع المختار من كلام أمير المؤمنين عليه السلام، حامدين لله سبحانه على ما من به من توفيقنا لضم ما انتشر من أطرافه، وتقریب ما من أقطاره. تقرر العزم كما شرطنا أولاً على تفضيل أوراق من البياض في آخر كل باب من الأبواب، ليكون لاقتناص الشارد، واستلحاق البوارد، وما عسى أن يظهر لنا بعد الغموض، ويقع إلينا بعد الشذوذ، وما توفيقنا إلا بالله: عليه توكلنا، وهو حسبنا ونعم الوكيل.

وذلك في رجب سنة أربع مئة من الهجرة، وصلى الله على سيدنا محمد خاتم الرسل، و الهادي إلى خير السبيل، وآله الطاهرين، وأصحابه نجوم اليقين.

ذنوب - جمع ذنب - گناہ

استخفاف - ہلکا اور معمول تصور کرنا

اخذ علیہ - عہد دیا

۱۔ اہل ہلہلہ ہوتی بات ہے کہ تعلیم تسلیم کے بغیر

ممکن نہیں ہے۔ انسان فطراً جاہل

پیدا ہوا ہے اور اس کا وجود ہر قسم

کے معلومات سے یکسر خالی تھا۔ اب

اگر کوئی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ

کام علم کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اس کی

پروردگار نے مسلمین کو تعلیم دینے کا

حکم پہلے دیا ہے اور جاہلوں کو علم حاصل

کرنے کا حکم بعد میں دیا ہے

اور اس بیان سے یہ بھی واضح

ہو جاتا ہے کہ کائنات بشریت میں

ایسے افراد کا وجود یقیناً لازم ہے

جنہیں پروردگار نے تمام انسانوں

سے الگ عالم پیدا کیا ہے اور انہیں

زیور علم سے آراستہ کر کے بھیجا ہے ورنہ

اگر تمام افراد جاہل ہی پیدا ہوتے تو

وہ صاحبان علم کون ہوں گے جن سے

تعلیم دینے کا عہد کیا گیا ہے اور جن کی

تعلیم کے بغیر جاہلوں کے علم حاصل

کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ زبان

شریعت میں نبی اور امام ایسے ہی

افراد کو کہا جاتا ہے جنہیں پروردگار

اپنے مدرسہ علم و حکمت میں تعلیم و تربیت

دے کر بھیجتا ہے اور وہ دنیا میں کسی

تعلیم اور تربیت کے محتاج نہیں ہوتے

ہیں۔ واللہ شرب العالمین۔

(شب نیم شعبان ۱۲۱۶ھ)

مصادرت حکمت ۲۴۶ قصار احکم ۳۴۸

مصادرت حکمت ۲۴۷ اصول کافی ۱۱۱، بحار الانوار جلد ۸۸

مصادرت حکمت ۲۴۹ عیون الاخبار ۲۳۱، قوت القلوب ۱۸۱، الصیدیق والصدیقة توحیدی ۴۴، روض الاخبار ۹۱

مصادرت حکمت ۲۵۰ محاضرات الادباء راغب اصفہانی ۲۵۸

واللہ شرب العالمین

۴ رجب ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۶ء

۴۷۷۔ سخت ترین گناہ وہ ہے جسے انسان ہلکا تصور کر لے۔

۴۷۸۔ پروردگار نے جاہلوں سے علم حاصل کرنے کا عہد لینے سے پہلے علماء سے تعلیم دینے کا عہد لیا ہے۔

۴۷۹۔ بدترین بھائی وہ ہے جس کے لئے زحمت اٹھانی پڑے۔

سید رضیؒ۔ یہ اس طرح کہ تکلیف سے مشقت پیدا ہوتی ہے اور یہ وہ شر ہے جو اس بھائی کے لئے بہر حال لازم ہے جس کے لئے زحمت برداشت کرنا پڑے۔

۴۸۰۔ اگر مومن اپنے بھائی سے اختتام کرے تو سمجھو کہ اس سے جدا ہو گیا ہے۔

سید رضیؒ۔ اَحْتَمَہُ۔ اَحْتَمَہُ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ اسے غضب ناک کر دیا یا بقولے شرمندہ کر دیا اس طرح اَحْتَمَہُ کے معنی ہوں گے "اس سے غضب یا شرمندگی کا تقاضا کیا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں جدائی لازمی ہے۔

یہ ہمارے عمل کی آخری منزل ہے جس کا مقصد امیر المومنینؑ کے منتخب کلام کا جمع کرنا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں آپؑ کے منشرکلمات کو جمع کرنے اور درود دست ارشادات کو قریب کرنے کی توفیق عنایت فرمائی اور ہمارا رونا دل سے یہ عزم رہا ہے کہ ہر باب کے آخر میں کچھ سادہ اور اذوق چھوڑ دیں تاکہ جو کلمات اس وقت ہاتھ نہیں لگے انھیں بھی گرفت میں لاسکیں اور جوئے ارشادات مل جائیں انھیں ملتی کر سکیں۔ شائد کہ کوئی چیز نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد ظہور پذیر ہو جائے اور ہاتھ سے نکل جانے کے بعد ہاتھ آجائے۔

ہماری توفیق صرف پروردگار سے وابستہ ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے۔ اور یہ کتاب سنہ ۱۳۵۷ھ میں اختتام کو پہنچی ہے۔ اللہ ہمارے سردار حضرت خاتم المرسلین اور ہادی الیٰ خیر السبل اور ان کی اولاد طاہرین اور ان اصحاب پر رحمت نازل کرے جو آسمان یقین کے نجوم ہدایت ہیں۔

الحمد للہ کہ ۱۳ رجب ۱۴۱۶ھ کو شروع ہونے والا یہ کام نیم شعبان ۱۴۱۷ھ کو اتمام پذیر ہو گیا اور میری ایک دیرینہ تمنا پوری ہو گئی۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس عرصہ میں میرے پاس صرف یہی ایک کام نہیں تھا اور میں متعدد کتابوں کی تالیف و تصنیف و ترجمہ میں مصروف رہا۔ لیکن پھر بھی مالک کائنات کا لاکھوں شکریہ کہ اس نے اس مختصر سے وقفہ میں اتنی عظیم توفیق سے نوازا دیا اور میں اس عظیم خدمت کو انجام دینے کے قابل ہو گیا۔

اس سلسلہ میں میں نے مختلف تراجم اور شروع سے مدلی ہے اور وہ تمام حضرات میرے شکریہ کے حقدار ہیں خصوصیت کے ساتھ مرحوم علامہ شیخ محمد جواد مغنیہؒ کہ ان کی تحریروں میں ہمیشہ میرے لئے شمع راہ ہوتی ہیں اور حسن اتفاق سے میرا ان کا مزاج تالیف ایک جیسا ہے اور میں ان کے بیانات سے بآسانی استفادہ کر لیتا ہوں۔

اس خدمت دین کی ایک عظیم خوبی یہ ہے کہ اس کا آغاز امام اولؑ کے روز ولادت ہوا ہے اور اس کا اختتام امام آخرؑ کے روز ولادت ہوا ہے۔ رب کریم اس حقیر عمل کو قبول فرمائے اور مستقبل میں کتب اربعہ کے بارے میں کوئی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

منج البلائہ

علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثابہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ ایک احسنی • مارتھن روڈ
کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823